تذکرۂ غوثِ زماں

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

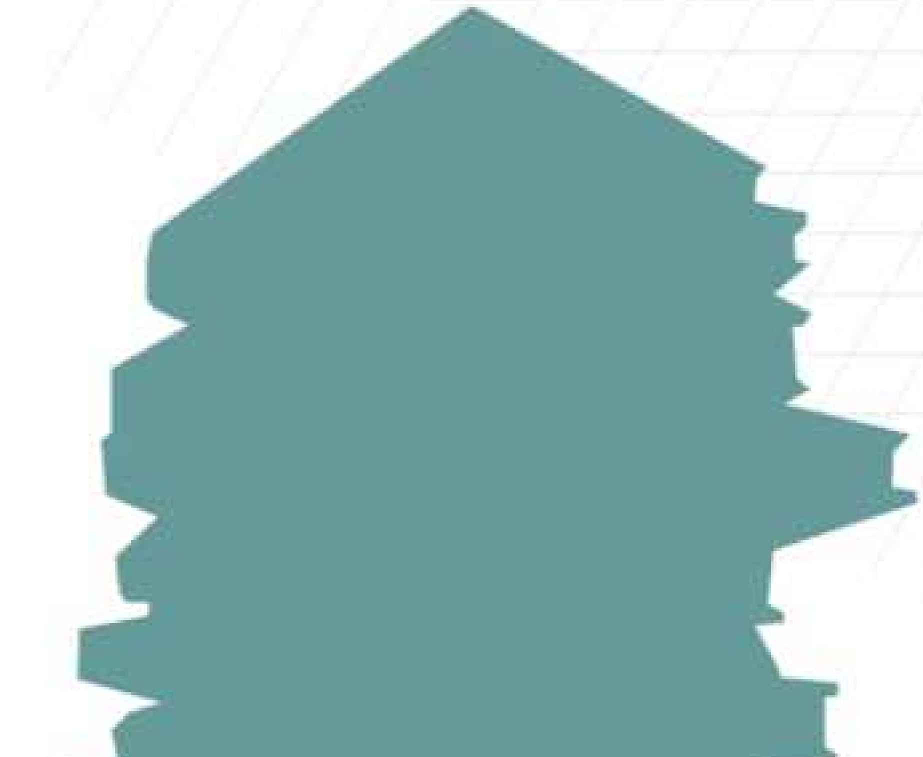

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ عالیہ چشتیہ

تذکرہ غوث زماں

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

محمد وقار المجددی ذخیرہ

تالیف

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی مہمدی

ناشر

چشتیہ اکادمی فیصل آباد پاکستان

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعاتِ چشتیہ (نمبر ۱۶)

128271

کتاب ـــــــ تذکرہ غوثِ زماںؒ

تالیف ـــــــ پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی

صفحات ـــــــ ۵۵۲

کتابت ـــــــ محمد اکرم جاوید (احسن کتابت فیصل آباد)

سائز کتاب ـــــــ ۲۳×۳۶/۱۶

تعداد ـــــــ گیارہ سو (۱۱۰۰)

سالِ اشاعت ـــــــ ۱۴۱۶ھ (۱۹۹۵ء)

ناشر ـــــــ چشتیہ اکادمی، فیصل آباد

طابع ـــــــ ارمغان پرنٹنگ پریس فیصل آباد

قیمت ـــــــ /= روپے

بسعی و اہتمام

حلقۂ چشتیہ صمدیہ سلیمانیہ

فیصل آباد، پاکستان

ملنے کا پتہ

۱۔ چشتیہ اکادمی فرحت منزل گلی نمبر ۵ گیلانی والی جھنگ بازار فیصل آباد

۲۔ تونسہ کتاب گھر کچہری چوک تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

۱

قُلْ

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

فَاتَّبِعُوْنِیْ

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

آلِ عمران ۳

۲

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

مریم ۱۹

Marfat.com

۱

آپ (ان سے) فرمائیے

اگر تم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے ہو

تو میری پیروی کرو

(تب) اللہ تم سے محبت فرمانے لگے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا

اللہ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

(۳ : ۳۱)

۲

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

خدائے مہربان ان کے لئے (دلوں میں) محبت پیدا فرما دے گا۔

(۱۹ : ۹۶)

Marfat.com

نعت شریفؐ

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتابؐ
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود !!
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب ! میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مُراد پا گئے !!
عقل، غیاب و جستجو ! عشق، حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتابؐ سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

(از حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ)

Marfat.com

٨٩٢

المجلد الثاني

الجزء

...جابر يقول ما سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء قط فقال لا حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابي قال...

باب المقة من الله حدثنا عمرو بن علي قال حدثنا ابو عاصم عن

ابن جريج قال اخبرني موسى بن عقبة عن نافع عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا احب

الله عبدا نادى جبريل ان الله يحب فلانا فاحببه فيحبه جبريل فينادي جبريل في اهل

السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الارض

1

محبت

سبب بھی اور نتیجہ بھی

٩٦٣

المجلد الثاني

الجزء

...قال حدثنا سليمان بن بلال قال حدثني شريك بن عبد الله بن ابي نمر عن عطاء عن ابي هريرة

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قال من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الي عبدي

بشيء احب الي مما افترضت عليه وما يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احببته

كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها

وان سألني لاعطينه ولئن استعاذني لاعيذنه وما ترددت عن شيء انا فاعله ترددي عن

نفس المؤمن يكره الموت وانا اكره مساءته

2

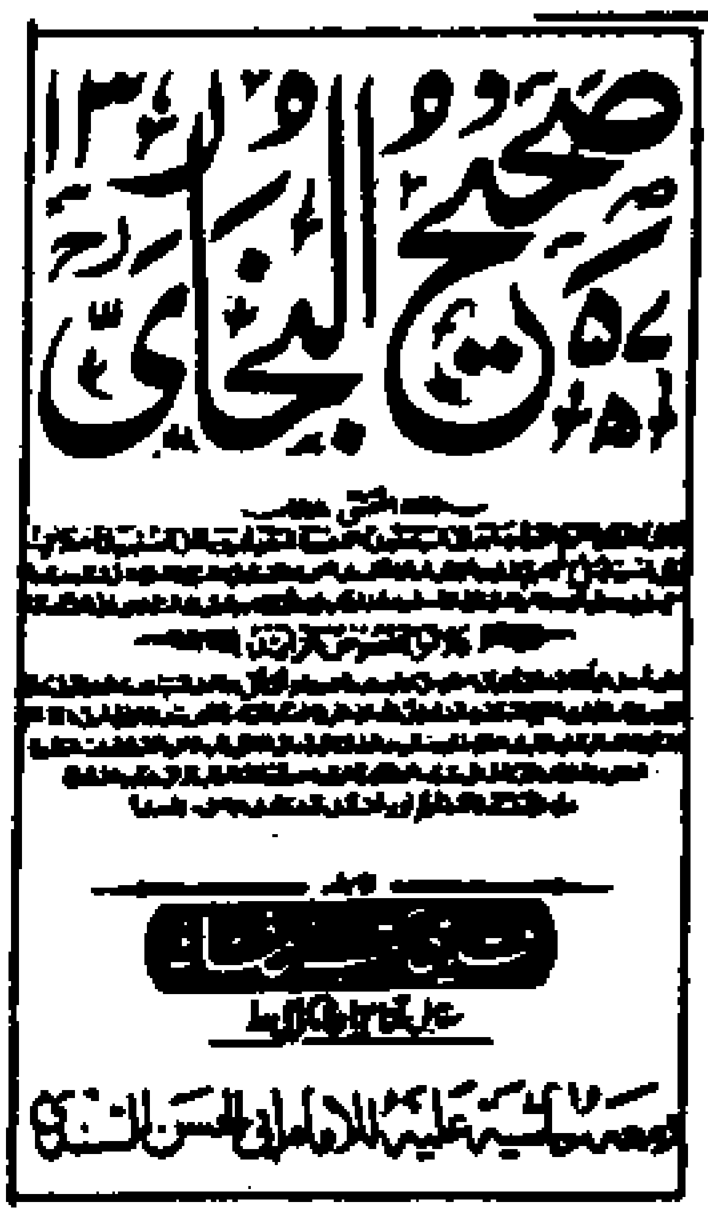

١

إذا أحبّ الله العبدَ

نادى جبرئيل ان الله يحبّ فلانا فاحببه

فيحبّه جبرئيلُ

فينادي جبرئيلُ في اهل السماء

ان الله يحبّ فلانا فاحبّوه

فيحبّه اهل السماء

ثم يوضعُ له القبول في الارض

٢

ان الله قال

من عادى لي وليًّا فقد اذنته بالحرب

وما تقرّب الىّ عبدي بشيءٍ احبَّ الىّ مما افترضتُ عليه

ولا يزال عبدي يتقرب الىّ بالنوافل حتى احببتُه

فكنتُ

سمعه الذي يسمع به

وبصره الذي يبصر به

ويدَه التي يبطش بها

ورجلَه التي يمشي بها

وإن سألني لأعطينّهُ

ولئن استعاذني لأعيذنّه

وما تردّدتُ عن شيءٍ انا فاعلُه

تردُّدي عن نفس المؤمن يكره الموت

وانا اكره مساءته

Marfat.com

۱

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے!
جبرئیلؑ سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر
تو جبرئیلؑ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔
پھر جبرئیلؑ آسمان والوں میں منادی کرتا ہے۔
"اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو"
تو اہلِ آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔
پھر زمین میں اسے مقبولیتِ عامہ بخش دی جاتی ہے۔

۲

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
جس نے میری وجہ سے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی، بلاشبہ میرا اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے
میرا بندہ ایسی کسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اس پر فرض کی ہیں،
بلکہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں
تو میں اس کے

کان (سماعت) ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے،
آنکھیں (بصارت) بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے،
ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے،
اور پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔
اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں،
اور اگر وہ میری پناہ میں آئے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔
کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں
(سوائے) مومن کا موت کو برا سمجھنے میں
کیونکہ اس کے اس برا سمجھنے کو میں برا جانتا ہوں۔

Marfat.com

انتساب

تبرّکِ عالم، قطبِ زماں، محبوبِ فخرِ جہاں، آفتابِ ملکِ ولایت، خورشیدِ برجِ ہدایت، وارثِ ملکِ نبوت، شہنشاہِ اقلیمِ عزیّت، غیاث العاشقین، سند الواصلین، فخر العارفین، سراج الواصلین، مظہرِ اسرارِ احد، منبعِ انوار الصمد، قلبِ مدارِ عالم!

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام،

یہی عقدہ کشا میرے، یہی ہیں رہنما میرے
سمجھتا ان کو اپنا حامیِ دنیا و دیں ہوں میں

Marfat.com

کلماتِ خیر

از : صاحبزادہ میاں غلام معین الدین صاحب مہاروی دامت برکاتہٗ
سجادہ نشین درگاہِ معلیٰ چشتیاں شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والدی و مرشدی حضرت میاں نورِ جہانیاں محمودی مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دلی آرزو تھی کہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مناقب اور اُن کی تعلیمات اہلِ سلسلہ تک پہنچیں تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اسی خاطر انہوں نے پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی کو "حضور قبلۂ عالمؒ۔ احوال و مناقب" تصنیف کرنے کا حکم دیا تھا۔ پروفیسر چشتی صاحب نے ۲۹ ذیقعد ۱۴۱۲ھ کو یہ کتاب مطبوعہ صورت میں حضرت میاں صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پیش کی اور دعائیں حاصل کیں۔ ۵ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کو حضرت میاں صاحبؒ کا وصال ہو گیا۔

اس تصنیف کے بعد پروفیسر چشتی صاحب "تذکرہ غوثِ زماں رحمۃ اللہ علیہ" کی ترتیب میں شب و روز مصروف ہو گئے۔ حضرت پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے احوال و مناقب پر تصنیف کا حکم پروفیسر صاحب کو حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ نے دیا تھا اور بعد میں حضرت میاں نورِ جہانیاں صاحبؒ نے بھی تاکید فرمائی تھی۔

الحمدللہ کہ "تذکرہ غوثِ زماںؒ" بہت جلد مطبوعہ صورت میں آ رہا ہے۔ پروفیسر چشتی صاحب نے نقاہت و علالت کے باوجود اسے مکمل کیا۔ یہ حضرات خواجگانِ کرامؒ کا خاص کرم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ چشتی صاحب کو اس خدمت کا صلہ دونوں جہانوں میں عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

دعا گو
(دستخط) غلام معین الدین مہاروی
سجادہ نشین درگاہِ معلیٰ
چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر

۵ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ

Marfat.com

غوث زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

کے حضور منظوم ھدیۂ عقیدت

من جانب: خادم الفقراء افتخار احمد چشتی سلیمانی

ہے درخشندہ ہر اک اُلفت کا باب!
تیری ہستی ہے مثالِ آفتاب
ہر زباں پر ہے ترا ذکرِ جمیل
لُطف سے تیرے ہے عالم فیضیاب
کر دیا تُو نے حقیقت آشنا!
ورنہ ہستی تھی مری مثلِ سراب
مُنفرد ہر رنگ میں ہے تیری ذات
کیا زمانہ لائے گا تیرا جواب
تُو نے دکھلائی صراطِ مُستقیم
ہر محل آئینۂ ام الکتاب!
نقشِ سیرت ہے ترا ہر اک عمل
ہے تری گفتار قُرآں کا نصاب
افتخار احمد بھی ہے در کا غلام
اِس پہ بھی چشمِ کرم عالی جناب

(عطائے حافظ لدھیانوی و محمد انور بابر چشتی)

Marfat.com

دُعائیہ کلمات

از : خواجہ عطاء اللہ خاں صاحب سلیمانی دامت برکاتہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

۷۸۶
۷۹۲

تذکرۂ غوثِ زماںؒ فخر الاولیاءؒ، غریب نواز، آفتاب چشتیاں، برہانِ عارفاں، دلیلِ واصلاں، حبیبِ سُبحاں، سُلطانِ تارکاں، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مناقب پر ایک تازہ ترین تالیف ہے، جس کے مؤلف پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی ہیں۔ اِس تصنیف میں اعلیٰ حضرت تونسویؒ کے حالات و ارشادات بھی ہیں اور آپ کی کرامات و تعلیمات بھی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرات مشائخ چشتؒ اہلِ سلسلہ کو اس تذکرۂ مبارکہ کے مطالعہ کی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی کو اِس تالیفِ لطیف کا اجرِ عظیم دونوں جہانوں میں عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

دُعا گو

(دستخط)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ
تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

۳، ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

Marfat.com

مندرجات

ا۔ اِفتتاحیہ

بسم اللہ	۳
آیاتِ قرآنی	۴
نعت شریف	۶
احادیثِ مبارکہ	۷
انتساب	۱۰
کلماتِ خیر	۱۱
منقبت	۱۲
دعائیہ کلمات	۱۳
مندرجات	۱۴
عرضِ مؤلف	۱۷
پیش لفظ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	۲۳
دیباچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ	۲۹

Marfat.com

ب۔ تذکرہ غوثِ زماںؒ ۴۳

باب

۱	شجرہ ہائے طریقت	۴۵
۲	ابتدائی زندگی	۷۳
۳	تعمیرِ ولائت	۹۳
۴	معراجِ ولائت	۱۱۷
۵	خانقاہ کا قیام	۱۳۵
۶	شمائل، خصائل و فضائل	۱۵۹
۷	دیگر محاسن	۱۸۷
۸	پسماندگانِ ذلیشان	۱۹۵
۹	کشف و کرامات	۲۱۳
۱۰	منظومِ عقیدت	۲۳۷
۱۱	ارشاداتِ عالیہ	۲۷۳
۱۲	نقدِ تعلیمات	۳۰۱
۱۳	خلفاءِ عظام	۳۶۹
۱۴	آستانہ عالیہ سُلیمانیہ	۴۳۳
	تصاویر	۴۹۷
۱۵	کتابیات	۵۱۳

Marfat.com

ج۔ اختتامیہ

آئینۂ ایام — ماہ و سال — ۵۲۳

اظہارِ تشکر — ۵۲۹

مؤلفِ تذکرہ — ۵۴۳

حرفِ آخر — ۵۴۷

Marfat.com

عرضِ مؤلف

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ؕ

خاکسار ۱۹۳۷ء میں حضرت میاں محمد عبد الصمد فخری فریدی سلیمیؒ سے دہلی شریف میں بیعت ہُوا۔ چند ماہ آپ کی خدمتِ عالیہ میں گزارے، پھر تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گیا۔ ۱۹۷۵ء میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے بطور صدر شعبہ اسلامیات ریٹائر ہُوا۔ ۱۹۷۲ء میں خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ نے اپنے دامِ محبت اور عقیدت میں گرفتار کیا اور حکم دیا کہ شب و روز دین و سلسلہ کی خدمت میں معروف ہو جاؤں۔ عین ریٹائرمنٹ پر پروفیسر محمد باقر (محمد میاں) صاحب فریدیؒ نے بھی جو حضرت دہلویؒ کے نبیرہ و سجادہ نشین تھے، خلافت و اجازت سے نواز کر گویا تاکیدِ مزید فرمائی۔ اَلحمدُ لِلّٰہ اُس وقت سے اپنی حیثیت کی حد تک سلسلے کی خدمت کے ساتھ ساتھ مشائخ کے تذکروں کی تصنیف و تالیف میں مشغول ہوں:

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار مے کنیم

محبت کا اصل مرکز تو مدینہ طیبہ ہی ہے۔ مگر سُنّتِ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق پہلے مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت اور اُس کا طواف کرنے کے بعد علامہ اقبالؒ کا یہ شعر پڑھتا ہُوا میں مدینہ طیبہ کا رُخ کرتا ہُوں:

تو باشی ایں جا و با خاصاں بیامیز
کہ من دارم ہوائے منزلِ دوست

Marfat.com

اور اقبالؒ ہی کا یہ مصرع گنگناتا ہُوا

سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

مَیں اس مرکزِ محبت نجفِ اشرف کا رُخ کرتا ہُوں: وہاں سے پھر بصرہ شریف، چشت شریف اور اجمیر شریف سے ہوتا ہُوا مَیں دہلی شریف حاضر ہوتا ہُوں، جو بائیس[۲۲] خواجہ کی چوکھٹ ہے، اور وہاں سے مَیں پاکپٹن شریف اور چشتیاں شریف کے درو دیواروں کو بوسے دیتا تونسہ شریف کی خاک کو آ چُومتا ہُوں۔

غوثِ زماں کا مسکن، محبوبِ سُبحاں کی آماجگاہ، مملکتِ ولایت کے شاہ سُلیمان کا شہر، مَیں کیوں اس کا اتنا احترام کرتا ہُوں؟

قیس چشتیؒ کا یہ فرزند قیسِ عامری کا یہ قول پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ اُس عاشقِ یگانہ نے کہا تھا:

"جب مَیں لیلیٰ کے گھر کے پاس سے گزرتا ہُوں، تو کبھی اس دیوار کو چُومتا ہُوں اور کبھی اُس دیوار کو بوسہ دیتا ہُوں۔ ایسی بات نہیں کہ مَیں ان دیواروں کے پتھروں پر فریفتہ ہُوں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو اُس کی محبت کا تقاضا ہے، جو اُن گھروں میں رہتا ہے۔"

❋

تونسہ شریف کے درو دیوار آج بھی تابندہ ہیں۔ سنگھڑ ندی کے آبِ رواں سے رُوح پرور ہوا بھی اسی طرح جاری ہے۔ اُونٹوں کی گھنٹیاں آنے والوں کا بالکل اُسی طرح پتہ دیتی ہیں۔ یہ گلیاں اور راہیں آج بھی شاہ سُلیمان کی خوشبو سے اٹی پڑی ہیں اور آستانۂ عالیہ کی فضا ویسی ہی مُشک بار اور عطر بیز ہے۔ کیوں نہ ہو؟ آپ گلستانِ نبوی، معینی، فریدی، نظامی، فخری اور نوری کے وہ شجرِ سایہ دار اور سروِ گہربار جن کا خنک سایہ اور جن کی پُرلطف مہک آج بھی پژمُردہ دلوں کو نئی زندگی بخش رہی ہے:

Marfat.com

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گل
جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ نے تونسہ جیسے دُور افتادہ اور غیر معروف دِہ میں بیٹھ کر خُدا معلوم کتنوں کو اسلام میں داخل کیا اور کتنوں کو توبہ کرا کے متقی و پرہیز گار بنایا۔ جاہلوں کو علمِ نافع کے زیور سے آراستہ کیا، عالموں کو عرفان کے ذائقہ سے روشناس کرایا اور عارفوں کو مقامِ احسان تک پہنچایا۔ خُود سر وڈیروں اور نوابوں کو خشیتِ الٰہی کا درس دیا۔ مختصر یہ کہ جو بھی آیا حُبّ جاہ اور حُبّ مال کے چنگلوں سے آزاد ہو کر مُراد کو پہنچا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے فقر کی نعمتِ عُظمیٰ کو دونوں ہاتھوں سے یُوں لٹایا کہ عُلماء اور فقراء کا ایک جمِ غفیر اس تاریخ ساز تربیت گاہ میں ہر وقت جمع رہتا۔ یوں اولیاء اللہ کی ایک ایسی جماعت وجود میں آئی جس نے دِلوں کی ویران بستیوں کو پھر سے سرسبز و شاداب کرنے کا عزمِ صمیم لے کر رشد و ہدایت کے ایسے عدیم المثال مراکز قائم کئے جن کا واحد نصبُ العین اسلام اور مُسلمانوں کی سربلندی اور اپنے خالق و مالک سے غافل مخلوقِ خُدا کو اُس رحیم و کریم سے مِلانا تھا۔

فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ حیات!
بندہ از تاثیرِ اُو مولا صفات

لہٰذا حضرت غوثِ زماںؒ کی دینی، رُوحانی اور ملّی خدمات کا اعتراف، ان کا بار بار ذکر اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہم سب کا اخلاقی فریضہ اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ تیرھویں صدی ہجری میں جب عیاش مُغل فرمانروا اپنی بساط لپیٹ رہے تھے اور عیار انگریز مقامی نااتفاقیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے پاؤں مستحکم کر رہے تھے، مُسلمان سخت آزمائش سے دوچار تھے۔ ایسے پُرفتن دور میں آپ نے نہ صرف نا اُمیدی کی اس فضا کو اُمید میں بدلا بلکہ مِلّت کے قلبِ مُردہ کو پھر سے

Marfat.com

جلا بخشی کیونکہ آپ خوب جانتے تھے کہ:

دلِ مُردہ دل نہیں ہے اِسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

کرامت سے انکار نہیں لیکن اصل کرامت استقامت ہے۔ حُبّ جاہ اور حُبّ مال سے بالا رہ کر دینِ متین پر ڈٹ جانا۔ انفرادی اور مجموعی ہر دو سطحوں پر اور ہر حال میں قرآن و سنّت کو مقدم رکھنا۔ خود تقویٰ کی بہترین مثال پیش کرتے ہوئے پرہیزگاری کا درس دینا۔ یہ ہیں وہ کارہائے نمایاں جو ہمارے اسلاف نے کر کے دکھائے۔ ہمارے قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی اور ان کے خلفاءؒ نے ادب، خدمت اور محبت کا درس ایسا ازبر کرایا کہ ان کی ذیلی خانقاہیں بھی اپنے کردار کے لحاظ سے منفرد نظر آنے لگیں۔

اپنی اور اپنے لواحقین کی اصلاح، کیا غریب کیا امیر، ہم سب کا فریضہ ہے۔ افراد اور گھر درست ہوں گے تو پورا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ اعلیٰ اقدار اور اعلیٰ اخلاق ہی پر اسلام کی اساس ہے۔ یہی وہ بنیادی عنصر ہیں جو بالآخر اسلامی ریاست کو جنم دیتے ہیں۔ آج کی اہم ترین ضرورت اخلاقی اور روحانی انقلاب ہے جس کے لئے والدین، اساتذہ، علماء اور مشائخ کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔

وہ سجدہ، رُوحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!

اگر ہم اپنے بزرگوں کی تعلیمات اپنا لیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا شروع کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان جیسے نتائج نہ حاصل ہوں۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

Marfat.com

غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسویؒ کے احوال و مناقب فارسی، اُردو اور انگریزی کی مختلف تصانیف میں بکھرے پڑے ہیں۔ زیرِ نظر تبصرہ میں انہیں یکجا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ زیادہ تر افادہ مندرجہ ذیل کتابوں سے کیا گیا۔

فارسی:۔ مناقبِ سُلیمانیہ، مناقب المحبوبین، نافع السالکین، مناقبِ سُلیمانی اور منتخب المناقب۔

اُردو:۔ خاتمِ سُلیمانی، حیاتِ سُلیمان، تاریخِ مشائخ چشت، اور حضرت خواجہ محمد سُلیمانؒ تونسوی اور اُن کے خلفاء۔

انگریزی:۔

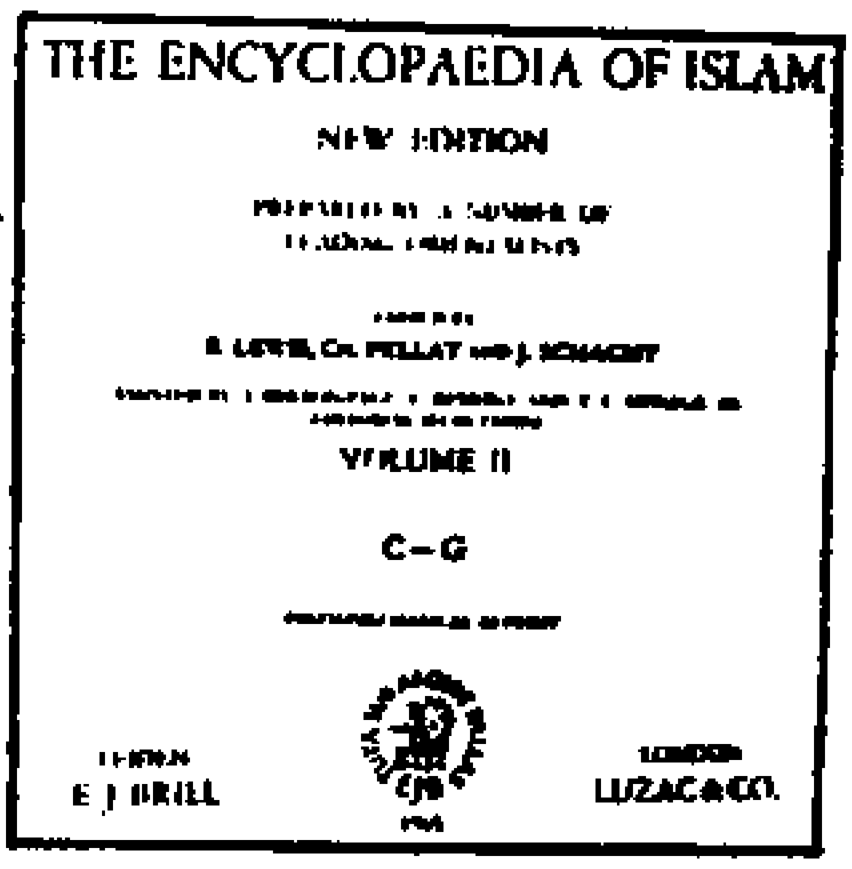
THE ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM

NEW EDITION

VOLUME II

C–G

E J BRILL

LUZAC & CO.

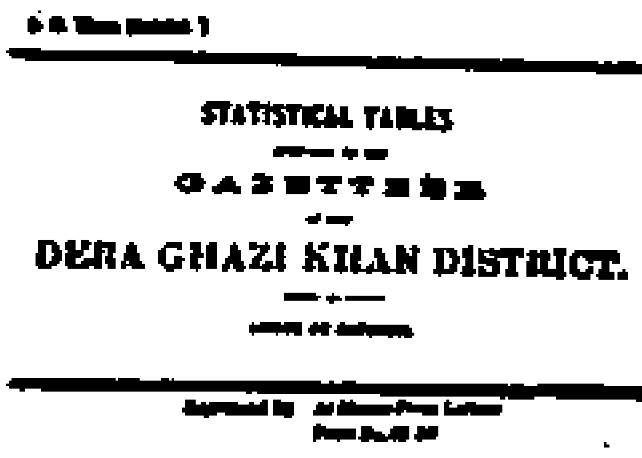
STATISTICAL TABLES

GAZETTEER

DERA GHAZI KHAN DISTRICT.

مذکورہ تصانیف اور دیگر ملفوظات کی خوشہ چینی کے بعد خواجگانِ چشت کے اِس ادنیٰ ترین غلام زادے سے جو بھی بن پڑا اسے مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا ہے۔ ظاہر ہے اس بندۂ مواصفات کے تذکرہ کے اندر بھلا آپ کے خلفاءِ عظام اور اولادِ عالی مقام جیسی قدآور شخصیات کے مفصل احوال کہاں سما سکتے تھے۔ وُہ تو خود بھی علیحدہ تصانیف کے متقاضی ہیں۔

یہ خاکسار تو بس وُہی کچھ پیش کر سکا ہے جو بظاہر اس کی دسترس میں تھا اور اِسی کو وُہ اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے۔

من کیستم کہ چشم کشائم بروئے تو
ایں بس کہ مے کنم بزباں گفتگوئے تو

مخدومی حضرت میاں نُورِ جہانیاں محمُودی مہارویؒ نے قبلۂ عالم حضرت خواجہ

Marfat.com

نورِ محمد مہارویؒ کے احوال و مناقب پر اُردو میں ایک علیحدہ کتاب لکھنے کا حکم دیا تھا۔ خواجگانِ عظام کا کرمِ خاص تھا کہ اِتنا بڑا کام صرف دو سال میں مکمل ہُوا۔ الحمدُ للہ کہ حضرت میاں صاحبؒ کے وصال (۵، ذالحجہ ۱۴۱۲ھ) سے صرف پانچ روز پہلے کتاب "حضورِ قبلۂ عالمؒ، احوال و مناقب" ان کی خدمتِ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہُوئی۔

مذکورہ بالا تصنیف سے فارغ ہوتے ہی زیرِ نظر تذکرے کی تدوین و ترتیب میں شب و روز مصروف ہوگیا۔ ۱۴۱۴ھ کے دوران حضرت مولانا فخر الدینؒ دہلویؒ کے مشہورِ زمانہ عربی رسالہ "فخر الحسن" کا متن اور اُردو ترجمہ بھی چھپا، مگر کاروانِ شوق منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ کوشش تھی کہ اعلیٰ حضرت تونسویؒ کے سالانہ عرس ۱۴۱۵ھ تک یہ کام بھی مکمل ہوجاتا مگر کتابت و طباعت کے بہت سے مراحل ابھی باقی ہیں۔ اِس لئے یہ تمنا پوری نہ ہوسکی۔

اِس حقیقت کا اعتراف ضروری ہے کہ یہ خادم الفقراء اِس تذکرہ میں حضرت غوثِ زماںؒ کے مناقب کماحقہٗ تحریر نہیں کرسکا۔ جس ذاتِ والاصفات کا مقام قطبیت، غوثیت اور افرادیت کے بعد محبوبیت کے بلند ترین درجہ پر پہنچا ہُوا ہو، اِس کے مناقب یہ خاکپائے درویشاں کیسے تحریر کرے۔ یہ صرف حضرات خواجگانِ چشتؒ کی نگاہِ کرم کا اعجاز ہے، ورنہ من آنم کہ من دانم:

ہمیں بس فخر عرفانم کہ خاکِ کوئے جانانم
غلامِ شاہ سلیمانم مرا از حشر باکے نے!

12827

پیش لفظ

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، ایم اے، پی ایچ ڈی،
ڈائریکٹر ایجوکیشن (کالجز) فیصل آباد ڈویژن، فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تاثر پذیری انسانی فطرت کا اقتضاء ہے۔ انسان جس سے متاثر ہوتا ہے اُس کے ذکر میں آسودگی پاتا ہے۔ ذکر کے محرکات متعدد اور بوقلموں ہیں۔ حسن تاثر کی تسکین، تمنائے استفادہ، خواہش اخذ یا فطری ذوقِ مطالعہ کی تشفی، محرکات کے تنوع کے نتیجہ میں تنکار کی پیشکش کا انداز مختلف رہا ہے۔ معروضی سیرت نگاری یا موضوعی سوانح شماری نے اندازِ تحریر کی مختلف جہتیں متعین کی ہیں، تاریخ اقوام اور تاریخ ادبیات کے مطالعہ سے اِس رنگا رنگی کا سُراغ لگایا جا سکتا ہے۔

اسلام چونکہ مقصدیت کا علمبردار ہے اس لئے عالمِ اسلام کے علمی رجحانات اور ادبی میلانات میں مقصدیت کا عنصر غالب رہا۔ سوانح حیات کی تدوین استخوان شماری نہیں مستقبل کی تعمیر کی راہیں استوار کرنا ہے۔ کسبِ فیض ہی وُہ داعیہ ہے اور خواہش تعمیر ہی وُہ محرک ہے جو ہدائیت کی روشن مثالوں کی جستجو کے لئے تاریخ و سیرت کے مطالعہ میں معاون رہا ہے۔ سیرتِ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدوین دراصل حیاتِ انسانی کی تہذیب کی تمہید ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مستقبل کی تابانیوں کے لئے منارۂ نور ہیں، اِس لئے سفرِ حیات کے راہی اِن سے راہ یابی کا حوصلہ پاتے رہے۔ خود سنورنے کی خواہش نے سیرِ صحابہ سے خوشہ چینی کی تحریک دی اور جستجو نے کئی ضخیم کتابیں مرتب کرنے کا ولولہ دیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد صوفیاء کا گروہ انسانیت کے درد کی درمانی اور قافلۂ انسانیت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہا۔ صوفیاء کرام کی زندگیاں متوسلین و معتقدین کے لئے اعتماد و ایقان کی نمو کرتی رہیں، اس لئے وُہ ان بابرکت مہ و سال کو محفوظ کرتے

Marfat.com

رہے۔ صدیوں کے سفر میں ہزاروں زندگیاں نوشتۂ عقیدت کے سلکِ مروارید میں پر دی گئیں۔ ذوق کے تفاوت کے باعث اخذ و استفادہ کے اصول مختلف رہے مگر مقصد ایک ہی تھا کہ استفادۂ نور کیسے ہو؟ اور زندگی کی شبِ تاریک کو اجالا کیسے نصیب ہو، علاقائی مناسبت، خاندانی نسبت، لسانی موانست اور احتیاج کی نوعیت کے حوالے سے سوانحِ حیات مرتب کئے جاتے رہے۔

استفادہ کی خواہش نے جب تصوف کو ایک طریقِ زندگی بنا دیا تو سلسلۂ رشد و ہدایت کی کڑیاں تلاش ہونے لگیں اور باہمی اتصال کے زیرِ اثر متعدد سلسلے وجود میں آنے لگے۔ ان میں چار سلاسل کو شہرتِ عام اور بقائے دوام کی دولت حاصل ہوئی۔ نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ خصوصی توجہ اور عمومی قبولیت کے باعث ہر صاحبِ نسبت کے لئے معتبر قرار پائے۔ ان سلاسل کے اکابرین کی زندگیاں زیادہ انہماک اور بھرپور ارادت کی بنا پر محفوظ ہونے لگیں اور متعدد تذکرے معرضِ وجود میں آئے۔ برِصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کو زیادہ فروغ حاصل ہوا اس لئے یہ سلسلہ اکثر و بیشتر مؤلفین کے لئے موضوعِ تالیف رہا۔ "تذکرہ غوثِ زماں" اس سلسلۂ تالیف میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔

'تذکرہ' کا کلمہ اپنے سوانحی پہلوؤں کے احاطے کے باوجود نصیحت طلبی اور فیض خواہی کا عنصر رکھتا ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کہہ کر متعارف کرایا ہے کہ اس سے کسبِ فیض کے پہلو کو اولین اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان علماء اس قرآنی اشارے سے متاثر ہو کر اپنی تصنیفات اسی حوالے سے پیش کرتے رہے ہیں، کوئی کب پیدا ہوا، کہاں زندگی گزاری، معمولات اور مشاغل کیا تھے، اولاد اور متوسلین کی تعداد کتنی تھی۔ یہ ضروری عنوانات ہیں مگر بنیادی مقصد اس معروضی تصویر کشی سے کہیں عظیم تر تھا کہ ان واقعات و سوانح سے قاری پر کس قدر اور کیونکر اثرات مرتب ہوں، اس حوالے نے ساری نگارشات کو داخلیت عطا کر دی ہے۔ حالات و مشاہدات کے بیان میں مؤلف صرف مرتب نہیں رہا بلکہ ان حالات کی روداد بیان کرتے ہوئے ہم قدمی کا حظ اٹھانے لگا ہے جو صوفیائے کرام کے بارے میں لکھی جانے والی کتابوں کا خاصہ ہے۔ اسی لئے تذکرہ کہا گیا کہ مقصود حکایت واقعہ بلکہ ان

Marfat.com

واقعات کو اپنے حالات کے تناظر میں اپنی ذات کا حصہ بنالیا ہے۔ محترم چشتی صاحب کے "تذکرہ غوثِ زماں" کا مقصدِ تالیف بھی یہی ہے۔ یہ ہدایت کے حرفی استعارے اور راہنمائی کے منور اشارے ہیں۔ طلبِ ہدایت کے لئے خاندانِ چشت کے ایک معزز و محترم گھرانے تونسہ کا انتخاب کیا گیا کہ جناب چشتی صاحب کی نسبت اسی گھرانے سے ہے اس سے تذکرے میں اپنائیت کا جوہر پیدا ہوا۔

سلسلۂ چشتیہ یوں تو حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا مگر اسے نسبتی شناخت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی علیہ الرحمۃ کے وجود سے ملی کر چشت، ایک غیر معروف قصبہ کو آپ کی ذات سے دوام حاصل ہو گیا۔ سقوطِ بغداد کے بعد جب عالمِ اسلام پر نزع کی حالت طاری تھی، اکثر صوفیاء نے برِصغیر کا رُخ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے تو برِصغیر کے مستقبل کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا، اس لئے آپ یہاں تشریف لے آئے۔

اس طرح اجمیر سلسلۂ چشتیہ کا مرکز بنا۔ آپ کی توجہ اور فیضِ رُوحانی سے ایک نہایت وسیع اِدارہ جسے سلسلۂ چشتیہ کا زرّیں حلقہ کہا جا سکتا ہے وجود میں آیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ، بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ، خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ اُن اکابر صوفیاء میں سے ہیں جن پر عالمِ اسلام ہمیشہ ناز کرے گا، شاہ کلیم اللہ جہان آبادی علیہ الرحمۃ سے یہ سلسلہ شمالی ہند سے دکن منتقل ہُوا کہ خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی علیہ الرحمۃ اور اُن کے صاحبزادے خواجہ فخرالدین علیہ الرحمۃ کی مساعی جمیلہ سے دکن کا علاقہ نُورِ اسلام سے منور ہوا، مگر خواجہ فخرالدین علیہ الرحمۃ جلد ہی دہلی تشریف لے آئے اور یہاں خواجہ نُور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔ انہیں کے بارے میں خواجہ فخر علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا "مکھن پنجابی لے گیا چھاچھ پیو سنسار" خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ سے یہ فیض شہبازِ طریقت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کو منتقل ہُوا، خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کی ذات ہی محترم چشتی صاحب کی اس کتاب کا مرکزی موضوع ہے۔

"تذکرہ غوثِ زماں" حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے احوال و مناقب پر مشتمل ہے۔ ابتدائیہ اور اختتامیہ کے علاوہ پندرہ ابواب پر محیط یہ تذکرہ قارئین کو حضرت

Marfat.com

خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمہ کے بارے میں نہایت جامع اور حددرجہ وقیع معلومات مہیا کرتا ہے۔ ابتدا سلسلہ ہائے طریقت کے عمومی تعارف سے کی گئی ہے جہاں چشتیہ سلسلہ کی اساس اور اس سے دیگر سلاسل کا ربط بڑی مہارت سے دکھایا گیا ہے۔ نیز اعلیٰ حضرت تونسویؒ کے مرشدِ پاک حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کا مختصر تذکرہ بھی اس تمہیدی گفتگو کا حصہ ہے۔ دوسرے[۲] باب سے اعلیٰ حضرت تونسوی علیہ الرحمہ کے خاندان، ولادت اور مراحلِ تعلیم کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ تیسرا[۳] اور چوتھا[۴] باب تلاشِ حق اور طلبِ فیض کی روداد سے جس میں ایک عقیدتمند قاری کے لئے سفرِ ہدایت کی تفصیل موجود ہے جو اس کے لئے معلومات کی حد تک ہی نہیں بلکہ اتباع کے لئے بھی کفایت کرتی ہے۔ پانچواں[۵] باب خانقاہ کے قیام کے لئے مختص ہے جبکہ چھٹا[۶] اور ساتواں[۷] باب آپ کے شمائل، خصائل، فضائل اور محاسن کے لئے وقف ہیں۔ یوں پسماندگانِ ذلیشان کے مختصر تذکرہ سے حضرت غوثِ زماںؒ کے ذاتی کوائف پہلے آٹھ[۸] بابوں میں ایک حد تک مکمل ہو جاتے ہیں۔

نواں[۹] باب کرامات کے حوالے سے آپ کا مقام ومرتبہ ظاہر کرتا ہے جبکہ دسواں[۱۰] باب اس آفتابِ تونسویؒ کے نام سپاسِ عقیدت کا منظوم مرقع ہے۔ ارشاداتِ عالیہ کے حوالے سے گیارھواں[۱۱] باب بلاشبہ نہایت اہم ہے لیکن ۱۸۱ صفحوں پر محیط "نقدِ تعلیمات" نہ صرف صاحبِ تذکرہ کے پیغام کو دوام بخشنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ بلکہ فاضل مؤلف کے اعلیٰ وارفع مقاصد کی بھی منہ بولتی تصویر ہے۔ تیرھویں[۱۲] باب میں سلسلۂ رشد کی توسیع خلفائے عظام کے حوالے سے پیش کی گئی ہے جبکہ چودھویں[۱۴] باب میں نقشِ دوام کے محسوس مظاہر کی نسبت سے خانقاہ کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں ان ماخذ اور مصادر کی فہرست ہے جن سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

یوں یہ تذکرہ عقیدتمندی کے سایوں میں ایک علمی دستاویز بن گیا ہے۔

Marfat.com

تذکرہ غوث زماں" سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ برِ صغیر کا وُہ حصہ جو وطنِ عزیز پاکستان کہلایا حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی علیہ الرحمتہ کی برکات سے بے حد مستفیض ہوا خصوصاً صوبہ پنجاب کی تمام نمایاں درگاہیں اسی آستانہ سے کسبِ فیض کرتی رہی ہیں۔ اس سے "تونسوی" گھرانہ کی تبلیغِ دین اور صیانتِ عقائد کے حوالے سے وقیع اور قابلِ قدر خدمات کا اندازہ ہوتا ہے کتاب اگرچہ احوال و مناقب پر مشتمل ہے، مگر چشتی صاحب کا قلبی سوز اور جوشِ محبت واقعات کے ورے کئی ایسے گوشے تلاش کرنے میں کامیاب رہا جو قاری کو شریکِ اکتساب کر لیتا ہے واقعات کی ترتیب و تدوین میں ایک ماہرانہ دسترس کارفرما ہے اور مطالعہ کے بعد قاری یہ حقیقت تسلیم کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے کہ وُہ اس چشمۂ صافی سے محروم کیوں رہے۔ عقیدت مندانہ انقیاد اس کتاب کا حاصل ہے۔ اس کتاب سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ کس طرح سنگلاخ زمینوں میں نخلِ اسلام کی آبیاری ہوئی ہے جناب چشتی صاحب نے واقعات کے دروبست میں تبلیغی کارناموں اور اخلاقی قدروں کی افادیت کو نمایاں بھی کیا ہے اور ذوقِ استفادہ کو مہمیز بھی لگائی ہے۔ صُوفیائے کرام کے تذکرے عام طور پر کرامات کی حکایات پر زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ کرامات کی اہمیت، حیثیت اور ضرورت کا مؤلف کو اعتراف ہے اس لئے تو نواں باب کرامات کے تذکرہ کے لئے وقف ہے، مگر اس کتاب کا روشن تر پہلو تعلیماتِ اسلامیہ کا حوالہ ہے۔ صُوفیائے کرام سے عقیدت و محبت کا رجحان بعض اوقات شریعت کی اتباع سے بے نیازی کا سبب بنتا ہے۔ یہ ایک خطرناک سوچ ہے، جو در حقیقت صُوفیانہ نظریات سے بغاوت اور صوفیائے کرام کے خلاف ایک مذموم سازش ہے۔ جناب چشتی صاحب نے تعلیمات کے بیان پر مناسب توجہ دے کر اس پریشان کُن تاثر کا رد کیا ہے۔ یہ اس کتاب کا وُہ نمایاں وصف ہے جس کی تقلید ہونا چاہیئے۔

"تذکارِ صُوفیاء" میں ایک بڑا اہم پہلو علمی کارناموں کی وضاحت ہے اس لئے کہ کم سواد لوگوں میں تصوف کے حوالے سے علم کی نفرت، عشق و عقل کا تقابل اور علمی بیش رفت کو حجاب قرار دینے کا رواج ہے، اس سے بعض حلقہ ہائے تصوف میں بے علمی ایک روایت بنتی جا رہی ہے، کم نظری نے جہالت کو فروغ دیا ہے۔ محترم چشتی صاحب کو اس کا احساس ہے۔

Marfat.com

اِس لئے انہوں نے تذکرہ کا معتدبہ حصّہ علمی کارناموں اور تلاشِ علم کی حکائیتوں کے لئے وقف کیا ہے اور اندازِ تعلیم، معیارِ علم، نصابِ تعلیم اور کیفیتِ تعلیم کا بار بار ذکر کیا ہے۔ خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمتہ کا اتباعِ شریعت پر زور، آپ اور آپ کے خاندان کے علمی مشاغل اور اشاعتِ دین کا خصوصی اہتمام اس آستانہ کو ایک نہایت ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ مؤلف کی نظر میں ان اکابرین کا یہی رُخ نمایاں ہے، اِس لئے انتخابِ واقعات میں اختصار کے باوجود حُسنِ انتخاب جھلک رہا ہے۔ نہایت وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اِس تالیف سے تذکرہ نویسی میں جدید رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مَیں نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ اس "تذکرہ ہدائیت" کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور ہر قاری کو اس سے اکتساب کا حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

دیباچہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبہ فارسی
گورنمنٹ کالج فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ، سرورِ دوجہاں، حبیبِ کون ومکاں، محبوبِ پاک، صاحبِ لولاک، فخرِ موجودات، مقصودِ کائنات، حضورِ معظم، نورِ مجسم، رحمۃ للعالمین، سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دینِ مبین اسلام کو ایک آفاقی پیغام کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ اس پیغام کا سارا دارومدار ایمان وایقان، اخوت ومساوات، عدل وانصاف، ہمدردی و ایثار، محبت واحسان، اتفاق واتحاد اور دنیائے انسانیت کے لئے ایک فلاحی معاشرے کے قیام پر مبنی تھا۔ دورِ رسالت اور خلافتِ راشدہ کے بعد اس نظام کی قیادت وسیادت ہمیں صوفیائے کرام کے طرزِ عمل میں ملتی ہے۔ انہوں نے انسانیت کو الخلق عیال اللہ قرار دے کر بلا تفریقِ رنگ ونسل، مذہب وملت، خدمتِ خلق اور اصلاحِ احوال کو اپنا شعار بنایا۔ دور دراز ممالک میں تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں انہوں نے جس حکیمانہ ژرف نگاہی اور دور اندیشی سے اس کارِ خیر کو انجام دیا وہ انہی کا حصہ ہے۔ انہوں نے ہر ملک وقوم کی مخصوص سماجی وثقافتی روایات سے براہِ راست تصادم اور ٹکر کی بجائے خود ان سے دین کی دعوت وعزیمت کا کام لیا۔[۱]

صوفیاء کے سوانح، کارنامے اور تعلیمات اس جلبِ زر کے دور میں ہمارے پاس روشنی کا بلند مینار ہیں جس طرح ان بزرگوں نے جان کی بازی لگا کر اسلام کی روح کو زندہ رکھا ٹھیک اسی طرح انہوں نے معاشی اور معاشرتی میدان میں بھی ہمارے لئے وہ ڈھانچہ جوں کا توں محفوظ رکھا، جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے قائم کیا تھا۔ لاکھوں کی یافت اور فتوحات

---

[۱] مذہب تصوف، سید خورشید احمد گیلانی، فرخ بک سٹال اردو بازار لاہور، بار اول ۱۹۸۱ء، ص ۱۳۰

اُن کے معمولات پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ سادگی، قناعت، توکل، دُنیا سے نفرت اور خدمتِ خلق میں انہوں نے عمریں گزار دیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور سحری کے وقت کھانا شاذ و نادر ہی کھاتے تھے۔ بعض اوقات خواجہ عبدالرحیم (خادم) کھانا لے جاتے اور عرض کرتے "مخدوم! آپ نے افطار کے وقت بہت ہی کم کھانا تناول فرمایا تھا۔ اگر سحری کے وقت بھی تھوڑا سا کھانا تناول نہ کریں گے تو ضعف بڑھ جائے گا" یہ بات سن کر حضرت محبوبِ الٰہیؒ زار و قطار رونے لگتے اور فرماتے:

"چندیں مسکیناں و درویشاں در کنج ہائے مساجد و دوکانہا گرسنہ و فاقہ زدہ افتادہ اند، ایں طعام در حلق من چگونہ فرو رود؟"

"کتنے مسکین اور درویش مساجد کے کونوں اور دُکانوں میں بھوکے اور فاقہ زدہ پڑے ہوئے ہیں۔ بھلا یہ کھانا میرے حلق میں کس طرح اتر سکتا ہے۔"[۲]

صوفیائے کرام نے ہر زمانے میں اسلام کے اخلاق اور روحانی نظامِ حیات کو زندہ رکھا۔ ان سے بڑھ کر تبلیغِ دین اور تعمیرِ سیرت کا فریضہ اتنے مؤثر انداز میں کسی جماعت نے سرانجام نہیں دیا۔ اسلام کی جو پاکیزہ تعلیمات کتابوں میں درج ہیں، صوفیاء نے اپنی خانقاہوں میں ان پر عمل کر کے دُنیا کو ثابت کر دکھایا کہ اسی میں دُنیا و آخرت کی کامیابی کا راز پنہاں ہے اور انہی محبانِ الٰہی کے ماحول میں تربیت پانے والے مخلص لوگ دراصل اسلام کے مثالی نظامِ حیات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہ صلحائے اُمت کا ایک ایسا گروہ ہے جس نے تمام مقاصدِ دنیوی سے قطع نظر کر کے اپنا نصب العین محض یادِ خدا و ذکرِ الٰہی کو رکھا اور صدق و صفا، مروّت و بُردباری اور سلوک و احسان کے مختلف طریقوں پر ہمیشہ عامل رہا۔[۳]

---

[۲] سیر الاولیاء، تالیف سید محمد بن مبارک کرمانی میر خوردؒ، ترجمہ غلام احمد بریاں، الکتاب گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۸ء، ص۱۳۵؛ تاریخ مشائخ چشت، پروفیسر خلیق احمد نظامی، مکتبہ عارفین کراچی ۱۹۷۵ء، ص۵۳ – ص۵۴؛ رُوحِ تصوف ص۲۰ – ص۲۱

[۳] تصوفِ اسلام، عبدالماجد دریابادی، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۰ء، ص۷

Marfat.com

درحقیقت تصوف اسلام اخلاق زندگی کا ایک نظام اور نظامِ کائنات کی ایک مکمل توجیہہ پیش کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جو فلسفۂ حیات سے لے کر خدمتِ خلق تک انسانی زندگی کے ہر گوشہ پر حاوی ہے۔ اکابرِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی ساری زندگیاں، صحیح اسلامی تصوف کا نمونہ تھیں۔ یہ حضرات اُمتِ مسلمہ کے ایک وسیع حلقہ کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز تھے اور اِن کے اعمال و اخلاق لوگوں کے لئے لائقِ تقلید تھے۔[۴] اسلام کے عالمگیر پیغام سے انسانیت کو روشناس کرانے اور تصوفِ اسلام کی عالمگیر اور ابدی سچائیوں کو انسانی اذہان وقلوب میں راسخ کرنے کے لئے جو کارنامہ اِن بزرگوں نے انجام دیا اور نبوی طریقے کے مطابق کہنے سے زیادہ کرگزرنے اور بتلانے سے زیادہ عملی نمونہ پیش کرنے کی جو تکنیک مشائخ چشت نے اختیار کی، اِس کی نمایاں جھلکیاں زیرِ نظر کتاب میں وافر ملتی ہیں۔

شہبازِ طریقت، جانبازِ معرفت، شناسائے حقیقت، شہنشاہِ زمین وزماں، ہادیٔ راہ گمراہاں، ملجا وماوائے نیازمنداں، سلطانِ متوکلاں، برہانِ عارفاں، دلیلِ واصلاں، محبوبِ الرحمٰن، حبیبِ السبحان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، قطبِ زماں حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد چشتی مہارویؒ کے خلفائے عظام میں سے ہیں۔ آپ نے ڈیرہ غازی خاں کے نواح میں تونسہ شریف کے مقام پر "سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ سلیمانیہ" کی ایک عظیم خانقاہ آباد کی۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"شاہ محمد سلیمانؒ بڑے برگزیدہ بزرگ تھے۔ اِن کے ارشاد وتلقین سے پنجاب اور افغانستان کے ہزاروں گمراہان بادیۂ ضلالت نے ہدایت پائی۔ ان کے خلفاء ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور رشد وہدایت کے وہ چراغ روشن کئے کہ ایک بار پھر صوفیۂ متقدمین کی خانقاہوں کے نقشے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ وہ سلسلۂ نظامیہ کے آخری عظیم الشان بزرگ تھے۔ ان کا تبحر، تقدس، اسلامی سوسائٹی کی اصلاح کے لئے جدوجہد اپنی نظیر آپ تھی۔"[۵]

حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کو "شہباز" کا لقب، ہدایتِ باطنی سے بھی پہلے اپنے دادا مرشد کی نگاہِ کرم سے عنایت ہوچکا تھا۔ روایت ہے کہ محبت النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ

---

[۴] روحِ تصوف، ص ۲۹

[۵] تاریخ مشائخ چشت، ص ۶۰۸

Marfat.com

نے قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کو بشارت دی تھی کہ ایک ایسا "شہباز" کوہستان کے دامن سے آپ کے قابو میں آئے گا جس سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی تحریک و تبلیغ میں چار چاند لگ جائیں گے۔ ان کی مراد شہبازِ لامکاں، غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی تھے۔[۶]

یہ شہبازِ طریقت سرزمینِ اوچ میں حضرت قبلہ عالم کو دستیاب ہوئے تو انہوں نے ان کو حضرت سید جلال الدین بخاری سہروردی کے مزار کے سرہانے لے جاکر مرید کر لیا۔ یہ اگرچہ خواجہ سلیمان کی نوعمری کا زمانہ تھا، لیکن وہ اپنے پیر سے حسنِ عقیدت، پیروی اور احکام کی بجاآوری میں پرانے مریدوں سے سبقت لے گئے اور آپ نے سلسلہ چشتیہ بہشتیہ نظامیہ کو پنجاب، سندھ، بلوچستان، افغانستان اور خراسان تک پہنچا دیا۔ آپ مادر زاد ولی اللہ اور مقامِ محبوبیت پر فائز تھے۔

حاجی نجم الدین چشتی سلیمانی "مناقب المحبوبین" میں لکھتے ہیں:

آنحضرت را حق تعالیٰ ولی مادر زاد پیدا کردہ بود[۷]	آپ خواجہ سلیمان کو حق تعالیٰ نے مادر زاد ولی اللہ پیدا کیا تھا[۸]

شاہ محمد باقر چشتی صابری کے بقول "منتخب المناقب" میں درج ہے:

"مقامِ این حضرت (خواجہ تونسوی) بسا عالی است، و نامِ آن مقام، مقامِ محبوبی است کہ فوقِ آن مقام دیگر نیست"	حضرت خواجہ تونسوی کا مقام بہت بلند ہے اور اس مقام کا نام "مقامِ محبوبیت" ہے کہ اس سے اوپر اور کوئی درجہ و مقام نہیں ہے[۹]

حضرت خواجہ محمد سلیمان مسلمانوں کے تمام مصائب و آلام، ابتلا و پریشانی، دکھ اور درد کا علاج درستی اعمال میں پاتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی کوشش کا مرکز بھی اعمال کی اصلاح کو قرار دیا تھا۔ وہ مومنین کو صحیح معنوں میں اخلاقِ محمدی کا نمونہ دیکھنا چاہتے تھے۔

---

۶ مخزنِ چشت، خواجہ امام بخش مہاروی، مکمل اردو ترجمہ پروفیسر افتخار احمد چشتی، فیصل آباد ۱۹۸۹ء، ص۲۰

۷ مطبوعہ شیخ الٰہی بخش کشمیری بازار لاہور ۱۳۱۲ھ، ص۱۴۰

۸ مکمل اردو ترجمہ از پروفیسر افتخار احمد چشتی، چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۹۸۷ء، ص۲۸۰

۹ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء، ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی، لاہور ۱۹۷۶ء، ص۱۶۱

Marfat.com

قرآن و سنّت کی روشنی میں عادات و کردار کی درستی کو وُہ سب چیزوں سے مقدم تصوّر کرتے تھے چنانچہ انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصّہ اسی کوشش اور جدوجہد میں صَرف کر دیا۔ آپ کی جلائی ہوئی شرع و سنّت کی اِس شمع کے گرد دُور دُور سے پروانے جمع ہوئے۔ ان کے خرمنِ کمال سے ہزاروں اِرادتمندوں نے فیض حاصل کیا۔ اِس طرح سنگھڑ اور تونسہ کا غیر آباد اور غیر معروف علاقہ علم و عرفان کا مرکز بن گیا جہاں سے بے شمار اہلِ محبّت تربیتِ باطنی حاصل کر کے مُلک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ سیال، گولڑہ، جلال پور، حیدر آباد، شیخاواٹی اور راجپوتانہ میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی خانقاہیں قائم ہو گئیں اور ایک بار پھر پُرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ خاتمِ سُلیمانی کا مُصنّف لکھتا ہے: "اِس نقارہ کی آواز پنجاب، ممالکِ متحدہ، راجپوتانہ سے گزر کر جزیرۂ سراندیپ اور عدن تک پہنچی اور افغانستان، بلوچستان، ترکستان سب اِس نقارہ کی آواز سے چونک اُٹھے اور ہزاروں طالبانِ حق سینکڑوں کوس طے کر کے تحصیلِ فیض کے واسطے سنگھڑ پہنچے۔۔۔

آہن بپارس آشنا شد!

فی الفور بصورتِ طلا شد" [۱]

خواجہ محمد سُلیمانؒ کو اپنے پیر و مُرشد حضرت مہارویؒ سے عشق کی حد تک تعلقِ خاطر تھا۔ جب اُن سے جُدا ہوتے تو پریشان اور بے چین رہتے۔ فراق میں آپ کے ذوق و شوق کا یہ عالم ہو جاتا کہ اکثر اوقات پیدل ہی مہار شریف کا راستہ اختیار کر لیتے۔ ایک مرتبہ مہار شریف کے سفر پر ننگے پاؤں روانہ ہوئے تو راستہ میں دونوں پیروں سے خُون جاری ہو گیا۔

نافع السالکین میں مرقوم ہے: "چنانچہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے سے چمڑا الگ ہو گیا اور خُون بہنے لگا۔ اور دونوں پاؤں کے دسوں ناخن انگلیوں سے جُدا ہو گئے۔" [۲]

۱۱۹۹ھ میں خواجہ محمد سُلیمانؒ پندرہ سولہ برس کی عمر میں قبلۂ عالم خواجہ مہارویؒ سے

۱۔ تاریخ مشائخ چشت، ص ۶۰۹۔ ص ۱۱۱ مع حوالہ خاتم سُلیمانی

۲۔ تذکرہ حضرت خواجہ سُلیمان تونسویؒ، اُردو ترجمہ نافع السالکین، از صاحبزادہ محمد حسین للّٰہی، شعاعِ اَدب لاہور بار اوّل، ص ۴۲

Marfat.com

بیعت ہوئے۔ ۱۲۰۵ھ میں قبلۂ عالم خواجہ مہاروی کا وصال ہوا۔ اِس طرح آپ نے صرف چھ سال شیخ کی صحبت سے کسبِ فیض کیا۔ خود ایک جگہ فرماتے ہیں:

"مارا صحبتِ ظاہری حضرت قبلۂ عالمؒ شش سال یا کم بود۔"	ہمیں حضرت قبلۂ عالمؒ کی ظاہری صحبت چھ سال یا کچھ کم حاصل رہی ہے۔

چنانچہ اکیس بائیس سال کی عمر میں پیر و مرشد نے آپؒ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور تونسہ میں قیام کی ہدایت کی۔ تقریباً ساٹھ سال تک آپؒ تونسہ شریف میں تبلیغ و اشاعتِ چشتیہ اور اصلاح و تربیتِ باطنیہ میں مصروف رہے۔[۱۲]

منقول ہے کہ خواجہ تونسویؒ نے تونسہ کو دارالعلوم بنا دیا تھا۔ اُن کے دولت خانہ کے چاروں طرف متعدد مدرسے قائم ہو چکے تھے۔ پچاس اُستاد وہاں رہتے تھے۔ تعلیم و تربیت کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ علوم و معارفِ دینیہ کی ترویج اور ترقی کے لئے بے حد کوشش کی جارہی تھی۔ تونسہ جیسی بستی میں پچاس مدرسین کی موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ تونسہ اِس علاقہ کا تعلیمی مرکز بن گیا تھا اور دُور دُور سے شائقینِ علم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے وہاں جمع ہونے لگے تھے۔ خواجہ محمد سلیمانؒ کو درس دینے کا بڑا شوق تھا۔ وہ اپنے خاص شاگردوں اور مریدوں کو سلوک و احسان کی جن کتابوں کا خود درس دیتے تھے وہ درج ذیل ہیں:

آدابُ الطالبین، احیاء العلوم، عوارف المعارف، فصوص الحکم، فتوحاتِ مکیہ، فوائد الفواد، لوائح، عشرۂ کاملہ، نقد فصوص، لمعات، سواء السبیل، نفحات الانس۔[۱۳]

خواجہ محمد سلیمانؒ کا مطالعہ نہایت وسیع اور نظر بہت گہری تھی۔ قرآن، حدیث اور علوم فقہ پر ان کو پورا عبور حاصل تھا۔ تصوف کی بعض نہایت اعلیٰ کتابوں کا مطالعہ آپ نے بالغ نظری سے کیا تھا۔ عوارف المعارف اور فتوحاتِ مکیہ ہر وقت آپ کے نوکِ زبان پر رہتی تھیں۔ شیخ سہروردیؒ

۱۲؎ تاریخ مشائخ چشت، ص۶۱۱

۱۳؎ غوثِ زماں، مختصر حالات و مناقب حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ، تالیف پروفیسر افتخار احمد چشتی، چشتیہ اکادمی فیصل آباد، ص۱۲

Marfat.com

اور شیخ اکبرؒ کے بنیادی معتقدات پر آپ نے کافی غور و غوض کیا تھا۔ اس سے آپ کی دقتِ نظر، وسعتِ معلومات اور تبحرِ علمی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔[۱۴]

حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کا رشد و ہدایت کا طریقہ بڑا مؤثر، فقر و تصوف کی تعلیم کا انداز بہت دلنشیں اور اصلاحِ سیرت و اخلاق کا وطیرہ بیحد دلپذیر تھا۔ وہ طالبان و سالکانِ طریقت کے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کا اہتمام ایسی سلیقہ شعاری اور ہنر مندی سے فرماتے کہ اُن کے اذہان و قلوب میں طلبِ صادق کا جذبہ خواہ و نخواہ پیدا ہو جاتا اور وہ عمر بھر کے لئے آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ اس نوع کا ایک واقعہ اس حقیقت کے ادراک کے لئے یہاں بیان کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہوگا۔

جناب پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "حقیقتِ تصوف" میں تزکیۂ نفس کی ذیل میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی خانقاہ کا ایک واقعہ یوں رقم کرتے ہیں۔[۱۵] ایک مرتبہ ایک عالمِ دین آپؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی حضرت جی! مجھے درسِ فقر دیجئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہم فقیروں کے پاس تو فقر کا ایک ہی سبق ہے اور وہ یہ کہ اگر اور کچھ بھی نہ ہو سکے تو اتنا ضرور کرو کہ خدا تعالیٰ کو اپنے سے بہتر سمجھو یا کم از کم اپنے جیسا ہی سمجھ لیا کرو۔ وہ عالمِ دین چونک کر کہنے لگے۔ استغفر اللہ! آپ نے کیسی بات کہہ دی؟ یہ تو کلمۂ کفر ہے۔ ایک انسان کی کیا مجال کہ وہ خود کو اپنے خالق و مالک کے برابر تصور کرے۔ آپ نے فرمایا:

"کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے فقیروں کے پاس تو یہی سبقِ فقر ہے۔"

پھر فرمایا: مولانا! آپ رات مسافر خانہ میں قیام فرمائیں۔ انشاء اللہ صبح ملاقات ہوگی اور پھر گفتگو کریں گے۔ رات قیام کے دوران حضرت خواجہ تونسویؒ نے مولانا کو کھانا بھیجا جس میں دو روٹیاں تھیں ایک تازہ اور دوسری باسی۔ اسی طرح دو سالن بھیجے، ایک تازہ اور دوسرا باسی سالن تھا۔ عالمِ دین موصوف نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک محتاج نے دروازہ پر آکر سوال کیا کہ حضرت! مسافر اور بھوکا ہوں اللہ کے نام پر کچھ کھانے کے لئے مل جائے۔ انہوں نے باسی روٹی اور باسی سالن اُٹھا کر اس محتاج کے حوالے کر دیا جبکہ تازہ روٹی اور تازہ سالن خود تناول فرمایا۔

---

[۱۴] تاریخ مشائخ چشت، ص۲۳۰

[۱۵] جلد اول، ادارہ منہاج القرآن، لاہور، اشاعت بار اول ۱۹۹۰ء، ص۲۰۲-۲۰۳

Marfat.com

صبح کے وقت جب وُہ حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے وہی رات والی باسی روٹی اور باسی سالن مولانا کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا: مولانا! اگر آپ نے خدا تعالیٰ کو اپنے جیسا بھی تصور کیا ہوتا تو خدا کے لئے باسی روٹی اور باسی سالن نہ دیا ہوتا بلکہ آپ تازہ روٹی اور تازہ سالن کو بھی برابر برابر تقسیم کر لیتے۔ آدھا کھانا خود کھاتے اور آدھا خدا کے نام پر مانگنے والے کو دے دیتے۔ یہ انتہائے نادانی ہے کہ ایک طرف قولاً خدائے واحد کو خود جیسا ماننے سے انکار ہے اور ایسا کہنے کو کفر گردانتے ہیں۔ اور دوسری طرف عملاً خدا کی ذاتِ پاک کو خود سے بھی .... العیاذ باللہ!

آپ نے فرمایا: مولانا! اب بتاؤ، تم خود کو خدا کے برابر تصور کرتے ہو یا اُس سے بڑھ کر خیال کرتے ہو؟ فقر و تصوف کی تعلیم تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے بڑائی یا برابری کا تصور تو در کنار، خدا کے کسی بندے کو بھی اپنے سے کمتر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ تزکیۂ نفس اسی وقت عمل میں آتا ہے۔ جب نفسِ انسانی ہر قسم کی برتری اور بالاتری کے تصور سے پاک ہو جائے اور ہوائے نفس کے جتنے بت اُس نے اپنے اندر پال رکھے ہیں ان کو پاش پاش کر دے۔ ہوائے نفس کے آگے جھکنے کی بجائے اپنی جبینِ نیاز صوری و معنوی ہر اعتبار سے صرف ربِّ کائنات کے سامنے خم کرے۔ اگر نفسِ انسانی یہ کیفیت حاصل کرے تو فقر و تصوف کا پہلا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تزکیۂ نفس نام ہے اس کیفیت کا جو بندے کو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بنا دیتی ہے اور پھر انسان اور سالک کی جبین کسی غیر کی دہلیز پر جھکنے کی بجائے صرف خالقِ حقیقی کی دہلیز پر جھکنے کا درس دیتی ہے اور وُہ ذاتِ الٰہی سے محبت کے اس نقطۂ کمال کو پا لیتا ہے جس کی طرف قرآنِ حکیم میں اشارہ ہے کہ

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔"[۱۶]

میں نے تو اپنا منہ اُسی ذات کی طرف یکسو ہو کر کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

---

۱۶ الانعام (۶) : ۷۹

Marfat.com

حضرت خواجہ تونسویؒ کی سیرت و سوانح اور ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کے اندر جذبۂ محبتِ الٰہی بدرجۂ کمال پایا جاتا تھا۔ اور آپ کے اصحاب اور مریدین بھی اسی رنگ میں رنگے ہوتے تھے۔ دُور دُور سے زاہدانِ خشک آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور چند دن آپؒ کی صحبت میں رہ کر محبتِ الٰہی سے سرشار ہوجاتے۔ مادی رذیلے سے بدظن ہوکر وہ اپنے مردہ قلوب کو عشقِ حقیقی کی حرارت سے مالا مال کرلیتے۔ اپنی مجالس میں بھی آپؒ عام طور پر محبتِ الٰہی اور عشقِ حقیقی پر گفتگو فرماتے۔ محبتِ الٰہی کی ہی وہ لازوال دولت ہے جس کی تسکین کے لئے مشائخِ سلسلہ عالیہ چشتیہ بعض اوقات سماع سے شغف رکھتے تھے اور سماع کو عشقِ حقیقی کی غذا سمجھتے تھے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ کا ارشاد ہے:

"سماع حق مریدان و معتقدان و اصحابِ ریاضت است"	سماع مریدوں، عقیدتمندوں اور اہلِ مجاہدہ و ریاضت کا حق ہے۔[17]

منقول ہے کہ حضرت خواجہ سلیمانؒ پر اکثر وجد و محویت کی حالت طاری رہتی تھی اور جذبۂ عشق و وفورِ شوق میں بعض اوقات بے اختیار آنکھوں سے خون جاری ہوجاتا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ قوال نے کوئی عمدہ شعر پڑھا اور آپؒ گھنٹوں بیخودی اور مدہوشی کی حالت میں پڑے رہے۔ اس کے باوجود آپؒ کو تمام عمر اتباعِ سنت کا بہت خیال رہا۔ آپ نے عبادات و معاملات میں سے کبھی کوئی فعل خلافِ سنت انجام نہیں دیا۔ معمولاتِ نماز میں آپؒ نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ نہ کبھی کوئی نماز دیر سے یا آخر وقت میں پڑھی اور نہ بغیر جماعت کے۔ استغراق و محویت اور عشقِ الٰہی کے غلبہ کے باوصف کبھی آپ کے منہ سے خلافِ شریعت کوئی کلمہ نہیں نکلا۔ آپ کا قول تھا کہ ہمارا اصل کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کرنا ہے۔ اگر ایک شخص ہوا میں اڑتا ہوا نیچے اتر آئے لیکن اس کا کوئی ایک فعل بھی خلافِ شریعت ہو تو وہ کوئی چیز نہیں۔[18]

[17] حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور خلفاء، ڈاکٹر محمد حسین الٰہی، ص۱۵۴۔ ص۱۵۵ نیز سماع کی حلت و حرمت کے بارے میں شیخ جمال الدین ہانسویؒ (م ۶۵۷ھ / ۱۲۵۹ء) کی رباعی ملاحظہ کیجئے (منقول از نزہۃ الخواطر):

تا حکمِ سماع را بدانی در حال — در حرمت و حلتش سخن گفت جمال
اصحابِ نفوس را حرام است حرام — اربابِ قلوب را حلال است حلال

[18] تذکرہ حضرت سلیمان تونسویؒ، اردو ترجمہ نافع السالکین، پیش لفظ، ص۲۰، ص۲۲

حضرت خواجہ تونسویؒ چاہتے تھے کہ مسلمان حضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں اپنے اخلاق وعادات کو سنواریں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اچھے فضائل ومحاسن اور عادات واطوار صرف متابعتِ رسولؐ سے ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے تمام مصائب اور مشکلات کا سبب اتباعِ رسولؐ نہ کرنے میں پاتے تھے۔ نافع السالکین میں آپؒ کا ارشاد یوں لکھا ہے کہ

"عمل کے بغیر علم اور صحیح عقیدہ کے بغیر عمل فائدہ نہیں دیتا اور صحیح عقیدہ اہلِ سنت والجماعت کا ہے۔"[19]

حضرت پیر پٹھانؒ نہایت ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ آپ کی خانقاہ میں عقیدتمندوں کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ مکان کے شمالی اور جنوبی دروازے کھول دیئے جاتے تھے۔ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے رہتے تھے۔ دُور دراز مقامات سے اہلِ ارادت خانقاہ میں حاضری دینے کے لئے آتے تھے۔ قریبی ریاستوں کے نواب اور جاگیردار ان کے آستانہ پر اپنی حاضری کو باعثِ فخر ومباہات سمجھتے تھے۔ علماء اور صوفیاء فیض حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ سر سید احمد خاں ـــ جو اُن کے ہم عصر تھے ـــ نے لکھا ہے کہ خواجہ تونسویؒ کی شہرت قاف سے قاف تک ہے۔[20]

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے دستر خوان کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ لنگر شریف میں روزانہ اڑھائی ہزار اشخاص کیلئے کھانا تیار ہوتا تھا لیکن اگر مساکین کی تعداد بڑھ جاتی تو بھی کھانا پورا ہو جاتا۔[21]

تذکرہ مخزنِ چشت میں لکھا ہے: آپ کا لنگر اس قدر عام تھا کہ روزانہ تقریباً تین چار سو علماء وصلحا آپ کی خدمت میں آتے اور اس لنگر سے کھانا کھاتے۔ عام لوگوں کی تعداد جو اس لنگر سے روزانہ مستفیض ہوتی، وہ اس پر مستزاد تھی۔ لنگر کے اس کھانے کے علاوہ، جب غرباء مساکین اور بچے واپس جاتے وقت آپ سے رخصت طلب کرتے تو آپ انہیں

۱۹۔ تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ، اردو ترجمہ نافع السالکین، ص ۱۱۹

۲۰۔ تاریخ مشائخ چشت، ص ۶۲۷۔ ۶۲۸

۲۱۔ رسالہ آئینہ، لاہور، جلد ۷، شمارہ ۱۰، جنوری ۱۹۶۲ء حضرت سلیمان تونسویؒ ص ۱۷

Marfat.com

نقدی کی شکل میں بھی کچھ عطا فرمایا کرتے۔ آپ کا حلقۂ مریدین خراسان تک پھیلا ہوا تھا۔ جب بھی کوئی شخص کسی مشکل کو لے کر آپ کی خدمت میں آتا تو بغیر اس کے بتلائے آپ نورِ معرفت کی بدولت باتوں باتوں میں اس کی مشکل کشائی فرما دیتے۔[۲۲]

حضرت خواجہ تونسوی نے باوجود اپنے علمی کمالات کے خود کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی لیکن آپ کے عرفانی ملفوظات، روحانی معارف، حکمی مقالات، دینی ارشادات، معنوی فرمودات، سوانحی حالات اور قلبی واردات پر مشتمل متعدد مجموعے فارسی اور اردو زبانوں میں دستیاب ہیں۔ جنہیں آپ کے فاضل مریدین نے مرتب کیا۔ ان میں سے بعض تو ابھی تک مخطوطات کی شکل میں محفوظ پڑے ہیں۔ بعض فارسی زبان میں بعض اردو ترجمے کی صورت میں اور بعض اپنے اصل اردو لباس میں اشاعت کے مراحل طے کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی نے درج ذیل کتبِ ملفوظات کے نام تحریر کئے ہیں:

۱۔ راحت العاشقین، مولوی محمد
۲۔ رسالہ در مسائل فقہ، مولوی عبد الغفار
۳۔ نافع السالکین، مولانا امام الدین
۴۔ ملفوظات خواجہ محمد سلیمان، مولوی غلام حیدر
۵۔ منتخب المناقب، یار محمد ذوقی
۶۔ مناقب شریف، حافظ احمد یار پاکپتنی
۷۔ مناقبِ سلیمانی، غلام محمد خاں
۸۔ مناقب المحبوبین، حاجی نجم الدین سلیمانی
۹۔ خاتمِ سلیمانی، اللہ بخش بلوچ
۱۰۔ سیرتِ سلیمان، مولوی صالح محمد
۱۱۔ تذکرۃ المشائخ، مولا بخش بھنڈوی[۲۳]

حضرت خواجہ تونسوی کے علمی ذوق کی بابت ایک جگہ لکھا ہے کہ "حضرت نہایت عمدہ شعر کہتے اور عمدہ عمدہ شعر سنتے اور یاد رکھتے تھے۔ لیکن جب کوئی حضرت کی مدح لکھ کر لاتا اور اس میں تکلف ہوتا تو حضرت پسند نہ فرماتے"۔[۲۴]

۲۲۔ مخزن چشت، مکمل اردو ترجمہ، ص۲۰۹

۲۳۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور خلفا، ص۱۴۸۔ ص۱۴۹

۲۴۔ رسالہ آئینہ جنوری ۱۹۶۲ء، ص۲۳

Marfat.com

آپ کے عشق و معرفت سے لبریز چند اُشعار نمونہ کی خاطر ملاحظہ ہوں :؎

عشق آتش است پیر و جوان را خبر کنید - من بیخبر شدم دگران را خبر کنید

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن! - دل بدستِ دگری دادن و حیراں بودن[۲۵]

صحبتِ یک ساعتی با اولیاء! - بہتر از صد سال بودن با تقی!!

سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق - نانِ خشک او بہ از لوتو طبق![۲۶]

زیر نظر کتاب "تذکرہ غوثِ زماں رحمۃ اللہ علیہ" کے مؤلف و مرتب اُستادِ محترم پیرِ معظم پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سُلیمانی صاحب سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے اسی سُلیمانیہ مکتب سے نسبتِ باطنی رکھتے ہیں. حضرت قبلۂ عالم مہاروی اور حضرت پیر پٹھان خواجہ تونسوی سے اُنہیں خصوصی ارادت ہے. حضرت قبلۂ عالم پر اُن کی مُفصل کتاب "حضور قبلۂ عالم ــــــ احوال و مناقب" پچھلے سال طبع ہوئی تو اُن کے وجدان و عرفان نے اُن کو حضرت خواجہ سُلیمان تونسوی کے فضائل و محاسن و مناقب پر بھی قلم اٹھانے کی ترغیب دلائی. چنانچہ اُنہوں نے بلا تامّل اس کتاب کی ترتیب و تدوین و تسوید کا آغاز کر دیا. بیشتر ازیں آپ شہبازِ طریقت اور غوثِ زماں کے عنوان سے مختلف کتابچے حضرت کے مختصر حالات و مناقب پر مشتمل متعدد بار شائع کر کے تقسیم فرما چکے ہیں. بحمد اللہ اَب یہ جامع کتاب تکمیل کے مراحل میں ہے اور اس ناچیز کو صاحبِ موصوف نے حسبِ سابق تعارفی کلمات لکھنے کا امر فرمایا ہے. لہٰذا بندہ نے حصولِ برکت کی غرض سے یہ دیباچہ لکھا ہے.

ع گر قبول افتد زہی عزّ و شرف!

قبلہ پروفیسر صاحب عرصۂ دراز سے فیصل آباد میں حوزۂ علمی اور مرکزِ چشتیہ قائم کر کے تحریر و تقریر کے ذریعے سے خدمتِ دین اور اشاعتِ تصوف میں کوشاں ہیں. سلسلۂ چشتیہ بہشتیہ نظامیہ فخریہ کے بارے میں تحقیقات، مطالعات اور مطبوعات آپ کا خاص مشن ہے. اس جذبہ کے تحت مہارویہ اور سُلیمانیہ خانقاہیں اور اُن کے کارہائے نمایاں زیادہ تر آپ کے پیشِ نظر

---

[۲۵] تذکرہ حضرت خواجہ سُلیمان تونسوی، اردو ترجمہ نافع السالکین، ص ۷۹

[۲۶] تذکرہ حضرت خواجہ سُلیمان تونسوی، اردو ترجمہ نافع السالکین، ص ۱۱۹

Marfat.com

رہتے ہیں۔ اُن کے متعلق اب تک آپ مختلف نوعیت کی چھوٹی بڑی درجنوں کتابیں لکھ کر زیورِ طباعت سے آراستہ کر چکے ہیں۔ اِس لحاظ سے آپ صد تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔

آجکل آپ اسلامک اکیڈمی ٹرسٹ کے زیرِ انتظام جامع مسجد مُزمّل نزد گٹ والا پارک شیخوپورہ روڈ فیصل آباد میں خطباتِ جمعہ اور انعقادِ محافلِ میلاد و اعراسِ مشائخ کے مواقع پر اپنے افکار و خیالاتِ عالیہ سے ارادتمندوں کو نوازتے ہیں۔ آپ خود ہی اِس ٹرسٹ کے بانی ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ ادارہ چشتیہ شہری آبادی سے کافی دُور واقع ہے، اُن کے مواعظ و بیاناتِ حسنہ سے مستفیض ہونے کے لئے کثیر تعداد میں لوگ وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ فیصل آباد میں آپ کی ہستی ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ پڑھے لکھے احباب اور روشن خیال طبقات میں سارے پاکستان کے اندر آپ کی شخصیت بہت ہر دلعزیز ہے۔ آپ کا بات کرنے کا سلیقہ بڑا مؤثر، تبلیغ کا انداز دلنشیں اور طرزِ استدلال درویشانہ اور صوفیانہ ہے۔ گفتگو تعصب سے بالکل پاک ہوتی ہے۔ آپ کے اِس ادارہ کے قیام کی بدولت وہاں جنگل میں منگل کا سماں محسوس ہونے لگا ہے۔

محترم و مکرم پروفیسر صاحب اِس عاجز ہیچمداں راقم الحروف پر خاص نظرِ کرم رکھتے ہیں علمی اور تحقیقی کاموں میں ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے ہیں، اپنے گرانقدر مشوروں اور کلماتِ خیر سے نوازتے ہیں۔ متعدد نایاب کُتب اور کمیاب قلمی مسودات کی فوٹو کاپیاں اہدائی عطا کر چکے ہیں۔ مجھ جیسے ناقص العلم کو اپنی اعلیٰ پایہ اور گرانمایہ کتابوں پر تعارف اور دیباچے لکھنے کا موقع عنایت کرتے ہیں یہ آپ کی انتہا درجہ کی عالی ظرفی ہے، ورنہ "من آنم کہ من دانم"۔ آپ نے اپنے ادارہ "چشتیہ اکادمی" فیصل آباد کے توسط سے اِس احقر کی کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ دراصل مجھے اس مقام تک پہنچانے اور ادبی، علمی، تحقیقی کاموں کی طرف راغب کرنے میں آپ کا بڑا دخل ہے۔ اگر آپ کی مُخلصانہ ہمت افزائی اور عالمانہ دادرسی اِس ناچیز کے شاملِ حال نہ ہو تو شاید بندہ اپنے تحقیقی منصوبہ جات پر اس قدر دلجمعی کے ساتھ کام نہ کر سکے۔

اِس کتاب کی ترتیب و تسوید میں فاضل مُصنف نے "حضور قبلۂ عالم" والا طرزِ نگارش اور اسلوبِ تحریر اپنایا ہے۔ اِس کو کل پندرہ ۱۵ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ مربُوط مطالب کی جمع آوری اور

Marfat.com

مسودے کی تیاری میں آپ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے۔ خواجہ تونسویؒ کے فارسی ملفوظات اور احوال و مناقب کی اُردو تصانیف کے نایاب مخطوطات، اور مسودات اور کئی مطبوعہ تصانیف سے آپ نے بھرپور استفادہ کر کے ایک گرانقدر تذکرہ تدوین فرمایا ہے۔ جو آستانہ عالیہ تونسویہ اور سلسلہ چشتیہ سلیمانیہ کے خوشہ چینوں اور دلدادگانِ تصوف کے لئے روحانی تسکین کا موجب ہوگا۔

یہ تذکرہ بلاشبہ حضرت خواجہ تونسویؒ کے احوال و مقامات، فضائل و محاسن، خصائل و عادات، معمولات و خدمات، تبلیغات و معتقدات، نظریات و افکار، واقعات و مکشوفات، مقالات و ملفوظات، واردات و ہدایات اور معارف و معاملاتِ باطنیہ کا جامع مرقع ہے جسے مصنفِ عالی مرتبت نے بڑی سعی و جہد اور انتہائی ارادت و عقیدت کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے حضرت خواجہ سلیمانؒ کے بکھرے ہوئے منظوم کلام کو یکجا کر کے شعری ذوق سے سرشار احباب کے لئے ایک انوکھی خدمت انجام دی ہے۔

اللہ جل شانہ، محترم پروفیسر صاحب کو صحت و تندرستی کی بیش بہا نعمت سے نوازے، طول عمر عطا فرمائے، اُن کا سایۂ عاطفت تادیر اہلِ سلسلہ اور حلقۂ چشتیہ صدریہ سلیمانیہ کے متعلقین کے سروں پر قائم و دائم رکھے اور وہ سکون و سلامتی کے ساتھ اپنے ملک و ملت کے باشندوں کو اپنے رشحاتِ قلم کے فیضان سے مستفیض فرماتے رہیں۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

تذکرۂ غوثِ زماںؒ

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱

شجرہ ہائے طریقت

شجرہ کیا ہے اور اس کی اہمیت اور افادیت کیا ہے؟ یہ ایک بنیادی سوال ہے جس کا جواب خواجہ امام بخش صاحب مہاروی نے اپنی گرانمایہ تصنیف "مخزنِ چشت" کے دیباچے میں اُس استعارے سے ماخوذ کیا ہے، جو قرآن حکیم میں کلمۂ توحید کے بارے میں استعمال ہوا ہے (۱۴: ۲۴-۲۵)۔ آپ لکھتے ہیں کہ شجرۂ طریقت بھی ایک پاکیزہ، سدابہار اور پھلدار درخت کی مانند ہے، جس کی جڑیں زمین میں مستحکم ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک بلند ہیں، تاکہ ایک تو گردشِ لیل و نہار کی ستم رانیاں اسے متزلزل نہ کر سکیں اور دوسرے زیادہ سے زیادہ لوگ اس کے سایۂ عاطفت میں نہ صرف پناہ ہی لے سکیں بلکہ دیگر فائدے بھی اُٹھا سکیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب اِس نفع بخشی کی نسبت پروردگارِ شجر کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ وُہ ہی اس کے بیج میں ایسے تمام امکانات اور ایسی تمام قوتیں ودیعت کرتا ہے۔ نیز کلمۂ طیبہ بھی "ایمان" کے بیج کی طرح ہے، جسے جب دِل کی پاک سرزمین پر بویا جاتا ہے تو بندے کو شرک اور گناہ جیسی گندگیوں سے پاک کر کے اس کے ہر ہر عضو کو مخلوقِ خدا کی نفع رسانی پر مامور کر دیتا ہے۔ صوفیاء "توحید" کو جو "کلمہ طیبہ" کا حاصل ہے پہلے سرزمینِ دل پر راسخ کرتے ہیں اور پھر مسلسل مجاہدوں کا پانی دے دے کر اسے پوری زندگی کا حاصل بنا دیتے ہیں۔ تصوّف کے اس شجرِ سایہ دار کی جان خود سردارِ قافلۂ انسانیت

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کے ابتدائی برگ و بار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شکل میں نمودار ہوئے اور یوں یہ سلسلۂ نمو عہد بہ عہد پھیلتا ہی چلا گیا تمام سلاسلِ اولیاء اسی ایک مرکز کی شاخیں اور اسی منبع فیض کی رواں نہریں ہیں، جنہیں کفر و شرک اور بدعملی و بدعقیدگی کی کوئی آندھی صدیوں میں بے توفیق نہ بنا سکی کیونکہ ان کی جڑ "اَصْلُهَا ثَابِتٌ" کی مصداق نہایت پختہ اور شاخیں "فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ" کی طرح آسمانوں کو چھوتی ہیں۔

"سلسلہ" کا لغوی معنیٰ "زنجیر" ہے۔ مگر اصطلاحی طور پر جب ہر کس و ناکس اپنے شیخ سے تعلق پیدا کرتا ہے، پھر شیخ اپنے مرشد کا واسطہ درمیان لاتا ہے، تو یہ سلسلہ چلتے چلتے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔ اور چونکہ یہ فیض دست بدست زنجیر کی ایک کڑی سے دوسری کڑی تک منتقل ہوتا چلا جاتا ہے اس لئے اسے سلسلہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یوں اس فیض رسانی کا ہر ہر واسطہ اتنا معزز اور محترم ہو جاتا ہے کہ ان ناموں کا روز کا ورد بزرگانِ سلف کا معمول رہا ہے:

ہر کرا جاوید باید جنت الماویٰ بہشت
ہر سحر با صدق خواند شجرۂ پیرانِ چشت

ہمارا "اللہ" ایک ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہیں جن کا اُمتی ہونا ہمارا سب سے بڑا اعزاز ہے، اور ہمارا ایک قرآن ہے جس سے ہم ہدایت پاتے ہیں۔ لہٰذا بلاشبہ ہم سب ایک ہیں اور ہماری بعد والی محبتیں ان محبتوں پر ہرگز مقدم نہیں ہو سکتیں۔ یہ مختلف نام تو صرف پہچان کے لئے ہیں (۴۹ : ۱۳)، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

خواجۂ دلنواز خواجہ خان محمد صاحب تونسوی نے رائج الوقت چار ملک سلسلوں میں اجازت و خلافت کے جواز کو واضح کرتے ہوئے ان کے درمیان باہمی رابطہ

کی نشاندہی فرمائی تھی۔ اس سلسلے میں آپ نے شیخ حسن محمدؒ اور شیخ کلیم اللہ جہان آبادیؒ کے دوسرے سلسلوں سے تعلق کا خاص طور پر ذکر بھی فرمایا تھا۔ اگلے صفحات پر دکھایا گیا مخلوط شجرہ بھی انہی کے اسی حکم کی تعمیل ہے۔ اس میں درج اسمائے گرامی بالعموم حاجی نجم الدین سلیمانیؒ کی تصنیف "مناقب المحبوبین" سے لئے گئے ہیں، جہاں سے ان کے اساسی حوالہ جات بھی بآسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے:۔

— چونکہ ان اکابرین کے مندرجہ خلفاء کے علاوہ دیگر خلفاءِ مجاز کے نام بھی معلوم ہیں، اس لئے یہ شجرہ صرف ہمارے ساتھ متعلقہ ناموں ہی تک محدود ہونے کی وجہ سے نامکمل ہے۔

— جگہ کی کمی کی وجہ سے مناقب میں درج ساری کڑیاں بھی پیش نہیں کی جا سکیں۔

بایں ہمہ، درج ذیل خصوصیات بالکل صاف اور واضح نظر آ رہی ہیں:۔

جس نے جو بھی بلاواسطہ یا بالواسطہ پایا، ایک ہی تقسیم کنندہ کے در سے پایا۔ لہٰذا سب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے فیضیافتہ اور پروردہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ لہٰذا قد و قامت اور رنگ و بو میں اختلافات کے باوجود اس نہایت خوبصورت گلدستے کا ہر پھول قدر و منزلت اور نفع رسانی میں ایک دوسرے سے بڑھا ہوا ہے۔

چند ایک خاندان اور نام ایک سے زیادہ شجروں میں مشترک ہیں۔ ان کی وجہ سے کوئی ایک سلسلہ بھی دوسرے خانوادہ سے غیر پیوستہ نہیں رہا۔ ان کے درمیان واقعہ نقطہ ہائے اختلاط بھی ان کے یک جان کئی قالب ہونے کا مزید ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ فیض، قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہ نسبتیں تو صدیوں بعد نمودار ہوتی ہیں۔

چاروں سلسلوں کی سلیمانی شاخوں کے شجرہ ہائے طریقت، جو اس باب کی زینت بنے، اس مخلوط نقشے کے مطابق ہیں اور اس کا تتمہ ہیں۔

Marfat.com

سلاسلِ اربع کی اٹھان اور چند بین السلاسلاتی اختلاط

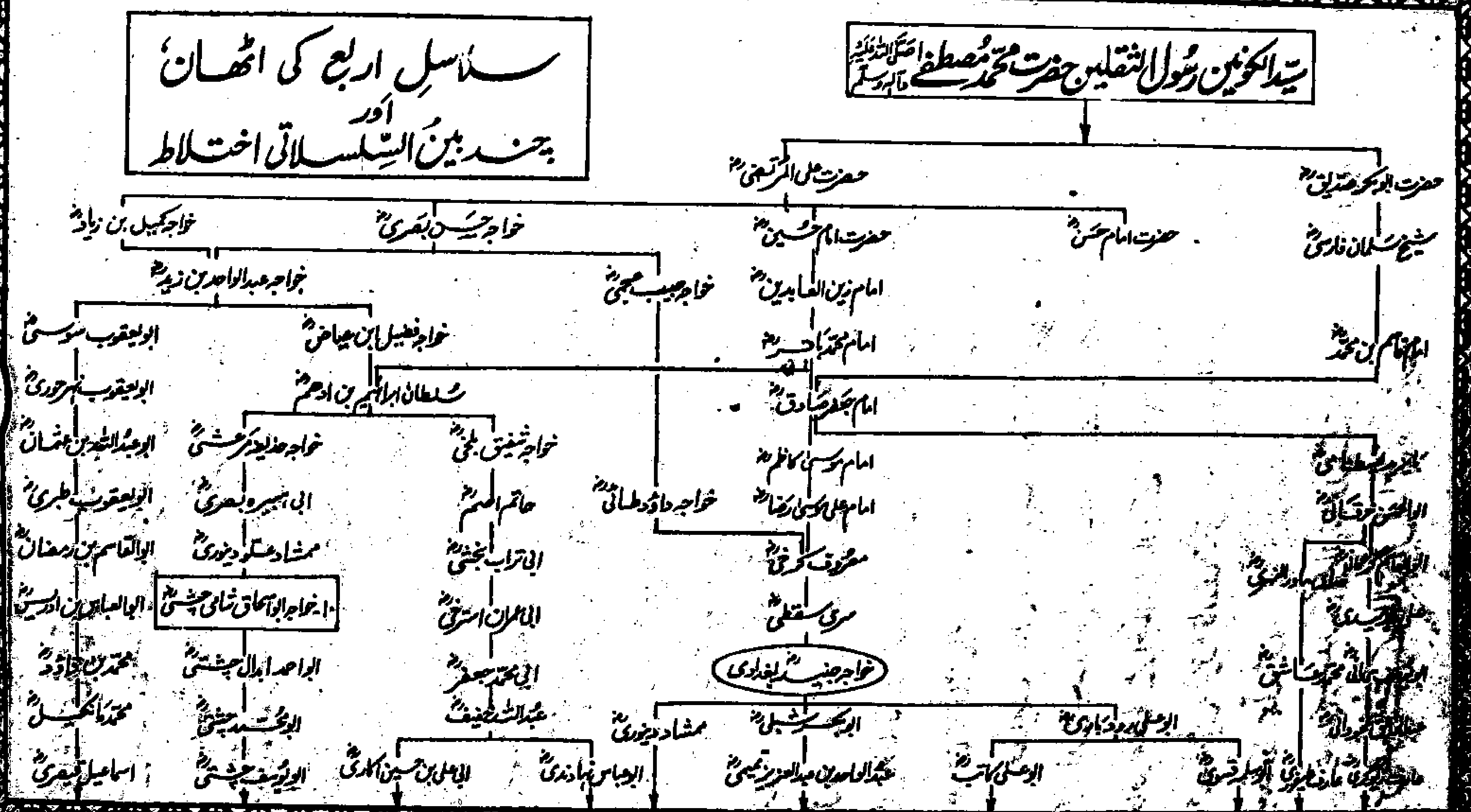

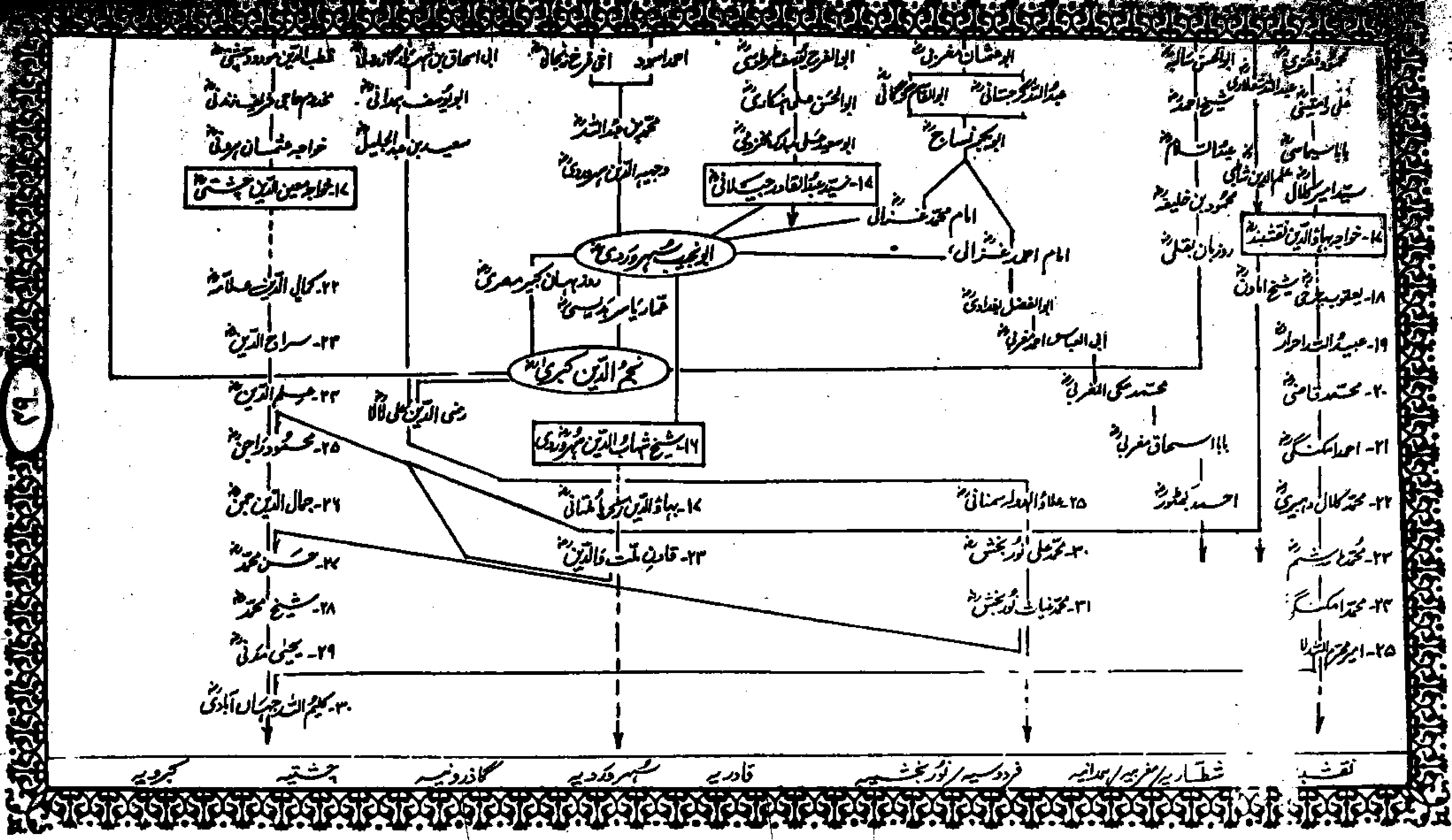
۱۴- سید عبدالقادر جیلانی
ابو النجیب سہروردی
نجم الدین کبریٰ
۱۶- شیخ شہاب الدین سہروردی
۱۷- خواجہ معین الدین چشتی
۱۷- خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
امام محمد غزالی
امام احمد غزالی
۱۷- بہاؤ الدین زکریا ملتانی
۳۰- محمد علی نوربخش
۳۱- محمد شاہ نوربخش
۳۰- کلیم اللہ جہاں آبادی
نقشبندیہ
شطاریہ/مغربیہ/ہمدانیہ
فردوسیہ/نوربخشیہ
قادریہ
سہروردیہ
گاذرونیہ
چشتیہ
کبرویہ

Marfat.com

ایک ہی سرچشمۂ فیض سے سیراب ہونے والے مختلف روحانی سلسلے بالعموم اپنے اپنے سر سلسلہ کے نام سے موسوم تو ضرور ہیں لیکن یہ کوئی الگ الگ بند کمرے ہرگز نہیں کہ ان کے درمیان کوئی رابطہ یا واسطہ ہی نہ ہو۔ ایک ہی کام پر مامور روشنی کے یہ مینار بھلا نفع رسانی میں ایک دوسرے کو کیسے محروم رکھ سکتے ہیں۔ مقابلتاً زیادہ اہم بین السلسلاتی سنگم درج ذیل ہیں:

۱۔ (۲) خواجہ عبدالواحد بن زید وہ خوش قسمت بزرگ ہیں جنہیں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دو خلفاء : (۳) خواجہ حسن بصریؒ اور خواجہ کمیل بن زیادؒ نے روحانی فیض سے مالا مال کیا۔

۲۔ امام محمد باقرؒ سے ان کے بیٹے امام جعفر صادقؒ کے علاوہ (۹) سلطان ابراہیم بن ادہمؒ نے بھی فیض پایا۔ اول الذکر نے قادریہ سلسلہ کے امام موسیٰ کاظمؒ اور نقشبندیہ سلسلہ کے خواجہ بایزید بسطامیؒ تک یہ فیض پہنچایا، جبکہ آخر الذکر سے یہی فیض چشتیہ سلسلہ کے خواجہ حذیفہ مرعشیؒ اور گازرونیہ سلسلہ کے خواجہ شفیق بلخیؒ تک پہنچا۔

۳۔ قادریہ سلسلہ کے خواجہ جنید بغدادیؒ نے حضرت علی المرتضیٰؓ ہی کے خلیفہ اور چشتی سلسلہ کے ایک اکابر (۳) خواجہ حسن بصریؒ سے بھی فیض پایا جو کہ ان تک خواجہ حبیب عجمیؒ، خواجہ داؤد طائیؒ اور خواجہ معروف کرخیؒ جیسے مشائخ کی معرفت پہنچا۔ اور پھر انہی سے بعد ازاں ہمدانیہ، فردوسیہ، شطاریہ وغیرہ سلاسل کا اجراء ہوا۔

۴۔ (۱۲) خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کو ایک خرقۂ خلافت شیخ احمد جامؒ کی جانب سے بھی ملا تھا، جو انہیں خواجہ جنید بغدادیؒ کی وساطت سے تین مختلف جہتوں سے ہوتا ہوا پہنچا ہے۔ ایک ابوبکر شبلیؒ اور عبدالرحمٰن سلمیؒ، دوسرے ابو عبداللہ باوردیؒ اور ابونصر سراجؒ اور تیسرے ابو محمد جریریؒ اور ابوالعباس آملیؒ کی معرفت سے گنجلک ہونے کے ڈر سے یہ رابطے نقشے میں نہیں دکھائے جا سکے۔

۵۔ اس نقشے کی رو سے سہروردی سلسلے کی حیثیت مرکزی نوعیت کی ہے۔ شیخ ابو نجیب سہروردیؒ نے شاہ عبدالقادر جیلانیؓ سمیت چار خانوادوں سے فیض پایا۔

Marfat.com

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت نجم الدین کبریٰؒ جیسے اکابر آپ کے پروردہ تھے۔ مؤخر الذکر کو تو کبرویہ اور شطاریہ بزرگان سے بھی نسبت تھی۔ اور جو حضرت رضی الدین علی لالاؒ سے ہوتے ہوئے بالآخر سلسلہ چشتیہ کے (۲۷) خواجہ حسن محمدؒ تک پہنچی۔

۶۔ یوں چشتیہ سلسلہ سے دیگر کئی سلاسل کے کئی رابطے دیکھنے میں آتے ہیں۔ مثلاً شطاریہ، ہمدانیہ، فردوسیہ، قادریہ، سہروردیہ، گاذرونیہ اور کبرویہ سلاسل کا فیض نور بخشیہ سلسلہ کے حضرت محمد غیاث نور بخشؒ کی وساطت سے چشتیہ سلسلہ کے (۲۷) خواجہ حسن محمدؒ تک پہنچا ہے۔ اس اختلاط کی دو بڑی کڑیاں حضرت ابو نجیب سہروردیؒ اور حضرت نجم الدین کبریٰؒ ہیں۔

اسی طرح چشتیہ سلسلہ کے (۲۵) خواجہ محمود راجنؒ ہیں جنہیں سہروردیہ سلسلہ کے حضرت قادن ملت والدینؒ، شطاریہ سلسلہ کے شیخ اماونؒ اور مغربیہ سلسلہ کے شیخ احمد کھٹورؒ نے خلافتوں سے نوازا۔

اور حضرت امیر محترم اللہ لاہوریؒ سے نقشبندیہ سلسلہ کا فیض چشتیہ سلسلہ کے (۳۰) خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ تک پہنچا ہے۔

یوں لگتا ہے جیسے متقدمین میں سے کسی بزرگ نے "شجرہ طریقت" لکھنے کی طرح ڈالی ہو گی، اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ضروری اضافے ہوتے چلے گئے، ملتے جلتے اسمائے گرامی میں تمیز کے لئے حسب و نسب اور جائے سکونت کی اضافتوں کو استعمال میں لایا جانے لگا۔ بعض کی کنیت ان کے ناموں پر حاوی ہو گئی جبکہ کچھ اپنے القاب ہی سے مشہور ہوئے۔ آہستہ آہستہ اس طریقہ کو باقاعدہ تصنیف کی شکل دی جانے لگی۔ ورد کرنے والوں نے اپنی سہولت کے لئے اسے شعروں میں ڈھال لیا۔ اس طرح ہر شخص اپنے مخصوص گروہ کا ہو کے رہ گیا اور یہ بھول ہی گیا کہ سب ایک ہی منبع سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور ہمارا نصب العین بھی ایک ہے۔

Marfat.com

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

Marfat.com

وجہ تسمیہ

سلسلہ چشتیہ بہشتیہ

سیر الاولیاء میں ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی حضرت علیؓ نے انہیں خرقہ عنایت فرمایا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج کی رات عطا ہوا تھا۔ آپ سے یہ نعمتِ ولائیت سینہ بہ سینہ ہر سلسلۂ چشتیاں حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتیؒ تک پہنچی۔ حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتیؒ پہلے بزرگ ہیں جن کے نام کے ساتھ چشتی لکھا گیا ہے۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ جب حضرت خواجہ ابواسحاق شامیؒ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ کی خانقاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟" عرض کیا "ابواسحاق شامیؒ" فرمایا "آج سے جو لوگ تم سے ہدائیت پائیں گے اور ہر وہ شخص جو تیرے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوگا، لوگ اس کو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے"

بعد ازاں حضرت خواجہ دینوریؒ نے خواجہ ابواسحاق چشتیؒ کو تبلیغِ دین کیلئے چشت (افغانستان) روانہ کر دیا جہاں انہوں نے ایک عظیم الشان سلسلہ کی بنیاد ڈالی اور شب و روز کی ریاضت و محنت سے چشت کو ایک عالمی روحانی مرکز بنا کر چشتِ شریف بنا دیا۔ چشت شریف سے یہ نعمت سینہ بہ سینہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ تک پہنچی اور ان سے خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے سینۂ مبارک میں منتقل ہوئی۔

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کو الہام غیبی سے معلوم ہوا کہ سلسلۂ چشتیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا وجودِ مسعود اہلِ سلسلہ کے لئے نجات کا موجب ہوگا۔ اس شخص کی علامت یہ ہوگی کہ ایک

Marfat.com

وقت اُس پر ایک خاص قسم کی استغراقی حالت طاری ہوگی اور اس حالت کی نشان دہی بھی کر دی۔

چنانچہ حضرت عثمان ہارونیؒ مدت تک تلاش میں رہے مگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں وُہ صُورت نظر نہ آئی۔ اُنہوں نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو وصیت فرمائی کہ اگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں ایسی صُورت و علامت نظر آئے تو اُن سے تمام اہلِ سلسلہ کے حُسنِ خاتمہ کے لئے دُعائے خیر کرائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اپنی زندگی میں وُہ صُورت نہ دیکھی تو اُنہوں نے حضرت خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکیؒ کو وصیت کی۔ یہاں تک کہ سلسلہ بہ سلسلہ یہ وصیت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبُوبِ الٰہیؒ تک پہنچی۔

حضرت خواجہ نظامُ الدین اولیاءؒ بھی اُس صُورت کی تلاش میں تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ نصیرُ الدین چراغ دہلویؒ کو حوض کے کنارے بیٹھے دیکھا۔ اُن کے دونوں پاؤں پانی میں تھے استغراق کا عالم تھا اور وہی علامات اُن پر وارد تھیں جن کی نشان دہی کی گئی تھی۔ حضرت محبُوبِ الٰہیؒ نے جونہی وہی علامات دیکھیں، حضرت چراغ دہلیؒ کی طرف اتنی جلدی بھاگے کہ دوسرے کنارے سے کپڑوں سمیت حوض میں داخل ہو گئے اور خواجہ نصیرُ الدینؒ کے پاؤں پکڑ لئے۔

خواجہ نصیرُ الدینؒ جب قدرے ہوش میں آئے اور اپنے شیخ و مُرشد کو اپنے پاؤں پکڑے دیکھا تو پاؤں کھینچنے چاہے۔ حضرت خواجہ نظامُ الدینؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ کام از خود نہیں کیا۔ بلکہ ہمیں حضراتِ خواجگانِ چشتؒ سے یہ وصیت پہنچی ہے۔ میں نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ سلسلہ چشتیہ میں داخل ہونے والوں از اوّل تا آخر کے لئے حُسنِ خاتمہ نجاتِ اُخروی اور رضائے خُداوندی کی دُعا نہ کریں۔ پس اُنہوں نے دُعا کی۔ اس سلسلہ کو سلسلۂ چشتیہ بہشتیہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت علی مرتضیٰؓ، خواجہ حسن بصریؒ، خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ اور خواجہ عثمان ہارونیؒ سے سینہ بسینہ یہ نعمتِ ولایت حضرت

Marfat.com

خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتیؒ تک پہنچی۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق ۵۶۱ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر شریف کو مرکز رشد و ہدایت بنا کر تبلیغِ اسلام، احیاء ملت، اعلاء کلمۃ الحق، نفاذ شریعت، تعلیم مکارمِ اخلاق اور تزکیۂ نفوس کا اہم فریضہ اتنے دل نشیں انداز میں ادا کیا کہ ہندوستان کی کایا ہی پلٹ گئی۔

صاحب سیر الاولیاء نے آپ کو "نائب الرسول فی الہند" لکھا ہے۔ اور واقعی آپ نے اس لقب و مقام کا حق ادا کر دیا۔ لاکھوں غیر مسلم آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام لائے۔ آپ کی نظر مبارک جس فاسق پر پڑ جاتی، وہ تائب ہو جاتا اور پھر کبھی گناہ کے قریب نہ جاتا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ "جو مرید میرا اور میرے مرید کا مرید ہو گا اور قیامت کے دن از روئے شجرہ میرے پاس پہنچے گا، میں اس وقت تک بہشت میں قدم نہ رکھوں گا جب تک اسے اپنے ہمراہ نہیں لے جاؤں گا۔"

آپ ہی کی دعا اور توجہ باطنی سے شہاب الدین غوری نے غزنی سے آکر راجہ پتھورا کو زندہ گرفتار کیا۔ حضرت خواجہ بزرگؒ کا یہ قولِ مبارک تمام اہم ملفوظات میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا تھا:

"پتھورا زندہ گرفتیم و دادیم بہ لشکرِ اسلام"

اسی تاریخ سے ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کا آغاز ہوا۔ اسی دن سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھ دی گئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے اس دن سے لیکر زوالِ مغلیہ تک کئی سو برس ہندوستان پر حکومت کی۔ درحقیقت یہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا ہی احسان ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کی مملکت پاکستان بھی بہ فیضانِ خواجۂ بزرگؒ و خواجگانِ چشت" قائم ہوئی ہے اور قائم رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اجمیر شریف سے یہ نعمت دہلی شریف منتقل ہوئی۔ آپ کے خلیفہ مجاز و قائم مقام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی شریف کو مرکز بنا کر رشد و ہدایت کا جو شالی

Marfat.com

نظام قائم کیا۔ اُس کے بارے میں تاریخ مشائخ چشت میں مرقوم ہے کہ:

"قطب صاحبؒ کا دہلی میں قیام چشتیہ سلسلہ کے حق میں بہت مفید ثابت ہُوا۔ دہلی اب اسلامی ہند کا قلب وجگر بن چکی تھی۔ وُہ تمام عناصر جو آئندہ صدی میں مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی زندگی پر اثر انداز ہونے والے تھے، یہاں موجود تھے۔ ان ہی میں سے چشتیہ سلسلہ کی تحریک کو کامیاب بنانے کا سامان فراہم کرنا تھا۔ قطب صاحبؒ نے دارالسلطنت کے مہلک اثرات سے اپنا دامن بچالیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہاں کے حالات سے پُورا فائدہ اُٹھایا اور تصوّف کے خیالات ہر طبقہ کے کانوں تک پہنچا دیئے۔"

دہلی شریف سے یہ نعمت پاکپتن شریف منتقل ہُوئی۔ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کے خلفاء میں حضرت بابا فریدالدّین گنج شکرؒ کا بلند ترین مقام ہے۔ حضرت خواجہ معین الدّین چشتیؒ نے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: "بابا قطب الدّین شاہبازے عظیم بدام آوردہ کہ بجز سدرۃ المنتہی آشیانہ نمے گیرد۔" اُنہوں نے پاکپتن شریف کو مرکز بنا کر رشد وہدایت، تبلیغ دین اور اشاعتِ سلسلہ کا ایسا مؤثر نظامِ اصلاح وتربیت قائم کیا، جو تاریخ میں سُنہری حروف میں لکھا جائے تو بھی کم ہے۔

حضرت بابا فریدالدّین گنج شکرؒ کے خلفاء میں دو خلفاء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ پہلے حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوب الٰہیؒ اور دُوسرے حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ۔ تکملہ سیر الاولیاء میں ہے کہ حضرت بابا فریدالدّین گنج شکرؒ نے خواجہ نظام الدّینؒ کے بارے میں فرمایا کہ "ہمارے خانوادے میں مشائخ کرام مُدّت سے ایک محبوبِ الٰہی کی بشارت دیتے آئے ہیں۔ اور مجھے نظام الدّین میں شانِ محبوبیت کا جلوہ نظر آیا ہے۔" حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوب الٰہیؒ نے دہلی شریف کو مرکز بنا کر اِس سلسلہ کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔

Marfat.com

تاریخِ فیروز شاہی میں مرقوم ہے کہ:

"خداوند تعالیٰ نے شیخ نظام الدینؒ کو پچھلی صدیوں میں شیخ جنیدؒ اور شیخ بایزیدؒ کے مثل پیدا کیا تھا۔"

امیر خسروؒ اُن کی شان میں یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

بر درِ او ہر کہ ارادت نمود
زندۂ جاوید شد ار مردہ بود

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے بعد یہ نعمت سلسلہ بہ سلسلہ محب النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ تک پہنچی۔ آپ جب اورنگ آباد سے ہجرت کر کے دہلی میں مستقل طور پر مقیم ہو گئے تو یہاں ایک دینی مدرسہ اور روحانی خانقاہ کی ایسی بنیاد رکھی کہ دہلی ایک بار پھر مرکزِ رشد و ہدایت بن گیا۔ اُنہوں نے چشتیہ سلسلہ کو نئی زندگی بخشی اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اپنے خلفاء بھیج کر ہر جگہ درس و تدریس اور رشد و ہدایت کے مراکز قائم کرا دیئے۔ آپ یقینی طور پر سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے مجدد ہیں۔

حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے خلفاء میں حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ، شاہ نیاز احمد بریلویؒ اور مولانا ضیاء الدین جے پوریؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ البتہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کا ایک خاص ہی مقام ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین جے پوریؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ

"ہم جیسے مریدوں نے سخت محنت و مجاہدہ سے نعمت حاصل کی۔ مگر حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنی نعمتِ خاص خواجہ نور محمد مہارویؒ کو خود عطا فرمائی اور وہی حضرت مولانا صاحبؒ کے قائم مقام ہیں۔"

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے ہندوستان کے ہر گوشہ میں خاص طور پر شمالی ہند میں اور خاص الخاص طور پر ملک کے اُس حصہ میں جسے آج پاکستان بننے کا شرف حاصل ہے، چشتیہ سلسلہ کو مقامِ عروج تک پہنچا دیا۔ چشتیاں شریف، حاجی پور شریف، تونسہ شریف، کوٹ مٹھن شریف، چاچڑاں شریف، ملتان شریف، بہاول پور شریف، خیر پور شریف، تگیرہ شریف، نیز مکھڈ شریف، کلاچی شریف، سیال شریف،

Marfat.com

گولڑہ شریف، جلال پُور شریف، گڑھی شریف، مروله شریف، میرا شریف، چاچڑ شریف بھیرہ شریف اور دیگر تمام مقامات کی چشتیہ خانقاہوں کے چراغ حضرت قبلۂ عالمؒ کے ذریعے ہی روشن ہوئے۔ بقول صاحب مناقب المحبوبین:

"پنجاب، سندھ، بہاولپور، سرحد، بلوچستان اور افغانستان میں ہر جگہ ان کے خلفاء نے خانقاہیں قائم کیں اور حالت یہ ہوگئی کہ دوسرے تمام سلسلوں کی رونق چشتیہ سلسلہ کے سامنے اس طرح گم ہو گئی جیسے آفتاب کے سامنے ستاروں اور چراغوں کا نُور گم ہوجاتا ہے۔"

(۴۴)

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نُور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت: آپ کا نام مُبارک نُور محمدؒ ہے اور لقب قبلۂ عالمؒ۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ (۲ اپریل ۱۷۳۰ء) کو موضع چوٹالہ میں ہوئی۔ جو مہار شریف (تحصیل چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر) سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کے والد کا نام ہندال تھا۔

مادر زاد ولی: آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک ایسا چراغ اُن کے گھر میں روشن ہوگیا ہے جس کی روشنی آسمان سے زمین تک ہر جگہ جلوہ فگن ہے اور تمام روئے زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نیز تمام گھر ایک خاص قسم کی خوشبو سے معطر ہے۔ آپ نے یہ خواب ایک بزرگ شیخ احمد دُودی مولاناؒ کو سُنایا۔ اُنہوں نے فرمایا "مُبارک ہو کہ آپ کے گھر میں ایک ایسا چراغ روشن ہوگا کہ تمام جہاں اُس کے نُور سے منوّر ہوجائے گا۔"

Marfat.com

تعلیم و خلافت: آپ نے علومِ ظاہری مہار شریف، بڈھیراں، ببلانہ، ڈیرہ غازیخان، لاہور اور دہلی میں حاصل کئے۔ دہلی شریف میں محبّ النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ کی خدمتِ عالیہ میں تکمیل علوم کے لئے حاضر ہوئے۔ تعلیم حاصل کی، تربیت حاصل کی اور بیعت وخلافت کی نعمتِ عظمٰے سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ کو مہار شریف میں قیام کا حکم دیا اور فرمایا:

تن مٹکے مَن جھیرنا سُرت ملوّوں ہار!
مکھن رے گیا پنجابی، چھاچھ پیو سنسار

مقام: صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ "حضرت مولانا را آنچہ عنایتِ بے غایت والطافِ بے قیاس بحق وے معروف بُود، بحالِ احدے از خلفائے نبود" (حضرت مولانا فخر جہانؒ کی جو عنایت بے غایت اور الطافِ بے قیاس خواجہ نور محمد مہارویؒ پر تھا، اپنے خلفاء میں سے کسی پر نہ تھا۔)

حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے مہار شریف میں ایک ایسی خانقاہ قائم کی جو جلد ہی شریعت وطریقت کا ایک عالمی مرکز بن گئی۔ آپ نے چشتیہ سلسلہ کو مقامِ عروج تک پہنچا دیا۔ تونسہ شریف، کوٹ مٹھن شریف، ملتان شریف، خیرپور شریف، حاجی پور شریف، تو گیرہ شریف اور دیگر تمام ذیلی خانقاہوں کے چراغ اسی چراغِ چشتیاں حضرت قبلۂ عالمؒ کے ذریعے روشن ہوئے۔

رشد و ہدایت: مہار شریف میں قیامِ خانقاہ کے بعد آپ نے رُشد و ہدایت کے کام کا آغاز کیا۔ جلد ہی چاروں طرف سے مخلوقِ خدا آنے لگی جن میں علماء وفضلاء بھی تھے، شاہ وامراء بھی اور فقراء ومساکین بھی۔ ہر ایک یکساں فیضیاب ہوتا تھا۔ آپ کی صحبت عجیب تاثیر رکھتی تھی۔ جو اس خانقاہ میں پہنچ جاتا، اس کی زندگی میں انقلاب آجاتا۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ فرمایا کرتے تھے کہ "میرے پیرو مرشد کے دستِ

Marfat.com

مبارک میں عجیب تاثیر تھی۔ جو کوئی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا اس کی زندگی بدل جاتی۔ آپ کا زیادہ وقت رشد و ہدایت میں گزرتا اور مجلس ہر وقت گرم رہتی۔

محاسن:۔ آپ علماء کی بہت عزت کرتے تھے۔ اقرباء سے حسنِ سلوک کرتے تھے۔ بیکسوں پر شفقت فرماتے تھے۔ آپ کا فیضِ ظاہری و باطنی ہر امیر و فقیر کے لئے یکساں تھا۔ آپ کا کلام حکمت سے بھرپور ہوتا تھا۔ تمام لوگوں کی عرض سنتے۔ ہر سائل کو جواب دیتے اور ہر ایک کی دلجوئی فرماتے تھے۔

آپ کا مؤقف یہ تھا کہ

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست!
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپ کا مشرب تھا کہ

جملہ فنونِ شیخ نیرزد بہ نیم خس
راحت رساں بہ خلق ہمیں مشرب است و بس

آپ کے شب و روز عبادت و ریاضت، ذکر و فکر، تعلیم و تربیت اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزرتے تھے۔ ہر ایک کو اس کی حاجت کے مطابق عطا کرتے تھے ہر ایک پر اس کے ظرف کے مطابق کرم کرتے تھے۔ بہرحال آپ سرتاپا کرم ہی کرم تھے۔

تعلیمات:۔ آپ اپنی تعلیمات میں اتباعِ شریعت کی خاص تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق آراستہ کرنا چاہیئے کہ عوام و خواص کو یومِ حساب سب سے پہلے شریعت کے بارے میں پرسش ہوگی۔

فرمایا کرتے تھے کہ

"ہر چیزے کہ مروی از جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ باشد بغیر ضرورت چگونہ بکار بردہ شود"

(ترجمہ۔ جو عمل حضورِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت نہیں ہے اسے بغیر ضرورت کیسے اختیار کیا جائے۔)

١ فرمایا کہ ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی استقامتِ ایمان کے بعد ہے۔

٢ فرمایا کہ شیخ و مرشد طالب کو ذکر و فکر اور اوراد و اشغال تلقین کرتا ہے۔ مگر جب وہ اُن کو قضا کرتا ہے تو شیخ بھی اُسے نہیں پہچانتا چاہے وہ بہت مدت تک بھی ان کی خدمت و صحبت میں کیوں نہ رہا ہو۔

٣ فرمایا کہ اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں اپنے آپ کو نوآمد خیال کرے اور ہر دن کو پہلا دن تصور کرے تو وہ جلد اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور اگر دوسرے دن کو دوسرا دن سمجھا تو تباہی و ہلاکت میں گرفتار ہو جائے گا۔

٤ فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ شیخ و مرشد کے سامنے چپ ہو کر بیٹھے اور فضول بات یا سوال نہ کرے۔ کیونکہ جتنی مشکلات صحبتِ شیخ میں حل ہوتی ہیں، اتنی مجاہدوں اور ریاضتوں میں حل نہیں ہوتیں۔

٥ فرمایا کہ رات کو جب کنوئیں چلنے کی آواز سُنتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ لوگ ساری رات کنوئیں چلاتے ہیں اور رات بھر جاگتے ہیں اور یہ ساری بیداری و زحمت صرف چند دانوں کے لئے ہے اور وہ بھی اگر فصل آفاتِ سماوی سے بچ رہے مگر افسوس کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی خاطر کوئی شخص اتنی شب بیداری اور محنت نہیں کرتا۔ البتہ جو لوگ شب بیدار رہ کر راہِ سلوک پر چلتے ہیں، وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے مقصودِ حقیقی تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی محروم نہیں رہتے۔

ہر رات کے پچھلے حصے میں اک دولت گُٹتی ہوتی ہے
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے، جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے

علالت اور وصال:۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا صاحب دہلویؒ نے

Marfat.com

۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کو جس دن پیرومرشد کے وصال کی خبر ملی بے چین ہو گئے۔ وصالِ مرشد نے نہ صرف یہ کہ آپ کو غمگین کیا بلکہ علیل بھی کر دیا۔ دن بدن لاغر ہونے لگے۔ چند سال بعد جب ۱۲۰۴ھ میں آپ کے خلیفہ اوّل حضرت مولانا نور محمد نارووالہ صاحب کا وصال ہوا تو صحت اور خراب ہوگئی۔

آخری دنوں میں بالکل خاموش ہو گئے اور شغل پاس انفاس میں شب و روز مشغول رہنے لگے۔ یہاں تک کہ تین ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۷۹۱ء کو پنج شنبہ کی رات طلوعِ آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل آپ واصل بحق ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔ بیس سال کے تھے کہ حضرت مولانا صاحب دہلوی کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ چونتیس سال تک شیخ و مرشد کی خدمت میں فیضیاب ہوتے رہے۔ خلافت کے بعد اکیس برس ہدایتِ خلق میں مصروفِ عمل رہے۔ حضرت مولانا صاحب کے وصال کے بعد چھ سال پانچ ماہ چھ دن زندہ رہے۔ تریسٹھ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ نواب غازی الدین خان نے تاریخِ وصال لکھی:

حیف و واویلا جہاں بے نور گشت

اولادِ عالی مقام: آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت خواجہ نور الصمد شہید تھے، جو اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد پہلے سجادہ نشین بنے۔ دو ماہ ستائیس دن سجادہ کو رونق بخشی۔ یکم ربیع الاول ۱۲۰۶ھ (۲۹ اکتوبر ۱۷۹۱ء) کو شہادت کا جام نوش فرمایا اور حضرت قبلۂ عالم کے پہلو میں روضۂ شریف میں دفن ہوئے۔

دوسرے فرزند حضرت خواجہ نور احمد مہاروی تھے، جو درگاہِ معلّیٰ کے دوسرے سجادہ نشین بنے۔ پچاس برس مسندِ سجادگی پر رونق افروز رہے۔ آپ کا وصال ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ (۶ دسمبر ۱۸۳۸ء) کو ہوا۔ آپ بھی روضۂ شریف میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

تیسرے فرزند حضرت خواجہ نور حسن منگھیرویؒ تھے، جنہوں نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال کے بعد منگھیر شریف کو اپنا مسکن بنا لیا تھا۔ جہاں آج تک آپ کی اولادِ عالی مقام قیام پذیر ہے۔ آپ کا وصال ۲۲ شوال ۱۲۵۵ھ (۳۱ دسمبر ۱۸۳۹ء) کو ہوا۔ آپ کی قبر مبارک بھی روضہ شریف میں ہے۔

خلفاء:

قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار خلفاء تھے، جنہوں نے ملک کے گوشہ گوشہ میں چشتی خانقاہیں قائم کیں اور سلسلہ کا فیضِ عام جاری کیا۔ مناقب المحبوبین میں چھتیس (۳۶) خلفا کے اسمائے گرامی دیئے گئے ہیں۔ ان خلفا کے علاوہ آپ کے بے شمار مریدانِ مجاز تھے، جن میں سے ہر ایک صاحبِ کرامت تھا۔ آپ کے خلفاء میں پہلے چار خلفاء بہت بلند مقام تھے یعنی حضرت مولانا نور محمد نارووالہ صاحبؒ (حاجی پور شریف) حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ (کوٹ مٹھن شریف) حضرت حافظ محمد جمال صاحبؒ (ملتان شریف) اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ (تونسہ شریف)

منقول ہے کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ نے جب قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کو خلافت عطا کی تو ساتھ ہی ایک وصیت بھی کی۔ آپ نے فرمایا:

"مغرب کے پہاڑوں سے ایک شہباز آئے گا۔ اُسے جس طرح بھی ہو سکے۔ اپنے دام میں لانا۔ وہ ہماری اور تمہاری نعمت کا وارث ہوگا اور اپنے زمانہ میں مملکتِ ولایت کا سلیمان ہوگا۔"

تونسہ شریف ایک غیر معروف گاؤں تھا مگر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے قیام کے بعد ایک ایسا مرکزِ رشد و ہدایت بن گیا جس کی شہرت چار دانگِ عالم میں پھیل گئی۔ آپ نے تونسہ شریف میں مسجد مدرسہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ تعمیر کر کے ایک ایسی خانقاہ کی بنیاد ڈالی، جو بہت جلد علومِ ظاہری و باطنی کا ایک عالی مرکز بن گئی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہائے طریقت

سلسلۂ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ

الٰہی بحرمت

۱۔ سید الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔ مدینۃ العلوم والمطالب امیر المومنین حضرت خواجہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ

۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۷۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۹۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۰۔ شیخ المشائخ سر سلسلۂ چشتیاں حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال ابن فرسنافہ چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو محمد ابن ابو احمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۶۔ شیخ المشائخ مقتدائے اہل عرفان حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۷۔ شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

Marfat.com

۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی اجودھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔ شیخ المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین چشتی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ کمال الدین علامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ سراج الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ علم الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمود راجن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ جمال الدین جمن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ حسن محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۹۔ شیخ المشائخ قطب المدینہ حضرت خواجہ شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۔ شیخ المشائخ محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۳۔ شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔ شیخ المشائخ غربا نواز حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلۂ عالیہ چشتیہ قادریہ سلیمانیہ

الٰہی بحرمت

۱۔ سید الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
۲۔ مدینۃ العلوم والمطالب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

Marfat.com

۳۔ سیدنا شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ سیدنا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ سیدنا حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ الاعظم شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوبکر محمد شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالواحد مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علی مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔ شیخ المشائخ قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی خواجۂ خواجگان حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عمار بن یاسر بدلیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ رضی الدین لالا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد جوزقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ـــ ایک جزو خلافت حضرت امام حسن ؓ سے شہید کربلا حضرت امام حسین ؓ کو ملا تھا اس لئے بعض سلاسل قادریہ میں حضرت علی ؓ کے بعد حضرت امام حسن ؓ اور حضرت امام حسن ؓ کے بعد حضرت امام حسین ؓ کا نام گرامی لکھتے ہیں (مناقب المحبوبین اردو صفحہ ۹۱)

Marfat.com

۲۴ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ نورالدین کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۵ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۶ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمود مزدقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۷ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ سید علی ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۸ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ اسحاق ختلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۹ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ سید محمد نوربخش رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۰ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ سید محمد علی نوربخش رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۱ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد غیاث نوربخش رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۷ـــ شیخ المشائخ شیخ الاتقیاء حضرت شیخ حسن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۸ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۹ـــ شیخ المشائخ قطب المدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۰ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۱ـــ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۲ـــ شیخ المشائخ محبوب النبی حضرت شیخ مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۳ـــ شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت شیخ خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۴ـــ شیخ المشائخ شہبازِ طریقت حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

Marfat.com

سلسلہ عالیہ چشتیہ نقشبندیہ سلیمانیہ

الٰہی بحرمت

۱۔ سید الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔ مدینۃ الصدق والتحقیق امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ علی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمود فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔ شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

۲۰۔ شیخ المشائخ مخدومِ جہانیاں حضرت شیخ سید جلال الدین جہاں گشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ صدرُ الدین راجو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ قاضی علم الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ قادن الملت والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمود راجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ جمال الدین جمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ حسن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔ شیخ المشائخ محبّ النبی حضرت شیخ مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳۔ شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت شیخ خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴۔ شیخ المشائخ شہبازِ طریقت حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوٹ، مسجدِ سلیمانی کے برآمدے کی چھت (ثقف) کے درمیانی مستطیل حصے کے چاروں طرف مرقوم سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۲۷۲ پر۔

Marfat.com

سلسلۂ عالیہ چشتیہ سہروردیہ سلیمانیہ

الٰہی بحرمت

۱۔ سید الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
۲۔ مدینۃ العلوم والمطالب امیر المومنین حضرت خواجہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ حاتم اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ شیخ المشائخ حضرت ابوتراب نخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابومحمد جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوعبداللہ خفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوعباس نہاوندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ اخی سراج زنجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ وجیہ الدین ابوحفص سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاء الحق والدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ صدر الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

۲۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگی احمد امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد کلاں دہبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمد ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ شیخ المشائخ حضرت امیر محترم اللہ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔ شیخ المشائخ محبّ النبی حضرت شیخ مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳۔ شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت شیخ خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴۔ شیخ المشائخ شہبازِ طریقت حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وصال اور مدفن

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مدفن
۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۲/۹/۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ طیبہ
۲۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ	۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ	نجف اشرف
۳۔ حضرت خواجہ حسن بصریؓ	۴ محرم ۱۱۰ھ	بصرہ شریف

Marfat.com

۴۔ حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زیدؒ	۲۷ صفر سنہ ۱۷۷ھ	بصرہ شریف
۵۔ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ	۳ ربیع الاول سنہ ۱۸۷ھ	مکہ معظمہ
۶۔ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخیؒ	۲۶ جمادی الاول سنہ ۲۶۲ھ	ملک شام
۷۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشیؒ	۲۴ شوال سنہ ۲۷۶ھ	بصرہ شریف
۸۔ حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصریؒ	۷ شوال سنہ ۲۸۷ھ	بصرہ شریف
۹۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ	۱۴ محرم الحرام سنہ ۲۹۹ھ	عکہ شریف
۱۰۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ	۱۴ ربیع الآخر سنہ ۳۲۹ھ	عکہ شریف
۱۱۔ حضرت خواجہ ابو احمد بن فرسنافہ چشتیؒ	یکم جمادی الآخر سنہ ۳۵۵ھ	چشت شریف
۱۲۔ حضرت خواجہ ابو احمد بن احمد چشتیؒ	۴ ربیع الآخر سنہ ۴۱۱ھ	چشت شریف
۱۳۔ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ	۳ رجب سنہ ۴۵۹ھ	چشت شریف
۱۴۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ	یکم رجب سنہ ۵۲۷ھ	چشت شریف
۱۵۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	۱۳ رجب سنہ ۶۱۲ھ	زندنہ شریف
۱۶۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	یکم شوال سنہ ۶۱۲ھ	مکہ معظمہ
۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ	۶ رجب سنہ ۶۳۳ھ	اجمیر شریف
۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۴ھ	دہلی شریف
۱۹۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ	۵ محرم الحرام سنہ ۶۶۴ھ	پاکپتن شریف
۲۰۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ	۱۷ ربیع الآخر سنہ ۷۲۵ھ	دہلی شریف
۲۱۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ	۱۸ رمضان المبارک سنہ ۷۵۷ھ	دہلی شریف
۲۲۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہؒ	۲۷ ذیقعد سنہ ۷۵۶ھ	دہلی شریف
۲۳۔ حضرت خواجہ شیخ سراج الدینؒ	۲۱ جمادی الاول سنہ ۸۱۷ھ	پیران پٹن شریف (دکن)
۲۴۔ حضرت خواجہ شیخ علم الدینؒ	۲۶ صفر سنہ ۸۲۹ھ	پیران پٹن شریف (دکن)
۲۵۔ حضرت خواجہ شیخ محمود راجنؒ	۲۲ صفر سنہ ۹۰۰ھ	پیران پٹن شریف (دکن)
۲۶۔ حضرت خواجہ شیخ جمال الدین جمنؒ	۲۰ ذوالحجہ سنہ ۹۴۰ھ	احمد آباد شریف (دکن)
۲۷۔ حضرت خواجہ شیخ حسن محمدؒ	۲۸ ذوالقعدہ سنہ ۹۸۲ھ	احمد آباد شریف (دکن)
۲۸۔ حضرت خواجہ شیخ محمد بن حسن محمدؒ	۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۰ھ	احمد آباد شریف (دکن)
۲۹۔ حضرت خواجہ شیخ یحییٰ مدنیؒ	۲۷ صفر سنہ ۱۱۰۱ھ	مدینہ طیبہ
۳۰۔ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادیؒ	۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ھ	دہلی شریف
۳۱۔ حضرت خواجہ شیخ نظام الدین اورنگ آبادیؒ	۱۲ ذوالقعدہ سنہ ۱۱۴۲ھ	اورنگ آباد شریف
۳۲۔ حضرت محب النبی مولانا فخر الدین دہلویؒ	۲۷ جمادی الآخر سنہ ۱۱۹۹ھ	دہلی شریف
۳۳۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ	۳ ذوالحجہ سنہ ۱۲۰۵ھ	چشتیاں شریف
۳۴۔ شہباز طریقت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ	۷ صفر سنہ ۱۲۶۷ھ	تونسہ شریف

Marfat.com

باب ②

ابتدائی زندگی

نام و نسب:

اگرچہ اولیاء اللہ کے تذکرہ میں "دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست" کے مطابق نام و نسب کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ مگر پھر بھی تذکرہ نویسی کا تقاضا ہے کہ اِس بارے میں بھی تحریر کیا جائے۔ لہٰذا مستند ملفوظات کی روشنی میں نام و نسب کے بارے میں چند حقائق پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضرت غوثِ زماںؒ کا اسمِ مبارک محمد سلیمان تھا۔ بچپن میں گھر والے پیار سے آپ کو مانا یا مانے خاں بھی کہتے تھے۔ روہیلہ بھی آپ ہی کا لقب تھا۔ آپ کے پیر و مرشد قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ اکثر آپ کو روہیلے کے نام سے ہی یاد کرتے تھے۔ بعد ازاں جب آپ مسندِ ارشاد پر جلوہ فرما ہوئے تو اربابِ عقیدت، صاحبانِ فضیلت اور مؤلفینِ ملفوظات نے آپ کو بے شمار القاب سے یاد کیا، جن کا ذکر اگلے صفحات میں مناسب مقام پر آئے گا۔

آپ افغان قوم کے جعفر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام مبارک محمد زکریا تھا اور والدۂ محترمہ کا بی بی زلیخا۔ آپ کے دادا صاحب کا نام عبدالوہاب بن عمر خان بن خان محمد تھا۔ دادا صاحب رمدانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ کا نام جعفر خان تھا۔ اسی نام کی نسبت سے آپ کے قبیلہ کو جعفر یا جعفر خانی کہا جاتا ہے۔ جعفر خاں کی تیسری نسل میں رحیم داد خان تھے، جو اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ اس نسبت سے اس قبیلہ کو رمدانی کہا جاتا ہے، جو رحیم دانی کا مخفف ہے۔ رحیم داد خان کے ایک پوتے کا نام سالار خان تھا۔ اس نام کی وجہ سے اس

Marfat.com

شاخ کو "رمدانی سالارانی" بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کے والد گرامی محمد زکریا خان جعفر قبیلہ کی اسی رمدانی سالارانی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ایک نیک سیرت، درویش صفت اور پابندِ شریعت انسان تھے۔ اپنی شرافت کی وجہ سے خاندان و قبیلہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اپنے قبیلہ کے سردار تھے دولت و ثروت کی وجہ سے نہیں بلکہ شرافت و نجابت کی وجہ سے۔

مسکن و مولد۔

مذکورہ بالا خاندان موضع گڑگوجی میں آباد تھا۔ غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اسی موضع میں تولد ہوئے۔ گڑگوجی کے بارے میں حیاتِ سلیمان میں لکھا ہے کہ "یہ موضع تحصیل بازار موسیٰ خیل، ضلع لورالائی (بلوچستان) میں ہے، جو تونسہ شریف سے اندرونِ کوہ تقریباً ساٹھ میل کی دشوار گزار وادیوں میں ایک پہاڑی ہے۔"

خاتمِ سلیمانی میں مرقوم ہے کہ "یہ موضع تونسہ شریف سے جانب غرب کوہِ سلیمان میں دو منزل دور ہے۔"

مناقب المحبوبین میں ہے کہ "مولد و وطنِ مالوفہ حضرت موضع گڑگوجی است کہ در کوہِ درگ واقع است و ایں کوہِ درگ سی کروہ از تونسہ شریف سمتِ مغرب است۔ آباؤ اجدادِ حضرتؒ دراں موضع مذکورہ ماندند و ولادتِ باسعادتِ حضرتؒ ہم دراں موضع شدہ است۔" (حضرتؒ کی جائے ولادت اور وطنِ مالوف موضع گڑگوجی ہے، جو کوہِ درگ میں واقع ہے۔ یہ کوہِ درگ تونسہ شریف سے مغرب کی طرف تیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ حضرتؒ کے آباؤ اجداد اسی موضع مذکور میں رہتے تھے۔ حضرتؒ کی ولادت باسعادت بھی اسی موضع میں ہوئی تھی۔"

مادر زاد ولی:

(۱)

منقول ہے کہ آپ کی ولادتِ باسعادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ ایک چشمہ

Marfat.com

سے مشکیزہ میں پانی بھر کر اپنے گھر کی طرف آرہی تھیں۔ ایک درویش جس کا لباس ہندوستانی تھا اور زبان بھی ہندوستانی تھی، ایک عجیب عالم میں راستہ میں کھڑا تھا۔ اچانک اس درویش کی نظر آپ کی والدہ صاجبہ پر پڑی۔ کہنے لگا "سُبحان اللہ۔ اِس شکم میں بادشاہ دوجہاں ہے جو اپنے زمانے میں سُلیمانِ زماں بنے گا، ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچائے گا اور تمام جن و انس اُسے سجدہ کریں گے۔" یہ کہنے کے بعد وُہ درویش لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ اِس کے بعد اُس درویش کو کسی نے کبھی نہ دیکھا۔

(۲)

منقول ہے کہ ایک درویش نے نہر گرگرجی کے کنارے اس جگہ پر ڈیرہ ڈالا ہُوا تھا، جہاں سے ستورات پانی لاتی تھیں۔ ایک شخص نے اُس سے کہا کہ اَے درویش یہ عورتوں کی گزرگاہ ہے۔ یہاں سے اُٹھ جا اور کسی دوسری جگہ چلا جا۔ اُس نے جواب دیا کہ "مَیں درویش ہُوں۔ مَیں اس جگہ سے نہیں اُٹھوں گا۔" اُس شخص کو اس درویش کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوگئی۔ چُھپ کر اُسے دیکھتا رہتا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ ہر روز جب عورتیں پانی بھرنے کے لئے وہاں آتی ہیں تو یہ درویش اُنہیں نہایت غور سے دیکھتا ہے۔

ایک دن آپ کی والدہ صاحبہ بھی پانی بھرنے کے لئے اِس نہر پر تشریف لائیں۔ جب اس درویش کی نظر پڑی تو بے اختیار تعظیم کے لئے اُٹھا۔ آداب بجالایا اور سلام کیا۔ جب تک آپ کی والدہ صاجبہ گھر تشریف نہ لے گیئں، اُسی طرح مؤدب کھڑا رہا۔ جب نظر سے غائب ہوگیئں تو بیٹھ گیا۔ وُہ شخص بھی چُھپ کر دیکھ رہا تھا۔ اُس نے درویش کے پاس آکر کہا کہ "اَے درویش اتنی عورتیں پانی کے لئے یہاں آتی ہیں تو کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔ اِس خاتون کی کیوں اتنی تعظیم کی ہے اور کیوں سلام و آداب بجالایا ہے؟"

درویش نے جواب میں فرمایا کہ

"تو اِس خاتون کے مقام سے آگاہ نہیں ہے۔ اِس کے شکم میں غوث زماں ہے جو دونوں جہانوں کا بادشاہ ہوگا اور مخلوقِ خُدا لاکھوں کی تعداد میں اُس

Marfat.com

سے فیض یاب ہوگی۔ میں نے یہ تمام تعظیم اُس غوثِ زمانی کے لئے کی ہے۔"
یہ کہا اور نظروں سے غائب ہوگیا۔

(۳)

منقول ہے کہ ایک دن آپ کی والدہ صاحبہ چشمہ سے پانی لا رہی تھیں۔ اچانک دو درویش راستہ میں آپ کے سامنے آگئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کر کیا تو جانتا ہے کہ اس خاتون کے شکم میں دو جہان کا بادشاہ اور اس زمانہ کا غوث ہے دوسرے درویش نے جواب دیا کہ ہاں جو بچہ اس خاتون کے شکم میں ہے وُہ اپنے وقت میں دو جہان کا بادشاہ بنے گا اور ہزار ہا مخلوقِ خدا اُس سے فیض یاب ہوگی۔

یہ تینوں روایات مختلف انداز میں ہیں مگر ماحصل سب کا ایک ہی ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے۔ البتہ صاحبِ خاتم سلیمانی نے آپ کی والدہ صاحبہ کی زبانِ مبارک سے ایک واقعہ یوں تحریر کیا ہے:

"حقیقت میں سب سے زیادہ صحیح اور راست راست بے کم و کاست وُہ بیان ہے جو کہ خود حضرتؒ کی والدہ ماجدہ نے مولوی یار محمد سوکڑی کے سامنے اپنی زبانِ مبارک سے بیان فرمایا جس کو منتخب اور دیگر ملفوظات میں لکھا گیا ہے کہ ایک دفعہ جب کہ حضرت آفتاب جہاںؒ ابھی برج حمل میں تھے کہ ایک درویش دروازہ پر مالکِ مکان کو پکارنے لگا۔ جب خواجہ صاحبؒ کے والد شریف دروازہ پر آئے تو اُس فقیر نے السّلام علیکم کہا اور بعد خیر و عافیت کے کہا کہ "آپ کے گھر میں امیدواری ہے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے فرزندِ نرینہ تولد ہوگا۔ جو کہ زاید العمر۔ کثیر البرکت۔ قطب الاولیاء۔ غوث العرفا اور صاحب لنگر ہوگا۔ اور ایک دُنیا اس کے فیض سے متمتع ہوگی۔" حضرت کے والد ماجد نے فقیر کو کھانا کھلایا۔ فقیر نے تھوڑا سا کھایا اور ارشاد کیا کہ باقی آپ کھائیں اور گھر والوں کو کھلائیں۔ اس کے بعد وُہ فقیر چلا گیا۔ اور نیز مائی صاحبہ

Marfat.com

نے عالمِ خواب میں بھی دیکھا تھا کہ آفتاب جہاں تاب آسمان سے اتر کر میری گود میں آگیا ہے اور تمام گھر ہر چہار طرف روشن اور منور ہے اور سینکڑوں لوگ مجھے مبارک باد دے رہے ہیں۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد ولادتِ حضرتؒ ہوئی اور فی الصدق وہ سورج ہی تھا جو کہ مائی صاحبہ کی گود میں آیا۔"

(خاتمِ سلیمانی۔ صفحہ ۱۷)

ولادت باسعادت۔

آپ کی ولادتِ باسعادت کے بارے میں صاحبِ مناقب المحبوبین نے ابتدا میں صرف اتنا لکھا ہے کہ آپ گرگوجی میں پیدا ہوئے۔ سال، دن یا تاریخ کا کہیں ذکر نہیں کیا مگر آخر میں جا کر قدر التفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی جس کا خلاصہ مناقب المحبوبین کے ملخص اردو ترجمہ میں یوں مرقوم ہے کہ "آپ کی تاریخِ ولادت کہیں مذکور نہیں ہے۔ لیکن یہ متعین ہے کہ آپ کا چوراسی (۸۴) برس کی عمر میں وصال ہوا۔ اس طرح سالِ وصال ۱۲۶۷ھ کے حساب سے آپ کا سالِ پیدائش ۱۱۸۳ھ بنتا ہے"۔ حیاتِ سلیمانؒ میں لکھا ہے کہ "آپ ۱۱۸۳ھ میں عالمِ ظہور میں آئے"۔

خاتمِ سلیمانی میں ا۔ ب۔ بلوچ نے صفحہ پندرہ کے حاشیہ پر تحریر کیا ہے کہ "آپ کا سِن ولادت ۱۱۸۹ھ ہے"۔ ساتھ ہی ایک شعر درج کیا ہے، جس میں "خورشیدِ دو جہاں" سے سالِ ولادت نکالا ہے۔ یہ شعر حاجی نجم الدین سلیمانی" (خلیفہ مجاز حضرت غوثِ زمانؒ) کی ایک مشہور نظم سے لیا گیا ہے۔ یہ نظم خاتمِ سلیمانی میں صفحہ ۱۵۰ پر موجود ہے۔

سالِ ولادت آں را از من اگر بپرسی
گر ہاتفِ وجود سازی خورشیدِ دوجہاں شد

حاجی نجم الدین سلیمانیؒ نے مناقب المحبوبین (فارسی) کے صفحات ۳۱۹، ۳۲۰ اور ۳۲۱ پر سنِ ولادت، سنِ وصال اور عمر مبارک کے بارے میں مفصل تحریر کیا ہے اور مذکورہ بالا نظم کو اس تصنیف میں درج کرنے سے پہلے یوں تحریر کیا ہے:

Marfat.com

"بموجب اقوالِ مذکور و قیاسِ مزبور باید دانست کہ سنِ ولادتِ حضرت صاحب (غوثِ زمانؒ) یازدہ صد و ہشتاد و چہار (۱۱۸۴ھ) است از ہجرتِ حضرتِ سرورصلی اللہ علیہ وسلم"۔ (اقوالِ مذکور اور قیاسِ مزبور کے مطابق جان لینا چاہیئے کہ حضرت غوثِ زمانؒ کا سنِ ولادت ۱۱۸۴ھ ہے۔)

چند بشارتیں۔

(۱) بشارت:-

کوہِ درگ میں ایک صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ وہ گڑگوجی میں ہی رہتے تھے آپ کے ہم قوم تھے۔ حجام کا کام کرتے تھے۔ یہ بزرگ غوثِ زمانؒ کے بچپن کے ایام میں آپ کے بال بنایا کرتے تھے۔ بہت پیار سے آپ کی حجامت بناتے اور پھر آپ کو گھی شکر کی چوری کھلاتے تھے۔ ایک دن کسی شخص نے اس بزرگ سے پوچھا کہ تمہیں کیا فائدہ ہے کہ ان کے بال بھی بناتے ہو اور انہیں چوری بھی کھلاتے ہو۔ اس بزرگ نے جواب میں فرمایا کہ

"تم اس بچے کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو۔ یہ مقبولانِ حق اور محبوبانِ خدا میں سے ہوگا۔ اس بچے پر ایک زمانہ آئے گا کہ تمام جہان اس کے نور سے منور ہوگا اور یہ بچہ فخر الاولین والآخرین ہوگا۔ نیز یہ میرا جنازہ بھی پڑھائے گا اور حق تعالیٰ اس کی برکت سے میری مغفرت فرمائے گا"۔

آخر وہی ہوا کہ چند سال گزرنے کے بعد قطبِ زماں قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر سے آپ مقبولانِ حق و محبوبانِ خدا میں شامل ہوکر فخر الاولین والآخرین کے مقام پر پہنچ گئے۔ گڑگوجی کے محمد سلیمانؒ مہار شریف کے قطبِ زمانؒ کے فیضانِ صحبت سے غوثِ زمانؒ بن گئے۔ قیامِ مہار شریف کے دور کی بات ہے کہ ایک مدتِ مدید کے بعد آپ اپنے رفیقِ خاص خلیفہ محمد باران خان رحمۃ اللہ علیہ (کلاچی شریف) کے ساتھ مہار شریف سے اپنے وطن گڑگوجی آرہے تھے۔ جب کوہِ درگ میں پہنچے تو ایک طرف سے بہت سے لوگوں کی آواز سنائی دی۔

Marfat.com

آپ اس طرف چل دیئے۔ وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ قوم جعفر کے افغان ہیں اور کسی شخص کا جنازہ سامنے رکھے امام کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ اس جنازہ کے سرہانے پہنچے اور پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ وہی شخص ہے جو آپ کے لئے بچپن میں چوری لے جایا کرتا تھا۔ آپ کی حجامت بنایا کرتا تھا اور آپ سے پتھر بھی کھایا کرتا تھا۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔

بشارت۔ (۲)

موضع گڑگوجی میں ایک اور صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ وہ حاجی صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ ان سے آپ نے ابتدائی تعلیم بھی حاصل کی تھی حاجی صاحب مذکور نے کشف کی بنا پر آپ کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا:

"حق تعالیٰ تمہیں رتبۂ بلند اور درجۂ اعلیٰ عطا کرے گا۔ اس سلسلہ میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ پہلے تونسہ شریف جاکر علم حاصل کریں گے وہاں سے قصبہ لانگھ اور وہاں سے کوٹ مٹھن جاکر مزید تعلیم حاصل کریں گے۔ پھر وہاں مہار شریف سے ایک کامل بزرگ آئیں گے جن سے آپ بیعت کریں گے۔ وہ آپ کو نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ واپس تونسہ شریف آکر مخلوقِ خدا کو اللہ کا راستہ بتائیں گے"

پھر فرمایا کہ میری تین وصیتیں یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا۔ پہلی یہ کہ میرے بیٹے کو تعلیم دینا۔ دوسرے یہ کہ جب تک میرا بیٹا زندہ رہے۔ اسے دنیاوی ضروریات کا محتاج نہ رہنے دینا۔ تیسرے یہ کہ وقتِ نزع میرے بیٹے کی مغفرت کی دعا کرنا کہ تیری دعا مستجاب ہوگی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حاجی صاحب کی بشارت تھی۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے گڑگوجی کے بعد تونسہ شریف، لانگھ اور کوٹ مٹھن میں تعلیم حاصل کی۔ کوٹ مٹھن شریف میں ہی قبلۂ عالم

Marfat.com

حضرت خواجہ نُور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آپ کو مرید بنایا۔ چند سالوں کے بعد آپ اپنے پیر و مُرشدؒ سے خلافت حاصل کرنے کے بعد تونسہ شریف میں سکونت پذیر ہُوئے اور ہزارہا مخلوق افغانستان، ہندوستان، ترکستان اور عرب سے آنی شروع ہو گئی۔

آپ نے حاجی صاحبؒ کی وصیت کے مطابق اُن کے فرزند محمد عرف مٹّر کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اُسے تعلیم دلائی اور ہر طرح سے نگہداشت فرمائی۔ جب اُسے مرض الموت نے آلیا تو ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب نزع کا وقت آیا تو اُس کے پاس جاکر خاتمہ بالخیر کے لئے بہت دُعا کی اور فرمایا:

"تسلی و اطمینان رکھو۔ مَیں تمہارے ایمان کا ضامن ہُوں۔ حق تعالیٰ کریم و غفار ہے، تمہیں بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اپنے پیر و مُرشد کا تصور ذہن میں لاؤ"

پس فوراً ہی اُس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔ پھر جو کچھ رازہائے نہانی اُسے مشاہدہ کرائے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اِس کے بعد فرمایا:

"اَے مٹّر، میرے اُستادِ محترم نے جو وصیت کی تھی، مَیں اُسے بجا لایا۔ اَب تمہیں خُدا کے سُپرد کرتا ہُوں"

جب آپ وہاں سے باہر تشریف لے گئے تو مٹّر کا ذکر کرتے کرتے انتقال ہو گیا۔

(۳) بشارت۔

مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ جن دِنوں آپ تونسہ شریف میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اُستادِ محترم نے آپ کو ایک کتاب لانے کے لئے موضع سوکڑ بھیجا۔ آپ اپنے اُستادِ محترم کی کتاب لے کر جس وقت سوکڑ سے تونسہ شریف آرہے تھے، اُسی وقت حضرت مولانا نُور محمد المعروف نارووالہ صاحبؒ (خلیفۂ مجاز قبلۂ عالم حضرت خواجہ نُور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ) تونسہ شریف جارہے تھے۔

Marfat.com

راستہ میں ملاقات ہو گئی۔ جونہی حضرت نارووالہ صاحبؒ کی نظر آپ پر پڑی۔ سواری سے نیچے اُترے۔ آپ سے معانقہ کیا، حالانکہ اِس سے قبل نہ ملاقات تھی نہ جان پہچان، حضرت نارووالہ صاحبؒ نے آپ کو گھوڑی پر بٹھالیا اور خود باوجود ضعیفی و پیری کے پاپیادہ چلنے لگے۔ حضرت نارووالہ صاحبؒ کے مریدوں میں سے تونسہ شریف کے رہنے والے میاں احمد کھوکھر نے جب یہ حال دیکھا تو اپنے پیرو مُرشد سے کہا کہ "یا حضرت یہ روہیلہ نوجوان تقریباً ایک کوس سے سوار چلا آرہا ہے۔ اب آپ سوار ہو جائیں۔ حضرت نارووالہ صاحبؒ نے فرمایا" اَرے میاں خاموش رہو۔ تمہیں اِس بات سے کیا سروکار۔"

تونسہ شریف جاکر جب حضرت نارووالہ صاحبؒ قیام گاہ پر لیٹ گئے تو میاں احمد کھوکھر کو بلا کر فرمایا:

اَے میاں احمد مریدِ صادق ایسا ہی ہونا چاہیئے تم نے جو مجھے سوار ہونے کے لئے کہا، یہ کمالِ محبت و اعتقاد تھا۔"

"مگر تمہیں اس نوجوان کے درجہ و مرتبہ کا علم نہیں ہے۔ اِس کا مقام یہ ہے کہ فرشتے اِس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑنے کے آرزومند ہیں۔ یہ وُہ نوجوان ہے کہ کچھ دِنوں کے بعد تمام جہان اِس کے نورِ فیض سے منور ہو گا۔ بلکہ تمہاری اولاد اور تمہارا سارا خاندان بھی اس کا مُرید ہو گا۔ اُس وقت تمہیں اس جوان کی شان کا پتہ چلے گا۔"

آخر ایسا ہی ہُوا کہ جب حضرت غوثِ زماںؒ نے نعمتِ خلافت سے مشرف ہونے کے بعد تونسہ شریف میں مستقل اقامت اختیار کی تو میاں کھوکھر مذکور کو اِس غوثِ زماںؒ کے سوا کسی اور کی محفل میں ایک گھڑی بھی سکون نہیں ملتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی اولاد بلکہ پورا خاندان آپ کا مرید ہُوا۔ اِن کے ایک بیٹے مولوی محمدؒ تھے، جن کا لقب مینہ برساؤ تھا۔ ان پر آپ نے اس قدر شفقت و توجہ فرمائی کہ مقربوں میں سے ہو گئے۔

Marfat.com

بشارت: (۴)

مناقب المحبوبین، مناقب سُلیمانی، خاتم سُلیمانی و دیگر تمام ملفوظات، تالیفات اور تصنیفات میں مرقوم ہے کہ محب النبی فخر جہاں حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قطب زماں قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بشارت دی تھی جو حضرت غوث زماںؒ کے بارے میں تھی۔ کہاں دہلی، کہاں مہار اور کہاں گڑگوجی و تونسہ مگر یہ معاملہ بالکل اُسی طرح کا ہے کہ "حسنؓ ز بصرہ بلالؓ از حبش، صہیبؓ از روم" کہاں مدینہ طیبہ کہاں حبش، کہاں بصرہ اور کہاں روم۔ مگر یہ سب قادر و حکیم مُطلق کے ہاتھ میں ہے:

ہاتھ اس کے تار ہے وُہ آپ ہی مُختار ہے

مناقب المحبوبین میں ہے کہ:

حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ نے خواجہ نور محمد مہارویؒ کو بشارت دے کر وصیت فرمائی تھی کہ مغرب کے پہاڑوں سے ایک شہباز آئے گا، اُسے جس طرح بھی ہو سکے اپنے دام میں لے آنا کہ وُہ ہماری اور تمہاری نعمت کا وارث و مالک ہو گا اور اپنے زمانے میں مملکتِ ولایت کا سُلیمان ہو گا"

"اسی بنا پر حضرت قبلۂ عالمؒ اپنے پیر و مُرشدؒ کے ارشاد کے مطابق ہر سال مغربی علاقوں کا سفر اختیار کرتے تھے اور کوٹ مٹھن اور اوچ شریف کی طرف اس ارادے سے آتے تھے کہ کسی وقت میدانِ لاہوت کا وُہ شہباز دام میں آ جائے"

اے شاہِ شاہانِ جہاں   وے آفتابِ مُلک و جاں!

شہبازِ اوجِ لامکاں !   عنقائے مغرب بے نشاں

خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

Marfat.com

تعلیم :-

آپ کے والدِ گرامیؒ آپ کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد وصال فرما گئے اور آپ یتیم ہو گئے۔ جب چار سال یا کچھ زیادہ کے ہوئے تو محترمہ والدہ صاحبہ نے آپ کو اُستاد کے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لئے بھیجا۔

پہلا مرحلہ:- حصولِ تعلیم کے لئے پہلا مقام گڑگوجی (۱) تھا، جو آپ کا مولد بھی تھا۔ آپ کے سب سے پہلے اُستادِ گرامی کا اسمِ مُبارک ملا یُوسف جعفر افغان ہے۔ ملا یُوسف صاحب پندرہ سپارہ تک قرآنِ پاک پڑھا سکتے تھے اِسلئے آپ نے اُن سے صرف پندرہ سپارے پڑھے۔

دوسرے اُستادِ محترم حاجی صاحب تھے، جو گڑگوجی ہی میں رہتے تھے۔ آپ ایک ولیٔ کامل اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ آپ دِن کے وقت اپنے اُستادِ محترم کے مویشیوں کو پہاڑ میں چرانے کے لئے لے جاتے اور رات کے وقت سبق لیتے۔ آپ نے حاجی صاحب کے پاس قرآن پاک ختم کیا اور ایک دو فارسی کی کتابیں بھی پڑھیں۔ اس کے بعد جناب حاجی صاحب نے آپ کو رخصت عطا کر دی۔ بشارت بھی دی اور وصیت بھی کی، جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

دُوسرا مرحلہ:- اپنے اُستادِ محترم جناب حاجی صاحب کے کشف و ارشاد کے مطابق آپ گڑگوجی (کوہِ درگ) سے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے تونسہ شریف (۲) آ گئے۔ یہاں آکر آپ میاں حسن علی صاحب کے مدرسہ میں پہنچے، جو مسجد بگی میں تھا۔ بگی مسجد تونسہ شریف کے بازار میں تھی۔ میاں حسن علی صاحب صالحانِ وقت میں سے تھے اور حضرت نارو والہ صاحبؒ (خلیفہ مجاز قبلۂ عالم حضرت خواجہ نُور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید تھے۔

Marfat.com

میاں صاحب موصوف حضرت غوثِ زماںؒ پر بہت شفقت فرماتے تھے اور بہت محبت سے سبق دیتے تھے۔

اِس مدرسہ میں اپنے اُستادِ محترم سے آپ نے چند فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے مریدِ مجاز میاں غلام رسُول خانؒ کے اُستاد مولوی محمد افضل صاحب سے منقول ہے کہ "میں اور حضرت غوثِ زماںؒ ابتدائے حال میں تونسہ شریف میں میاں حسن علی صاحب سے عطار نامہ کا سبق لیتے تھے۔ ہم دونوں ہم سبق تھے۔ حضرت غوثِ زماںؒ اُن دنوں کبھی کبھی مجذوبوں کی طرح دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ جب سبق لیتے تھے تو ایک ایک ورق لے لیتے تھے"

اُس وقت مدرسہ میں طلبہ کے خورد و نوش کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ طلبہ گدائی کر کے کھانا لاتے تھے۔ مگر آپ صرف ایک بار گدائی کے لئے گئے، دوبارہ اُستادِ محترم نے نہ جانے دیا۔ دوسرے طلبہ کے ہمراہ ایک بار آپ کو مزدوری کے لئے بھی بھیجا۔ پھر اس سے بھی منع کر دیا اور آپ کا کھانا دونوں وقت اپنے گھر سے لگا دیا۔ آپ اُس نوعمری اور طالب علمی کے زمانہ میں بھی دنیوی معاملات سے اِس حد تک بے خبر و بے نیاز تھے کہ رائج الوقت سکّے اور کوڑیوں کا فرق بھی معلوم نہ تھا۔

تیسرا مرحلہ: تونسہ شریف میں میاں حسن علی صاحب کے پاس کچھ عرصہ تعلیم حاصل کر لینے کے بعد حضرت غوثِ زماںؒ مزید تعلیم کے لئے موضع لانگھ[۳] میں میاں ولی محمد صاحب (باغبان۔ ارائیں) کے پاس چلے گئے۔ موضع لانگھ تونسہ شریف سے مشرق کی طرف پانچ کوس کے فاصلے پر ہے۔ میاں ولی محمد صاحب کا مدرسہ موضع لانگھ کی اُس مسجد میں تھا، جو گنبد دار پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی تھی۔

خانۂ خدا کی برکت اور غوثِ زماں کی کرامت کا اُس زمانہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک ہندو بقال کی عورت اپنی بیٹی کو لے کر مسجد میں آپ کی خدمت میں آئی۔ آپ اُس وقت طالب علم تھے۔ وہ عورت آپ سے کہنے لگی کہ میری بیٹی کے دونوں ہاتھ پاؤں شل ہو گئے ہیں،

Marfat.com

آپ اس بچی کے لئے دُعا کر دیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ "اس مسجد میں جھاڑو دیا کر اور روزانہ چراغ روشن کیا کر۔ اِنشاءاللہ تیری بیٹی تندرست ہو جائے گی۔" اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بیٹی تندرست ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس کی شادی ہوئی اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔

چوتھا مرحلہ:۔ میاں ولی محمد صاحب سے کسبِ فیض اور حصولِ تعلیم کے بعد عربی تعلیم کے شوق میں آپ کوٹ مٹھن شریف[۲] روانہ ہو گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے حضرت قاضی عاقل محمدؒ (خلیفۂ مجاز قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ) کے صاحبزادے حضرت قاضی علی احمدؒ سے اُن کے مدرسہ میں عربی علوم کی کتابیں پڑھنا شروع کیں۔ یہاں آپ نے چند سال تعلیم حاصل کی۔

اِرادت

شہبازِ طریقت:۔ منقول ہے کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ نے حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو وصیت فرمائی تھی (جس کا ذکر بشارت کی صورت میں اس سے قبل ہو چکا ہے۔) کہ مغرب کے پہاڑوں سے ایک شہباز آئے گا، اُسے جس طرح بھی ہو سکے اپنے دام میں لے آنا، مبادا کوئی اور اُسے پھانس لے۔ کیونکہ وہ ہماری اور تمہاری نعمت کا وارث و مالک ہو گا اور اپنے زمانہ میں مملکتِ ولائت کا سُلیمان ہو گا۔

اسی وصیت کی بنا پر حضرت قبلۂ عالمؒ اپنے پیر و مرشدؒ کے ارشادِ گرامی کے مطابق ہر سال مغربی علاقوں کا سفر اختیار کرتے تھے اور کوٹ مٹھن شریف اور اوچ شریف کی طرف آپ اس ارادے سے آتے تھے کہ کسی وقت میدانِ لاہوت کا وہ شہباز دام میں آ جائے۔

Marfat.com

مُراد: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رض کے لئے دُعا فرمائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین نے لکھا ہے کہ سب صحابہ رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مُرید تھے مگر حضرت عمر فاروق رض مُراد تھے۔ بعینہٖ قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رح کے سب خلفاء مرید تھے مگر حضرت غوثِ زماں رح مُراد تھے۔ جس طرح حضرت عمر فاروق رض کو مشیتِ ایزدی ان کی ہمشیرہ محترمہ کے گھر لے گئی اور نتیجتاً

دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

اسی طرح مشیتِ ایزدی حضرت غوثِ زماں رح کو گڑھ گوجی سے کوٹ مٹھن شریف لے گئی اور اُن کی تقدیر بدل دی۔ رزقِ مادی بھی مقسوم ہے اور رزقِ روحانی بھی۔ بقول امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ "ایک رزق وُہ ہے جسے تُو تلاش کرتا ہے اور ایک رزق وُہ ہے جو تجھے تلاش کرتا ہے"۔ اور یہی وُہ رزقِ رحانی ہے جو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رح کو دہلی شریف سے لے جاتا ہے اور حضرت غوثِ زماں رح کو کوٹ مٹھن شریف۔

چمک اُٹھا جو ستارا تیرے مُقدر کا

بیعت: حضرت غوثِ زماں رح جن دنوں کوٹ مٹھن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے حضرت قبلۂ عالم حسبِ معمول اوچ شریف تشریف لائے۔ حضرت قبلۂ عالم اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا فخرالدین دہلوی رح کی بشارت کے مطابق ہر سال کوٹ مٹھن اور اوچ کی طرف شہبازِ طریقت کی تلاش میں تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت قبلۂ عالم رح کی تشریف آوری کی خبر جب کوٹ مٹھن شریف پہنچی تو قاضی عاقل محمد رح اور اُن کے فرزند قاضی احمد علی رح مدرسہ کے طالب علموں اور درویشوں کو ساتھ لے کر حضرت قبلۂ عالم کی زیارت کے لئے اوچ روانہ ہوئے۔ حضرت غوثِ زماں رح بھی اس قافلہ میں شامل تھے آپ اگرچہ ابھی طالب علم تھے، مگر پاسِ شریعت بکمال رکھتے تھے جس شخص کو بھی بے شرع دیکھتے رنجیدہ خاطر ہو جاتے اور حتی المقدور اَمر بالمعروف ضرور کرتے۔

Marfat.com

حضرت غوثِ زماںؒ نے یہ سُنا ہُوا تھا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ سماع کے قائل ہیں اور رقص و وجد کے بھی۔ آپ اپنی کمر میں خنجر باندھ کر روانہ ہوئے اور دِل میں یہ ارادہ کیا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ سے احتساب کریں گے اور انہیں سماع اور وجد و رقص سے منع کریں گے۔ اوچ شریف پہنچ کر جب غوثِ زماںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ کی مجلس میں پہنچے تو اس وقت سماع جاری تھا۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ مجلس میں اعلانیہ مسئلہ سرود پر بحث مناسب نہیں، خلوت میں بحث کی جائے گی۔

دریں اثناء شور ہُوا کہ مخدوم نور بہار شاہ صاحب سجادہ نشینِ اوچ شریف حضرت قبلۂ عالمؒ سے مرید ہونے کے لئے آرہے ہیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے دِل میں خیال آیا کہ یہ درویش (حضور قبلۂ عالمؒ) شاید جادُوگر ہے کہ سحر و جادو سے لوگوں کو مسخر کرتا ہے۔ اِتنے میں حضرت قبلۂ عالمؒ اُٹھے اور حضرت سید جلال الدین بخاریؒ کی درگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں تشریف لے جاکر جنابِ مخدوم صاحب کو بیعت کیا۔ بیعت کے بعد تمام لوگ اُٹھ گئے تو غوثِ زماںؒ بھی اُٹھے۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دِل کا

حضرت قبلۂ عالمؒ کی نظرِ مبارک جونہی آپ پر پڑی، آپ کا ہاتھ اچانک پکڑا اور خانقاہ شریف میں لے گئے۔ آپ کو اُس وقت نہ اتنی طاقت رہی اور نہ ہوش کہ مُنہ سے کچھ بولیں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے روضۂ مبارک کے اندر جاکر مزارِ مبارک کے سرہانے آپ کو بیعت کر لیا۔ جب درگاہ شریف سے باہر آئے تو آپ کو کچھ ہوش نہیں تھا۔ اِس واقعہ کے ایک عرصہ بعد حضرت قبلۂ عالمؒ اپنے وطن مہار شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔

اوچ شریف سے واپسی میں جب حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ حسبِ معمول مولوی محمد حسین جتنڑؒ کے پاس قیام کے لئے ٹھہرے تو فرمایا "مولوی صاحب ہمیں مُبارکباد دو۔ اِس لئے کہ وُہ شہباز جس کے شکار کے لئے ہم ہر سال اس مُلک میں آتے تھے۔ الحمدُ لِلّٰہ اِس سال شہر اوچ میں ہمارے دامن میں آگیا ہے۔"

منقول ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ نے اپنے خلیفہ خاص مولانا نور محمد نارووالہ صاحبؒ

Marfat.com

کو بھی لکھا کہ "وہ شہباز کہستانی جس کی ہمیں تلاش تھی اس سال ہمارے دام میں آگیا ہے
اب آپ کو اُس مردِ کہستانی کی تلاش میں سنگھڑ کی طرف جانے کی ضرورت نہیں"

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی!
(اقبالؒ)

علم فضیلتِ آدم علیہ السلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم دیا اور زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ علم کی ابتداء آدم علیہ السلام ہیں اور اس کی انتہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے علم میں بھی مقامِ معراج عطا کیا۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مدینۃ العلم ہوں۔

علم میراثِ آدم علیہ السلام ہے اور فقر میراثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ جُبّہ فقر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو عطا فرما کر بابِ علم اور صاحبِ فقر کا اعزاز عطا کیا۔ شریعت میں ایمان و عمل لازم و ملزوم ہیں اور طریقت میں علم و فقر۔ شریعت و طریقت خود بھی باہم لازم و ملزوم ہیں اور دونوں اسلام کے اہم بنیادی ستون ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ علم حاصل کرو مہد سے لحد، یعنی پنگھوڑے سے قبر تک اور یہ بھی فرمایا کہ "العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان"۔ [علم بس دو ہیں دین کا علم اور بدن کا علم (طب بھی)] علم بھی میراثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور فقر بھی میراثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ دونوں متاعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا ست
ما امینیم، این متاعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست (اقبالؒ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بابِ علم اور صاحبِ فقر ہیں۔ اُن سے یہ نعمت حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے پائی۔ اور اُن کے کرم سے یہ خواجگانِ چشت اہلِ بہشت کے نصیب

Marfat.com

میں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ فقر و علم سے محبت ہمارے مشائخ چشت کا نشانِ امتیاز رہا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کا فرمان ہے کہ جس میں علم، عقل اور عشق نہیں، وُہ خلافت کے قابل نہیں ہے۔ مگر علم و عقل کو عشق کے تابع ہونا چاہیئے اور عشق سے مُراد اللہ تعالیٰ سے شدید محبت اور عشقِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ہر کہ عشقِ مُصطفےٰؐ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست (اقبالؒ)

حضرت غوثِ زمانؒ بیعت سے قبل بھی تحصیلِ علم میں مشغول تھے۔ گڑھ گوجی، تونسہ شریف اور لانگھ میں مختلف علوم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے کوٹ مٹھن شریف تشریف لائے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت غوثِ زمانؒ کو حلقۂ ارادت میں داخل کر لینے کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت آپ کو فرمایا: "اے میاں ہر جا کہ علم بخوانی بخواں"۔ (اے میاں جہاں علم حاصل کرتے ہو جاؤ اور علم حاصل کرو۔) حضرت پیر و مُرشدؒ کے اس حکم کے مطابق آپ علم حاصل کرنے کے لئے واپس کوٹ مٹھن شریف تشریف لے آئے۔ بیعت کے وقت حضرت قبلۂ عالمؒ نے وظیفہ بھی بتایا تھا۔ آپ کے پاس تسبیح نہیں تھی۔ وہیں حضرت جلال الدین بخاریؒ کے آستانہ شریف سے ایک اینٹ لے کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے۔ سو ٹکڑے بن گئے تو چادر میں باندھ لئے اور اسی پر وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔

منتخب شریف میں حضرت خواجہ نُور احمد مہارویؒ (حضرت قبلۂ عالمؒ کے فرزند دوم و سجادہ نشینِ دوم) سے منقول ہے کہ حضرت غوثِ زمانؒ فرماتے تھے کہ "اگرچہ کوٹ مٹھن شریف جا کر میں تحصیلِ علم میں مصروف ہو گیا مگر میرا دل ہر وقت حضرت قبلۂ عالمؒ کے لئے بے چین رہتا تھا۔ ایک مہینہ کے بعد مہار شریف حاضر ہُوا۔ ابھی ایک ہفتہ بھی نہ رہنے پایا تھا کہ فرمایا "جا میاں علم حاصل کر"۔ واپس کوٹ مٹھن شریف آگیا۔ بڑی مُشکل سے ایک مہینہ گزارا۔ پھر مہار شریف حاضر ہو گیا۔ مگر ایک ہفتہ کے بعد پھر واپس چلے جانے کا حکم صادر فرما دیا۔ ایک بار اس ارادے سے مہار شریف حضرت پیر و مُرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا کہ اب مُستقل طور پر حضرت

قبلۂ عالمؒ کے قدموں میں رہوں گا۔ پوچھا کیوں آتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ سے جدائی دشوار ہے۔ فرمایا: "اے میاں جاؤ اور علم حاصل کرو اور یہ شعر بھی پڑھا:

پئے علم چوں شمع باید گداخت ؎
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

چنانچہ حسب الارشاد میں واپس کوٹ مٹھن شریف آگیا۔ بس چند ماہ اسی طرح کبھی اِدھر کبھی اُدھر سرگرداں رہا۔ ایک پل چین نہیں آتا تھا۔ جذب و شوق میں کوٹ مٹھن شریف اور مہاراں شریف کے درمیان چکر لگاتا رہا۔" اس موقع پر حضرت خواجہ نور احمد مہارویؒ نے فرمایا:

"یا حضرت از آں آمد و رفتِ شما در خدمتِ قبلۂ عالمؒ شمارا ایں درجہ حاصل گردید کہ در حال خود قبلۂ جہاں شدہ نشستہ اید"

(یا حضرت حضور قبلۂ عالمؒ کی بارگاہ میں اس آمد و رفت کی برکت سے ہی آپ کو یہ مقام حاصل ہوا ہے کہ اب خود قبلۂ جہاں بنے ہوئے ہیں۔)

حضرت قبلۂ عالمؒ کا بار بار مزید حصولِ علم کے لئے حکم دینا اور مہار شریف سے واپس بھیج دینا حکمت سے خالی نہیں تھا۔ اس امر میں ایک حکمت یہ تھی کہ علم کی فضیلت و اہمیت واضح ہو جائے اور اتنا علم حاصل ہو جائے جتنا عرفان کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے کہ شریعت طریقت کی بنیاد ہے اور علم عرفان کی۔ دوسری حکمت جذبۂ عشق و محبت کو تیز تر کرنا تھا۔ حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے سے دور رکھنا تھا تاکہ عارضی جدائی جذبۂ محبت اور لذتِ طلب میں اضافہ کرے۔ اس قدر اضافہ کہ مقامِ کاملیت تک پہنچا دے۔ علامہ اقبالؒ نے اس نکتۂ خاص کو یوں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذتِ طلب!

حضرت غوثِ زماںؒ نے جب یہ مقاماتِ آہ و فغاں طے کر لئے تو پھر حکم و تعرف شیخ کے مطابق آپ منزلِ مقصود کے حصول کے لئے ایک خاص سفر کے لئے تیار ہوئے یعنی سفرِ دہلی کے لئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جسے چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں۔ جسمانی رزق بھی اور روحانی رزق بھی۔ بے حساب روحانی رزق کا نام ولائیت ہے۔ جسے چاہتے ہیں مقام ولائیت عطا کرتے ہیں۔ یہ مقام کسبی نہیں ہے، وہبی ہے۔ محض اُس ذاتِ کریم کی عطا ہے۔ ملفوظات میں کسی ولی اللہ کا قول ہے کہ "ہر ولی باپ یہ چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ولی بنا دے مگر بنا نہیں سکتا۔ اس لئے کہ ولائیت من جانب اللہ ہے"۔

اللہ تعالیٰ چشم زدن میں (کُنْ فَیَکُوْن) بلخ و بخارا کے تختِ شاہی سے ایک بادشاہ کو اُٹھائیں اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بنا دیں، لہو و لعب کی مجلس سے ننگے پاؤں گھر واپس لوٹتے ہُوئے، اللہ کے نام کو زمین سے اُٹھا کر تعظیم کی جگہ پر رکھنے والے کو حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بنا دیں اور ایک چور و ڈاکو کو قرآن پاک کی آیتِ مُبارکہ پر غور و فکر کی بدولت حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بنا دیں:

کرم کے ڈھنگ ہیں اُس کے نرالے
یہ یا چاہے تو سوئی کو جگا لے!

ایسا ہی معاملہ حضرتِ غوثِ زماںؒ کے ساتھ ہُوا۔ کوہِ درگ کے ایک مردِ روہیلہ کو پکڑا اور غوثِ زماں، قطبِ مدار اور فخر الاولیاء بنا دیا۔ گڑ گوجی سے تونسہ شریف، وہاں سے موضع لانگھ، وہاں سے کوٹ مٹھن شریف، کوٹ مٹھن شریف سے اجمیر شریف و دہلی شریف اور پھر مہار شریف اور خلافت و نعمت کے حصُول کے بعد تونسہ شریف:

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

دہلی میں خود حضرت قبلۂ عالمؒ نے تمام منازلِ سلوک طے کی تھیں اور وہیں محب النبی حضرت خواجہ فخر الدین دہلویؒ کی بارگاہِ عالیہ سے قطبِ زماں بن کر مہار شریف واپس لوٹے تھے۔ وہیں دہلی میں، جسے بائیس خواجہ کی چوکھٹ کہا جاتا ہے، حضرت خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکیؒ نے خواجۂ خواجگاں، سُلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے فرمان کے مطابق ایک ایسی رُوحانی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی جس کے آثار بقول ڈاکٹر ظہور الحسن شارب "آج تک

Marfat.com

نمایاں ہیں۔ زین، زماں، زمانہ اور حالات و واقعات اس سلطنت کو مٹا نہ سکے" اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت مٹا نہیں سکیں گے:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن!

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

(مولانا ظفر علی خان)

اس شہرِ جنت نشان میں حریق المحبت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے مقاماتِ ولایت طے کئے تھے۔ یہیں سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ، حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ، حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ نے سارے ہندوستان پر روحانی حکومت کی تھی۔ یہیں ان کے مزاراتِ عالیہ سے فیضان جاری رہا، آج بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

مولانا خدا بخش صابر (مرید غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ) نے دہلی شریف کے بارے میں چند اشعار لکھے ہیں:

یارب بنما جمالِ دہلی!	یارب بنما کمالِ دہلی
بہتر بود از درختِ طوبیٰ!	اندر نظرم نہالِ دہلی
از سرتا پا شدم فدائش	ہر کس کرکند مقالِ دہلی
دیدم ہمہ جا نیافتم من	در ہر دو جہاں مثالِ دہلی
لذت بخشد چو آبِ حیواں	صابر بدلم زلالِ دہلی

حضرت غوثِ زماںؒ کو سفرِ دہلی کا حکم دینے سے قبل حضرت قبلۂ عالمؒ اپنے تینوں خلفائے عظام حضرت مولانا نور محمد نارووالہ صاحبؒ، حضرت قاضی عاقل محمد صاحبؒ (کوٹ مٹھن شریف) اور حضرت حافظ محمد جمال ملتانیؒ کو اپنے ہمراہ دہلی شریف حضرت مولانا صاحبؒ کی ملاقات و زیارت کے لئے لے گئے تھے۔ اس وقت حضرت غوثِ زماںؒ کم عمر تھے اور بیعت سے بھی مشرف نہیں ہوئے تھے۔

اب غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کو سولہ سال کی عمر میں بیعت کے بعد یہ حکم ملا کہ پہلے مزید تعلیم حاصل کریں، پھر دہلی شریف اپنے دادا پیر حضرت مولانا صاحبؒ کی زیارت کریں

Marfat.com

باب ③

تعمیرِ ولایت

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔

حضرت غوثِ زمان نے ارادت سے قبل حصولِ تعلیم کے لئے بے شمار مشکلات اور مصائب برداشت کئے۔ وطن چھوڑا کر سے ہے ترکِ وطن سنّتِ محبوبِ الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم، مولد، گھر، ماں، بھائی عزیز و اقربا سب کچھ چھوڑا، حصولِ علم و عرفان کی خاطر کوٹ مٹھن شریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرفان و سلوک کا اہم مقام عطا کیا یعنی حضرت قبلۂ عالم کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف عطا کیا۔ مگر علم و عرفان، شریعت و طریقت، سلوک و معرفت اور فقر و ولایت کے راستے میں ابھی اور کئی منازل سے گزرنا تھا۔ لہٰذا آپ دہلی شریف کے سفرِ مبارک پر روانہ ہوئے، تربیتِ روحانی کی مزید منازل اور عرفان و سلوک کے مزید مقامات طے کرنے کے لئے:

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں!

دہلی شریف کا سفر: حضرت غوثِ زمان اپنے پیرومرشد کے ارشادِ گرامی کے مطابق ۱۱۹۹ھ میں دہلی شریف گئے۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ کہاں سے روانہ ہوئے، کس راستہ سے گئے اور کب گئے۔

Marfat.com

سفر کے لئے روانگی۔

حضرت غوثِ زماںؒ نے ۱۱۹۹ھ میں حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت کی اور اسی سال بیعت کے فوراً بعد یا چند ماہ بعد اپنے پیر و مرشد کے ارشادِ گرامی یا تصرفِ رُوحانی کے مطابق دہلی شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

سفرِ دہلی کے بارے میں مختلف روایات ہیں، جن میں سے دو پیش کی جاتی ہیں منتخب شریف میں مرقوم ہے کہ جب حضرت قبلۂ عالمؒ ہر بار آپ کو مہار شریف سے واپسی کا حکم دیتے رہے اور اپنی خدمت میں مستقل طور پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی تو آپ کی طبیعت میں انقلاب آیا۔ آپ کوٹ مٹھن شریف سے اس ارادے سے روانہ ہوئے کہ پہلے اوچ شریف حاضری دوں گا۔ وہاں سے مہار شریف جا کر حضرت قبلۂ عالمؒ کی قدم بوسی کروں گا اور پھر دہلی شریف روانہ ہو جاؤں گا۔

> آپ خود فرماتے تھے کہ "میں کوٹ مٹھن سے روانہ ہوا۔ رات اوچ شریف میں گزاری۔ حضرت سید جلال الدین بخاریؒ کے روضۂ مبارکہ پر وہاں سو گیا، جہاں بیعت ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ میاں دہلی دیکھی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آواز آئی "بیا شمارا دہلی بنمایم"۔ (آؤ میں آپ کو دھلی دکھاؤں) خیال کیا کہاں میں کہاں دہلی۔ صبح اُٹھا اور بہاول پور روانہ ہو گیا اور پھر وہاں سے براستہ بیکانیر دہلی شریف روانہ ہو گیا۔ مجھے راستے میں بیس دن لگے۔"

حضرت غوثِ زماںؒ اپنے پیر و مرشدؒ کے ارشادِ گرامی کے مطابق حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت ہونے کے بعد دہلی شریف گئے۔ آپ کہاں سے روانہ ہوئے۔ کس راستہ سے گئے اور کب گئے۔ اس بارے میں مناقب المحبوبین میں یوں لکھا ہے کہ "اپنے وصال سے قبل ایک دفعہ تونسہ شریف میں حضرت خواجہ نور بخش مہارویؒ، حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ اور

Marfat.com

محمد یار خوجہ عُرف ابوالوفا کے سامنے اپنی زبانِ مُبارک سے یہ فرمایا تھا کہ :

"جب حضرت قبلۂ عالمؒ نے اُوچ شریف میں سیّد جلال الدین بخاریؒ کے مزارِ مُبارک کے سرہانے مجھے بیعت کیا تو چند روز کے بعد اسی جگہ فرمایا کہ تم دہلی میں حضرت مولانا صاحب دادا پیر کی زیارت کے لئے جاؤ اور پھر میرے پاس مہار شریف آجاؤ۔

مَیں وہیں سے روانہ ہو گیا اور دلاور، فلوری، جودھ پُور، اجمیر شریف، جے پُور اور ریواڑی کے راستہ سے دہلی شریف پہنچا۔ اُس وقت مَیں سولہ ١٦ سال کا تھا"

منتخب شریف میں ہے کہ حضرت خواجہ نُور احمد مہارویؒ نے آپ سے فرمایا کہ "آپ سولہ ١٦ سال کی عُمر میں ١١٩٩ھ میں دہلی شریف گئے۔ اُسی سال بیعت ہُوئے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کا وصال ١٢٠٥ھ میں ہُوا۔ اس طرح آپ کو ١١٩٩ھ سے ١٢٠٥ھ تک صرف چھ سال صحبت ملی مگر عجیب نصیبہ ہے کہ اتنی کم مدت میں آپ اس مقامِ ارفع و اعلیٰ پہ پہنچ گئے کہ فخرِ اولیاء اور غوثِ زماں کا رُتبہ حاصل ہو گیا"

حضرت غوثِ زمانؒ نے عرض کیا :

"اے قبلہ ما چہ دانیم و چہ کردیم۔ ہر چہ کرد قبلۂ عالم کرد و ہر چہ بما کردہ نظرِ قبلۂ عالم کردہ" (اے قبلہ میں کیا جانتا ہوں اور میں نے کیا کیا۔ جو کچھ کیا قبلۂ عالمؒ نے کیا اور جو کچھ ہمارے ساتھ کیا قبلۂ عالمؒ کی نظر نے کیا۔)

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!

القصہ حضرت غوثِ زمانؒ جمادی الآخر ١١٩٩ھ میں بہاول پُور سے براستہ بیکانیر دہلی شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ دلاور۔ فلوری۔ جودھ پور سے ہوتے ہُوئے اجمیر شریف پہنچے اور نائب الرسول فی الہند، خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہُوئے۔ جس زیارتِ پاک کے بارے میں حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے خلیفہ علامہ مرتبت حضرت

Marfat.com

شاہ نیاز بریلویؒ نے فرمایا ہے:

قربِ حق اے نیازؒ گر خواہی!
سازِ وردِ زباں معین الدینؒ!

اجمیر شریف کی حاضری و زیارت اور حصولِ فیوض و برکات کے بعد آپ جے پور اور ریواڑی سے ہوتے ہوئے ۲۷ جمادی الثانی کے تین دن یا پانچ دن بعد دہلی شریف پہنچے۔ شہر میں داخل ہو کر حضرت مولانا صاحبؒ کے مدرسہ و خانقاہ کا پتہ دریافت کیا۔ وہاں پہنچے مدرسہ کے دروازہ پر ایک نانبائی کی دوکان تھی۔ اُس نے کہا "اے میاں تم غالباً پنجاب سے آئے ہو، مگر وہ جو پنجابیوں کا خریدار تھا، واصل بحق ہو گیا ہے"۔ آپ اس قدر غم زدہ ہوئے کہ بے ہوشی کی حالت ہو گئی۔ ہوش میں آئے تو مدرسہ میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ ہزاروں لوگ بیٹھے قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے ہیں۔ یہ قُل خوانی کی محفلِ پاک تھی۔ آپ کو اس میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔ ختم شریف اور دُعا کے بعد شیرینی و عطریات تقسیم ہوئے۔ پھر سب حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر حاضری و فاتحہ خوانی کی خاطر قطب صاحب، جہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ و دیگر خواجگان و اولیائے کرام کے مزارات ہیں اور جہاں حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کی آخری آرام گاہ بنی تھی، جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت غوثِ زمانؒ بھی ان کے ساتھ ہی حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مبارک کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں چالیس دنوں کے لئے معتکف ہو گئے۔ منقول ہے کہ جب آپ حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے تو وہاں کے تمام پرندے فصیح زبان میں کہنے لگے "السلام علیکم میاں سلیمان جی"۔ یہ بھی منقول ہے کہ اس سفرِ مبارک کے دوران بھی مختلف مقامات پر پرندے آپ کو اسی طرح سلام پیش کرتے تھے۔

حضرت مولانا صاحبؒ کی زیارت۔

حضرت مولانا صاحبؒ کی حیاتِ مبارک میں آپ کا ایک دندانِ مبارک شہید ہو گیا تھا جسے کپڑے میں لپیٹ کر رکھا ہوا تھا۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے

Marfat.com

مرنے کے بعد دفن کے وقت اس دانت کو میرے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے۔ مگر ہوا یہ کہ تدفین کے وقت یاد نہ رہا۔ جب یاد آیا تو سب پیر بھائی دندانِ مبارک کو دفن کرنے کے لئے مزارِ مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا صاحبؒ کے جمالِ بے کمال کے بے شمار مشتاقین بھی ساتھ آئے۔

حضرت مولانا صاحبؒ کی ہیبت و شوکت سے کوئی جرأت نہیں کر رہا تھا کہ قبر مبارک میں داخل ہو کر آپ کے رخِ مبارک سے پردہ اٹھا کر دندان کو آپ کے دہنِ مبارک میں رکھ دے مجلہ حاضرین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کوئی آمادہ نہیں ہو رہا تھا۔ آخر سب نے حضرت غوثِ زماںؒ سے کہا کہ یہ مبارک فریضہ آپ ادا کر دیں۔

حضرت غوثِ زماںؒ نے حاضرین و زائرین کی اس خواہش کی تکمیل کی خاطر حامی بھر لی۔ آپ قبر شریف میں داخل ہوئے۔ چہرۂ مبارک کو بے نقاب کیا۔ جی بھر کر زیارت کی۔ دندان کو دہنِ مبارک میں رکھ کر دفن کر دیا۔ اس طرح حضرت غوثِ زماںؒ، اپنے پیر و مرشد قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے فرمان و تصرف سے، اپنے دادا پیر حضرت مولانا صاحبؒ کی ظاہری زیارت سے بھی مشرف ہو گئے۔

کرم بارِ دگر۔

حضرت مولانا صاحب دہلویؒ کے پوتے میاں نصیر الدین دہلوی عرف میاں کالے صاحبؒ، خلیفۂ مجاز حضرت غوثِ زماںؒ سے منقول ہے کہ "میرے قیام تونسہ شریف کے زمانے میں حضرت غوثِ زماںؒ نے میرے سامنے بعض اسرار و رموز کی باتیں بیان فرمائیں اور دوسروں پر ظاہر کرنے سے منع فرمایا۔ البتہ ایک ایسی بات کے بیان کرنے سے نہ روکا، جو یوں ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ:

"میں حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر معتکف تھا۔ ایک رات مشغول بیٹھا تھا۔ جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت مولانا صاحبؒ مزارِ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ مجھ سے معانقہ فرمایا اور بہت سی نوازشات فرمائیں۔

Marfat.com

میں نے عرض کیا کہ یا حضرت لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحبؒ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ قبر سے باہر کیسے آ گئے؟ فرمایا لوگ غلط کہتے ہیں۔ ہم فوت نہیں ہوتے۔ یہ صرف پردۂ شریعت ہے"؛

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا، وُہ کبھی نہیں مرتا۔ ہماری ہمیشگی دُنیا کی تاریخ میں قائم ہو چکی ہے۔)

تبرک قلم۔

حضرت مولانا صاحب دہلویؒ نے وصال کے وقت تاج محمود چشتیؒ کو فرمایا تھا کہ:
"میاں نُور محمد مہاروی کے مریدوں میں سے ایک شخص سُلیمان نامی مُلاقات کے لئے آ رہا ہے۔ ظاہری مُلاقات مقدر میں نہیں ہے۔ جب وُہ آئے تو انہیں میرا سلام کہہ دیں اور یہ فولادی قلم انہیں دے دیں"۔

ایک شام مغرب کے بعد حضرت غوث زماںؒ حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مُبارک پر حسبِ معمول بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور پرسشِ حال اور شناخت کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ کا سلام پہنچایا اور ایک فولادی قلم آپ کو دیا اور کہنے لگا" یہ قلم حضرت مولانا صاحبؒ کی طرف سے میرے پاس بطور امانت تھا۔ حضرت مولانا صاحبؒ کا حکم تھا کہ آپ کو پہنچا دوں۔ سو اس امانت کو قبول فرمائیں۔ پس آپ نے وُہ متبرک فولادی قلم لے لیا۔ قلم کی اہمیت کا اندازہ اس اَمر سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل کرتے ہوئے فرمایا: "اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ" (پڑھیئے اس ربّ کے نام سے جس نے قلم کے ذریعے علم عطا کیا۔)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:
"سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور اُس کو حکم دیا کہ لکھ۔

Marfat.com

اُس نے تمام چیزیں جو قیامت تک ہونے والی تھیں، لکھ دیں۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس عرش پر ہے۔"

قلم کی چند خاص اقسام ہیں۔ ایک وُہ قلم جو سب سے پہلا قلم ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے لکھا۔ ایک وُہ قلم جس سے فرشتے تمام ہونے والے واقعات اور انسانی اعمال کو لکھتے ہیں ایک وُہ قلم جس سے رُوحانی بادشاہ یعنی اولیاء اللہ احکام و معارف لکھتے ہیں۔ ایک وُہ قلم جس سے علماء، مُفسّرین، محدثین اور قرآن و حدیث کے کاتب لکھتے ہیں۔ ایک وُہ قلم جس سے اہلِ علم و اہلِ قلم لکھتے ہیں۔ ایک وُہ قلم جس سے دُنیاوی بادشاہ اپنے احکام تحریر کرتے ہیں اور ایک وُہ قلم جس سے عام انسان لکھتے ہیں۔

قلم اللہ تعالیٰ کی عظمت کا نشان ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ خاص سے پیدا فرمایا اور اس کے ذریعے انسانوں کو علم و عرفان سے فیض یاب فرمایا اور قیامت تک علماءُ و اولیاءِ اُمّت بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اِسی قلم سے ملّتِ اسلامیہ کو علم و عرفان عطا کرتے رہیں گے۔

منتخب المناقب المعروف بہ منتخب شریف میں مرقوم ہے کہ قلم کا تبرّک مشائخ کرام میں مشہور و معروف نہیں ہے۔ عام طور پر مشائخ جو تبرکات عطا کرتے ہیں، وُہ جُبّہ، کلاہ، پیراہن، نعلین، مصلا یا عصا ہوتا ہے۔ مگر آپ کو حضرت مولانا صاحبؒ کی طرف سے قلم کا تبرک عطا ہُوا۔ اس کی اہمیت یہ ہے کہ قلم سے مراد تصرف کامل ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں مُلک کو زیرِ قلم لایا۔ یا یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے فلاں امیر یا وزیر یا نائب کو قلم عطا کیا۔ یعنی اپنا مُلک اُس کے تصرف میں دے دیا کہ اب وُہی اس مُلک کے سیاہ و سفید کا مالک ہے۔ اِسی طرح مجددِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ محب النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کا آپ کو قلم عطا کرنے سے یہی مقصود تھا کہ اب مملکتِ ولایتِ چشت کا نظام کُلی طور پر آپ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مقام قُطب مدار کا ہوتا ہے۔

قلم مقبولِ آں شاہِ ازل شد
ازاں مالکِ مُلکِ لم یزل شد

Marfat.com

کہ من دارم ہوائے منزلِ دوست

دہلی شریف سے مہار شریف۔

حضرت غوثِ زماںؒ دہلی شریف میں حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کے وصال (۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ) کے دو تین دن بعد حاضر ہوئے تھے اور محفلِ قل خوانی میں شرکت کا شرف حاصل کیا تھا۔ اس کے بعد چالیس دن حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر معتکف رہے۔ حضرت مولانا صاحبؒ کے ختمِ چہلم میں شرکت کی۔ حضرت مولانا صاحبؒ کی ظاہری زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور روحانی زیارت سے بھی قلم کا تبرک بھی وصول کیا۔ بشارتیں بھی ملیں اور دیگر بے شمار باطنی فیوض و برکات سے بھی مالا مال ہوئے۔

حضرت مولانا صاحبؒ سے رخصت حاصل کر کے آپ نے چند روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ، حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ، حضرت امیر خسرو دہلویؒ، حضرت شیخ علامہ کمال الدینؒ، حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ اور دیگر حضرات و علماء و مشائخ کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دے کر فیض حاصل کیا۔ منتخب المناقب میں ہے کہ آپ نے دہلی میں موجود اہل اللہ اور مشائخ و سجادگان کے بھی حاضری دی اور فیض حاصل کیا، خاص طور پر حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کے خلیفۂ مجاز حضرت میاں شمس الدینؒ سے۔

منتخب المناقب میں ہے کہ دہلی شریف سے آپ مہار شریف کے لئے روانہ ہوئے تو سب سے پہلے اجمیر شریف میں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اعتکاف کیا اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت سید یوسف مہاراج صاحب گدی نشین اجمیر شریف نے برسوں قبل یہ شعر سنایا تھا:

اجمیر کے ذرے ذرے میں انوارِ مدینہ ملتے ہیں
مے خانۂ خواجہؒ میں ہر جا میخوارِ مدینہ ملتے ہیں

Marfat.com

مناقب المحبوبین میں ہے کہ جب اوچ شریف سے دہلی شریف کے لئے روانہ ہوئے تھے تو دہلی شریف حاضر ہونے سے پہلے اجمیر شریف حاضری دی تھی۔ منتخب المناقب اور حیاتِ سلیمان میں ہے کہ دہلی شریف سے مہار شریف واپس جاتے ہوئے اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ دونوں بار حاضری دی ہو۔ بہر حال دہلی شریف سے اجمیر شریف، فرخ نگر، کانود، سنگھانہ، جورو، بھٹنیر، ولٹر، تاج سرو ہوتے ہوئے آپ رمضان المبارک ۱۱۹۹ھ میں مہار شریف حاضر ہو گئے۔

کانود شہر میں آپ نے ایک مسجد میں قیام کیا۔ اس شہر میں ایک کامل بزرگ امراء کے لباس میں رہتے تھے، جن کا نام علی محمد افغان تھا۔ اُن کے ماتحت بارہ سو سوار تھے اور وہ اس علاقے کے حاکم تھے۔ وہ شاہ عزت اللہ نقشبندی ابوالعلائی کے مریدوں میں سے تھے، جن کا مزار شریف مؤلف مناقب المحبوبین حاجی نجم الدین سلیمانی کے شہر جھونجھنوں سے پانچ کوس کے فاصلہ پر بگڑ شہر میں ہے۔

یہ حاکم شہر خدا رسیدہ انسان تھا۔ لباس اُمراء مگر درویش صفت۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ سے درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار، یہ بھی اسی رنگ کا درویش تھے۔ انہیں کشف سے حضرت غوثِ زماںؒ کی آمد کا پتہ چل گیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس طرح معانقہ کیا جیسے قدیم دوست کرتے ہیں اور کھانے کی دعوت دی۔

رات کی تاریکی میں آیا اور حضرت غوثِ زماںؒ کو اپنے ڈیرہ پر لے گیا۔ دِن کو امراء کا لباس پہنتا تھا مگر رات کو درویشوں کا۔ بستر مکلف تھا مگر نیچے پتھر کے سنگریزے بچھے ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت اُس نے آپ کو سفر خرچ کے لئے رقعہ کی شکل میں ایک ہنڈی مالیتی ستر روپے دی اور ساتھ ہی ایک بہت بڑا میٹھا لڈو دیا اور کہا کہ اس میں سے آدھا کسی دوسرے درویش کا حصہ ہے۔

کانود سے آپ سنگھانہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک درویش ملا۔ کہنے لگا "میاں صاحب ہمارا حصہ دے دو۔" آپ نے وہ لڈو اُسے دے دیا۔ اس درویش نے اپنی کمر سے چھری نکالی۔ نصف لڈو لیا اور نصف آپ کو دے دیا۔ سنگھانہ سے جورو اور بھٹنیر کے

Marfat.com

راستہ سے آپ واپس مہار شریف پہنچ گئے۔

حیاتِ سُلیمان میں مرقوم ہے کہ ۱۸۴۱ء بکرمی اساڑھ کے مہینہ میں موسم گرما کے عین شباب میں اجمیر سے رخصت ہو کر براستہ بیکانیر و بھٹنیر واپس ہُوئے اور تن تنہا پیدل اِس لق و دق بیابان کو طے کیا۔ فرخ نگر، کانود اور جورہ اور دیگر مقامات پر ٹھہرتے ہُوئے مہار شریف پہنچے۔

"آپ نے واپسی پر یہ صعوبت ناک سفر موسم گرما کے عین شباب میں طے کیا صحرا، ریگستان گرمی کی شدت، پانی کی نایابی، رستوں کی ناواقفیت اور دشوار گزاری۔ دن بھر سفر کرتے اور رات کو صبح تک خدا کی عبادت میں سربسجود رہتے۔ بھٹنیر میں رمضان المبارک کا چاند دیکھا۔ اور سحور و افطار کے لئے کچھ نہ ہوتا۔ برابر پیدل سفر کرتے گئے اور ایک روزہ بھی قضا نہ ہونے دیا"

دہلی شریف سے مہار شریف واپسی کا سفر منزل محبوب کا جانب سفر تھا مگر مصائب و مشکلات سے بھرپور تھا۔ آپ نے اس سفر میں مسلسل اتنی سختیاں برداشت کیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سخت کوشی و پیہم کوشی سُنت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آلِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اولیاء اللہ، صدیقین، شہدا اور صالحین سب اسی گزاری سے مقامِ حیدری تک پہنچے۔ حضرت غوثِ زمان قافلہ چشت اہلِ بہشت کے امیر بنائے گئے تھے۔ امیر قافلہ کی تربیت اُسی طریقہ پر کی جا رہی تھی جس کو پانے کے بعد وہ اہلِ چشت کی امامت کے منصب پر فائز ہو سکیں۔

جیسا کہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

امیرِ قافلہ سخت کوش و پیہم کوش!
کہ در قبیلہ ما حیدری ز کراری ست

ماہ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (بمطابق ۱۷۸۴ء اور ۱۸۴۱ء بکرمی) میں حضرت غوثِ زماںؒ دہلی شریف کے سفرِ مبارک کے لئے روانہ ہُوئے اور ماہ رمضان المبارک ۱۱۹۹ھ میں واپس مہار شریف پہنچ گئے اور یُوں تین ماہ کے قریب کے مختصر ترین وقت میں آپ نے برسوں کے فاصلے طے کر لئے:

Marfat.com

جائے کہ زاہداں بہ ہزار اربعیں رسند
مستِ شرابِ عشق بہ یک آہ مے رسند
(جس مقام پر زاہد ہزاروں چلّے کاٹنے کے بعد پہنچتے ہیں شرابِ عشق میں مست درویش ایک آہ سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔)

حضورِ جاناں

چہ خوش است عیشِ یارے کہ بہ یار بار یابد
ز بلا و بیم فرقت دلِ بے غبار یابد!

منتخب المناقب میں ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ جس وقت مہار شریف پہنچے تو حضرت قبلۂ عالمؒ درختوں کے نیچے چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ چند بزرگ صورت آپ کے پاس چارپائی پر بیٹھے تھے اور کچھ لوگ اِدھر اُدھر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ حاضر ہوئے اور قدم بوسی کی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے کیونکہ آپ کے پاس حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال کی خبر ابھی ابھی ان بزرگوں کی زبانی پہنچی تھی۔ حضرت غوثِ زماں فرماتے ہیں کہ "آپ نے بڑے پیار سے مجھ سے پوچھا اے میاں شما از ہندوستان شدہ آمدہ و زیارتِ مولانا صاحبؒ و دیگر پیرانِ دہلی و اجمیر شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کردہ آمدی؟ آہستہ عرض کردم۔ جیو حضرت" (اے میاں تم ہندوستان سے حضرت مولانا صاحبؒ اور دہلی شریف و اجمیر شریف کے پیرانِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کر کے آئے ہو۔ میں نے آہستہ سے عرض کیا جی حضرت)

منتخب المناقب میں مرقوم ہے کہ حضرت صاحبزادہ میاں نور احمد مہارویؒ نے آپ سے پوچھا کہ مہار شریف کی حاضری کے پہلے دن کے تمام احوال سے آگاہ فرمائیں" حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ "سب سے پہلے میرے رہنے اور شرب و طعام کا اہتمام کیا گیا۔ پھر ظہر کی نماز کی اذان ہوئی۔ حضرت قبلۂ عالم مسجد شریف میں تشریف لائے۔ نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قبلۂ عالم نے تلاوتِ قرآن پاک کی۔ علماء و فقراء ارد گرد بیٹھ گئے۔ میں بھی ایک کونہ میں خاموش بیٹھ گیا۔ جب حضرت قبلۂ عالم تلاوت سے فارغ ہوئے تو چند فقراء کتابیں اُٹھائے حاضر ہوئے۔

Marfat.com

حضرت قبلۂ عالم نے انہیں تفسیر وحدیث وفقہ کا درس اُن کتابوں سے دیا۔ اس کے بعد بعض شرعی مسائل اور ذکرِ مشائخ پر گفتگو ہوئی۔ حضرت قبلۂ عالم تسبیح کر رہے تھے اور بعض کو جواب بھی دے رہے تھے اور اس طرح علماء، فقراء اور فضلا فوائد حاصل کر رہے تھے۔ بندہ نے بھی حضور قبلۂ عالم کے ارشادات سے فیض حاصل کیا۔ اتنے میں نمازِ عصر کی اذان ہو گئی۔

نمازِ عصر کے بعد بھی حضرت قبلۂ عالم اسی جگہ تشریف فرما رہے اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد حضرت قبلۂ عالم اپنے عبادت خانہ میں مصروفِ عبادت ہو گئے۔ میں اپنے ڈیرہ پر آ گیا۔ مگر ہر طرف سے مجھے کلمہ طیبہ کے ذکرِ جہر کی آواز آ رہی تھی۔ عشاء کی اذان سے قبل ایک رفیقِ ڈیرہ لنگر خانہ میں گیا۔ اپنی روٹی بھی لایا اور میرے لئے بھی۔ ساتھ ہی لانگری کا پیغام لایا کہ آئندہ خود لنگر خانہ میں آ کر اپنا لنگر لے جایا کریں۔ خیر میں نے روٹی کھا لی۔

عشاء کی اذان ہوئی۔ میں نماز کے لئے مسجد میں گیا۔ حضرت قبلۂ عالم بھی تشریف لائے اور فرض پڑھ کر اپنے عبادت خانہ میں تشریف لے گئے۔ میرے علم میں نہیں کہ باقی درویش کہاں گئے اور انہوں نے رات کیسے گزاری۔ میں اپنے ڈیرہ پر آ گیا اور سو گیا۔ ابھی رات باقی تھی کہ پھر کلمہ طیبہ کے ذکرِ جہر کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر صبح صادق کے وقت فجر کی اذان ہوئی۔ کچھ دیر بعد حضرت قبلۂ عالم اپنے رُخِ پُر انوار کے ساتھ مسجد میں جلوہ افروز ہوئے۔ ہر کسی نے سلام کیا۔ بندہ نے بھی قدم بوسی کی۔ نماز کے بعد حضرت قبلۂ عالم عبادت خانہ میں چلے گئے۔

دوسرے درویش بھی اِدھر اُدھر ہو گئے۔ میں وہیں مسجد میں بیٹھا رہا۔ کافی دن چڑھ گیا تو فقراء و درویش حضرت قبلۂ عالم کے حجرہ عبادت کے قریب آ گئے۔ دروازہ کھل گیا۔ فقراء و درویش اندر جا کر سلام کر کے باہر آتے گئے۔ میں نے بھی دروازہ میں جا کر سلام کیا۔ حضرت قبلۂ عالم نے مجھے دیکھا تو اشارہ فرمایا کہ اندر آ جاؤ۔ میں اندر حاضر ہو گیا۔ اس وقت کوئی اور موجود نہ تھا۔

حضرت قبلۂ عالم نے پیرانِ دہلی شریف و اجمیر شریف کی زیارت کے بارے میں خاص طور پر حضرت مولانا صاحبؒ کی زیارت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے مختصر طور پہ تمام حالات بیان

Marfat.com

کئے۔ جب میں نے قل خوانی کی حاضری کا ذکر کیا تو سر زانو پر رکھ لیا۔ پھر اٹھایا اور زبانِ معجز بیان سے فرمایا کہ میاں نیک نصیب ہستی، (بہت نیک نصیبہ والے ہو جو حضرت مولانا صاحبؒ کی قل خوانی میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔) اس کے فوراً بعد مجھے کچھ وظیفہ عطا فرمایا کہ اس پر قائم ہو جاؤ علیحدہ جگہ پر بیٹھے رہا کرو اور اس وقت میرے پاس آیا کرو۔ پھر مجھے رخصت کر دیا کہ جاؤ اپنے ڈیرہ پر جا کر بیٹھو میں نے سلام کیا۔ اور آ گیا۔ جو وظیفہ مجھے پڑھنے کے لئے بتایا تھا۔ اس پر ہمیشہ سے قائم ہوں"

مہار شریف میں قیام۔

تعلیم و تربیت کے پہلے دونوں ادوار سے کامیابی کے ساتھ گزر کر آپ تربیت کے آخری اور تیسرے دور میں داخل ہوئے اور دہلی شریف سے واپس آکر خانقاہِ مہار شریف میں ہمہ تن ذکر، مجاہدہ، ریاضت، عبادت اور مشغول میں مصروف ہو گئے۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے ارشادِ گرامی کے مطابق آپ نے خدابخش مہار کی مسجد میں رہائش اختیار کی اور شب و روز عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ تمام رات ذکرِ جہر بلند آواز سے کرتے تھے اور ذکرِ پاس انفاس اور وقوفِ قلبی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کی توجہ خصوصی دیگر خلفاء کی نسبت آپ پر بہت زیادہ تھی۔ آپ حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمتِ عالیہ میں دن رات میں عام طور پر ایک بار حاضر ہوتے۔ زیارت سے مشرف ہوتے۔ ارشادات سنتے اور کتبِ تصوف کا سبق لیتے۔

آپ نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے جن کتابوں کا درس لیا، وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ آداب الطالبین : تصنیف حضرت خواجہ شیخ محمدؒ بن شیخ حسن محمدؒ

۲۔ فقرات : تصنیف حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ

۳۔ لوائح : تصنیف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

۴۔ عشرۂ کاملہ : تصنیف حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ

۵۔ فصوص الحکم : تصنیف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

Marfat.com

ریاضت و مجاہدہ۔

(۱)۔ خاندانِ چشتیہ میں ایک خاص شغل ہے۔ تین دن رات بغیر شرب وطعام کے اس عمل کو کرتے ہیں۔ اگر پہلے تین دنوں میں اس کا اثر ظاہر نہ ہو تو تین شب روز مزید کرتے ہیں۔ ان تین دنوں میں کھانا پینا اٹھنا چلنا پھرنا ہلنا جلنا سب منع ہوتا ہے۔ اس عمل کو ایک جگہ ایک جلسہ میں پورا کرتے ہیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے اس عملِ خاص کو چھ دنوں میں خلوت میں پورا کیا جب ساتواں دن ہوا تو حضرت قبلۂ عالمؒ بہ نفسِ نفیس تشریف لائے۔ مبارک باد دی اور فرمایا "میاں صاحب۔ اُٹھیے۔ آپ کا یہ عمل پورا ہو گیا۔"

(۲)۔ مختلف ملفوظات میں حضرت غوثِ زماںؒ سے منقول ہے کہ: "جب میں دہلی شریف سے مہار شریف حاضر ہو کر خانقاہِ معلّٰی میں شب و روز مقیم ہو گیا تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے غلام رسول لانگری کو فرمایا کہ یہ روہیلہ کوہستانی جوان ہے، اسے بڑی روٹی دیا کرو۔ چند دن لانگری نے بڑی روٹی دی۔ کچھ دن بعد لانگری کو فرمایا اے غلام رسول اس روہیلہ کو مجھے دکھائے بغیر روٹی نہ دینا۔ میں اپنے ہاتھ سے دوں گا۔ جب غلام رسول لانگری میری روٹی حضرت قبلۂ عالمؒ کے پاس لے گیا تو فرمایا اتنی بڑی روٹی مت دے۔ اس میں سے نصف حصہ مجھے دے دیا اور نصف کسی اور درویش کو دے دیا۔ اس کے چند دن بعد نصف روٹی دینی بھی بند کر دی۔"

(۳)۔ "اسی طرح چند دن فاقہ سے گزر گئے۔ میں افطار بھی نہ کر سکا کیونکہ ایک لقمہ بھی میسّر نہیں آ رہا تھا۔ میں مسجد میں بیٹھا ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ ناگاہ میری نظر کبوتروں پر پڑی جو مسجد کے صحن میں دانہ چگ رہے تھے۔ میں نے درمیانی اُنگلی سے ایک سنگریزہ ان کبوتروں کی طرف مارا۔ ایک کبوتر کو وہ سنگ ریزہ لگا میں نے جلدی سے اُسے ذبح کیا۔ گرم تنور میں ڈالا تاکہ بھون کر کھاؤں۔ ناگاہ ایک درویش دوڑا دوڑا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت قبلۂ عالم تمہیں یاد

Marfat.com

کر رہے ہیں جلدی چلو۔ میں جلد از جلد حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا "اے روہیلے یہاں یادِ خدا کے لئے آئے ہو یا پرندوں کا گوشت کھانے کے لئے؟" میں نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ فرمایا "جاؤ اور مطالعہ میں مصروف ہو جاؤ۔ جب میں مسجد میں واپس آیا تو وہ مذبوحہ کبوتر تنور میں جل چکا تھا۔"

۴۔ "موسم سرما آیا تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے تمام درویشوں کو روئی دار کپڑے دیئے۔ بلکہ بعض کو کمبل بھی عطا فرمائے۔ مگر مجھے کچھ نہ دیا۔ اگر مجھے کبھی اِدھر اُدھر سے کوئی کپڑا میسّر بھی آتا تو حضرت قبلۂ عالمؒ مجھ سے لے لیتے اور کسی دوسرے درویش کو دے دیتے اور فرماتے کہ روہیلے تو قوی بدن ہوتے ہیں۔ یہ درویش بے چارہ لاغر ہے۔ تم یہ کپڑا اسے دے دو۔ لاچار میں اپنا کپڑا اس درویش کو دے دیتا اور خود جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور گھاس پھوس جلا کر اپنے آپ کو گرم کرتا۔ ایک رات سخت سردی تھی میں آگ جلا کر اپنے جسم کو گرم کر رہا تھا کہ ایک شخص نے ایک سیاہ کمبل اپنے بدن سے اتار کر مجھے دے دیا۔ جب حضرت قبلۂ عالمؒ کو خبر ملی تو وہ کمبل لے کر کسی اور درویش کو دے دیا اور فرمایا کہ کس بے خبر نے یہ کمبل اس روہیلے کو دے دیا۔ یہ مردِ کہستانی ہے جوان ہے۔ سردی اس پہ اثر نہیں کرتی میں پھر آگ سینکنے لگا۔"

زاں بلاہا اولیاء برداشتند
سر بچرخِ ہفتمیں افراشتند

۵۔ "ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالمؒ بہت سے درویشوں کے ہمراہ موضع جھبڈو میں ایک شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ تمام علماء و فقراء کھانا کھا کر اور گرم کپڑے لے کر اپنے اپنے کمروں میں سو گئے۔ مجھے نہ کھانا ملا نہ کپڑا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے حاضرین سے پوچھا کہ روہیلے کو کسی نے کھانا دیا یا نہیں؟ عرض کیا گیا کہ کسی نے نہیں دیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ کسی کے پاس روٹی ہو تو دے دے۔ ایک شخص نے بغیر سالن کے خشک روٹی کا ٹکڑا پیش کیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ

Marfat.com

نے مجھے دے دیا اور فرمایا کہ یہ کھالو۔ مَیں نے کھالیا۔ پھر وہاں سے اُٹھ کر غلام رسول لانگری کے پاس آیا اور اس سے روٹی اور کپڑا طلب کیا۔ اُس نے کہا کہ اِس وقت نہیں ہے۔

مَیں رنجیدہ خاطر ہو کر وہاں سے نِکلا۔ ایک کنوئیں پر گیا۔ آگ سے جسم گرم کیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور روٹی، گوشت، چاول، دودھ اور دو لحاف میرے پاس رکھ کر چلا گیا۔ مَیں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور لحاف لے کر سو گیا۔ دِن چڑھا تو ان کپڑوں اور برتنوں کا کوئی مالک نہ آیا۔ مَیں وہیں چھوڑ کر واپس چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلۂ عالمؒ سوار ہو کر تشریف لا رہے ہیں۔

مجھے فرمایا کہ میرے گھوڑے کے آگے آگے دوڑتا ہوا چل۔ باقی ساتھی آہستہ آ رہے تھے۔ جب ہم دوسروں سے چند قدم آگے نکل آئے تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا' اے میاں روٹی کے لئے اِس قدر تنگ دِل نہ ہوا کرو'۔ مَیں نے شرمندگی سے مہار شریف تک سَر اُونچا نہ کیا اور نہ ہی کوئی جواب دیا۔"

(۶) "ایک دفعہ مہار شریف میں مجھے بُخار ہو گیا' جو کئی دن رہا۔ مَیں بہت کمزور ہو گیا۔ رنگ بھی زرد ہو گیا۔ مگر کسی نے میری خبر نہ لی۔ مرض کی شدت' بے خوابی اور کم خوری کی وجہ سے میری حالت بہت خراب ہو گئی۔ مَیں مسجد کے باہر بر سرِ راہ وہاں بیٹھ گیا' جو حضرت قبلۂ عالمؒ کی گزرگاہ تھی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نمازِ فجر کی سُنتیں اپنے دولت کدہ پر پڑھ کر مسجد کی طرف تشریف لائے تو مجھ پر ایک نظر ڈالی اور گزر گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو فرمایا' ہمارے روہیلے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ عارضۂ تپ ہے۔ فرمایا' تمہارے وطن میں تپ کا جو علاج کرتے ہیں وُہی کرو'۔ یہ فرمانے کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ تشریف لے گئے۔ مگر آپ کے جانے کے فوراً بعد میرا بُخار اُتر گیا اور مَیں بالکل تندرست ہو گیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کے دیدار سے میری تمام بیماری چشم زدن میں جاتی رہی۔"

Marfat.com

از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

جود و عطاء

کبھی تغافل موجبِ عطا بنتا ہے اور کبھی کرم۔ عطا کے مختلف رنگ ہیں۔ کبھی بلا صفا کا سبب بنتی ہے اور کبھی عطا۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ "تو نہیں جانتا کہ یہ حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

مرد را روزِ بلا روزِ صفاست!!

(۱) حضرت غوثِ زمانؒ فرماتے ہیں: کہ ایک وقت ایسا آگیا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے مجھے فرما دیا کہ اے رو بیلے تم میرے کمرے میں آکر چراغ کے سامنے بیٹھ کر مطالعہ کر لیا کرو، حسب الارشاد مطالعہ کے لئے میں نے یہ معمول بنا لیا۔ ایک رات یوں ہوا کہ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے حجرۂ مبارک میں مطالعہ میں مشغول تھا کہ یکایک نیند نے غلبہ کر لیا۔ میں پیرو مرشد کے پہلو میں سو گیا۔ سخت سردی کا موسم تھا اور میرے جسم کے اُوپر کوئی گرم چادر یا کپڑا نہیں تھا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے ازرہِ کرم اپنی چادر مبارک دوہری کر کے میرے اُوپر ڈال دی۔ آخرِ شب جب میں نیند سے بیدار ہوا تو حضرت قبلۂ عالمؒ کی چادر مبارک اپنے اُوپر دیکھی۔ اُسے آہستہ آہستہ لپیٹ کر حضرت قبلۂ عالمؒ کے زانو کے قریب رکھ کر آپ حجرۂ مبارک سے باہر آگیا اور اپنے ڈیرہ پر جا کر مشغول ہو گیا۔"

کہاں حضرت قبلۂ عالمؒ کی وہ ادا کہ کسی اور نے اگر آپ کو چادر یا کمبل دیا تو چھین کر کسی دوسرے درویش کو دے دیا اور کہاں یہ عطا کہ اپنی چادر اُتار کر آپ کے اُوپر ڈال دی کہ سردی نہ لگے۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے اُس چادرِ مبارک کی خوشبو کو اپنے رگ و پے میں یوں سمویا کہ آج بھی "آستانہ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ کے درودیوار سے وہ خوشبو آرہی ہے اور یہ آواز سنائی دے رہی ہے کہ"

Marfat.com

ما بوئے پیرہن را در جاں ذخیرہ داریم
شاید ز مصر ناید امروز کاروانے!

(۲) جود و عطا کا یہ دوسرا واقعہ حضرت غوثِ زماںؒ کی زبانِ مبارک سے حضرت خواجہ نور احمد مہارویؒ نے سُنا جس کا ذکر منتخب المناقب میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالمؒ ایک شخص قادر بخش نامی کی دعوت پر ایک موضع میں تشریف لے گئے۔ چند رُفقاء بھی ہم رکاب تھے اور یہ دُعاگو بھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آج خوب اچھے اچھے کھانے ملیں گے۔ پیٹ بھر کر کھاؤں گا۔ مگر ہُوا یہ کہ سب کو کھانے کے وقت سب کچھ ملا۔ مگر غلام رسول لانگری کے پاس میں جب کھانا لینے جاتا وہ بہت غصّے سے میری طرف دیکھتا میں واپس آجاتا۔

وہاں سے حضرت قبلۂ عالم واپس روانہ ہوئے۔ میں ایک ساتھی کے ساتھ الگ چل پڑا۔ میں نے اپنی چادر بیچ کر چاول خریدے۔ جو ہم نے ایک مٹی کے برتن میں پکنے کے لئے آگ پر رکھ دیئے۔ مگر وہ برتن ٹوٹ گیا۔ چاول مٹی میں مل گئے۔ لاچار واپس چل پڑے۔ راستہ میں شیر نظر آیا۔ اب جان کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ مگر شیر نے ہمیں کچھ نہ کہا۔ کشتی سے دریا عبور کیا۔ ایک موضع میں آئے۔ دیکھا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ ایک کنوئیں پہ درختوں کے نیچے آرام فرما ہیں۔

حاضر ہوا تو فرمایا اے میاں خوب چاول کھائے اور اگر وہ شیر تمہیں کھا جاتا تو پھر کیا ہوتا۔ میں ایک طرف بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ ہمارے ظاہر و باطن کے احوال سے کس طرح آگاہ رہتے ہیں۔ اتنے میں حضرت قبلۂ عالمؒ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ دو عمدہ روٹیاں منگوائیں اور فرمایا کھاؤ۔ میں شرم کی وجہ سے کھا نہیں رہا تھا تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس روٹی سے دو ٹکڑے لئے۔ ایک مجھے عطا کیا اور ایک خود کھایا۔ میں بھی کھانے لگا۔ اسی طرح چند بار کیا۔ خود بھی کھاتے اور مجھے بھی کھلاتے۔ جب ایک روٹی ختم ہوگئی اور ایک رہ گئی تو مجھے فرمایا یہ روٹی دوسرے درویشوں میں تقسیم کر دو۔ میں نے تعمیل کی"

Marfat.com

اِس موقع پر حضرت صاحبزادہ نُور احمد مہاروی ؒ نے فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم ؒ کا آپ کے ساتھ روٹی کھانا، آپ کو کھلانا اور آپ کے ہاتھوں سے دوسروں کو تقسیم کرانا حکمت سے خالی نہ تھا۔ اِسی کا ثمرہ ہے کہ آج آپ صاحبِ تقسیم لنگر ہیں؛

فخر الاولیاء حضرت غوثِ زماں ؒ نے فرمایا کہ :

"صاحبزادہ جی ہر چہ بماست از عین عنایتِ قبلۂ عالم ؓ است۔ نُورِ باطن قبلۂ عالم ؓ بآنوجہ مشاہد احوال و آئینہ جہاں بود کہ ضیاء آفتابِ جہانتاب ازاں رشک مے خورد۔"

(صاحبزادہ جی، مَیں جو کچھ بھی ہُوں یہ صرف حضرت قبلۂ عالم ؓ کی نظرِ عنایت ہے۔ حضرت قبلۂ عالم ؓ کا نُورِ باطن اس درجہ پر احوال کا مشاہدہ کرنے والا اور آئینہ جہاں تھا کہ آفتاب جہاں تاب کی روشنی بھی اُس نُورِ باطن پر رشک کرتی تھی۔)

(۴) — مولوی دیدار بخش پاکپتنی ؒ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم ؓ اُوچ شریف کی طرف سے مہار شریف کی طرف براستہ بہاول پُور تشریف لارہے تھے۔ بہاول پُور کے قریب ایک قصبہ میں مُریدین نے آپ کی دعوت کی اور بیشمار بتاشے اور دُودھ پیش کیا۔ حضرت قبلۂ عالم ؓ نے حضرت غوثِ زماں ؒ کو طلب کیا اور ایک بہت بڑا پیالہ دُودھ سے بھر کر اور بہت سے بتاشے ڈال کر آپ کو عطا کیا۔ آپ نے پی لیا۔ حضرت قبلۂ عالم ؓ نے دوسری دفعہ بتاشے ڈال کر دُودھ کا پیالہ دیا۔ آپ نے وُہ بھی پی لیا۔ حضرت قبلۂ عالم ؓ نے مُسکرا کر فرمایا "ایں قدر نوشیدن و ہضم کردن کارِ ہمیں نوجوان است"۔ (اِس قدر پینا اور ہضم کرنا اِسی نوجوان کا کام ہے۔)

مولوی صاحب موصوف حضرت قبلۂ عالم ؓ کے قولِ مُبارک کی تاویل کرتے ہُوئے فرماتے ہیں کہ "قبلۂ عالم ؓ بوسعتِ حوصلہ و عالی ہمتی در حصولِ مراتبِ کمال و ضبط آں نمودہ"۔ یعنی حضرت قبلۂ عالم ؓ نے جس ہضم کی طرف اشارہ فرمایا، اس سے مراد مراتبِ کمال

Marfat.com

کے حصُول میں وُسعتِ حوصلہ اَور عالی ہمتی ہے اَور مراتبِ کمال کا ضبط ہے۔ صاحبِ مناقب المحبوبین بھی اِس قولِ مُبارک کی اس طرح تشریح کرتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ "حضرت قبلۂ عالمؒ نے جس ہضم کی طرف اشارہ فرمایا تھا اس سے اسرارِ باطنی کا ہضم کرنا مُراد تھا۔ حق تعالیٰ نے حضرت غوثِ زماںؒ کو اِس قدر وسیع ظرف عطا فرمایا تھا کہ معرفت کے دریا نوش کر لئے مگر اپنی زُبانِ مُبارک سے کبھی اسرار کو فاش نہیں کیا۔"

دَر نگاہِ مُرشد۔

آپ حضرت قبلۂ عالمؒ کی صحبتِ کیمیا اثر میں ہر قسم کی ریاضت، آزمائش اَور مجاہدہ کے بعد عشق و محبت کی تمام منازل طے کر کے کندن بن کر نکلے۔ چنانچہ منتخب المناقب میں مرقوم ہے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے ایک دن فرمایا،

"ایں طفلک دَر دریافت و گرفتن چیزے ازما مارا متعجب گردانیدہ است۔ حق تعالیٰ ایں را چہ وسیع و پُر حوصلہ نمودہ۔ یعنی ہر چہ بگیرد استعداد و قابلیت فوقِ آں داشتہ باشد و ہرگز پُر و سیر نمے شود۔ چونکہ مولانا صاحبؒ مارا ازیں شخص نشانی فرمودہ کہ شہباز کوہستانی باشد، براں وجہ شہبازِ لامکاں و عنقائے بے نشان است۔"

(اِس لڑکے نے حصُولِ معرفت کے سِلسلہ میں ہمیں حیران کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اس قدر وسیع ظرف اَور حوصلہ دیا ہے کہ جو کچھ ہم سے لیتا ہے، اس کی استعداد اَور قابلیت اس سے زیادہ طلب کرتی ہے اَور ہرگز سیر نہیں ہوتی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا صاحبؒ نے ہمیں اِسی شخص کی نشان دہی فرمائی تھی کہ یہ شاہبازِ کوہستانی ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مقام شہبازِ لامکاں اَور عنقائے بے نشاں ہے۔)

Marfat.com

تھا لقاءِ قبلۂ عالم میں بذاتِ مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہ کر اور عشق و محبت کی آگ میں پگھل کر آپ اُس مقام تک پہنچ گئے جس کی نشاندہی حضرت قبلۂ عالمؒ نے اپنے مذکورہ الفاظِ مبارک میں کی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ کے دوستوں یعنی اولیاء اللہ کو اِس قسم کی آزمائشوں میں سے گزرنا پڑتا ہے، تب وہ محبوبِ سبحانی کے ارفع و اعلیٰ مقام کو حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اُن دوستوں میں شمار ہو جاتے ہیں جن کی تعریف "یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" کے الفاظِ قرآنی میں کی گئی ہے اور جس مقام کو علامہ اقبالؒ نے اِس مصرع میں بیان فرمایا ہے کہ ؎

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حضرت غوثِ زمانؒ قیامِ مہار شریف میں ان تمام مقاماتِ عشق و محبت اور محنت و ابتلا سے گزرے اور قطبیت، غوثیت، افرادیت کے مقام سے آگے مقامِ محبوبیت کے مقامِ بلند پر فائز ہوئے کہ مجاہدۂ عظیم کے بعد ہی منزلِ عظیم کا حصول ممکن ہوتا ہے:

اے شانہ اگر سر نہ نہی در تہِ آرہ!!
ہرگز بہ سرِ زلفِ نگارے نہ رسی!
اے جامہ ترا چاک نہ سازند نہ دوزند
ہرگز بہ تنِ پاکِ نگارے نہ رسی
تا خاکِ ترا کوزہ نسازند کلالاں!
ہرگز بہ لبِ لعلِ نگارے نہ رسی!

مراجعت وطن:۔

حضرت غوثِ زمانؒ ۱۱۹۰ھ میں کوہ درگ (گنگوجی) سے تحصیلِ علم کی غایت سے ان کشاں تونسہ شریف آئے تھے۔ وہاں سے لانگھ اور پھر وہاں سے کوٹ مٹھن شریف لے گئے تھے۔ ۱۱۹۹ھ میں اوچ شریف میں حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت ہوئے مہار شریف کی طرف حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ اور دیگر خواجگانِ چشتؒ کی زیارت کے

Marfat.com

لئے سفر اختیار کیا۔ اجمیر شریف کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ واپس آکر مہار شریف میں حضرت قبلۂ عالمؒ کی خانقاہِ عرش آشیاں میں دن رات مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو گئے، جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر کیا گیا ہے۔

اِس طویل عرصہ میں آپ کی والدہ صاحبہؒ آپ کی مسلسل جدائی کی وجہ سے ناقابل برداشت حد تک بے قرار ہو گئیں۔ یہ خبر بھی نہیں تھی کہ بیٹا کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ ادھر آپ کی جدائی کا غم تھا اور اُدھر یہ ہُوا کہ اِس عرصہ میں بڑے بیٹے میاں یوسفؒ (حضرت غوثِ زمانؒ کے بڑے بھائی) کا وصال ہو گیا۔ میاں یوسفؒ کی دائمی جدائی سے والدہ صاحبہؒ کا درد و غم اور زیادہ ہو گیا۔ آپ کی تلاش میں خود روانہ ہو گئیں۔ تونسہ تک تشریف لائیں مگر آپ کو نہ پاکر واپس تشریف لے گئیں۔

اِس کے بعد والدہ صاحبہؒ نے چند لوگوں کو آپ کی تلاش میں ملتان اور دیگر اطراف کی طرف بھیجا۔ آخر کسی نے حضرت مائی صاحبہؒ کو خبر دی کہ اُن کا بیٹا مہاراں میں ایک مردِ فقیر کے پاس رہتا ہے۔ وہ فقیر بہت بڑا سحر کار ہے۔ جو اُس کے پاس جاتا ہے اُسے اپنے سحر کے زور سے اپنے قابو میں ایسا کر لیتا ہے کہ وہ پھر کہیں جانے کا نام نہیں لیتا۔ اب مائی صاحبہؒ نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے پاس کسی کی زبانی پیغام بھیجا کہ "میرا بیٹا مدت سے آپ کے پاس ہے۔ اُس کی جدائی میں میری جان پر بنی ہے۔ خدا کے لئے اُسے رہا کر دیں اور میرے پاس بھیج دیں۔ ورنہ میں صدمہ سے مر جاؤں گی۔"

مناقب المحبوبین میں اس طرح لکھا ہے کہ ایک دن حضرت قبلۂ عالمؒ نے از خود حضرتِ غوثِ زمانؒ سے فرمایا "اے رو، میلے تمہاری والدہ تمہاری جدائی میں زار زار روتی رہتی ہیں۔ جاؤ اور اپنی والدہ سے جا کر ملاقات کرو۔ چند دن اُن کی خدمت میں رہ کر اُن کی تسلی کر کے پھر میرے پاس آجانا۔ مگر دیکھنا کہیں وہاں جا کر باغی نہ ہو جانا۔"

منتخب المناقب میں ہے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے فرمان کے بعد آپ دو روز خاموش رہے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ "حافظ برائے رفتن وطن خود ملول شوائد؟ حافظ حق والدہ بسیار است۔ برو، ملاقات کردہ بیائید" (اے حافظ کیا اپنے وطن

دور کرنے لئے دل نہیں چاہتا؟ والدہ کا حق بہت زیادہ ہے۔ جاؤ اور ملاقات کرکے واپس آجاؤ) چنانچہ حسب الارشاد آپ مہار شریف سے کوہ درگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۲۰۲ھ کا ہے۔

چند دنوں کے بعد ہی حضرت قبلۂ عالمؒ کے دیدار کا اشتیاق غالب آگیا۔ بے قرار ہو گئے۔ والدہ صاحبہ سے رخصت طلب کی تو انہوں نے فرمایا "بیٹے تمہاری جدائی اب بالکل برداشت سے باہر ہے۔ تعلیم حاصل کرنی ہے تو اسی علاقہ میں رہ کر علم سیکھو اتنی دور نہ جاؤ"۔ مگر حضرت غوث زمانؒ کا دل آتش عشق سے کباب ہو رہا تھا صبر نہ ہو سکا۔ والدہ صاحبہ سے اجازت طلب کی۔ آخر والدہ صاحبہ نے چار و ناچار اجازت دے دی۔ آپ اتنی تیزی سے مہار شریف کی طرف روانہ ہوئے کہ تین یا چار دنوں میں گڑگوچی سے مہار شریف پہنچ گئے۔

گڑگوچی سے حصول علم کی خاطر ہجرت کے بعد سوئے وطن یہ سفر آپ کا پہلا سفر تھا۔

منتخب المناقب میں ہے کہ قیام مہار شریف کے دوران آپ چار بار مہار شریف سے گڑگوچی تشریف لے گئے۔ ایک بار جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ دو بار اس کے بعد گئے اور چوتھی بار حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال سے کچھ عرصہ قبل تشریف لے گئے۔ آپ کو وطن جاتے ہوئے عام طور پر دس بارہ دن لگتے۔ مگر واپسی کا سفر ہمیشہ تین چار دن میں طے کر لیتے۔ جب بھی تشریف لے جاتے کبھی بھی دو تین ہفتے سے زیادہ قیام نہیں کرتے تھے۔ یہ ایام بھی انتہائی بے چینی و بے قراری میں گزرتے۔ ہر دم پیر و مرشدؒ کا تصور رہتا اور وہاں رہتے ہوئے بھی مہار شریف میں ہوتے۔

چوتھی مرتبہ ۱۲۰۵ھ میں جب اپنی والدہ محترمہ سے ملنے کے لئے جانے لگے تو اس وقت حضرت قبلۂ عالمؒ ماڑی شوق شاہ (بہاول پور) میں جلوہ فرما تھے۔ حضرت غوث زمانؒ وہاں پہنچے اور قدم بوسی کی اور اجازت لی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ آپ کو الوداع کہنے کے لئے بستی سے باہر دور تک تشریف لائے۔ رخصت کرتے ہوئے آپ کے دونوں ہاتھ حضرت قبلۂ عالمؒ نے

Marfat.com

اپنے دستِ مبارک میں پکڑے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کئے اور فرمایا:

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

بعد ازیں حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا "اے حافظ تمہارا گھر دور دراز ہے، میری یہ تین نصیحتیں ہمیشہ یاد رکھو:

اوّل: اکیلے سفر نہ کیا کرو۔

دوم: اگر راستہ میں کوئی تمہارا ہمراہی بننا چاہے تو انکار نہ کیا کرو۔

سوم: اگر کوئی دعا کا طالب ہو تو اس کے حق میں دل سے دعا کیا کرو۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کے مذکورہ ارشاداتِ عالیہ توجہ سے سننے کے بعد حضرت غوثِ زماںؒ نے عرض کیا:

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

یہ سن کر حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا:

"برو ترا و کارِ ترا بخدا سپردم و دست گرفتہ سوئے آسمان کردند۔ فاتحہ خیر کردند و روانہ فرمودند۔"

(جاؤ تمہیں اور تمہارے امور کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں ہاتھ پکڑا، آسمان کی طرف کیا، فاتحہ خیر پڑھی اور روانہ فرما دیا)

حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ اس بار جب وطن کا سفر اختیار کیا تو ہر منزل میں کوئی نہ کوئی رفیقِ سفر ضرور مل جاتا تھا یہاں تک کہ وطن پہنچ گیا۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کی مذکورہ تین نصیحتوں کے بارے میں صاحب حیاتِ سلیمان لکھتے ہیں کہ "اہلِ ذوق کے مطابق ان نصائحِ مبارکہ سے حضرت قبلۂ عالمؒ کا اشارہ وفات، بیعتِ عامہ اور حاجت برآریِ مخلوق کی طرف تھا۔"

Marfat.com

باب ④

معراجِ ولائت

منتخب المناقب میں مولوی غلام رسول بہاولپوری (خلیفہ مجاز) سے منقول ہے کہ حضرت غوثِ زمان نے اپنی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :

"ایک روز حضرت قبلۂ عالم نے مجھے خلوت میں طلب کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حکم صادر ہوا ہے کہ تم اپنے پیروں کے سجادہ پر بیٹھ کر گمراہوں اور گناہ گاروں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدائت وراہ نمائی کرو اور اللہ کے طالبوں کو اللہ تک پہنچاؤ۔

میں نے دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرت مجھے معاف فرمائیں میں یہ بارِ گراں اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا میں نہیں جانتا کہ جو میرے ہاتھ پر بیعت کرے گا، اُس کی آخرت کا کیا حال ہوگا۔ اُس مُرید کی وجہ سے قیامت کے دِن مجھے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا' اچھا جاؤ' تمہاری درخواست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔

دوسرے روز خلوت میں پھر طلب کیا اور فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اس فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے مریدوں کے بارے میں خاطر جمع رکھو کہ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرے گا بخش دیا جائے گا۔

میں نے پھر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اُس نے حضرت نوح علیہ السلام کو اُن کے بیٹے کے بارے میں فرما دیا تھا: اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ

Marfat.com

اگر یہی حکم میرے مریدوں اور ارادت مندوں کے بارے میں صادر ہوگیا تو کیا جواب دوں گا؟
حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا' اچھا پھر عرض کریں گے۔

تیسرے روز پھر یاد کیا اور فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تیرے دروازے پر آئے گا اور تجھے شیخ و ہادی بنائے گا' اُس کے بارے میں "لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ" نہیں کہا جائے گا تمہیں یہ کام ضرور ہی کرنا ہے۔ پس میں زار و قطار رونے لگا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا' اے یار ایں کار را بخندہ و بخوشی کسے اختیار نہ کردہ' اے یار اس کام کو کسی نے بھی خوشی سے قبول نہیں کیا۔ جیسے بھی یہ بارِ گراں دیا گیا' اسی طرح گریہ وزاری سے قبول کیا لیکن تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے ساتھ وہ وعدۂ عظیم کیا گیا ہے کہ کسی کو ایسے صریح وعدہ سے سرفراز نہیں کیا گیا"۔

مناقب المحبوبین میں حضرت غوثِ زمانؒ سے اس طرح بھی منقول ہے کہ "جب حضرت قبلۂ عالمؒ نے مجھے خلافت عطا کی تو میں نے معذرت کی اور عرض کیا کہ قبلہ یہ بارِ گراں مجھ سے نہیں اُٹھایا جائے گا۔ اس زمانہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول ہیں۔ میں کس طرح مخلوق کے اِس بوجھ کو اپنی گردن میں ڈالوں۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضورﷺ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو خلافت کیوں نہیں لیتا؟ میں نے عرض کیا کہ حضورﷺ میں خلافت قبول کرتا ہوں مگر یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ میں اُس وقت مخلوق کو مرید کروں گا' جب مجھے یقین ہو جائے کہ حق تعالیٰ میرے مریدوں کو بخش دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تیرے مریدوں کی شفاعت میں کروں گا اور اللہ تعالیٰ اُنہیں بخش دے گا۔ اس کے بعد میں نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے خلافت لے لی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خلافت قبول کی ہے۔ مبارک باد"۔

عطائے خلافت کا یہ بابرکت واقعہ ۱۲۰۲ھ اور ۱۲۰۵ھ کے درمیان کسی وقت ظہور پذیر ہوا۔ حضرت غوثِ زمانؒ اپنے قیام مہار شریف کے دوران پہلی بار ۱۲۰۲ھ

Marfat.com

میں اپنے وطن (اگھڑ گوجی - کوہ درگ) تشریف لے گئے اور آخری بار ۱۲۰۵ھ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال سے کچھ عرصہ قبل۔ یقیناً اس درمیانی عرصہ میں حضرت قبلۂ عالمؒ نے آپ کو خلافت عطا کی جیسا کہ خلیفہ محمد باراں کلاچویؒ کے واقعہ بیعت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

اس بیعت کا مفصل ذکر منتخب المناقب اور مناقب المحبوبین میں موجود ہے۔ حضرت میاں نور بخش مہارویؒ (سجادہ نشین درگاہ معلّٰی حضرت قبلۂ عالمؒ) سے منقول ہے کہ خلیفہ محمد باراںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت کرنے کے لئے مہار شریف حاضر ہوئے تو انہیں حکم دیا گیا کہ ابھی اور تعلیم حاصل کرو۔ سات سال کے بعد واپس آئے اور پھر بیعت کے لئے درخواست کی۔ اس وقت حضرت غوث زمانؒ اپنے وطن گئے ہوئے تھے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کچھ دیر صبر کرو۔ حضرت غوث زمانؒ کوہ درگ سے واپس آئے اور مہار شریف میں معمول کے قیام کے بعد جب وطن واپس جانے لگے تو حضرت قبلۂ عالمؒ آپ کو الوداع کہنے کے لئے مہار شریف کے نالۂ مغربی تک تشریف لائے اور خلیفہ محمد باراںؒ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے ان کا ہاتھ حضرت غوث زمانؒ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ یہ تیرا پیر ہے۔ ان سے مرید ہو جاؤ۔ صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں، "اول کسے کہ از حضرت صاحب (حضرت غوث زمانؒ) بیعت کرد خلیفہ محمد باراںؒ جیو بود۔ وبعض گویند چشتی شیخ جمالؒ سکنہ تاج سرہ بود۔ بعدۂ دیگر خلق مرید شدند"

مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ حصول خلافت کے بعد بیعت کرنے والوں میں تیسرے میاں محمد تقیؒ (حضرت غوث زمانؒ کے استاد محترم میاں ولی محمد صاحبؒ کے چھوٹے بھائی) تھے۔ میاں محمد تقیؒ سے منقول ہے کہ "جب غوث زمانؒ نے خلعت خلافت پہنا اور حضرت قبلۂ عالمؒ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئے تو حسب معمول اپنے استاد محترم میاں ولی محمد صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے جیسا کہ حضرت صاحبؒ کا دستور تھا۔ رات اپنے استاد محترم کی خدمت میں رہ کر صبح کے وقت اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئے اور اس غلام خورد (میاں تقی محمد) کو اپنے ہمراہ لے کر

Marfat.com

تونسہ شریف کی پکی مسجد میں اترے اور وہاں مجھے اپنی بیعت سے مشرف و ممتاز فرمایا۔

حضرت غوث زماںؒ مہار شریف سے چار بار اپنے وطن تشریف لے گئے تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ حصولِ خلافت کے مذکورہ واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ دوسری یا تیسری بار وطن جانے سے قبل خلافت حاصل کر چکے تھے۔ عطائے نعمت اور عطائے خلافت دو الگ الگ واقعات ہیں۔ عطائے نعمت کا واقعہ مبارکہ وصال کے وقت ہُوا۔ عطائے خلافت، عطائے مقامِ ولایت ہے اور عطائے نعمت تکمیل ولایت اتمامِ نعمت اور حصولِ مقامِ محبوبیت ہے۔ خلیفہ محمد یارانؒ، شیخ جمال چشتیؒ اور میاں تقی محمدؒ کی بیعت سے قبل خلافت عطا ہو چکی تھی۔ البتہ عطائے نعمت کے بعد ہم "فی دین اللہ افواجا" کا مقام حاصل ہُوا۔

ہماں نورِ جہاں آرا کہ شد اندر عرب پیدا
ہمانا در عجم آمد بہ کرّ و فرِ افغانی

معراجِ ولایت۔

قرآن و سنّت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سب سے افضل انسان ہیں اور انسانوں میں سب سے افضل چار گروہ ہیں۔ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین صالحین کو کبھی ابرار کہا، کبھی اخیار، کبھی عباد الرحمٰن اور کبھی اولیاء اللہ۔ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان میں سے رسول صرف ۳۱۳ ہیں۔ ان رسولوں میں سب سے افضل حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف تو حاصل ہُوا، مگر ملاقات کسی کو حاصل نہ ہو سکی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس خواہش کا برملا اظہار کیا تھا جب عرض کیا تھا "رب ارنی" اے میرے رب میں آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جواب ملا، "لن ترانی" تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔

حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول تھے کوئی صفی تھا، کوئی روح اور کوئی کلیم۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب تھے۔ اللہ نے خود براق

Marfat.com

بھیج کر بلوایا، مقامِ معراج عطا کیا، دیدار بخشا، "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کا مقام عطا کیا۔ اتنا قرب عطا کرنے کے بعد بھی "اور قریب آجاؤ" کی آواز آرہی تھی۔ ہم کلامی کا شرف بھی بخشا، دیدار کا بھی اور قرب کا بھی۔ وہ باتیں بھی کیں جن کا اظہار قرآن و حدیث میں ہے اور وہ باتیں بھی ہوئیں، جن کے بارے میں فرمایا "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی" پھر ہم نے اپنے عبد سے وہ باتیں کیں جو کیں۔ بعض اہلِ علم عبد، عبدہٖ اور عبدہٗ کے الفاظ کی گہرائی اور گیرائی تک نہیں پہنچ سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ عبد اور عبدہٗ میں فرق ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ✽ ما سراپا انتظار او منتظر
عبدہٗ از فہمِ تو بالا تر است ✽ زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے۔ عبد وہ ہوتا ہے جو اپنے آقا کا انتظار کرتا ہے اور عبدہٗ وہ ہوتا جس کا خود آقا انتظار کرتا ہے۔ عبدہٗ تمہارے فہم سے بالاتر ہے اس لئے کہ عبدہٗ بشر بھی ہیں اور نور بھی۔

✽

اولیاء اللہ کے بھی بے شمار مقامات و مدارج ہیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ ولادت سے بیعت تک اور بیعت سے خلافت تک بے شمار مقاماتِ ولایت طے کر چکے تھے اور اب حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال کے وقت مقامِ معراجِ ولایت یعنی مقامِ محبوبیت عطا ہونے والا تھا۔

مناقب المحبوبین میں ہے کہ "میاں حاجی خاں کاتب کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ پاکپتن شریف حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے سالانہ عرس مبارک پر حاضر تھا۔ وہاں میاں شاہ محمد باقر چشتیؒ سے ملاقات ہوئی، جو کاملانِ وقت میں سے تھے۔ جب میں نے بتایا کہ میں حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ تونسوی والا کا مرید ہوں، تو فرمانے لگے، تم جانتے ہو کہ تمہارے پیر کا مرتبہ کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہارے پیر کو درجۂ محبوبی اور مقامِ محبوبیت عطا کیا ہوا ہے اور یہ مرتبہ قطبیت، غوثیت اور افرادیت تمام مقامات طے کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

مقامِ معراجِ رسالت عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو خود بُلایا، اپنا قرب عطا کیا، تخلیہ عطا کیا، دیدار عطا کیا اور خرقۂ فقر و محبوبیت عطا کیا۔

مقامِ معراجِ ولایت عطا کرنے کے لئے حضرت قبلۂ عالمؒ نے حضرت غوثِ زماںؒ کو خود بُلایا، تخلیہ عطا کیا، قرب عطا کیا، دیدارِ خاص عطا کیا، خاص باتیں کیں خصوصی توجہ فرمائی اور مقامِ محبوبیت عطا کیا۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

گذشتہ اوراق میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ ۱۲۰۵ھ میں چوتھی بار جب مہار شریف سے اپنے وطن روانہ ہوئے تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے آپ کو خصوصی انداز میں رخصت کیا۔ موضع ماڑی سے باہر دور تک تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ پکڑے، زور سے ہلائے آسمان کی طرف کئے، دعائے خیر کی اور فرمایا "جاتے ہیں اور تمہارے کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔" حضرت قبلۂ عالمؒ کی حیاتِ مبارکہ میں یہ آپ کا سوئے وطن چوتھا اور آخری سفر تھا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ والدہ صاحبہ کی خدمت میں بھیجتے تو آپ گڑگوجی روانہ ہو جاتے۔ وہاں چند روز کے بعد ہی محبتِ شیخ کا غلبہ ہو جاتا تو مہار شریف کی طرف چل پڑتے۔ اسی آمد و رفت میں تمام مقامات طے ہو گئے اور خلافت و اجازت بھی عطا ہو گئی۔ مگر ابھی تکمیلِ ولایت اور اتمامِ نعمت کا کام باقی تھا۔

علالتِ قبلۂ عالمؒ۔

حضرت غوثِ زماںؒ کو اس بار وطن گئے ہوئے ابھی کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ مہار شریف میں بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ یہاں تک کہ حالت دن بدن دگرگوں ہوتی چلی گئی۔ حضرت قبلۂ عالم دراصل تو اسی دن سے علیل ہو گئے تھے جس دن انہیں اُن کے پیر و مرشد حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے وصال کی خبر ملی تھی۔ حضرت مولانا صاحبؒ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۱۹۹ھ کو ہوا تھا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ اس خبر کو سن کر بہت ہی زیادہ غمگین و اداس ہو گئے اور فرمایا کہ "میرے دل میں ایسا اندوہ ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔"

تکملہ سیر الاولیاء میں خواجہ گل محمد احمد پوریؒ لکھتے ہیں کہ مظہر جمالِ الٰہی حضرت

Marfat.com

حافظ محمد جمال ملتانیؒ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب دہلویؒ کے وصال کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ کا بدن گھلنا شروع ہو گیا۔ روز بروز لاغری بڑھتی جا رہی تھی جب حضرت نارو والہ صاحبؒ کا ۶ جمادی الآخر ۱۲۰۱ھ کو وصال ہوا تو یہ لاغری اور بڑھ گئی اور تپ دائمی لاحق ہو گیا۔"

حضرت میاں نور احمد مہارویؒ سے منقول ہے کہ جب حضرت قبلۂ عالمؒ کے مرض میں شدت پیدا ہو گئی اور رحلت کے ایام قریب آ گئے تو حضرت غوث زمانؒ موجود نہیں تھے۔ ایک دن حضرت قبلۂ عالمؒ نے اپنے فرزند اکبر حضرت میاں نور الصمد شہیدؒ سے فرمایا کہ کسی کو ہمارے روہیلے کی خبر ہے کہ کہاں ہے؟ اُسے کسی طرح یہاں طلب کرو۔ حضرت شہیدؒ نے عرض کیا کہ "اگر مرضی و فرمان باشد من خود رفتہ اُو را بیارم" (اگر مرضی اور فرمان ہو تو میں خود جا کر انہیں یہاں لے آتا ہوں) حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ آپ یہیں رہیں۔ اگر اللہ نے اس کی قسمت میں لکھا ہے تو اللہ خود ہی اُسے لے آئیں گے۔ دوسرے دن پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو ہمارے روہیلہ کو بلائے اور اُسے یہاں لے آئے۔ حافظ محمد جمالؒ نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم اگر غلام کو حکم ہو تو میں روانہ ہو جاؤں اور انہیں یہاں لے آؤں۔ فرمایا کوئی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ وہ خود ہی آجائیں گے۔ قاضی محمد عاقلؒ و دیگر حضرات نے بھی ایسی ہی معروضات پیش کیں۔ مگر حضرت قبلۂ عالمؒ نے یہی فرمایا "شما دریں جا باشید خدا اگر قسمت اُو ساختہ است، اُو را خواہد آورد۔ پس بہ توجہ باطنی او را کشش کردند" (آپ لوگ یہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر اُس کی قسمت میں لکھا ہے تو اُسے خود یہاں بھیج دیں گے۔ پس توجہ باطن کی کشش سے آپ کو حاضر کر لیا)۔

سفرِ معراجِ ولایت۔

منتخب المناقب میں اس سفرِ مبارک کے سلسلہ میں حضرت غوث زمانؒ کی زبانِ مبارک سے یوں مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا "میں جب بھی مہار شریف سے کوہ درگ جاتا تھا تو ہر بار دس بارہ دن بعد والدہ صاحبہ کی مرضی یا بے مرضی سے واپس مہار شریف کے لئے روانہ ہو جاتا تھا۔ آخری بار جب گیا تو والدہ صاحبہ نے قوم جعفر کے چند افراد کو میری نگرانی پر مقرر کر دیا۔ حسب معمول دس بارہ

Marfat.com

دن بعد میرا دل واپسی کے لئے بے قرار ہوگیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ بھی مجھے آخری بار رخصت کرنے کے بعد ایسے بیمار ہوئے کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ چنانچہ وصال سے چند دن قبل پوچھا کہ روہیلہ کہاں ہے؟ اُدھر حضرت قبلۂ عالمؒ مجھے یاد فرما رہے تھے اور اِدھر میری قلبی بیقراری بڑھتی جا رہی تھی۔ پس ایک شب آدھی رات کے وقت بے قراری ناقابلِ برداشت ہوگئی۔ میں نے مہار شریف روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ دیکھا تو حویلی کے دروازہ پر قفل لگا ہوا تھا پس میں نے عالمِ بے خودی میں برج کی چھت سے نیچے چھلانگ لگا دی؟

چھت سے زمین پر پہنچنے میں جتنا وقت لگا' اِس قلیل وقت میں اتنے رُوحانی فاصلے طے ہوئے اور اِتنے مقامات حاصل ہوئے جو ناقابلِ بیان ہیں۔ صاحبِ مناقب المحبوبین نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ نے برج سے اپنے آپ کو کانٹوں میں گرایا تو آپ کے اس قدر وہ عُقدے حل ہوئے جو کثرتِ چلہ اور مجاہدہ سے بھی حاصل نہیں ہوئے تھے "طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے' کے یہی معنی ہیں کہ کبھی ایک آہ میں سو سال کا فاصلہ طے ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بھی اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

عشق کی اِک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اِس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

حضرت غوثِ زمانؒ فرماتے ہیں "جب میں نے قلعہ کی چھت یا برج سے نیچے چھلانگ لگائی تو میں خندق میں گرا جو کانٹوں سے پُر تھی کپڑے پھٹ گئے، جسم زخمی ہوگیا اور پاؤں لہولہان ہو گئے مگر اسی حال میں روانہ ہوگیا":

نو بہار است جنوں چاک گریباں مددے
آتش افتاد بجاں جنبشِ داماں مددے
شب تار است دگر وادئ ایمن درپیش
دشت صحرا مددے خارِ مغیلاں مددے

حضرت غوثِ زمانؒ فرماتے تھے "میری آنکھیں سو رہی تھیں مگر پاؤں سفر کر رہے تھے نیند تھی یا بیداری کچھ خبر نہ تھی۔ یہ سفر بھی عجیب سفر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے

Marfat.com

گلے میں زنجیر ہے اور کوئی اُسے کھینچتا ہوا لے جا رہا ہے۔" علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

گاہ بحیلہ مے بُرد، گاہ بزور مے کشد
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب

حضرت غوث زمانؒ فرماتے تھے کہ "گڑھ گوجی سے چالیس کوس کا فاصلہ طے کرنے کے بعد عصر کے وقت دریائے سندھ پر پہنچا۔ دیکھا تو وہاں کشتی موجود نہیں تھی۔ مجھ پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ ایک پودے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ پاؤں پھیلائے تو ان پر آبلے تھے اور خون بہہ رہا تھا":

عشق کی گرمی سے شعلے بن گئے چھالے مرے
کھیلتے ہیں بجلیوں کے ساتھ اب نالے مرے
(اقبالؒ)

"اچانک ایک خاص قسم کی کشتی نمودار ہوئی جسے ایک بزرگ چلا رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جانا ہے؟ میں نے کہا، مہاراں شریف۔ انہوں نے کہا "عجب محبت مہاراں در دل تو کہ بایں وقت کشتی را مے جوئی و در جنگل نشستہ" (مہاراں کی عجیب محبت تمہارے دل میں ہے کہ اس وقت جنگل میں بیٹھے ہو اور کشتی تلاش کر رہے ہو)۔ آؤ کشتی میں بیٹھ جاؤ۔ بہر حال اس بزرگ کی توجہ و شفقت سے دریا پار کیا۔"

منتخب المناقب کے مطابق کشتی اور بزرگ والا واقعہ دریائے سندھ پر پیش آیا۔ مگر مناقب المحبوبین میں یوں لکھا ہے کہ "ملتان سے روانہ ہو کر کرم پور پہنچے، جہاں سے دریا تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ دریا پر آئے تو کشتی موجود نہ تھی۔ عصر تک دریا کے کنارے ایک مسجد میں قیام کیا۔ عصر کے وقت دریا کی طرف آئے تو دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ ایک چھوٹی کشتی لئے آ رہا ہے۔ کنارہ پر کشتی آئی تو وہ بزرگ کہنے لگا: اے جوان جلدی کرو، اس کشتی پر سوار ہو جاؤ۔" لہٰذا مناقب المحبوبین کے مطابق کشتی اور بزرگ والا واقعہ دریائے ستلج (نیلی) پر پیش آیا۔

Marfat.com

صاحبِ مناقب المحبوبین نے اس بزرگ کے بارے میں بھی لکھا ہے جو اچانک کشتی سے بحر نمودار ہوئے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام ہوں، جو اکثر اولیاء اللہ سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان کے کام آتے ہیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ سے بھی اِن کی ملاقاتوں کا ذکر ملفوظات میں موجود ہے۔ حضرت احمد جامؒ فرماتے ہیں:

بالست خضر تا فلہ شد شد، نشد نشد
چوں پیرِ کامل است شد شد، نشد نشد

منتخب المناقب میں ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ "دریائے سندھ عبور کرنے کے بعد نمازِ فجر دائرہ دین پناہ میں پڑھی۔ وہاں سے ملتان پہنچا۔ ملتان شریف میں ایک برقعہ پوش خاتون ملیں، جو صاحبِ باطن اور ولیہ کاملہ تھیں۔ اُس خاتون نے پشتو زبان میں مجھ سے کہا "جلدی روانہ ہو جاؤ۔ قافلہ تیار ہے (اشارہ روحانی واضح تھا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ سفرِ آخرت کے لئے تیار ہیں)۔ ملتان سے مخدوم رشید پہنچا۔ نمازِ ظہر مخدوم رشید میں پڑھی۔" بعض دوستوں سے منقول ہے کہ آپ نے رات مخدوم رشید میں گزاری، مگر بندہ یعنی مؤلف مناقب کو اس طرح یاد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "ہم نے رات مخدوم رشید سے آگے رتبہ میں گزاری۔ تیسرے دن دریائے نیلی عبور کر کے نمازِ عصر کے وقت شہر فرید لکھویرا میں پہنچے۔"

صاحبِ حیاتِ سلیمانؒ لکھتے ہیں کہ کوہ درگ سے شہر فرید لکھویرا تک کم از کم دو سو کوس کا فاصلہ ہے جس کو آپ نے تین دن میں طے کیا۔ گویا ستر کوس روزانہ سفر طے کیا جب کہ اس میں چالیس کوس پہاڑ کا دشوار گزار سفر ہے۔ دشت، صحرا اور دریا بھی اس میں آتے ہیں۔ بعض خوش عقیدہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سفر روحانیت کے ذریعے یعنی "طے مکانی" سے طے کیا۔ لیکن "طے مکانی" میں آبلہ پائی اور جسمانی کوفت نہیں ہوتی۔ پس یہ سفر "طے مکانی" نہیں تھا بلکہ طے جسمانی تھا۔ کرامتِ روحانی نہیں تھی کرامتِ عشق تھی۔

بقول علامہ اقبالؒ:

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق!
عقلِ انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق!

Marfat.com

عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے
عشق سوزِ زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے

حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ "شہر فرید سے میں بآسانی مہار شریف جلد پہنچ سکتا تھا مگر میں نے یہ شب بے قرار اسی شہر میں گزاری۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کا ارشادِ گرامی میرے سامنے تھا کہ "بروزِ روشن نزدِ ما آمدہ باشی، بتاریکی شب نزدِ ما نخواہی آمد"۔ (میرے پاس روزِ روشن میں آیا کرو۔ رات کی تاریکی میں نہ آیا کرو)۔ پس شہر فرید میں رات قیام کرنے کے بعد صبح اُٹھا۔ نمازِ فجر پڑھی اور مہار شریف کی طرف روانہ ہو گیا اور دن کے اوّل وقت میں مہار شریف پہنچ گیا۔"

آپ یکم ذوالحجہ کی صبح مہار شریف پہنچے۔ مہار شریف پہنچ کر سب سے پہلے کنوئیں پر تازہ وضو کیا۔ پھر وہاں سے ستارہ ومدہ ہو شاد حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالم چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ صاحبزادگان، علما، خلفاء (سوائے حضرت نارووالہ صاحبؒ کے جن کا وصال ہو چکا تھا) حضراتِ مہاروی اور اہلِ سلسلہ موجود تھے۔ سب نے آپ کو دیکھا تو بیک زبان کہا کہ حضرت قبلۂ عالم آپ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر حضرت قبلۂ عالمؒ سے کہنے لگے کہ جسے آپ یاد کر رہے تھے وہ خود حاضر ہو گیا ہے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے جب یہ سنا تو فرمایا "الحمد للہ"۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے قدم بوسی کی اور چارپائی کی پائینتی کی طرف بیٹھ گئے۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کی عادت شریف تھی کہ جب بھی حضرت غوثِ زماںؒ اپنے وطن سے مہاراں شریف آتے تو آپ سے سب سے پہلے یہ پوچھتے کہ رات کہاں تھے۔ اس کے بعد پوچھتے کہ تمہاری والدہ صاحبہ ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اس وقت بھی یہ دونوں باتیں پوچھیں۔ پہلے پوچھا کہ رات کہاں تھے؟ آپ نے عرض کیا کہ شہر فرید میں رات بسر کی ہے۔ پھر پوچھا کہ تمہاری والدہ ٹھیک ٹھاک تھیں۔ عرض کیا کہ ٹھیک تھیں، دعا کرتی تھیں۔ اس کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

عطائے نعمتِ باطنی

تکمیلِ ولائیت اور اتمامِ نعمت

حضرت میاں نور احمد مہاروی سے منقول ہے کہ "جس وقت حضرت غوثِ زماں حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کر کے چارپائی پر قدموں کی طرف بیٹھ گئے تو میں بھی حاضر تھا۔ اُس وقت حالت یہ تھی کہ جب حضرت قبلۂ عالمؒ آپ کے چہرہ کی طرف متوجہ ہوتے تو آپ کا چہرہ کبھی خزاں رسیدہ پتے کی طرح زرد ہو جاتا تھا اور کبھی اُس لوہے کی طرح، جو آگ میں تپا کر نکالا جائے، سُرخ ہو جاتا تھا یعنی حق تعالیٰ کے جمال اور جلال کی تجلیات آپ کے چہرۂ مبارک پر وارد ہو رہی تھیں۔ جب تجلیِ جلال ہوتی تھی تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور جب تجلیِ جمال ہوتی تھی تو سُرخ ہو جاتا تھا۔ اور حضرت غوثِ زماں بے خود اور مدہوش بیٹھے تھے۔"

اس سلسلہ میں حضرت خواجہ امام بخش مہارویؒ مخزنِ چشت میں لکھتے ہیں کہ "کتبِ مشائخ میں ہے کہ جب ایک سالک اپنے محبوبِ حقیقی کو حالتِ جمال میں دیکھتا ہے اور اس کی بھرپور توجہ اپنے اندر محسوس کرتا ہے تو سالک مسکراتا ہے اور اُس کا رنگ سُرخ ہو جاتا ہے۔ لیکن وہی سالک جب محبوبِ حقیقی کو حالتِ جلال میں دیکھتا ہے اور اس سے جُدائی کا دھڑکا دامن گیر ہوتا ہے تو اُس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ یہی وہ دو سبب تھے، جن کی وجہ سے حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کے چہرے پر دو مختلف رنگ آتے جاتے رہے۔"

منتخب المناقب میں ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ "جب میں حاضر ہوا تو سب کو اُٹھا دیا۔ جب سب چلے گئے تو فرمایا "نزدیک بیا و مقابل روئے منشیں" (میرے نزدیک آؤ اور میرے چہرے کے سامنے بیٹھ جاؤ) میں قریب ہو گیا۔ فرمایا "بیشتر بیا

(اور آگے آؤ) قدرے آگے ہوگیا۔" باز فرمودند کہ بیشتر بیا" (پھر فرمایا کہ اور آگے آؤ)۔ یہاں تک کہ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے چہرۂ مبارک کے اتنا قریب ہوگیا کہ آپ کی سانس مبارک میرے چہرے پر پڑتی تھی۔

"پس فرمودند کہ بطرف ما نظر کن۔ من بطریق ادب نظر برداشتم وحسب ارشاد اندک پیش عامل شدم حضرت قبلۂ عالمؒ نظر مبارک خود در نظر من مفوض فرمودند وچیزے چیزے چناں توجہ فرمودن گرفتند کہ مارا ازاں، ہیچ خبر نیفتاد کہ چہ بینم وچہ ہستم۔ مگر طاقتِ زبان نماند کہ حرف گویم خاموش بودم۔ تا دیر بہانو جہ متوجہ ماندند۔"

(پس فرمایا کہ میری طرف نظر کرو۔ میں نے ادب سے نظر اوپر اٹھائی اور حسبِ ارشاد تھوڑا سا اور قریب ہو کر بیٹھ گیا حضرت قبلۂ عالمؒ نے اپنی نظرِ مبارک میری نظر میں گاڑ دی اور اس طرح توجہ دینا شروع کی کہ مجھے کچھ خبر نہ رہی کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں اور میں کیا ہوں۔ زبان میں طاقت نہ رہی کہ ایک لفظ بھی ادا کر سکوں۔ پس خاموش بیٹھا رہا۔ بہت دیر تک اسی طریق پر توجہ دیتے رہے)۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کی نگاہِ خاص کی برکت سے تجلیات نازل ہو رہی تھیں اور آپ بے خود بیٹھے تھے۔ کچھ ہوش نہیں تھا۔ تا دیر یہی حالت رہی۔ اتنے میں میاں غلام رسول لانگری نے آکر حضرت غوثِ زمانؒ سے کہا" آؤ میاں اپنی روٹی لے لو اور حجرہ بھی حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا "میاں غلام رسول ایں غریب را ہیچ مگو کہ از مسافت کشیدہ برائے ما آمد۔ باید کہ ساعتے نزدِ ما بنشیند نان وجائے ایں را حق تعالیٰ از خود بسیار خواہد داد و چناں خواہد یافت کہ خلائق خواہد دید۔" (اے میاں غلام رسول اس غریب مسافر کو کچھ نہ کہو۔ یہ بہت دور سے سفر کی تکالیف اٹھا کر ہمارے واسطے یہاں آیا ہے۔ ضروری ہے کہ چند گھڑیاں یہ ہمارے پاس بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے خزانۂ غیب سے اسے نان اور جگہ بہت زیادہ دے گا۔ اتنی زیادہ کہ مخلوقِ خدا دیکھے گی۔)

Marfat.com

بعد ازیں حضرت قبلۂ عالمؒ نے میاں غلام رسُول سے فرمایا۔ اس کی روٹی یہاں لے آؤ۔ وُہ لے آئے تو خُود اپنے دستِ مُبارک سے بھی چند لُقمے کھلائے۔ یہ لُقمے تنُور کے نہیں تھے، نُور کے لُقمے تھے۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

گر خوری یک لُقمۂ از نانِ نُور!

خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور!!

پھر دوسری دفعہ میاں غُلام رسُول لانگری آئے اور حضرت غوثِ زماںؒ سے کہنے لگے کہ میاں صاحب آؤ اور بتاؤ کہ کون سا حجرہ آپ کے لئے خالی کروں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا "اسے کچھ نہ کہو۔ ابھی کچھ دیر بعد تمام حجرے خالی ہو جائیں گے۔"

حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ "دو دِن متواتر اِسی طرح اپنے پاس بٹھائے رکھا نہ کسی کا آنا پسند کرتے تھے۔ نہ مجھے جانے دیتے تھے۔ کبھی ضروری حاجت کے لئے جاتا تو فرماتے اِس وقت تم سے ایک لمحہ کی جُدائی گوارا نہیں۔ نہ یہ چاہتا ہُوں کہ اِس وقت کوئی اور آئے۔ جاؤ اور فوراً میرے پاس واپس آجاؤ۔ یکم ذُوالحجہ کی صُبح سے دو ذُوالحجہ کی مغرب تک اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ کسی اور کو بیٹھنے نہ دیا اور نہ مجھے جُدا ہونے دیا۔ عصر کے بعد لیٹے لیٹے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا:

"اے سُلیمان اگرچہ میرا دِل نہیں چاہتا کہ اس وقت تم مُجھ سے جُدا ہو جاؤ۔ مگر اپنے پیرانِ عظام کے طریقہ کے مطابق جیساکہ خواجہ معین الدینؒ خواجہ عثمان ہارونیؒ سے، خواجہ قطب الدینؒ خواجہ معین الدینؒ سے، خواجہ فرید الدینؒ خواجہ قطب الدینؒ سے، خواجہ نظام الدینؒ خواجہ فرید الدینؒ سے اور آخر مجھ تک، کہ میں بھی حضرت مولانا صاحبؒ سے، وصال سے قبل رُخصت ہُوا تھا۔ اِسی طرح ہم تم کو رُخصت کرتے ہیں۔

اگرچہ تم حق تعالیٰ کے تلقین یافتہ اور نعمت یافتہ ہو۔ لیکن ہماری طرف سے جو فیض، فرمانِ الٰہی، معاملۂ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق تمام سلسلوں کے بزرگوں یعنی پیران و

خواجگانِ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، شطاریہ و دیگر سلاسل کا تم کو پہنچا ہے، انشاء اللہ اس کے حصول کے بعد تم مقبول الحق اور منظور الرسول ہو گئے ہو اور ہمیشہ مقبول الحق اور منظور الرسول رہو گے۔"

اِس ارشادِ مبارک کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ نے چند وصیتیں کیں اور فرمایا:

(۱)۔ "اے حافظ۔ جو کچھ بھی مانگے بغیر غیب سے ملے، اُسے قبول کر لیا کرنا کہ بزرگوں نے اِسے فتوح الغیب لکھا ہے۔ پیغمبروں، صحابہ اور اولیاء اللہ نے اِس فتوح کو قبول کرنا جائز قرار دیا ہے اور خود بھی قبول کیا ہے۔

(۲)۔ ہمیشہ سواری اپنے پاس رکھنا۔

(۳)۔ اے میاں حافظ میں دیکھتا ہوں کہ تم آزاد منش آدمی ہو۔ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ تمہیں اپنے خزانہ کا مالک بھی بنا دے اور اسبابِ ظاہری و باطنی کے لحاظ سے سارا جہان بھی تم سے فیض یاب ہونے لگے، تو بھی اپنی آبائی زمین کو ضائع نہ کرنا، بلکہ اپنی ملکیت میں رکھنا۔

(۴)۔ اپنے دروازہ پر آنے والوں کو اپنی ظاہری اور باطنی امداد کے بغیر خالی واپس نہ کرنا چاہے آنے والے اور امداد طلب کرنے والے کیسے بھی ہوں۔

(۵)۔ جس کسی کا ہاتھ پکڑنا، اُس کو ضائع نہ کرنا، اگرچہ اس کی طرف سے تمہارے حق میں کیسی بھی ناشائستگی کا اظہار ہو۔

(۶)۔ دُنیاداروں سے زیادہ میل جول نہ رکھنا۔ ہاں اگر ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ فقراء کا دروازہ خدا کا دروازہ ہوتا ہے۔

(۷)۔ عاجزوں اور سائلوں کو کبھی محروم نہ کرنا اور ہمیشہ غریبوں کی اور عالموں کی مدد کرتے رہنا۔

(۸)۔ جو کچھ ہم نے ہمارے پیروں سے اور جنابِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے حاصل کیا ہے اس کے لئے ہمارے پیروں کے طریقہ کے مطابق کوشش کرتے رہنا۔

(۹)۔ کوہستان سے نیچے اتر کر میدان میں اقامت رکھنا تاکہ دور و نزدیک کے لوگ آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچ کر فیض یاب ہو سکیں۔

Marfat.com

۱۰- اپنی والدہ صاحبہ کو اپنے آپ سے ہمیشہ راضی رکھنا کہ وہ خوش ہوجائیں

حضرت غوثِ زمانؒ فرماتے تھے کہ "اس کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ نے میرے ہاتھ پکڑ لئے گلے سے لپٹایا۔ اس کے بعد سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ "برَوفِی امَانِ اللّٰہ" جاؤ تم اللہ کی امان میں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ "یا قبلہ ایں کدام وقت است کہ من از حضورِ انور جدا شوم۔ ارشاد شد کہ مابضرورت ولاچاری شمارا رخصت مے دہیم۔ باز عرض کردم" من مسافرِ دور ہستم" قبلۂ عالمؒ فرمودہ "اللہ تعالیٰ اور رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجملہ پیران وماباشما ہستم وسواس مکنید" (قبلہ یہ کون سا وقت ہے کہ میں حضورِ انور سے جدا ہوجاؤں۔ ارشاد ہوا کہ ہم مجبوراً تمہیں رخصت دے رہے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ میں دور کا مسافر ہوں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام پیران اور ہم سب تمہارے ساتھ ہیں، بالکل فکر نہ کرو)۔

"اس کے بعد فرمایا جاؤ اور مسجد خدابخش مہار میں جاکر ساکن ہوجاؤ۔ رات وہاں رہو اب میرے پاس نہ آنا۔ اگر ہمارے بارے میں کوئی خبر سنو تب بھی وہیں رہو" "پس صبح بماخواہی رسید وہمراہ ماشوی" (پس صبح میرے پاس پہنچ جاؤ گے اور ہمارے ہمراہ چلو گے)۔ پھر فی امان اللہ کی دعا فرمائی اور رخصت کر دیا۔ میں مسجد مذکور میں چلا گیا اور رات کسی نہ کسی طرح گزاری۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ "حیف وواویلا جہاں بے نور گشت" کی آواز اور آہ وبکا وفغاں کی آواز سے سارا مہار شریف گونج اٹھا۔ میں نے جان لیا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ واصل بحق ہوگئے۔ جب جنازہ تیار کرکے اسی راستہ سے تاج سرور سے چلے اور میری نظر پڑی تو ایسا محسوس ہوا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ہمراہ آجاؤ۔ میں دوڑ کر گیا۔ قدم بوسی کی اور جنازہ کے ہمراہ چل دیا۔"

مناقب المحبوبین میں ہے کہ "میاں غلام رسول خان ماکو افغان فرماتے تھے کہ میں نے ملا محمد فاضل تونسوی کی زبان سے سنا ہے کہ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال والے سفر میں حضرت غوثِ زمانؒ کے ہمراہ تھا۔ جب قبلۂ عالمؒ کی زیارت اور توجہ خصوصی کے بعد ان کے حکم سے آپ مسجد خدابخش مہار میں تشریف لائے اور حضرت قبلۂ عالمؒ وصال فرما گئے تو مجھے فرمایا دیکھتے

رہنا، جب حضرت قبلۂ عالمؒ کا جنازہ اِس راستہ سے گزرے تو مجھے خبر کرنا۔ پس جب جنازہ آیا اور مَیں نے آپ کو خبر دی، تو آپ جنازہ کے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ آپ اِس قدر مدہوشی و بے خودی کے عالم میں تھے کہ نہ اپنی خبر تھی نہ دوسرے کی۔ یہاں تک کہ جنازہ پڑھنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ مَیں نے حضرت قبلۂ عالمؒ کی نمازِ جنازہ پڑھی ہے یا نہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ پڑھ لی ہے۔"

تدفین سے فارغ ہونے کے بعد سب حضرات مہار شریف چلے گئے۔ حضرت غوثِ زمانؒ تمام رات مزارِ پُرانوار پر حاضر رہے۔ صبح مہار شریف فاتحہ دُعا کے لئے گئے۔ آپ تقریباً نو ماہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزارِ مبارک پر معتکف رہے۔ دن میں ایک وقت مہار شریف بھی آتے، صاحبزادگان سے ملتے اور فاتحہ و دُعا کرتے۔

منتخب المناقب میں ہے کہ اِس نو ماہ کے اعتکاف کے ایام میں حضرت صاحبزادہ نور الصمد شہیدؒ نے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ اس لئے کہ "صاحبزادہ موصوف را بجناب فخر الاولیاء قدس سرہُ العزیز اعتقادِ بسیار آمدہ بود و محبتِ وافر لاحق شدہ و اینکہ صاحبزادہ غلام نبیؒ فرزندِ کلاں حضرت شہید صاحبؒ مریدِ خاص حضرت فخر الاولیاء قدس سرہُ العزیز شدند و حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہُ العزیز را نیز بر ایشاں بلکہ بہ فرزندانِ ایشاں تلطفاتِ بے نہایت بود" (صاحبزادہ موصوفؒ کو حضرت فخر الاولیاءؒ سے بہت زیادہ اعتقاد تھا اور بے حد محبت تھی۔ صاحبزادہ غلام نبیؒ حضرت شہید صاحبؒ کے فرزندِ اکبر حضرت فخر الاولیاءؒ کے مریدِ خاص تھے۔ حضرت فخر الاولیاءؒ کو بھی حضرت شہید صاحبؒ اور ان کے فرزندوں کے ساتھ بے حد پیار تھا)۔

نو ماہ کے اعتکاف کے بعد حضرت غوثِ زمانؒ اپنے وطن واپس چلے گئے۔ پھر یہ معمول رہا کہ ہر سال صدہا درویشوں کے ساتھ مہار شریف عُرس مبارک پر حاضر ہوتے اور دو ماہ قیام فرماتے۔ یہ بھی معمول تھا کہ ہر تیسرے سال یہاں سے پاکپتن شریف حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے عرس مبارک میں شرکت کرتے۔ برسوں یہی معمول رہا۔ پھر جب آپ کمزور و ضعیف ہو گئے اور سواری کی طاقت بھی نہ رہی تو حضرت قبلۂ عالمؒ سے رخصت لے کر آخری عمر کے چند سال تاج سرور حاضری ترک کر دی۔ تونسہ شریف میں ہی حضرت

قبلۂ عالمؒ کا عُرس مُبارک کرا لیتے تھے۔

ایک دفعہ نواب محمد بہاول خان عباسی امیر بہاول پُور نے، جو آپ کا غلام و معتقد تھا، عرض کیا کہ حضرت مَیں آپ کے لئے پالکی تیار کرا دیتا ہُوں۔ پالکی اُٹھانے والے کہار ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہا کریں گے۔ آپ پالکی میں سوار ہو کر حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرسِ مبارک میں شرکت کے لئے تشریف لے جایا کریں۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے فرمایا "مُعاف رکھیں میں آدمیوں پر سوار ہو کر اپنے پیر کے عُرس پر نہیں جاؤں گا۔"

حضرت غوثِ زمانؒ کو حضرت قبلۂ عالمؒ کی صحبتِ ظاہری صرف پانچ چھ سال حاصل ہُوئی مگر مقام ایسا عطا ہُوا کہ سب اِس پر رشک کرتے تھے۔ ایک دفعہ تونسہ شریف میں آپ اپنے حجرۂ مبارک میں آرام فرما تھے کہ میاں محمد اکرم خادمِ خاص نے عرض کیا کہ قبلہ کیا ولی کے مزار سے بھی فیض ملتا ہے؟ فرمایا: "ولی کے مزار کے فیض کے بارے میں کوئی مجھ سے پُوچھے کہ مَیں نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزارِ مُبارک سے جو فیض حاصل کیا ہے۔ مجھے حضرت قبلۂ عالمؒ کی ظاہری صحبت تو پانچ سال کے قریب ملی مگر مجھے جو کچھ حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزارِ پُر انوار سے حاصل ہُوا ہے، وہ مَیں ہی جانتا ہُوں۔"

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

باب ۵

خانقاہ کا قیام

گڑھ گوجی میں عارضی قیام۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کا وصال ۲ ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ کو ہوا حضرت غوثِ زماںؒ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد تقریباً نو ماہ مزار پُر انوار پر معتکف رہے۔ اس کے بعد اپنے وطن واپس آکر گڑھ گوجی میں عارضی طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔

آپ نے ۱۱۹۰ھ میں حصولِ تعلیم کی خاطر وطن سے ہجرت کی تھی۔ اس کے بعد پہلی بار ۱۲۰۲ھ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے ارشادِ گرامی کے مطابق وطن واپس گئے تھے حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال تک صرف چار بار اپنی والدہ صاحبہؒ کی زیارت کے لئے وطن گئے۔ پیر و مرشدؒ کے وصال کے بعد مہار شریف سے ہجرت کر کے گڑھ گوجی تشریف لے گئے۔ یہ ہجرت حضرت قبلۂ عالمؒ کے ارشاد کے مطابق تھی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے چند وصیتیں فرمائی تھیں، جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں آ چکا ہے۔ ان میں ایک وصیت یہ تھی کہ " والدہ شریفہ خود را از خود راضی خواہند داشت " (اپنی والدہ صاحبہ کو اپنے آپ سے ہمیشہ راضی رکھنا)۔ لہٰذا آپ اپنی والدہ صاحبہؒ کے قدموں میں آ گئے۔

آغازِ سلسلہ۔

مناقب المحبوبین میں ہے کہ گڑھ گوجی میں قیام کے بعد آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لنگر کا سلسلہ جاری کر دیا۔ جو کچھ گھر میں موجود ہوتا، اُسے پکا کر خویش و اقربا اور

Marfat.com

آنے جانے والوں کو کھلاتے۔ طالبانِ حق کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ نے مہمانوں اور درویشوں کے رہنے کے لئے مکانات بنائے۔ ایک مسجد بھی تعمیر کی۔ یہ سب مکانات اور حرم سرا پتھر سے تعمیر کئے گئے، جیسا کہ پہاڑ میں رواج ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ کے مشائخ کے عرائس مبارک بھی یہیں کرانے لگے۔ البتہ ہر سال حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرسِ مبارک پر یہاں سے مہار شریف اپنے رُفقاء کے ساتھ جاتے تھے۔ کچھ لوگ مرید ہو کر آپ کی خدمت میں رہنے لگے اور یوں خانقاہِ عالیہ سلیمانیہ کی ابتداء ہوئی۔ حیاتِ سلیمانؒ میں لکھا ہے کہ گڑگوجی کے قیام کے دوران سب سے پہلے نور خان گورمانی بیعت ہوا۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بیعت ہوئے۔

نکاحِ مسنونہ:-

آپ نے اپنی والدہ صاحبہؒ کے حکم سے سُنّتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عمر خان جعفر کی دخترِ نیک اختر سے شادی کی۔ یہ خاتونِ عالی مقام بہت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ ہر دم تلاوتِ قرآن پاک اور یادِ خدا میں مشغول رہتی تھیں۔ نہایت سخی اور عالی ہمت تھیں۔ خاندانِ عالیہ میں یہ خاتون سب سے زیادہ نیک اور پارسا تھیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے آپ کی اہلیہ محترمہ ہی آپ سے بیعت ہوئیں۔

عرصۂ قیام:-

منتخب المناقب میں ہے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال کے بعد آپ اپنے وطن گڑگوجی میں مقیم ہو گئے اور آٹھ سال وہیں گزارے۔ حیاتِ سلیمانؒ میں مرقوم ہے کہ "تمام کتب کی ورق گردانی پر بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کتنا عرصہ پہاڑ پر رہے۔ تاہم اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ پہاڑ کے عرصۂ قیام میں دو بار یا تین بار اپنے مرشد کامل (حضرت قبلۂ عالمؒ) کے عرس میں شامل ہوئے جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ آپ تونسہ (تونسہ شریف) میں ۱۲۰۸ھ میں تشریف لائے۔"

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور اُن کے خلفاء میں لکھا ہے کہ آپ ۱۲۱۴ھ میں تونسہ شریف

Marfat.com

میں تشریف لائے۔ اس حساب سے گڑگوجی میں قیام کا عرصہ تقریباً آٹھ سال بنتا ہے۔

ہجرت تونسہ

صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ حضرت غوث زمانؒ کی کوہِ درگ سے ہجرت اور تونسہ شریف میں تشریف آوری کے چند اسباب تھے جن میں سے بنیادی سبب یہ تھا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے آپ کو بطورِ وصیت فرمایا تھا کہ "پہاڑ سے اُتر کر میدان میں اقامت رکھنا تاکہ دور و نزدیک کے لوگ آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچ کر فائدہ اُٹھا سکیں"۔ علاوہ ازیں اور اسباب بھی تھے۔ ایک سبب یہ تھا کہ جب ہر طرف سے طالبانِ حق حضرت غوث زمانؒ کی خدمت میں کوہِ درگ حاضر ہونے لگے تو پہاڑی راستوں کی مشکلات کے علاوہ انہیں چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی خطرہ رہتا تھا۔ زائرین و معتقدین و متوسلین کے لئے یہ دوگونہ اذیت تھی۔ حضرت غوث زمانؒ جن کا مقصود خلقِ خدا کو فیض پہنچانا تھا آنے جانے والوں کی یہ تکالیف برداشت نہ کر سکے۔

ایک سبب یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جب گڑگوجی میں قیام کے بعد حضرت غوث زمانؒ نے لنگر جاری کیا اور ہر طرف سے طالبانِ خدا آپ کی خدمت میں آنے لگے تو آپ کی برادری کے دلوں میں حسد پیدا ہو گیا اور وہ آپ کی ایذارسانی کے منصوبے بنانے لگے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اقربا نے ایذائیں دی تھیں اور ہر وقت مزید منصوبے بناتے رہتے تھے۔ اسی کے نتیجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ لہٰذا حضرت غوث زمانؒ بھی سنتِ پاک کے مطابق گڑگوجی سے تونسہ شریف کی طرف ہجرت فرما گئے۔

منقول ہے کہ حضرت غوث زمانؒ گڑگوجی سے حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس مبارک پر گئے ہوئے تھے۔ عرس مبارک سے واپسی پر آپ حسبِ معمول پہلے تونسہ شریف پہنچے اور وہیں ٹھہر گئے اور اپنے مریدِ خاص نور خاں بلوچ گورمانی کو گڑگوجی بھیجا اور اہلِ پردہ کو تونسہ شریف لیا۔ اور یوں تونسہ شریف (سنگھڑ شریف) میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔

Marfat.com

تونسہ شریف (سنگھڑ شریف)

غلام شاہِ تونسہ شو اگر دُنیا و دیں خواہی
بسوئے مُلکِ سنگھڑ رو اگر حق الیقیں خواہی

تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں دریائے سندھ کے مغربی کنارہ سے چھ سات میل دور سنگھڑ ندی کے کنارے پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ ہندوستان پر جب خاندانِ لودھی کی حکومت تھی تو اُس زمانہ میں بلوچ کوہِ سُلیمان کے دروں کے راستے سے آئے اور اس علاقہ پر قابض ہو گئے۔ اسی دور میں ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے شہر آباد ہوئے۔

خاتم سلیمانی جلد دوم میں مرقوم ہے کہ ۱۷۶۹ء میں بلوچوں کے برسر اقتدار خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد یہ علاقہ شاہانِ خراسان (افغانستان) کے زیرِ نگیں آ گیا جب شاہانِ خراسان باہمی جنگ و جدال میں مبتلا ہو گئے تو سکھوں نے بزورِ شمشیر اس علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اسی دور میں حضرت غوثِ زماںؒ پہاڑ سے ہجرت کر کے تونسہ شریف میں آکر مستقل طور پر آباد ہو گئے۔

صاحبِ خاتم سُلیمانی مزید لکھتے ہیں کہ "حضرت غوثِ زماںؒ کے اس غیر آباد علاقہ میں تشریف لانے کے مختلف اسباب ہیں سکھوں کا پُرآشوب زمانہ تھا۔ جہالت کا زور تھا۔ آفتابِ اسلام جہالت کی کالی گھٹاؤں میں نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ علاقہ ایسا تھا جہاں ذرائع آمد و رفت بہت دشوار گزار اور ناقابلِ برداشت تھے۔ ایک طرف دریائے سندھ حائل تھا اور دوسری طرف کوہِ سُلیمان پھیلا ہوا تھا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں کوسوں تک پانی بھی نہیں تھا۔"

"پس مادرِ ذوالجلال نے اپنی رحمتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے اس بے آب و گیاہ علاقہ میں ایک آبِ حیات کا چشمہ پیدا کیا گمراہانِ صراطِ مستقیم کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے خضر بھیجا اور نہایت برمحل بھیجا۔ جس نے ہم گناہ گاروں کو جو قعرِ جہالت و ضلالت میں پڑے تھے، ساحلِ مقصود تک پہنچا دیا۔"

Marfat.com

نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو
کہ مستحقِ کرامت گناہ گارانند!

اللہ اللہ اس چشمہ آبِ حیات سے کس قدر پیاسوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ صاحبِ ہمت و صاحبِ استعداد منزلیں طے کر کے آئے۔ ہندوستان کا کون سا شہر ہے جہاں اس چشمہ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ پنجاب دوڑا۔ صوبہ سرحد بھاگا۔ سندھ جاگا۔ الغرض پشاور۔ کلاچی۔ مکھڈ۔ راولپنڈی۔ سیال۔ الوہر۔ جھجر۔ گلبرگہ۔ اجمیر شریف۔ کلکتہ اور برما تک لوگ اپنے اپنے جام اور صراحیاں بھر بھر کر لے گئے اور سچ تو یہ ہے کہ اس خزینۂ رحمت کو جس قدر ہندوستان نے لوٹا' اہلِ وطن کے حصہ میں کم آیا۔ ہاں چشمۂ رحمت بدستور موجود ہے۔

"وہ آفتابِ سپہرِ ولائت اور ماہتابِ برجِ سعادت تھے۔ انہوں نے دینِ اسلام کا وہ نقارہ بجایا کہ اس کی آواز سے کوہِ سلیمان جس کو ازل نے خواجہ سلیمانؒ کی خصوصیت اور وطن ہونے سے ہم نام بنایا تھا' گونج اٹھا۔ اس نقارہ کی آواز پنجاب' ممالکِ متحدہ راجپوتانہ سے گزر کر جزیرہ سراندیپ اور عدن تک پہنچی اور افغانستان' بلوچستان' ترکستان سب اس نقارہ کی آواز سے چونک اٹھے اور ہزاروں طالبانِ حق سینکڑوں کوس طے کر کے تحصیلِ فیض کے واسطے سنگھڑ پہنچے۔ یہ نام ہی کچھ غیر موزوں تھا مگر

آہن کہ بپارس آشنا شد!
فی الفور بصورتِ طلا شد"

قصرِ عارفاں میں ہے کہ "جب آپ تونسہ شریف میں مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر مخلوق کی راہ نمائی کرنے لگے تو ہر قسم کے لوگوں کے گروہ کے گروہ ہندوستان' سندھ' عرب' عجم' عراق' خراسان سے آ آ کر بیعت ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہونے لگے۔" حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالویؒ فرماتے ہیں کہ "تونسہ شریف میں قیامِ خانقاہ کے بعد آپ کی طرف

Marfat.com

مخلوقِ خدا کا بہت زیادہ رجوع ہُوا چنانچہ بلخ بخارا، ایران، ہرات، ہندوستان، سندھ اور حرمین الشریفین سے لوگ حاضر ہو کر اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیض یاب ہونے لگے"

تاریخ مشائخِ چشت میں ہے کہ جب حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ نے تونسہ شریف میں خانقاہ قائم کی تو "شاہ صاحبؒ کی جلائی ہوئی اس شرع و سنت کی شمع کے گرد دُور دُور سے پروانے جمع ہوئے۔ اُن کے خرمنِ کمال سے ہزاروں نے فیض حاصل کیا۔ سنگھڑ اور تونسہ کا غیر آباد اور غیر معروف علاقہ علم و عرفان کا مرکز بن گیا جہاں سے ہزاروں عقیدت مند تربیت پا کر ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔"

ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی اپنے تحقیقی مقالہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ تونسہ میں مقیم ہو گئے تو تونسہ، تونسہ شریف کہلانے لگا۔ آبادی اس جگہ رفتہ رفتہ بڑھنے لگی۔ دُور دراز سے لوگ ہجوم در ہجوم حضرت غوثِ زماںؒ کے حضور حاضر ہونے لگے۔ مشہور و معروف علماء آ کر اس جگہ مقیم ہو گئے۔ چنانچہ ایک ایسی خانقاہ و درس گاہ قائم ہو گئی جو ظاہری و باطنی علوم کا مثالی مرکز تھی۔

غرضیکہ تونسہ شریف میں قیامِ خانقاہ کے بعد تعلیم و تربیت کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہُوا کہ اس "وادیِ غیر ذی زرع" میں

چشمِ فلک نے آج تک
دیکھی نہ تھی ایسی جھلک

لاکھوں انسان آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ میں داخل ہو کر سچے مومن اور ولی اللہ بن گئے اور "یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے)" کا نقشہ ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ تبلیغِ اسلام، احیائے ملت، نفاذِ شریعت اور تزکیۂ نفوس کا وہی منظر لوٹ آیا جس کا نقشہ کفرستانِ ہند میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے صدیوں قبل دکھایا تھا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کے اس قولِ مبارک کی صداقت سامنے آ گئی کہ کوہ ورگ کا شہباز مملکتِ ولایت کا سلیمان ہو گا اور یہ محاورہ کہ :

Marfat.com

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے

بھی سچ ثابت ہوا۔ صحرائے عرب، صحرائے کربلا، کہستانِ اجمیر، پاکپتن کا غیر آباد علاقہ، مہار کا غیر معروف گاؤں، صحرائے تاج سرور اور پھر سنگھڑ کی یہ صحرائی و کہستانی سرزمین بس ایک ہی نقشہ نظر آتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں حقیقت کی ترجمانی کی ہے۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی!

خانقاہ:-

نے تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے!

(اقبالؒ)

حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خیر المجالس میں فرماتے ہیں کہ "خانقاہ کا لفظ دو الفاظ سے مرکب ہے، خان اور قاہ۔ خان کے معنی خانہ کے ہیں اور قاہ کے معنی عبادت یا دعا کے ہیں یعنی عبادت کا گھر" حقیقت یہ ہے کہ خانقاہ عبادت گاہ بھی تھی تعلیم گاہ بھی اور تربیت گاہ بھی۔ خانقاہیں ترویج و اشاعتِ دین، اصلاح و تربیتِ مریدین اور خدمتِ مخلوقِ خدا کے لئے وقف تھیں۔ حبِ جاہ و مال سے انہیں کوئی علاقہ نہ تھا۔ دراصل یہ خانقاہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے مضبوط قلعے تھے۔ مشائخ چشت اپنی خانقاہوں میں بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، حاجت مندوں کی حاجت برآری کرتے تھے، ننگوں کو کپڑے پہناتے تھے، بیماروں کا علاج کرتے تھے، بے علموں کو علم دیتے تھے، بے دینوں کو دین سکھاتے تھے، گنہگاروں کو توبہ کراتے تھے، تائبین کو متقی بناتے تھے اور متقیوں کو اولیاء اللہ بناتے تھے۔ مشائخ چشت بہ یک وقت فقراء کی تربیت بھی کرتے تھے اور شاہانِ وقت کی اصلاح بھی۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ مشائخِ چشت کی خانقاہوں کے قیام کا مقصد ِ احیاء اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی تھا۔ صاحبِ تاریخ مشائخِ چشت لکھتے ہیں کہ "خانقاہ ایک ایسی تربیت گاہ ہوتی تھی جہاں پہنچ کر بڑے سے بڑے گنہگار کی ذہنی آب و ہوا بدل جاتی تھی۔ تقویٰ، دین داری، خلوص اور توکل کا یہ ماحول انسانی قلوب پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ مشائخِ چشت کی خانقاہیں صرف تزکیۂ باطن اور تہذیب ہی کے لئے مخصوص نہیں تھیں، بلکہ وہاں دینی تعلیم کا بھی بندوبست ہوتا تھا۔"

تعمیرِ مکانات۔

مناقب المحبوبین میں ہے کہ جب حضرت غوثِ زمانؒ کی والدہ محترمہ، ہمشیرہ محترمہ اور زوجۂ محترمہ تونسہ شریف آگئے تو آپ نے اپنے اہلِ خانہ کے لئے ایک کمرہ، ایک دالان اور چاروں طرف اونچی دیوار کا احاطہ تعمیر کرایا۔ ساتھ ہی اپنے لئے حجرۂ عبادت بھی تعمیر کرایا۔ بالکل اسی طرح جس طرح خواجۂ خواجگان، خواجۂ بزرگ، نائب الرسول فی الہند، خواجۂ غریب نواز، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس برصغیر میں جب چشتیہ سلسلہ کا آغاز کیا تو خانقاہ کی ابتدا ایک چھوٹی سی جھونپڑی سے کی تھی۔ حضرت غوثِ زمانؒ کا حجرہ عبادت کیا تھا بالکل اُسی طرح کی ایک جھونپڑی جیسا کہ ذکرِ حبیب کے مطابق حضرت سید غلام حیدر شاہ جلال پوریؒ، خلیفہ مجاز حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ فرماتے ہیں "تونسہ شریف میں آپ سرکنڈوں کی ایک جھونپڑی بنا کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔"

بعد ازاں فقراء کے لئے ایک دالان تعمیر کرایا گیا۔ حضرت صاحبزادہ خواجہ گل محمدؒ کی شادی کے وقت ایک بنگلہ تعمیر کرایا گیا۔ کچھ مدت بعد ایک اصطبل اپنے اور مہمانوں کے گھوڑوں کے لئے بھی تعمیر کیا گیا۔ حضرت خلیفہ محمد باراںؒ نے تین حجرے اور ایک دالان بطور لنگر خانہ تعمیر کرائے۔ اس علاقے کے ایک رئیس الف خان نے بھی حلقۂ مریدین میں داخل ہونے کے بعد کچھ تعمیرات کرائیں اور افغان بختیار نے بھی ایک بنگلہ زنگین اور ایک کنواں تیار کروایا۔

Marfat.com

تعمیرِ مسجد:

تونسہ شریف میں قیام کے فوراً بعد مسجد کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی تاکہ نماز باجماعت کا باقاعدہ آغاز ہو سکے۔ یہ مسجد بغیر چھت کے تھی۔ کچھ عرصہ بعد برخوردار جاکی نے سادہ مٹی سے چھت والی مسجد تعمیر کرائی۔ جب آپ کی شہرت نزدیک و دُور پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق مُرید ہونے کے لئے آنے لگے تو نواب بہاول خان والئی ریاست بہاولپور، جو آپ کے سلسلۂ خدام و مریدین میں شامل تھا، نے اس کچی مسجد کی جگہ پُختہ مسجد تعمیر کرانے کا اہتمام کیا اور اپنے کارِدار اسلام خان بلوچ کو اس کی تعمیر کے لئے بھیجا۔ جب پہلی کچی مسجد کو گرانے لگے تو حضرت غوثِ زماںؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمانے لگے "یارو اس ہماری پرانی مسجد کو، جو مدت مدید سے ہماری رفیق تھی، کیوں گرا رہے ہو؟ اسلام خان نے عرض کیا کہ آپ کی اس قدیم مسجد کی برکت ہی سے تو اب یہاں پکی مسجد تیار ہو رہی ہے۔

تعمیرِ مسجد کے سلسلہ میں ذکرِ حبیب میں ہے کہ جب نواب صاحب نے پُختہ مسجد کی تعمیر کے لئے رُوپے اِرسال کئے تو حضرت غوثِ زماںؒ نے وُہ رُوپیہ حسبِ دستور لنگر کے درویشوں میں تقسیم کر دیا۔ جو بچا وُہ مسکینوں اور محتاجوں میں بانٹ دیا۔ اُس نے دوبارہ رُوپے بھیجے۔ وُہ بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیئے۔ آخر الامر نواب صاحب نے حضرت خواجہ اللہ بخشؒ کو رُوپے بھیجے تاکہ وُہ مسجد تعمیر کرا دیں۔ حضرت خواجہ اللہ بخشؒ نے عمارتی سامان منگوا کر جمع کر دیا۔ جب حضرت غوثِ زماںؒ اَدائے نماز کے لئے تشریف لائے تو اِستفسار فرمایا کہ یہ کِس لئے ہے۔ خدام نے عرض کیا کہ نواب صاحب والی رقم سے صاحبزادہ صاحبؒ (حضرت خواجہ اللہ بخشؒ) نے مسجد کی تعمیر کے لئے یہ سامان منگوایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"واہ او بھیڑیا جے میرے کول گھل دوں
تے کیتاں مسجداں تیار کرا دیندا"

یعنی کاش وُہ (نواب صاحب) میرے پاس رُوپیہ بھیجتا تو مَیں مسکینوں اور محتاجوں میں رُوپیہ تقسیم کر کے اُس کے واسطے کئی مسجدیں تیار کرا دیتا۔" آپ کا یہ ارشادِ گرامی مقصدِ طریقت

Marfat.com

کی ترجمانی کرتا ہے۔

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

قیامِ لنگر

لنگر کے قیام کا آغاز تو کوہِ درگ میں قیامِ خانقاہ کے ساتھ ہی ہو گیا تھا مگر جب تونسہ شریف میں مستقل رہائش اختیار کی اور ولایتِ سلیمانی کا شہرہ اطرافِ عالم میں پھیلا تو طالبانِ علم و سلوک خراسان، ہندوستان، عرب، عجم، روم اور شام سے فوج در فوج آنے لگے۔ چنانچہ طلباء، اساتذہ، فقراء، علما اور مہمانوں کے لئے ایک وسیع لنگر کا قیام عمل میں آیا۔ آپ نے اس کے نظام کی باقاعدہ تشکیل فرمائی۔

پیارا نام ایک مفلس اور قلاش ہندو بقال تھا۔ اُسے اپنے لنگر کا مودی مقرر کیا۔ فقراء کے امور کے لئے اجرأ پروانہ کا کام میاں علی محمد ہوتانی کے سپرد فرمایا۔ مستوفیٔ حساب میاں برخوردار چاکی کو مقرر کیا۔ وکیلِ سرکار اور مدبرِ صلاح کار نور خاں گورمانی کو مقرر کیا۔ مگر جب وہ فوت ہو گئے تو اُن کی جگہ میاں گل محمد فقیہ داماں کو مشیرِ باتدبیر مقرر کیا۔ منشی کا عہدہ صدیق محمد کاسبی کو عطا فرمایا۔

لنگر شریف میں لانگری کے عہدہ پر سب سے پہلے محمود کا تقرر فرمایا، ان کے بعد مقبول کو اور پھر خدا بخش کو۔ دیگر امور کے لئے حجام، ترکھان، لوہار، موچی، ماشکی، نالی، کمہار اور دھوبی بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ بیماری کی صورت میں علاج کے لئے طبیب بھی مقرر تھے۔

منقول ہے کہ ایک دن خدا بخش لانگری نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس مہینہ میں سات سو روپے فقرأ و طلبہ و اساتذہ کی دواؤں پر خرچ ہو گیا ہے۔ آپ سخت ناراض ہوئے فرمایا کہ مجھے درویشوں کی جان زیادہ عزیز ہے۔ اگر مہینہ میں سات ہزار روپے بھی خرچ ہو جائیں تو مجھے اطلاع نہ دی جائے۔

لنگر شریف سے ہر ایک کو خوراک و لباس ملتا تھا۔ بعض قرض داروں کے قرض کی ادائیگی بھی کر دی جاتی تھی۔ علماء اور اساتذہ کو اچھی خوراک اور اچھی پوشاک دی جاتی تھی۔ اور اگر ان

Marfat.com

میں سے کسی کی شادی ہوتی تو اس کے اخراجات بھی لنگر سے برداشت کئے جاتے تھے۔
خانقاہ شریف میں مستقل قیام کرنے والوں میں دو ہزار کے قریب تو طلباء ہوتے تھے۔
پچاس ساٹھ علماء و اساتذہ کرام بھی تھے۔ فقراء اور درویش الگ تھے جو تعلیم کے ساتھ ساتھ سلوک و معرفت کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ آنے جانے والے اور عارضی قیام کرنے والے بھی ہوتے تھے، جو طلبِ حق کے لئے اور سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے آتے تھے۔ مزید برآں مہمان بھی کثرت سے آتے رہتے تھے۔ یہ سب لنگر شریف سے دونوں وقت کھانا کھاتے تھے۔
مگر یہ یاد رہے کہ رئیس المتوکلین کا یہ لنگر صرف توکل پر چلتا تھا۔
میاں احمد قوال سے منقول ہے "کہ ایک دفعہ منشی محمد واصل نے کہا کہ حضرت غوث زماںؒ سے سفارش کر کے میرے لئے لنگر شریف سے کچھ وظیفہ مقرر کرادیں۔ جب میں نے حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تو اچھی طرح جانتا ہے ہم فقیر ہیں۔ تنخواہ مقرر کرنا مالداروں کا کام ہے۔ ہمیں تو یہ لنگر حضرت قبلۂ عالمؒ نے عطا کیا ہے۔ ان کے لنگر میں ہم بھی روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے طلباء، اساتذہ، مہمان اور فقراء بھی۔ پھر جوش میں آکر فرمانے لگے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے ہم پر اتنا کرم کیا ہوا ہے کہ میں ہر شخص کو پانچ پانچ ہزار، یا دس دس ہزار یومیہ مقرر کر دوں تو دے سکتا ہوں۔"
یہ جو فرمایا کہ ہم فقیر ہیں، اس سے مراد ہے صاحبِ فقر۔ وہ فقر جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ"۔ اور جس کی تعریف ترجمانِ حقیقت علامہ اقبالؒ نے یوں کی ہے۔

فقر خیبر گیر با نانِ شعیر
بستۂ فتراکِ او سلطان و میر

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

لنگر شریف کے سلسلہ میں ایک اور تاریخی واقعہ نافع السالکین میں درج ہے کہ ایک

Marfat.com

مرتبہ ڈیرہ غازی خان کے نواب عبدالجبار خان نے لنگر شریف کے لئے جاگیر پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اسے قبول نہیں کر سکتے کہ ہمارے مشائخ کے مشرب کے خلاف ہے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب کے لئے یہ جاگیر قبول فرمالیں، ارشاد فرمایا:

"گل محمد را نیز حاجت جاگیر نیست۔ اگر نعلین درویشاں راست کند برائے خدمت او مقربان خدمت گار شوند"

(گل محمد کو بھی جاگیر کی حاجت نہیں ہے۔ اگر یہ درویشوں کے جوتے سیدھے کرتے رہے تو مقربانِ الٰہی اس کے خدمت گار ہوں گے۔)

جب حاضرین میں سے پھر کسی نے عرض کر دیا کہ حضرت لنگر شریف کے لئے لینے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا "یہ لنگر میرے قبلۂ عالمؒ کا لنگر ہے، میں بھی اپنے قبلۂ عالمؒ کے لنگر سے کھاتا ہوں۔"

لنگر شریف کے سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سلیمانیؒ سے منقول ہے کہ مسٹر کنگ ایک انگریز حاکم تھا۔ وہ جس ضلع یا کمشنری میں ڈپٹی کمشنر یا کمشنر متعین ہوتا، وہاں کے معروف مزارات اور مشہور درگاہوں اور خانقاہوں پر ضرور جاتا۔ ان بزرگوں کے احوال و مناقب جمع کرتا۔ سجادہ نشین سے ایک بات ضرور پوچھتا کہ صاحب مزار کی کوئی کرامت بتاؤ۔ اگر کوئی کہتا کہ آپ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا، اندھا بینا ہو گیا یا قاتل بری ہو گیا، وغیرہ وغیرہ۔ تو جواباً کہتا کہ یہ تو ہمارے ڈاکٹر بھی کر سکتے ہیں اور جج بھی یا سائنس دان بھی۔ ایک بار وہ تونسہ شریف بھی آیا۔ حضرت شاہ اللہ بخش تونسویؒ سجادہ نشین تھے۔ احوال و مناقب پوچھنے کے بعد کہنے لگا کہ صاحب مزار کی کرامت بتائیں۔ حضرت ثانیؒ نے فرمایا کہ خانقاہ و مدرسہ میں ہزاروں اساتذہ و طلباء و درویش ہیں اور دریا کے تین پر دونوں طرف عارضی رہائش گاہوں میں دونوں طرف دریا سے گزرنے والے ہزاروں آدمیوں کے لئے شب باشی اور دونوں وقت کھانے کے لئے لنگر کا انتظام ہے۔ حالانکہ صاحب مزار کی کوئی جاگیر نہیں ہے۔ بغیر ظاہری وسائل کے روزانہ ہزاروں کو کھانا کھلانا آپ کے کسی حاکم، ڈاکٹر یا سائنس دان کے بس کا روگ نہیں ہے اور صاحب مزار کی یہی کرامت ہے ـــــ مسٹر King لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا "بے شک یہ بہت بڑا کرامت ہے۔"

Marfat.com

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تونسہ شریف کی خانقاہ میں جس لنگر کا قیام حضرت غوث زماںؒ نے کیا وہ آپ کے پیر و مرشد حضرت قبلۂ عالمؒ اور آپ کی بہت بڑی واضح کرامت ہے کہ بغیر مادی وسائل کے ہزاروں انسانوں کی رہائش و خوراک اور علاج و تعلیم کا انتظام اس لنگر شریف میں ہوتا۔ صاحب مناقب سلیمانی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"چنداں خرچ و اصراف لنگر شریف است کہ از حدِ حصر بیروں، ہر دو دو وقت در بعض ایام برائے دو دو ہزار مردم پخت طعام مے شود...... طالبِ حق را در آں جا ہرگز ہرگز کسے نوع حاجت ضروری ملتوی نہ ماند۔"

(لنگر شریف کا اس قدر خرچ ہے کہ احاطۂ شمار میں نہیں آسکتا۔ بعض اوقات دونوں وقت دو دو ہزار آدمیوں کا کھانا پکتا ہے طالبِ حق کی کوئی حاجت ایسی نہیں جو لنگر شریف میں حاصل نہ ہوتی ہو۔)

دارالعلوم

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "خدا کے بندوں میں سے جو علم رکھنے والے ہیں وہی خدا سے ڈرتے ہیں"۔ یہ بھی فرمایا کہ "جسے ہم حکمت عطا کرتے اُسے خیر کثیر عطا کرتے ہیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ "حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے"۔ "علم حاصل کرو، پنگھوڑے سے لے کر قبر تک"۔ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "علم والے ہی انبیاء کے وارث ہیں"۔

مشائخ چشت اللہ تعالیٰ کے فرمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق علم کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہ حضرات پہلے علم شریعت کی تعلیم دیتے تھے اور اس کے بعد علم طریقت کی۔ ان کی خدمت میں تین طرح کے لوگ آتے تھے۔ عام مریدین، مریدین خاص و مجاز اور وہ مریدین جن کو خلافت عطا کر کے صاحبِ ارشاد بنانا ہوتا تھا۔

Marfat.com

سیرالاولیاء میں ہے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کو خلافت عطا کی تو فرمایا "خدا تعالیٰ نے تمہیں علم، عشق، عقل تینوں چیزیں عطا فرمائی ہیں اور جو شخص ان تینوں چیزوں کے ساتھ موصوف ہو اُسے مشائخ کی خلافت سزاوار ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ نے بھی کسی ایسے شخص کو خلافت نہیں دی، جو صاحب علم نہ ہو اور جس نے علوم ظاہری کی تکمیل نہ کر لی ہو۔

حضرت مولانا فخر جہاںؒ، حضرت قبلۂ عالمؒ اور حضرت غوث زماںؒ حصول علوم ظاہری کی تمام منازل طے کرنے کے بعد ہی طریقت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر سرفراز ہوئے۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ آپ گڑھ گوجی سے حصول علم کی خاطر سنگھڑ شریف، لانگھ، کوٹ مٹھن شریف اور مہار شریف پہنچے اور تکمیل علوم ظاہری کے بعد ہی خلافت و نیابت کے منصب پر جلوہ فرما ہوئے۔

تونسہ شریف میں قیام خانقاہ و لنگر اور تعمیر مسجد کے ساتھ ساتھ آپ نے درس و تدریس کے لئے دینی مدارس کا آغاز بھی کر دیا، جس نے جلد ہی ایک ایسے دارالعلوم کی صورت اختیار کر لی جس کی مثال نہیں ملتی۔ آہستہ آہستہ علماء اور طلباء کی تعداد بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ یہ صورت حال ہو گئی کہ طلباء کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور بلند پایہ علماء و اساتذہ کی تعداد پچاس سے بھی بڑھ گئی حقیقت یہ ہے کہ اُس دور میں یہ خانقاہ اور یہ دارالعلوم دونوں مثالی ادارے تھے۔ حضرت غوث زماں شیخ طریقت بھی تھے، نگران اعلیٰ بھی اور اُستادِ محترم بھی۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں اس دارالعلوم کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

مرآۃ العاشقین میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے اُن کے اپنے دور کے بارے میں منقول ہے کہ "تیس کامل فضلاء تونسہ شریف میں پڑھایا کرتے تھے۔ ہر ایک اُستاد کے پاس بیس یا اس سے زیادہ اسباق ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے مشہور علماء ملک کے چاروں طرف سے آتے تھے اور درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ میں خود بھی لوائح اور لمعات بغل میں لے کر بحضور حضرت حاضر ہوتا۔ آپ اپنے پاس بلا کر سبق پڑھاتے۔"

مسٹر ایچ۔ ایف۔ فاربس ڈسٹرکٹ جج ملتان کی ۱۹۱۱ء کی ایک تحریر میں بھی تونسہ شریف کے دارالعلوم کا تذکرہ موجود ہے جس وہ جس کی سوکن گواہی دیتے ہیں۔ صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ "خواجہ محمد سلیمانؒ

Marfat.com

نے اغراضِ مذہبی کے لئے مدارس جاری کئے تھے۔ اور وہ، جو لوگ زیارت کرنے کے لئے اور مرید بننے کے لئے آتے، ان کو مذہبی تعلیم دیتے تھے اور ان کے لئے سہولتیں مہیا کرتے تھے۔ یہ تمام کاروائی زیرِ نگرانی شاہ محمد سلیمان صاحبؒ ہوتی تھی ـــــ خواجہ محمد سلیمانؒ کے زمانہ میں پچاس استاد تھے۔ ان کے مکانات نہ تھے۔ اور بعض مکانات میں کئی استاد اکٹھے رہتے تھے۔ خواجہ محمد سلیمان صاحبؒ کے لنگر سے اُن کو کھانا ملتا تھا۔"

صاحبِ تاریخ مشائخ چشت لکھتے ہیں کہ "خواجہ صاحبؒ نے تونسہ کو دار العلوم بنا دیا تھا۔ ان کے دولت کدہ کے چاروں طرف متعدد مدرسے تھے۔ ان مدارس میں مدرسہ مولوی محمد عمر صاحب، مدرسہ مولوی شیخ احمد صاحب اور مدرسہ الٰہی بخش صاحب کے نام بعض کتب میں موجود ہیں۔ پچاس استاد وہاں رہتے تھے۔ تعلیم و تربیت کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ علومِ دینیہ کی ترقی و ترویج میں بے حد کوشش کی جارہی تھی۔ مدرسوں کا اجرا، شاہ صاحب (حضرت غوثِ زمانؒ) کے مقصد کے حصول کا بہترین ذریعہ تھا۔ صرف اسی طرح سے اسلامی شعار کی ترویج ممکن تھی۔ تونسہ جیسی بستی میں پچاس مدرسین کی موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ تونسہ اس علاقہ کا تعلیمی مرکز بن گیا تھا۔"

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین للٰہی نے اپنے تحقیقی مقالہ میں اس دار العلوم میں پڑھانے والے چند مشہور علماء و اساتذہ کے اسمائے گرامی تحریر کئے ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ مولانا احمد تونسویؒ
۲۔ مولانا محمد عابد سوکڑویؒ
۳۔ مولانا محمد حسین پشاوریؒ
۴۔ مولانا محمد عمر صاحبؒ
۵۔ مولانا خدا بخش صابرؒ
۶۔ مولانا احمد یار پاک پٹنیؒ
۷۔ مولانا امام الدین پاکپٹنیؒ
۸۔ مولانا شیخ احمدؒ
۹۔ مولوی الٰہی بخشؒ
۱۰۔ مولوی خدا بخش لغلانیؒ

حضرت غوثِ زمانؒ خود بھی درس دیتے تھے اور اپنے خاص شاگردوں اور مریدوں کو تصوف و سلوک کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا اور قرآن، حدیث، فقہ پر مکمل عبور تھا۔ تصوف کی کتب عوارف المعارف اور فتوحاتِ مکیہ نوکِ زبان پر تھیں۔ شیخ سہروردیؒ اور امام اکبرؒ کے بنیادی خیالات پر کافی غور و فکر کیا تھا۔" غرضیکہ آپ خود بھی بحر العلوم تھے۔

Marfat.com

حضرت غوثِ زماںؒ جن کتابوں کا خود درس دیتے تھے، اُن کا ذکر اکثر ملفوظات میں موجود ہے
حاجی نجم الدین سلیمانیؒ مناقب المحبوبین میں لکھتے ہیں کہ "میں نے ان کتابوں کا آپ سے درس لیا تھا،

۱۔ آداب الطالبین، ۲۔ سیر الاولیاء ۳۔ کشکول ۴۔ مرقع ۵۔ عشرہ کاملہ عربی
۶۔ رسالہ تقسیم اوقات، ۷۔ دیوانِ حافظ ۸۔ گلشنِ راز، ۹۔ فقرات

اِن کتابوں کے علاوہ آپ جن دوسری کُتبِ کاملہ کا درس دیتے تھے، وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۰۔ لوائح جامیؒ ۱۱۔ لمعاتِ عراقیؒ ۱۲۔ احیاء العلوم ۱۳۔ کنز
۱۴۔ کافیہ ۱۵۔ عوارف المعارف ۱۶۔ فتوحاتِ مکیہ

اِس دار العلوم میں قرآن، حدیث، فقہ کی کُتب کے ساتھ ساتھ سلوک و معرفت کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی تھیں۔ علم و حکمت اور شریعت و طریقت کا حسین ترین امتزاج تھا جو یہاں موجود تھا۔ یہاں علم بھی تھا اور فقر بھی۔ یہاں علم کے ساتھ ساتھ حکمت بھی موجود تھی۔ یہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ صحبت کا اعجاز بھی تھا۔ اور کتاب کے ساتھ ساتھ نظر کا فیضان بھی تھا۔ یہاں جو علم دیا جاتا تھا، اُس میں ظاہر و باطن اور قال و حال کے تمام اثرات موجود ہوتے تھے۔ اِس دار العلوم سلیمانیؒ میں ایسے علماء و مشائخ تیار کئے جاتے تھے، جو متاعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل ہوں اور مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم و باب العلم رضی اللہ عنہٗ کے ورثہ کی حفاظت کر سکیں۔ یہاں وہ علم دیا جاتا تھا جس کی نشاندہی حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے یُوں کی ہے۔

اَے کہ باشی دَر پئے کسبِ علوم!
با تو مے گویم پیامِ پیرِ رومؒ
علم را برتن زنی مارے بُود!
علم را بر دِل زنی یارے بُود

اِس دار العلوم میں صُفّہ کے دار العلوم کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسی جماعت تیار کی جا رہی تھی، جو صاحبِ علم بھی ہو اور صاحبِ فقر بھی۔ جو خیر کی دعوت دے، معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے۔ چنانچہ حضرت غوثِ زماںؒ کی صحبت میں یہاں ایسے مردانِ بے مثال پیدا ہوئے جو دوسروں کے لئے نمونہ بن گئے، جہاں گئے علم و حکمت کے چراغ روشن کرتے چلے گئے اور

Marfat.com

مس خام کے لے کر کندن بناتے چلے گئے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

صحبت از علم کتابی خوشتر است
صحبتِ مردانِ حُر آدم گر است

حضرت غوثِ زماںؒ کے وصال (۱۲۶۷ھ) کے بعد بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر آپ کے وصال کے بعد جتنی ترقی حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ کے دور میں ہوئی، اتنی بعد میں کسی دور میں نہیں رہی۔

اس دارالعلوم سے علومِ ظاہری اور علومِ باطنی کی تکمیل کے بعد اور حضرت غوثِ زماںؒ سے فیضانِ معرفت اور اجازت و خلافت کے حصول کے بعد جن حضرات نے مختلف مقامات پر خانقاہیں، کتب خانے اور دینی مدارس قائم کئے، ان میں سے چند اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ مولانا محمد علی مکھڈیؒ — مکھڈ شریف، ضلع کیمبل پور
۲۔ خواجہ شمس الدین سیالویؒ — سیال شریف، ضلع سرگودھا
۳۔ خواجہ فیض بخش للٰہیؒ — للہ شریف، ضلع جہلم
۴۔ سید محمد فاضل شاہؒ — گڑھی شریف، ضلع راولپنڈی
۵۔ حافظ سید محمد علی خیرآبادیؒ — خیرآباد، ہندوستان

علمی تبحّر:

آپ نے قرآن، حدیث، فقہ اور تصوّف کا مطالعہ گہری نظر سے کیا تھا۔ آپ کے ملفوظات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ان علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔ جگہ جگہ آیات و احادیث و اقوال کے حوالے ملتے ہیں۔ آپ کی علمی مجالس تاریخی نوعیت کی تھیں، جن کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ علماء کا ایک گروہ ہمہ وقت آپ کی محفل میں حاضر رہتا تھا۔ صاحب سیرتِ سلیمانؒ لکھتے ہیں کہ:

"آپ کی مجالس طرح طرح کے علمی تذکروں سے گرم رہتی تھیں۔ یہ مجلسیں کیا تھیں، آئینۂ حقیقت نما تھیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت اور سلوک کے ضروری

Marfat.com

اور معرکتہ الآرا مسائل کا حل اور یادداشتیں تھیں۔ علماء تمام مختلف فیہ مسائل لے کر آتے اور ایک صحیح اور ناطق فیصلہ کے سامنے سر جھکا کر جاتے، جس میں حقیقت کا چہرہ بے نقاب ہو جاتا۔"

صاحبِ تاریخ مشائخ چشت لکھتے ہیں کہ "شاہ محمد سلیمان صاحبؒ کا مطالعہ نہایت وسیع اور نظر بہت گہری تھی قرآن حدیث اور فقہ پر ان کو پورا عبور تھا ملفوظات میں جگہ جگہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی نقل کرتے ہیں۔ تصوف کی اعلیٰ کتابوں کا مطالعہ نہایت بالغ نظری سے کیا تھا۔ عوارف المعارف اور فتوحاتِ مکیہ نوکِ زبان پر تھیں اور شیخ سہروردیؒ اور امام اکبرؒ کے بنیادی خیالات پر کافی غور و فکر کیا تھا۔

حدیث و فقہ پر عبور کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا تو برجستہ اسناد نقل کر دیتے۔ ایک مرتبہ قبلۂ عالمؒ کے عرس میں تشریف فرما تھے۔ ایک عالم نے کچھ مسائل دریافت کئے۔ آپ نے برجستہ ان کا شافی و کافی جواب عنایت فرمایا اس مجلس میں مولوی خدا بخش صاحبؒ (خلیفہ حافظ محمد جمال ملتانیؒ) بھی موجود تھے انہوں نے اپنے برادر زادہ اور شاگرد مولوی عبد الغفار سے فوراً کہا کہ ان ارشادات کو ایک رسالہ کی شکل میں لکھ لو۔ چنانچہ وہ سوالات اور جوابات جمع کر لئے گئے۔ خاتم سلیمانی میں اس رسالہ کا کچھ حصہ نقل کیا گیا ہے۔ اس سے شاہ صاحبؒ (حضرت غوث زماںؒ) کی دقتِ نظر، وسعتِ معلومات، اور تبحرِ علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔"

وصال:-

علالت:- مؤلفِ مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ "میں اکیس محرم الحرام ۱۲۶۷ھ (۲۶ نومبر ۱۸۵۱ء) کو اپنے وطن سے براستہ پاکپتن شریف و چشتیاں شریف سفر کرتا ہوا تونسہ شریف میں حضرت غوث زماںؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس دن سے لے کر وصال کے دن تک آپ کی زبانِ مبارک سے ایک شعر روز سنتا تھا۔ جیسے آپ تقریباً

Marfat.com

ہر وقت پڑھتے تھے:

آہن کہ بپارس آشنا شد

فی الحال بصورتِ طلا شد

(یعنی لوہا جونہی پارس سے آشنا ہوتا ہے فوراً سونا بن جاتا ہے۔) اور یہ شعر بھی اکثر پڑھتے تھے:

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد

(اگر سارا جہان بھی ہوا بن جائے تو بھی مقبول لوگوں کا چراغ نہیں بجھ سکتا۔)

جب ماہِ صفر کا آغاز ہوا تو آپ نے فرمایا "خدا خیر کرے۔" اس کے بعد آپ بعارضہ نزلہ و زکام بیمار ہو گئے۔ نزلہ و زکام دن بہ دن شدت اختیار کرتا گیا۔ اطبا نے روغنِ بادام کی مالش کی اور سر پر دوسری ادویہ بھی ملیں۔ مگر مرض بڑھتا چلا گیا۔ ایامِ بیماری میں بھی اوراد و وظائف مقررہ اوقات پر ادا فرماتے رہے۔ ایک وظیفہ بھی قضا نہ ہوا۔"

آخری رات:- حاجی نجم الدین لکھتے ہیں "کہ جب چھ صفر گزر گیا اور ساتویں رات آ گئی تو مرض زیادہ ہو گیا۔ آپ نے نمازِ عشاء حجرے میں باجماعت پڑھی اور پھر آپ مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ یہ فقیر بھی نمازِ عشاء حجرہ شریف میں حضرت غوثِ زماں کے ساتھ پڑھ کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی کے پوتے میاں نظام الدین بھی میرے پاس بیٹھے تھے اور صاحبزادہ اللہ بخش جی بھی آپ کی چارپائی پر پائینتی کی طرف بیٹھے تھے۔ دوسرے چند پیر بھائی بھی حاضر تھے کہ حضرت غوثِ زماں پر حالتِ نزع طاری ہو گئی اور آپ شغلِ پاسِ انفاس زور زور سے کرنے لگے۔ اتنے میں میاں نظام الدین دہلوی نے مجھ سے پوچھا "میاں نجم الدین میری بیعت سلسلۂ قادریہ میں اپنے والدِ گرامی مولانا فخر الدین دہلوی سے ہے۔ اب میں حضرت غوثِ زماں سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں کیا یہ جائز ہے؟ میں نے کہا مبارک ہے۔ پس انہوں نے اس وقت اسی عالم میں حضرت غوثِ زماں سے چشتیہ سلسلہ میں

Marfat.com

بیعت کی۔

محمد اکرم خادمِ خاص نے عرض کیا کہ خانقاہ قبلۂ عالمؒ پر ایک آدمی دعائے شفا کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے آدمی سے میرا آدمی پہلے پہنچ گیا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا۔

وصال:- جب تہجد کا وقت آیا تو نمازِ تہجد ادا کی مگر اشاروں سے۔ اس کے بعد بیٹھ گئے اور تسبیح نکال کر پڑھنے لگے۔ وظائف سے فارغ ہو کر صاحبزادہ اللہ بخشؒ جی کی طرف دیکھا اور فرمایا "تو کون ہے"؟ میاں صالح محمدؒ نے عرض کیا، قبلہ یہ آپ کے صاحبزادہ گل محمدؒ کے فرزند اللہ بخش ہیں۔ توجہ کا وقت ہے۔ اپنے اس پوتے پر کرم فرمائیں۔ آپ نے پوچھا "بابو چہ مے خواہی؟" تو کیا چاہتا ہے۔ صاحبزادہ اللہ بخشؒ نے عرض کیا:

"بابا من از تو، ہیچ چیز نمے خواہم، بس ہمیں خواہم کہ نعلینِ فقیرانِ ترا راست کنم"

(بابا میں آپ سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے درویشوں کے جوتے سیدھے کرتا رہوں۔)

حضرت غوثِ زمانؒ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ صاحبزادہ صاحبؒ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ"

(اور میں نے اس میں روح پھونک دی)

یہ حضرتِ غوثِ زمانؒ کا آخری کلام تھا۔ پھر چارپائی پر دراز ہو گئے۔ چہرۂ مبارک قبلہ کی طرف تھا اور شغلِ پاس انفاس میں مشغول تھے۔ دو تین گھڑی رہتی تھی کہ جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ یہ چھ اور سات صفر ۱۲۶۷ھ (بدھ اور جمعرات) کی درمیانی رات تھی جب غوثِ زمانؒ واصل بحق ہوئے۔ سارے جہاں کو غم زدہ چھوڑ کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ واقعی موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست

Marfat.com

سے ملا دیتا ہے۔

تجہیز و تکفین و تدفین۔

سات صفر ۱۲۶۷ھ بروز جمعرات حضرت غوثِ زمانؒ کو ان کے حجرۂ مبارکہ میں غسل دیا گیا۔ غسل کے بعد کفن پہنایا گیا۔ پھر چارپائی پر آپ کو لٹا کر بنگلہ شریف کے باہر صحن میں چارپائی رکھ دی گئی، تاکہ سب لوگ آخری زیارت کر لیں۔

اس کے بعد تونسہ شریف کے شمالی صحرا کی طرف نمازِ جنازہ کے لئے لے گئے۔ جنازہ پر اس قدر مخلوق تھی کہ شمار میں نہیں آسکتی تھی۔ ملائک تھے یا رجال الغیب، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

مولوی دیدار بخشؒ پاک پتنی سے منقول ہے کہ جب حضرت غوثِ زمانؒ کا جنازہ اُٹھا کر صحرا کی طرف لے جا رہے تھے تو تمام انبیائے کرام، صحابہ کرام اور مشائخ عظام کی ارواح کو مَیں نے دیکھا کہ جنازہ کے ہمراہ تھیں۔ ان میں سے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ حضرت محبوب سبحانیؒ فرما رہے تھے کہ اِن کے جانے سے خاندانِ قادریہ کی رونق چلی گئی۔ حضرت محبوبِ الٰہیؒ فرما رہے تھے کہ آج ہمارے خاندانِ چشتیہ کی رونق چلی گئی۔

مکرمی و محترم پروفیسر محمد انور بابر چشتی صاحب کے استفسار پر جناب خواجہ محی الدین محمد صالح عرف صالح گل محمد صاحب سجادہ نشین مکھڈ شریف نے اطلاع دی ہے:

۱۲۷۸ھ کی تصنیف کردہ غیر مطبوعہ اور خانقاہ کے کتب خانے میں موجود جناب محمد صاحبؒ کی فارسی تالیف راحت العاشقین میں لکھا ہے "ہر گاہ کہ مولوی نصر اللہ ولائتی پیش امام آں جنازہ تمام کردہ واز نماز فارغ شدند"

لہٰذا حضرت اعلیٰ خواجہ خواجگان شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کا نمازِ جنازہ مولوی نصر اللہ صاحب نامی عالم نے پڑھائی تھی۔

اس روایت کی تائید جناب صاحبزادہ غلام اللہ بخش صاحب معینی نظامی محمودی،

Marfat.com

سلیمانی دامت برکاتہ کے حالیہ دورۂ افغانستان سے بھی ہوتی ہے۔ مولوی محمد رمضان معینی شاہد ہیں کہ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ کو کلی لالق خاں پہنچنے پر سینکڑوں پیر بھائیوں نے طرح طرح کی گولیوں کی تڑاخ پٹاخ میں زائرین کا شاندار استقبال کیا۔ وہاں ناشتہ کیا گیا۔ پھر ٹرکوں ٹریکٹر ٹرالیوں، موٹر گاڑیوں اور متعدد موٹر سائیکلوں وغیرہ کی معیت میں سینکڑوں کے اس جلوس نے کلی صاحبزادہ پہنچ کر لونی پٹھان قوم کے پیر پٹھان غریب نواز کا جنازہ پڑھانے والے مولانا نصر اللہ خاں کی قبر پر فاتحہ خوانی کی۔ حضرت مولوی صاحب کا وصال ۱۲۸۵ھ میں ہوا تھا۔ منقول ہے کہ مولوی صاحب نصر اللہؒ حضرت غوث زماںؒ کے خلیفۂ مجاز تھے۔

حضرت غوثِ زماںؒ کو نمازِ جنازہ کے بعد لکڑی کے صندوق میں سلاکر جمعہ کی شب آٹھویں صفر کی رات آپ کے حجرہ شریف میں، جو آپ کی عبادت گاہ تھی دفن کر دیا گیا۔

آخری ایام ـــــ علالت و وصال

ایامِ علالت اور وصال کے سلسلہ میں مناقبِ سلیمانی میں غلام محمد خان جھجری نے جو تحریر کیا ہے اس کا خلاصہ بھی پیش کیا جاتا ہے:

"مولوی عبدالرحمٰن سے منقول ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ کی آخری بیماری دس دن رہی۔ ان میں سے پانچ دن کسی کو شدتِ مرض کا پتہ نہ چلا۔ اس لئے کہ شدتِ بیماری کے ہوتے ہوئے بھی معمولات اور وظائف و اوراد جاری رہے۔ شدتِ مرض کے بقیہ پانچ دنوں میں مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ بنگلہ شریف میں کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا فرماتے رہے۔ لیکن چھ صفر کی مغرب کی نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے۔ بیٹھ کر ادا کی۔ مگر وظائف و اوراد باقاعدہ پڑھے۔

حاجی خان کاتب اور دیگر اشخاص کو آپ نے ڈیرہ غازی خان بھیجا ہوا تھا۔ ان کے بارے میں پوچھا۔ بتایا گیا کہ وہ ابھی نہیں آئے۔ فرمایا جب آئیں ہمارا سلام کہہ دینا۔ پھر بہت سے حاضرین نے جانا چاہا اور دعا فاتحہ کے لئے عرض کیا۔ سخت بیماری کے باوجود اٹھ کر بیٹھ گئے اور دعا فاتحہ کی۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ اپنے مرید نواب بہاول خان کے لئے دعا فرمائیں۔ فرمایا ہم نواب بہاول خان اور امتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعا کرتے ہیں حق

Marfat.com

سبحانہٗ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرمائے۔

نمازِ تہجد کے بعد آپ کا سانس تیز ہو گیا۔ حضرت صاحبزادہ ابوالحسن نے پوچھا کہ حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا "اچھا ہے، مشغول ہوں"۔ آخر وقت صاحبزادہ خیر محمد صاحب کو یاد کیا مگر وہ تشریف نہ رکھتے تھے۔ صاحبزادہ اللہ بخش صاحب نے عرض کیا "خاکسار اللہ بخش حاضر ہے"۔ پکڑ کر قریب کر لیا، سینہ سے لگایا، اپنا منہ صاحبزادہ صاحب کے منہ کے قریب کیا، کچھ پڑھا اور منہ میں دم کر دیا۔ حاضرین نے اتنا ہی سنا "وَنَفَخْتُ فِیْہِ ...."

اور اسی کے ساتھ روح پرواز کر گئی۔ غسل و تکفین کے بعد جنازہ مبارک نماز کے لئے میدان میں رکھ دیا گیا۔ "تا وقت نمازِ عصر جوق در جوق مردم مے آمدند و جنازہ مے خواندند"۔ نمازِ عصر کے وقت تک لوگ جوق در جوق آتے تھے اور جنازہ پڑھتے تھے۔ نمازِ عصر کے بعد آپ کے جسدِ مبارک کو اسی جنگل میں جہاں عبادت کیا کرتے تھے اور جہاں وصال فرمایا تھا دفن کر دیا گیا۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔

تاریخ ہائے وصال

(۱) مولوی محمد حسین پشاوری

اے دریغا اے دریغا اے دریغ
گشت پنہاں آفتابے زیرِ میغ

(۲) مولوی حسین علی فتح پوری

سلیمانِ زمانؒ رحلت چو فرمود!
یکایک در جہاں ظلمت بیفزود
پئے سالِ وصالش ہاتفِ غیب
بگفتہ "او آفتابِ چشتیاں بود"

③ مفتی صدرالدین آزردہ

آں آفتابِ چشت و مہِ طارمِ یقیں!
قطبِ مدار، رونقِ بزمِ مقتدیں
کردم سوالِ سالِ وصالش زچرخ، گفت
محبوبِ ذاتِ حق، شدہ تاریخِ شیخِ دیں

④ حاجی نجم الدین سلیمانی

دردا کہ غوثِ اعظم راہی سوئے جناں شد
از ہجرِ او دو عالم پُرشور و پُرفغاں شد
از سالِ انتقالش ہاتف مرا بگفتہ
"محبوبِ ذاتِ حق بود اندر زمیں نہاں شد"

⑤ میاں محمد یار خوجہ عرف ابوالوفا

"غریب نواز"

Marfat.com

باب ۶

شمائل، خصائل و فضائل

حلیہ:-

حضرت غوثِ زماںؒ کی شکل وشباہت غوثِ اعظم حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت سے مشابہت رکھتی تھی۔ صرف ریشِ مُبارک میں ذرا سا فرق تھا۔ جس خوش نصیب کو بھی دونوں حضرات کی زیارت نصیب ہُوئی ہو وُہ شہادت دے گا کہ غوثِ زماںؒ اور غوث الثقلینؒ کی صورتوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ صاحبِ مناقب المحبوبین فرماتے ہیں:

قُطبِ حقیقی ہے وُہ غوثِ زمین و زماں
بے شبہ ہم شکل ہے وُہ شہِ جیلانؒ کی!
اِس ہی میں حاصل ہُوئی مجھ کو لقائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اس سے ہی ظاہر ہُوئی صُورت رحمان کی!

چہرۂ مُبارک گول تھا مگر ذرا لمبائی کی طرف مائل تھا۔ رنگ گندم گوں تھا۔ مگر رُخِ انور چاند کی طرح چمکتا تھا۔ پیشانی کشادہ تھی جس پر کثرتِ سجود کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ ناک لمبی تھی۔ ابرو باہم ملے ہُوئے نہ تھے۔ پلکیں دراز تھیں۔ آنکھیں آہو چشم تھیں۔ رات کو سُرمہ ڈالتے تو ہزاروں کو ایک نظر میں شہید کر دیتے تھے:

شہید تیرِ آں ترکم کہ از ابرو کماں دارد
خدنگ از دستِ آں خوردم کہ از مژگاں سناں دارد

Marfat.com

ریش مبارک گھنی تھی۔ البتہ جب ایک مشت سے زیادہ ہو جاتی تو پندرھویں دن جمعہ کی نماز سے قبل حجامت کے وقت ترشوا دیتے تھے۔ سر مبارک پر چھوٹے بال رکھتے تھے۔ پیشانی دراز تھی۔ قد دراز تھا مگر میانہ۔ جسم متوازن، نہ فربہ تھے نہ لاغر۔ دونو ہاتھ دراز تھے۔ سیمیں تن تھے اور قوی بدن۔ جب محفل میں رونق افروز ہوتے تو سب سے بالا نظر آتے۔ اکثر چہار زانو بیٹھ کر جلسہ فرماتے اور کبھی دو زانو بھی بیٹھتے تھے۔ چٹائی پر بیٹھنے کے مخصوص انداز اور ظاہری ہیبت و جلال کی وجہ سے آپ سب حاضرین میں ممتاز اور نمایاں نظر آتے تھے:

تیری صورت سے کسی کی نہیں ملتی صورت
ہم جہاں میں تری تصویر لئے پھرتے ہیں

لباس:۔

آپ سفید کرتا پہنتے تھے، جس کا گریبان عربوں کی طرح سینہ پر ہوتا تھا۔ سردیوں میں اس کے اوپر روئی دار صدری بھی پہنتے تھے۔ سر مبارک پر کلاہ چار ترکی پہنتے تھے۔ جس کا رنگ سفید ہوتا تھا مگر سرخ مغزی بھی کناروں پر لگی ہوئی ہوتی تھی۔ موسم سرما میں روئی دار ٹوپ بھی پہنتے تھے جو دونوں کانوں کو ڈھانپ لیتا تھا۔ کبھی رنگین لنگی پہنتے تھے اور کبھی نیلا تہبند۔ موسم سرما میں رات کے وقت روئی دار قبا اور خواب گاہ میں فرغل سردی سے بچنے کے لئے پہنتے تھے۔ نیلا سیاہی مائل رومال مصلّے پر ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ چارپائی پر غالیچہ بھی بچھا لیتے تھے اور روئی دار گدا بھی۔ آخری عمر میں دھسا اور پشمینہ کی چادر بھی اوڑھ لیتے تھے۔ ہندوستان کے درویشوں کی طرح سرخ یا زرد رنگین کپڑا نہیں پہنتے تھے، مگر ان رنگوں کے کپڑوں کا احترام کرتے تھے۔ ایسے رنگین کپڑے زمین پر بچھا کر اس پر نماز بھی نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ بزرگوں کے لباس اور رنگ کا احترام کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

خوراک :-

آپ گندم کی روغنی روٹی بکری، بھیڑ یا مُرغ کے گوشت کے شوربہ کے ساتھ کھاتے تھے۔ کبھی کبھار ہرن کا گوشت بھی کھا لیتے تھے۔ ابتدائی دور میں کبھی کبھی ستو بھی استعمال کرتے تھے۔ پلاؤ سے بھی ایک دو نوالے تناول فرما لیتے تھے۔ پھلوں میں سے کبھی کبھی انار، کھجور یا انگور کھا لیتے تھے۔ خربُوزہ کی بھی ایک دو قاشیں لے لیتے تھے۔ سبزیوں میں میتھی اور توری کا سالن پسند فرماتے تھے۔

سواری :-

آپ کے پیرو مُرشد قبلۂ عالم حضرت خواجہ نورُ محمّد مہاروی رحمۃُ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت عطا فرماتے ہُوئے چند نصیحتیں آپ کو کی تھیں۔ اُن میں سے ایک یہ تھی کہ ہمیشہ سواری اپنے پاس رکھنا۔ آپ جب تونسہ شریف میں مستقل طور پر قیام پذیر ہُوئے تو اس علاقہ سے پہلا شخص جو آپ کا مرید ہُوا، عمر خان بلوچ تھا۔ اُس نے سب سے پہلے آپ کی خدمت میں سواری کے لئے گھوڑی پیش کی۔ آپ نے اس گھوڑی کا نام سوہیلی رکھا اور ہمیشہ اسی پر سواری کی۔

نظامِ اوقات :-

شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں سب سے اہم، مقبُول اور خاص وقت وقتِ سحر گاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سُورۃُ المزمّل میں نمازِ تہجد کے ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ رات کے پچھلے حصّہ میں بیدار ہونے کا اور نوافل پڑھنے کا حکم دیا اور بشارت دی کہ یہ نماز آپ کو مقامِ محمُود عطا کرے گی۔

یہ تہجد کا وقت تقربِ الٰہی کا وقت ہے۔ راز و نیاز کا وقت ہے۔ عطا و لقا کا وقت ہے۔ ذوق و شوق کا وقت ہے۔ تمام جہانوں کے لئے سامانِ رحمت اسی

Marfat.com

وقت ہُوا۔ یہی وُہ وقت ہے جب حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم اِس دُنیا میں تشریف لائے۔ تاریکیاں دُور ہوگئیں اور چہار طرف نُور پھیل گیا۔ یہی اب ہمیشہ کے لئے حصولِ نُور و سُرور کا وقت ہے۔

حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم نمازِ تہجد پڑھتے تھے، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، صدّیقین، شہداء، صالحین، علمائے حق اور اولیاء اللہ اِس نماز کو بہت اہمیت دیتے تھے جس نے بھی جو کچھ حاصل کیا رات کے اِسی حصّہ میں حاصل کیا۔

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو!
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی!

حضرت غوثِ زماںؒ بھی سُنّتِ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق جب سہ پہر رات باقی رہ جاتی تو تہجد کے لئے بیدار ہوتے۔ بارہ رکعتیں ادا کرتے پھر تسبیح کرتے اور ذکر بالجہر فرماتے۔ ابتدائے حال میں بلند آواز سے، مگر آخر عُمر میں خفیہ آواز سے ذکر کرتے تھے۔ اِس کے بعد مراقبہ میں بیٹھ جاتے تھے۔

جب ایک دو گھڑی رات باقی رہ جاتی، تھوڑا چارپائی پر آرام فرماتے کہ یہ سُنّت ہے کیونکہ "اَلتَّهَجُّدُ بَيْنَ النَّوْمَيْنِ" (تہجد دو نیندوں کے درمیان ہے) جب صُبح صادق ہو جاتی تو اُٹھ کر وضو کرتے اور فجر کی سُنّتیں اپنے مصلّہ پر ادا کرنے کے بعد باجماعت فرض ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔

○

نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر خلوت میں جا کر اپنے مصلّہ پر بیٹھ جاتے پہلے زبانی اوراد و وظائف ادا کرتے۔ پھر مسبّعاتِ عشر پڑھ کر اشراق کے نفل پڑھتے۔ اِس کے بعد دلائل الخیرات۔ کبھی اشراق و چاشت اکٹھی بھی پڑھ لیتے۔ اُس وقت تک حُجرہ کا دروازہ بند رہتا تھا۔

Marfat.com

معمولات سے فارغ ہو کر حرم سرا میں تشریف لے جاتے۔ کھانا کھانے کے بعد اہلِ پردہ کو فقہ و سلوک کی تعلیم دیتے۔ پھر بنگلہ شریف میں تشریف لے جاتے اور عام کچہری فرماتے۔ یہاں ہر شخص آپ کے جمالِ باکمال کی زیارت سے مشرف ہوتا۔ اس وقت کتب سلوک کا سبق بھی دیتے تھے۔ مختلف درویش و طلبا درج ذیل کتب میں سے کوئی کتاب آپ سے پڑھتے:

آداب الطالبین۔ فقرات۔ لوائح۔ عشرہ کاملہ۔ فصوص الحکم۔ نقد فصوص۔ احیاء العلوم۔ فوائد الفواد۔ سواء السبیل۔ تسنیم۔ فتوحاتِ مکیہ۔ نفحات الانس۔

○

درس و تدریس کے بعد آپ قیلولہ فرماتے تھے۔ جب نمازِ ظہر کا وقت ہوتا، تو خادمِ خاص حافظ محمد اکرم آپ کو جگاتے۔ پس وضو کر کے چار رکعت نوافل اپنے مصلّہ پر پڑھتے۔ پھر مسجد میں آکر چار رکعت سُنّت پڑھتے۔ فرض جماعت کے ساتھ پڑھ لینے کے بعد اپنے مصلّہ پر واپس آجاتے۔ دو سُنتیں اور دو نفل پڑھتے۔ پھر تسبیح کرتے اور سورۂ البروج پڑھ کر تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول ہو جاتے۔

جب عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا تو نیا وضو کرتے۔ چار رکعت سُنّت اپنے مصلّہ پر پڑھنے کے بعد مسجد میں آجاتے۔ نمازِ باجماعت ادا کرنے کے بعد وہیں مسجد میں شرق کی طرف مصلّہ کر کے حاضرین کی طرف چہرۂ مبارک کر کے جلوہ افروز ہو جاتے۔ اس وقت آپ کے اِرد گرد صدہا علماً و فقرا حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے۔ آپ تسبیح پر اپنا وظیفہ پڑھتے۔ پھر مسبعات عشر پڑھتے۔ پھر زبانی اوراد و وظائف ادا کرتے۔ اس کے بعد مسائل دینی اور فوائدِ باطنی پر گفتگو فرماتے۔ مگر اکثر مراقبہ و استغراق میں رہتے۔

○

Marfat.com

مغرب کی نماز کا وقت آتا تو تازہ وضو کر کے جماعت کے ساتھ فرض پڑھ کر سنت و نوافل اور اوابین خلوت میں آکر پڑھتے۔ اگر سردی کا موسم ہوتا تو حجرہ میں اور اگر گرمی کا موسم ہوتا تو بنگلہ شریف کے صحن میں پڑھتے۔ اس کے بعد مراقبہ میں مشغول ہو جاتے اس وقت کوئی حاجت مند آجاتا تو منع نہ فرماتے مگر زیادہ دیر بیٹھنے نہ دیتے۔

جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو مائی عزت بی بی چراغ اور روٹی حجرہ میں لاتی۔ کھانا کھانے کے بعد بہت سے شائقین دیدار حاضر ہو جاتے اور حلقہ باندھ کر حجرہ میں بیٹھ جاتے۔ آپ مصلے پر لیٹ جاتے اور اکثر کچھ فوائد ارشاد فرماتے۔ پھر وضو کر کے اپنے حجرہ میں خاص احباب کے ساتھ مل کر ختم خواجگان چشت پڑھتے۔ شماروں کے لئے بادام استعمال کئے جاتے۔ ختم خواجگان کے بعد مسجد میں آجاتے۔ نماز عشاء کے فرض جماعت کے ساتھ پڑھنے کے بعد سنت و نوافل حجرہ میں جا کر پڑھتے۔ اس کے بعد دوسرے اوراد پڑھتے۔ وتر تہجد کے وقت پڑھتے۔ اوراد کے بعد آنکھوں میں سرمہ ڈال کر آدھی رات کے وقت چارپائی پر جا کر لیٹ جاتے۔ نماز عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

○

آپ اپنے ان معمولات کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے تھے۔ تمام عمر وصال کے وقت تک یہ معمولات جاری رہے۔ رمضان المبارک میں بھی یہ معمولات اسی طرح جاری رہتے۔ البتہ رمضان میں ختم خواجگان چشت عصر کی نماز کے بعد پڑھتے۔ نماز تراویح میں حافظ صاحب قرآن کریم ستائیسویں شب ختم کرتے۔

رمضان میں افطار کے وقت دو روٹیاں آتی تھیں۔ ایک روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے درویشوں میں تقسیم کر دیتے تاکہ افطار کریں۔ ایک روٹی رہ جاتی۔ اس میں سے نصف آپ تناول فرماتے اور پانی کا پیالہ پی کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ پھر وقت مقررہ پر باقی آدھی روٹی کھاتے۔

Marfat.com

سفر پر جب بھی روانہ ہوتے تو اشراق سے فراغت کے بعد روانہ ہوتے۔ اور کبھی اشراق راستہ میں گھوڑی سے اُتر کر پڑھتے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ مُبارک کے مطابق بُدھ کے دِن سفر نہیں کرتے تھے۔

اعلائے کلمۃُ الحق۔

اعلائے کلمۃُ الحق میں آپ کا دِل دلیر اور آپ کی زبان بہت ہی بے باک تھی۔ دینِ فطرت کی حمیت وحمایت آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔ کسی کو خلافِ شرع کام کرتا ہُوا دیکھتے تو برداشت نہ کر سکتے تھے۔

آپ پر جب ذمّہ داری کا بوجھ پڑا۔ تو یہ حِس اور تیز ہو گئی۔ مگر اس کا اظہار اُن موقعوں پر ہوتا، جن میں صُلح جوئی، امن وعافیت، مظلوموں کی حمایت یا شریعتِ حقّہ کی کھُلی بے حُرمتی کا راز مخفی ہوتا۔

ذوقِ عبادت۔

عرفان کا اصلی اثر یہ ہے کہ عبادت میں ذوق اور لذت پیدا ہو جائے۔ عبادت رُوح کی غذا بن جائے اور یہی مقصدِ انسانی خِلقت کا ہے۔ قرآنِ کریم میں "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" اسی مقصد کی توضیح ہے۔

دُنیا کے سب سے بڑے عارف حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادتِ الٰہی میں وہ لذت پاتے ہیں کہ تمام رات کھڑے رہ کر پاؤں ورم کر جاتے ہیں۔ گرمی، سردی، درد، آزار کوئی چیز بھی آپ کو عبادتِ شبانہ سے باز نہیں رکھ سکتی۔ وہ عبادت کو کم نہیں کرتے۔ جب تک کہ وحی کے ذریعے سے روک نہیں دیئے جاتے۔ عبادت کی اس دُھن کے باوجود "ما عبدناک حق عبادتک" کے نعرہ سے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔

تیرھویں صدی کے بہت بڑے عارف کے تذکرے میں جو چیز سلف صالحین کو یاد دلاتی ہے۔ وہ آپ کی عبادت ہے۔ "یُوں تو آپ آٹھوں پہر معروفِ عبادت رہتے۔

Marfat.com

آنکھیں دیدارِ الٰہی سے اور دل ذِکرِ خفی سے بیدار تھا۔ تاہم صبح سے چاشت تک تقریباً تین گھنٹے۔ مغرب کے بعد ایک گھنٹہ۔ عشاء اور وتر کے درمیان (۱۰۰ نفل) کا وقت اور رات کا آخری تیسرا حصہ عبادتِ الٰہی، استغراق اور شہود کے لئے خاص تھا۔ عموماً ان اوقات میں تخلیہ ہوتا۔ اور آخری زمانہ کا یہ پاک باز عارف نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ محوِ سجود اور رکوع رہتا۔ فرض نماز اور ان کے بعد کے اوراد ان کے علاوہ تھے۔ دن رات میں صرف دو یا تین گھنٹے آرام کرتے باقی تمام وقت خدمتِ خلق اور تعلیم و تربیت کیلئے وقف تھا۔ لکھا ہے۔ کہ آدمی دن رات میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ اس لئے تمام مشائخ کبارؒ کا دستور رہا کہ اتنی بار اسم ذات کا ورد کرتے تھے۔ تاکہ ہر سانس کے ساتھ ایک شکر واجب ہو جائے۔ آپ نے اس تعداد کو دُگنا کر دیا تھا۔

آپ کی عادت تھی۔ کہ آٹھوں پہر باوضو رہتے۔ آخر عمر میں آپ کو تقطیر البول کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ تاہم کبھی بے وضو نہ رہے۔ بعض اوقات چالیس بار یا اس سے زیادہ تک بھی وضو کرنا پڑتا تھا۔ اور ہر وضو کے بعد دو رکعت نماز تحیتِ وضو پڑھتے تھے۔

درد یا بیماری۔ سردی۔ گرمی۔ غلبۂ نیند یا سفر غرض کوئی جسمانی تکلیف یا موسمی رکاوٹ آپ کو اوراد اور مشاغل ادا کرنے سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔ ایک بار آپ مغرب کے بعد مشغولِ عبادت تھے۔ کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ اور اسہال آنے لگے۔ جب ذرا افاقہ ہوا تو فوراً طہارت کر کے نماز میں شاغل ہو گئے۔ لوگوں نے روکنا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے اس سے آرام ملتا ہے۔

استقامت شریعت

از رسوم شرع و حکمت با ہزاراں اختلاف
نکتۂ ہرگز نہ شد فوت از دلِ دانائے تو!

آپ کو سب سے بڑا خیال اس امر کا تھا کہ آپ کا قدم جادۂ شریعت سے کبھی ہٹنے نہ پائے۔ ذکر و فکر، حالت ہوشیاری اور بے خودی میں استقامت کا خیال پیش نظر رہتا

Marfat.com

سفر، حضر، صحت، علالت ہر حال میں احکام شریعت کی پابندی آپ کا نصب العین تھا۔

آپ فرماتے تھے۔ کہ ہمارا اصلی کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ اگر ایک شخص ہوا میں اُڑتا ہوا نیچے اُتر آئے۔ لیکن اُس کا کوئی ایک فعل بھی جادۂ شریعت سے باہر ہو۔ تو وُہ قابلِ اعتبار نہیں۔

آپ کا قول تھا کہ "الاستقامت فوق الکرامت" یعنی استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ جب کشف کا ذکر ہوتا۔ تو آپ فرماتے۔ "بر سرِ کشف کفش مے باید زد" آپ کشف کو حیض الولایت یا حیض الرجال کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

معرفت کے ذخار سمندر آپ پی گئے۔ آپ کا سینہ معرفت کے ہزار ہا رازِ سربستہ کا گنجینہ تھا۔ لیکن کبھی بھی خلافِ شریعت ایک لفظ آپ کی زبان سے نہ نکلا۔ شروع میں تو اکثر اوقات محویت کا عالم طاری رہتا۔ لیکن جب کبھی حالتِ صحو (ہوشیاری) میں آتے۔ تو سب سے پہلے یہی پوچھتے۔ کہ کوئی کلمہ خلافِ شریعت تو میرے منہ سے نہیں نکلا۔ علماء تسلی دیتے۔ تو الحمدُللہ کہتے۔

محفلِ سماع میں جب آپ پر وجد طاری ہوا کئی گھنٹے بیخود پڑے رہے۔ لوگوں کو آپ کی موت کا یقین ہو گیا۔ ایسے وقت میں جب ہوش آیا۔ تو فرمایا۔ میری کوئی نماز تو قضا نہیں ہوئی۔ میرے جسم کا کوئی حصہ ننگا تو نہیں ہوا۔

آپ کا خیال تھا کہ استقامتِ شریعت میں عین عشقِ الٰہی ہے۔ اگر ایک شخص عاملِ شریعت ہو۔ تو عشقِ الٰہی اس پر غالب آتا ہے۔ اور شریعت یہ ہے۔ کہ جو کچھ حکم ہوا۔ اس پر عمل کرے۔ متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فعل و قول میں ظاہر و باطن میں ملحوظ رکھے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ خدا کے محبوب وُہی ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

اولیاء اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے اس کے عین مظہر بن جاتے ہیں یہ باتیں صرف اقوال پر محدود نہیں۔ بلکہ آپ کی زندگی کے ایک ایک سانس میں اتباعِ شریعت کی گرمی تھی۔ مدت العمر میں ایک فعل بھی خلافِ شرع سرزد نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ فقراکی

Marfat.com

نسبت علماءِ وقت آپ کے زیادہ گرویدہ تھے۔ اس کا موجب محض اتباعِ شریعت تھا۔

آپ کے تقسیمِ اوقات پر نگاہ کریں۔ کس خوبی سے عبادات، معاملات، اور درس و تدریس کو الگ الگ وقت دیا گیا ہے۔ مداومت کا یہ حال کہ آپ نے ۸۴ سال کی عمر پائی۔ لیکن اس میں ایک دن بھی فرق نہ آنے پایا۔ یہاں تک کہ آخری رات بھی فرائض و نوافل ادا کر کے رفیقِ اعلیٰ سے ملے۔

آپ کے اس عملی نمونہ کا اثر یہ تھا۔ کہ تمام کے تمام لوگ جو آپ کی خدمت میں رہتے اتباعِ شریعت کے عملی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

تلقین و تعلیم۔

آپ کی تعلیم قرآن اور آپ کی تلقین شریعت تھی۔ آپ کا مخاطب زیادہ تر علماء کا گروہ تھا آپ کے مدِ نظر اس گروہ کے اختلاف کو مٹانا اور ان کو روحانیت کے رنگ میں رنگ دینا تھا کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ اس گروہ کی اصلاح اور تزکیۂ باطن سے احیائے ملت کا کام ممکن ہے۔

آپ کی علمی صحبتیں آپ کی تعلیم و تلقین کا آئینہ ہیں۔ تیرھویں صدی تک علم شریعت اور طریقت کے آئینہ پر جو غبار آلود زنگ چڑھ چکا تھا آپ کے اقوال نے اسے پاک و صاف کیا۔ امتدادِ زمانہ سے صوفی اور عالم یکساں طور پر اپنی اصلیت بھلا چکے تھے۔ آپ نے دونوں فریقوں کو بھولے ہوئے سبق پھر یاد دلائے۔

جس طرح سنت قول و فعل کا نام ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی کارنامہ یہی ہے کہ جو فرمایا وہ کر کے دکھایا اور اپنے پاک نمونہ سے صحابہ کرامؓ کو بھی عملی رنگ میں رنگ دیا۔ ٹھیک یہی صورت ہم سلیمانی تعلیم میں بھی پاتے ہیں۔

علماء کی قدر دانی۔

عالموں کی بے حد قدر فرماتے تھے۔ اور ان کی معروضات کو نہایت غور سے سنتے تھے

Marfat.com

یہاں تک کہ اگر اُن کی دُنیاوی حاجات امیروں کے متعلق ہوتی تھیں۔ تو عُلماء کی حاجت برآری کے لئے دُنیاداروں کے پاس بہ نفسِ نفیس جانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اگر کسی امیر یا والئے ریاست کے متعلق یہ ثابت ہوتا کہ اُس نے کسی عالم کی بے توقیری کی تو اُس سے ہمیشہ کے لئے منہ پھیر لیتے۔ الغرض آپ عُلما کی ذات کے شیدائی تھے کیونکہ آپ کا خیال تھا۔ کہ صرف اِسی گروہ کے تزکیۂ نفس سے دین وسُنت کا احیاء ممکن ہے۔

احیائے علوم شرعی:۔

تمام صُوفیائے کرام اور مشائخ کبار کے صحائف زندگی کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدس گروہ ہمیشہ عُلمائے ظاہر کا محسود رہا۔ عالموں کے شمشیر قاعدے سے بعض کے سر کاٹے گئے۔ اور بعض پر تکفیر کے آرے چلے۔ سُولی پر چڑھے۔ گویا باطنی اور ظاہری علوم ہمیشہ دست بگریباں رہے۔ لیکن سُلیمانی کمالات کی امتیازی خصُوصیت یہی تھی۔ کہ عامۃ النّاس اور فُقراء کی نسبت عُلما کا گروہ آپ کی رُوحانیت کا زیادہ معتقد تھا۔ بڑے بڑے متبحر عالم دربارِ سُلیمانی میں زانوئے ادب تہ کرتے اور جمالِ جہاں آرا کی نورانی شمع پر پروانہ وار گرتے تھے۔ علم اور فقر کا یہ اجتماع اُس مُقدس اور پاک تعلیم کا نتیجہ تھا جو بزمِ رسالت سے آج تک طاقِ نسیان ہو گئی تھی۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بظاہر آپ کی تعلیم قطبی تک تھی۔ لیکن بڑے بڑے مختلف فیہ مسائل کا آپ اِس طرح فیصلہ کر دیتے کہ فارغ التحصیل عُلماء میں مجالِ مقال نہ ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا سینہ علم لدنی کا خزینہ تھا۔

آپ کا زمانہ دینی مسائل کے انحطاط اور تاریکی کا زمانہ تھا۔ عُلمائے نے احادیث واقوال کی تاویل سے دین کو ایک گورکھ دھندا بنا دیا تھا۔ اور اسلام کے سادہ اور روشن مسائل کا چہرہ عُلماء کی کج بحثیوں کے غبار میں گم ہو گیا تھا۔ آپ کی تعلیم وتلقین کی روشنی سے اُس کی اصلی جھلک نظر آنے لگی۔

تقدیر وتدبیر:۔ تقدیر کا مسئلہ مسخ ہو کر جس شکل میں مُسلمانوں کا عقیدہ بن

Marfat.com

گیا تھا۔ اُس سے قوم کے اعصاب شل ہو کر عملی طاقت کھو چکی تھی جس کا نتیجہ نکلا کہ مُسلمان مقابلہ کے میدان میں اقوامِ عالم سے بازی ہار رہے تھے

اگرچہ ان مباحث سے آپ کو احتراز تھا تاہم آپ نے اِس مسئلہ کو پوری طرح واضح کیا۔ آپ کی تلقین تھی کہ قسمت اگرچہ حق ہے، لیکن انسان کے عمل ہی اُس کی اچھی قسمت پیدا کرتے ہیں۔ ایک شخص نے آپ سے پُوچھا کہ حضرت خدا عمل سے ملتا ہے یا قسمت سے فرمایا "مگر عمل شرط ہے" اور یہ شعر پڑھا ؎

بہ جستجوئے نیابد کسے مُرادِ دِلی؛
کسے مُراد نیابد کہ جُستجو نہ کند

کسبِ حلال کی ترغیب :۔

آپ کی بڑی ترغیب کسبِ حلال کی تھی۔ اِس بارہ میں سب سے بڑی فہمائش آپ کا نمونہ تھا کہ باوجود خزانۂ غیب سے انبار درانبار نعمت کے بھی صرف اِسی زمین کی پیداوار سے کھاتے جو جدی ورثہ سے ملی تھی۔ آپ اپنی پاک صحبتوں میں ہر وقت کسبِ حلال پر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اور مختلف حکایات سے اسے دلچسپ بناتے۔ فرماتے۔ اے لوگو! حلال کی کمائی میں اِس قدر برکت ہے۔ کہ کاسبِ حلال جو کچھ مُنہ پر لاتا ہے، کرو گارِ عالم پورا فرماتا ہے۔ ایک عالم کا قصہ بیان فرمایا کہ وُہ کسی خطرناک بیماری میں مُبتلا تھا۔ مایوس ہو کر ایک فقیر کے پاس گیا فقیر نے سُورۃ الحمد پڑھ کر دم کی۔ اُسے شفا ہو گئی۔ پُوچھا کہ یہ مرتبہ تم نے کہاں سے پایا۔ کہا لقمۂ حلال سے۔ آپ نے عالموں کو ترغیب دی کہ مسئلہ شرعی کے عوض خفیف سے خفیف اُجرت بھی نہ لیں۔

توکل کی تعلیم :۔

توکل کی ترغیب دی تو اِس طریقہ سے کہ کام کئے جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔ نہ یہ کہ ہاتھ پر

Marfat.com

ہاتھ پر ہاتھ دھرکر بیٹھے رہو۔ فرماتے توکل عجز کا نام نہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کو کوئی حاجت ہو تو کہہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا مجھے تیری کچھ حاجت نہیں۔ اور جس کے ساتھ ہے اُسے کہنے کی ضرورت نہیں۔ خدا کو رحم آیا۔ اور فرمایا "یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ" (ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ اور سلامتی کا باعث بن ابراہیم کیلئے)

آپ کا خیال تھا کہ اس بارہ میں مذہب کی قید نہیں۔ خُدا کی مخلوق کا جو فرد اُس پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور امداد چاہتا ہے۔ تو اُسے فطرتِ الٰہی اپنے دامن میں چھپا لیتی ہے۔ فرماتے ہیں "غیر حق پر تکیہ کرنا ایک حادث (فانی) بھروسہ ہے۔ پس بھروسہ اُس ذاتِ باری پر کرنا چاہیئے جو ازلی اور ابدی ہے"

یار محمد خان ملغانی جب اپنا وطن مالوف چھوڑ کر غیر مُلک میں جانے لگے۔ تو فرمایا چودھویں والے خُدا کو میرا سلام دینا" یعنی مطلب یہ تھا کہ ہمیں محنت کرو۔ اور خُدا پر بھروسہ رکھو۔ اسباب ظاہر پر بھروسہ چھوڑ دو۔ غرض اس قسم کے ہزاروں اقوال و امثال سے آپ توکل کا یہ سبق لوگوں کو سمجھاتے رہے۔ اور خود اُس کا عملی نمونہ بن کر دکھلایا۔

حُبِّ دُنیا سے پرہیز۔

حُبِّ دُنیا مہلک ترین روحانی مرض ہے۔ اور اس سے مُراد وہ محبت ہے۔ جو حق و باطل کے دیکھنے میں اندھا کر دے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہوں لیکن انسان ان میں منہمک نہ ہو اور ان کی محبت اُسے یادِ خُدا اور دینداری سے باز نہ رکھے، تو اُسے حُبِّ دُنیا نہیں کہتے۔ آپ نے نہایت پُر زور اور شاندار طریقہ سے اُس کی تلقین کی۔

آپ فرماتے تھے کہ تمام بُرائیوں کی جڑ حُبِّ دُنیا ہے۔ سالک کے دل میں جب تک یہ غم باقی ہے وہ ترقی نہیں کرتا۔ آپ حُبِّ دُنیا کے خلاف فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز تمہارے نصیب

Marfat.com

میں ہے، وُہ تمہیں مل کر رہے گی اور جو چیز تمہیں نہیں ملی، وُہ تمہارے نصیب میں نہیں پھر حرص کا کیا فائدہ۔

عشقِ حقیقی :-

اسلام دینِ محبت ہے۔ اس کی بنیاد محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ"

(اور جو ایمان والے ہیں وُہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔)

حدیثِ پاک میں ہے کہ حضورﷺ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری و مسلم)

(تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کی نگاہ میں اُس کے باپ اُس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں، جو نبی ہیں نہ شہید۔ لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ یہ وُہ لوگ ہیں، جن کو اللہ سے محبت ہے اور جن کو اللہ پیار کرتا ہے۔ وُہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔" (ترجمہ)

اللہ تعالیٰ کی شدید محبت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت صحابہ کرامؓ، صدیقینؓ، شہداء اور صالحین و اولیاء اللہ نے تمام مقامات طے کئے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بن گئے وُہ جن کو اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے یعنی وُہ جو مقام يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے حامل قرار پائے اور جن کو یہ بشارت دی گئی کہ ان کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

Marfat.com

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اولیں ہے عشق!
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات
صدقِ خلیل علیہ السلام بھی ہے عشق، صبرِ حسین رضی اللہ عنہ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!
(اقبالؒ)

اسلام دینِ محبت ہے اور سلسلۂ چشتیہ مشربِ محبت ہے۔ بقول پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد فاروقی دہلوی "طریقِ چشتیہ کی خصوصیت سوزِ عشق ہے"۔ "تاریخ مشائخ چشت" میں ہے "صوفیہ کا کہنا ہے کہ محبت ہی رازِ حیات ہے۔ اگر اِس (عشق و محبت) کی آگ دل میں نہ ہو تو وہ گوشت کا ایک بے جان ٹکڑا ہے۔ اگر عشق کی گرمی ہو تو انوارِ ربانی کا محل:

سلامتی دلِ عشاق از محبتِ تست!
وگرنہ ایں دلِ پرخوں چہ جائے منزلِ تست"

محبّ النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ سلسلۂ چشتیہ کی نسبتِ عشق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "طالبِ صادق جب اللہ پاک کا نام لینا شروع کرتا ہے تو ابتداء میں اُس کو ذوق پیدا ہوتا ہے۔ پھر شوق۔ اس کے بعد محبت اور جب محبت درجۂ کمال کو پہنچتی ہے تو عشق پیدا ہوتا ہے۔ اور جب عشق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر 'ماسوی اللہ' جو کچھ ہے مٹنے لگتا ہے۔ "اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ" یعنی عشق ایسی آگ ہے کہ محبوب کے سوا تمام اشیاء جلا دیتی ہے۔ اور توجہ کا مقام کھلتا ہے اور سیر النفسی حاصل ہو کر مطلوب ہی مطلوب نظر آنے لگتا ہے۔

حضرت غوثِ زماںؒ کے ملفوظات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں جذبۂ عشق بدرجۂ کمال موجود تھا۔ عشق کا نام سنتے تو بیتاب ہو جاتے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ بے اختیار عارفانہ و عشقیہ اشعار پڑھنے لگتے۔ فرماتے تھے کہ عشق کے بغیر زہد و علم بے کار ہیں۔ روحانیت کی معراج عشق کو قرار دیتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ اے لوگو خدا تک پہنچنا لازم ہے مگر یہ عشق کے بغیر محال ہے۔ فرمایا کہ فقیر وہ

Marfat.com

ہے جو عشق میں ثابت قدم رہے۔

خاتم سلیمانی میں ہے کہ حضرت غوث زماںؒ نے ارشاد فرمایا "کہ استقامت عشق عین شریعت ہے اور استقامت شریعت خود عشق ہے۔ جب شرع مستقیم ہوگئی تو عشق اس کی طرف عود کرتا ہے۔ اور شریعت اس کا نام نہیں کو جو امر ہووے، انسان اس کا صرف عامل ہو جائے۔ بلکہ شریعت تو متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور حضور شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت قولاً فعلاً، ظاہراً اور باطناً خود شریعت ہے۔ جب یہ مدارج پورے ہوں تو وہ عامل محب و محبوب خدا ہے۔ بموجب آیت مبارکہ "اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" پس اولیاء اللہ بہ سبب کمال متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مظہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

ڈاکٹر محمد حسین للٰہی اپنے تحقیقی مقالہ میں جذبہ عشق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"سلسلۂ چشتیہ کے بزرگوں کے مخصوص احوال و شعائر میں سے ایک کیفیت محبت الٰہی کی ہے، جس کو "نسبت عشق" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی سیرت کے مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ آپ کے اندر جذبۂ محبت الٰہی بدرجۂ کمال تھا۔ اور آپ کے اصحاب و مریدین بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ دور دور سے زاہدان خشک آپکی خدمت میں حاضر ہوتے اور چند دن کی صحبت میں رہ کر اور محبت الٰہی کی حرارت حاصل کر کے مادی دنیا کے مردہ قلوب کو عشق حقیقی کی حرارت اور زندگی عطا کرتے تھے۔"

منتخب المناقب میں ہے کہ ایک مرتبہ پاکپتن شریف میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری نقشبندیؒ کے سوال کے جواب میں حضرت غوث زماںؒ نے فرمایا:

"اے صاحب سماع کا تعلق درجات عشق سے ہے اور سماع دردمندان عشق کی دوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے حضرت ہمارے اندر تو عشق نہیں ہے۔ فرمایا؛

منزلِ عشق از مکانے دیگر است

مردِ ایں رہ را نشانے دیگر است!"

مولانا صاحبؒ نے پھر پوچھا کہ عشق کس کو حاصل ہے۔ جواب فرمایا کہ عاشقانِ خواجگانِ چشت کو۔ مولانا صاحبؒ نے مزید پوچھا کہ اہلِ عشق کو عشق کے کام میں کیا در کار ہے؟ اور اس سے کون سا مرتبہ حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ عشق کے کام میں مرتبہ تسلیم و رضا حاصل ہوتا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را!
ہر زماں از غیب جانے دیگر است"

منتخب المناقب میں مولوی نور جہانیاں بہاول پوریؒ کے حوالے سے بھی عشقِ حقیقی کے موضوع پر حضرت غوثِ زماںؒ کے ارشاداتِ عالیہ موجود ہیں۔ چنانچہ صاحب منتخب شریف لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی صاحب موصوفؒ نے پوچھا کہ حضرت عشق کیا چیز ہے؟ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا:

"عشق ایک ایسی آگ ہے کہ جس جگہ ظاہر ہوتی ہے، معشوق کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ مگر اس کی خبر اُس کو ہوتی ہے جس کو عشق حاصل ہو۔ مزید فرمایا کہ: ایک سالک جو عشقِ الٰہی اور محبتِ خدا تعالیٰ اور اُس کے جمالِ باکمال کے شوق میں اپنی جان کو صرف کرتا ہے، کیسے ممکن ہے کہ اُسے حق تعالیٰ کا وصال نصیب نہ ہو اور یہ بات حضرت محبوبِ الٰہیؒ کے اِس ارشاد کے مطابق ہے کہ جب پوچھا گیا کہ محب کے قلب واضطراب کا محبوب پر کیا اثر ہوتا ہے تو فرمایا کہ یہ قلق و اضطراب محبوب ہی کے جذب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

عاشقاں ہر چند مشتاقِ جمالِ دلبراند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق تراند
عشق مے نازد بہ حُسن و حُسن مے نازد بہ عشق
آرے آرے ایں دو معنی عاشقِ یک دیگراند"

مناقبِ سلیمانیہ میں ہے کہ ایک دفعہ محبتِ الٰہی اور عشقِ حقیقی کے بارے میں

Marfat.com

گفتگو کرتے ہوئے حضرت غوثِ زماںؒ نے ارشاد فرمایا کہ

"تمہیدِ عین القضاۃ ہمدانی میں یہ تحریر میری نظر سے گزری ہے کہ عشق آگ ہے جہاں عشق آتا ہے وہاں سے باقی تمام چیزیں رخصت ہو جاتی ہیں عشق جلتا ہے اور جلاتا بھی ہے۔ اور اپنا ہم رنگ کر دیتا ہے۔"

اس تحریر کا حوالہ دینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ

"خدا تک پہنچنا فرض ہے اور ضروری ہے۔ مگر عشق کے بغیر خدا تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اس لحاظ سے عشق بھی فرض اور لازمی ہے۔"

منتخب شریف میں تحریر شدہ آپ کے یہ فرمودات بھی قابلِ غور ہیں۔ فرمایا:

۱۔ عشق آتش است کہ در جائے کہ جلوہ کند غیر معشوق را بسوزد۔

۲۔ بخدا رسیدن لابد است و سوائے عشق بخدا رسیدن مشکل است۔

۳۔ عشق در زمانہ بر حضرت قبلۂ عالمؒ ختم شد و حال از عشق حرفے و نامش کس نداند"

فرمایا کہ "عشق اس زمانہ میں حضرت قبلۂ عالمؒ پر ختم ہو گیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ خاتم العشاق تھے۔ اب حضرت قبلۂ عالمؒ کے بعد کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو عشق کے حرف و نام کی حقیقت سے آشنا ہو۔" یہاں حضرت غوثِ زماںؒ اپنے شیخ و مرشد سے بے پناہ عشق و محبت و عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں اور ساتھ ہی اظہارِ حقیقت بھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے تمام نعمتوں کے ساتھ ساتھ عشق کی نعمت بھی آپ کو منتقل فرما دی تھی اور آپ درجۂ عشق میں بھی اس مقام بلند پر پہنچ چکے تھے۔ جہاں پر پہنچنے کی خبر حضرت قبلۂ عالمؒ کو حضرت مولانا فخر الدین فخرِ جہاں دہلویؒ نے دی تھی۔

عشق دین کی بنیاد ہے اور دین کی غایت فقر ہے اور فقر کا آخری مقام عشق ہے۔ لہٰذا ہم اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس راہ میں عشق ہی سب کچھ ہے۔ سنگھڑ ندی کے کنارے حضرت غوثِ زماںؒ کی خانقاہ عشق کی وہ دکان تھی جہاں سے سچا اور سستا سودا ملتا تھا:

عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام!

عشق فقیہِ حرم، عشق امیرِ جنود!
عشق ہے ابن السبیل اسکے ہزاروں مقام

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات!
عشق ہے نورِ حیات، عشق ہے نارِ حیات

(اقبالؒ)

مقبولیت:

منتخب شریف میں ہے کہ جن دنوں حضرت غوثِ زماںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمتِ عالیہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، ایک دن آپ نے سبق لیا، پیشانی پر ہاتھ رکھا، سلام کیا اور اپنے ڈیرہ پر چلے گئے۔ حاضرین میں سے کسی نے از رہِ استہزا یا خوش طبعی عرض کیا کہ یا حضرت کیسے کیسے دیہاتی آپ کی خدمت میں رہتے ہیں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے پوچھا کہ کس کے بارے میں کہہ رہے ہو؟ اُس شخص نے کہا کہ جیسے ابھی ابھی ایک شخص آپ سے سبق پڑھنے کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سلام کر کے چلا گیا ہے۔ اُسے سلام کرنا بھی نہیں آتا اور نہ ادب و تواضع کا سلیقہ رکھتا ہے۔

حضرت قبلۂ عالم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا۔ فرمایا: "اے میاں یہ تم نے کیا کہا ہے تمام معاملہ تعلقِ خاطر اور اخلاص پر ہے۔ اگر اخلاص ہو تو اتنا سا ادب اور ایسا سلام بھی کافی ہے۔ یہ دور کا مسافر ہے، سادہ دل ہے، اسلئے زیادہ متواضع نہیں ہے۔" پھر فرمایا:

"در نظرِ شاہ دہقانیست۔ ما را تختِ سلیماں آرائی نظر مے آید و حضرت

مولانا صاحب رضی اللہ عنہ' ازیں ماما شہبازِ کوہستانی فرمودہ بود۔"

(تمہاری نظر میں دہقانی ہے۔ ہماری نظر میں تختِ سُلیماں کی زینت ہے۔
حضرت مولانا فخر جہاں دہلویؒ نے اسی کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ شہبازِ
کوہستانی ہے۔)

وُہ شخص بہت شرمندہ ہُوا اور معافی مانگی۔ دوسرے دن جب آپ سبق پڑھنے گئے تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے حاضرین کو فرمایا کہ "اسے اب ماما خاں نہ کہا کریں۔ محمد سُلیمان یا حافظ سُلیمان کہا کریں۔"

○

خاتمِ سُلیمانی میں یوں مرقوم ہے:

"جس وقت خواجہ محمد سُلیمان" اپنے وطنِ مالوف کوہِ درگ سے تونسہ شریف میں آئے تو اُس وقت کوئی بھی آپ کا واقف نہ تھا۔ بھلا کس کو خبر تھی کہ یہ نوجوان پٹھان بفضلِ ایزدِ سبحان قطبِ دوراں کہلائے گا اور محمد سُلیمان کے نام سے سُلیمانِ ثانی مشہور ہوگا۔ حضرتِ سُلیمان علیہ السّلام کی طرح جن و انس پر حکومت کرے گا۔ وُہ جسے ابتدا میں گوسفند چرانے کا کام کرنا پڑا۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ اُمّتِ محمّدی کا نگہبان ہو کر شیطان سے اس کا نگہبان ہوگا۔ جو خود کریما اور پند نامہ پڑھتا ہے۔ ایک وقت ہوگا کہ وُہ علومِ ظاہری و باطنی کا استادِ کامل و اکمل ہوگا۔ جس کی رہائش کے لئے تونسہ میں مقررہ مکان نہیں۔ اس کا شہرہ یہاں تک ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ، امراء، نواب، راجے اس کی دہلیز پر اپنے اپنے ماتھے رگڑنے کو سعادت سمجھیں گے جس کے پاؤں میں بالفعل راحت پاپوش تک موجود نہیں ہے۔ اس کی کفشِ پائے مُبارک کو بڑے بڑے امراء اور وزراء بوسہ دیں گے اور آنکھوں پر لگانے کو اپنا افتخار تصوّر کریں گے۔"

○

Marfat.com

حیاتِ سلیمانؒ میں یوں مرقوم ہے:

"ہماں نورِ جہاں آرا کہ شد اندر عرب پیدا
ہمانا در عجم آمد بہ سحر و فسرِ افغانی

شمس العارفین، سراج العاشقین، محب الفقراء والمساکین، شاہ افغان، پیر پٹھان، خواجہ محمد سلیمان جعفر علیہ الرحمتہ والغفران

زمانۂ آخر کے وہ عارفِ کامل ہیں، جن کے عرفان و کمالاتِ روحانی نے سلفِ صالحین کی یاد کو تازہ کیا اور ان کے اسوۂ کاملہ نے دنیا پر روشن کر دیا کہ اب بھی اگر مسلمان عشقِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمستیاں اور شورشیں اپنے اندر جذب کرلے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں گداز ہو جائے تو آج بھی وہ روم و سحر کے مظاہر کی جلوہ آرائیاں امتِ مرحومہ کی آنکھوں کو دکھا سکتا ہے۔ بلاشبہ آپ ان بزرگوں کے ہم پایۂ بزرگ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی کا عملی نمونہ تھے، جنہوں نے دورِ آخر میں احیائے سنت واصلاحِ امت کا حق ادا کر دیا۔"

○

تاریخ مشائخ چشت میں مرقوم ہے:

"پنجاب میں حضرت شاہ فخر الدین صاحبؒ کا فیض اور چشتیہ نظامیہ سلسلہ کا نام شاہ نور محمد مہارویؒ کے ذریعہ پہنچا اور شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی۔ شاہ محمد سلیمانؒ بڑے برگزیدہ بزرگ تھے۔ ان کے ارشاد و تلقین سے پنجاب کے ہزاروں گمراہانِ بادیۂ ضلالت نے ہدایت پائی۔ ان کے خلفاء ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور رشد و ہدایت کے وہ چراغ روشن کئے کہ ایک بار پھر صوفیائے متقدمین کی خانقاہوں کے نقشے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ شاہ محمد سلیمانؒ کی جلائی ہوئی اس شرع و سنت کی شمع کے گرد دور دور سے پروانے جمع ہوئے۔ ان کے خرمنِ کمال سے ہزاروں نے فیض حاصل کیا۔ سنگھڑ اور تونسہ کا غیر معروف علاقہ علم و عرفان کا مرکز بن گیا جہاں سے ہزاروں عقیدت مند تربیت پاکر ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے میانوالی، گولڑہ، جلال پور، حیدرآباد، تنھاطالی، راجپوتانہ میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم ہو گئیں اور ایک بار پھر پرانی محفلوں کی یاد تازہ ہو گئی۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت کے ان ایام کا ایک اور اہم واقعہ منتخب شریف میں مرقوم ہے کہ خاندان سہروردیہ کے ایک بزرگ سید بسمل شاہؒ قصبہ ماڑی شوق شاہ میں رہتے تھے اور کبھی کبھی سیال شریف میں حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں زیارت و فیض پذیری کے لئے آمد و رفت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ آئے ہوئے تھے کہ انہوں نے حضرت غوث زماںؒ کے چہرۂ نورانی کو دیکھا کسی سے پوچھا کہ یہ درویش کہاں سے ہے۔ جب معلوم ہوا کہ کوہ مگ ان کا وطن ہے، حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت ہیں اور علم حاصل کر رہے ہیں تو فوراً آپ کا دست مبارک پکڑا گرم جوشی سے معانقہ کیا اور فرمایا:

"اے جواں خبردار باش کہ دیگ نبوی ظاہری و باطنی نصیب تست و از جناب الٰہی و نور محمدی در دست شما تفویض مے شود۔ در تقسیم آں ہوشیار بود باشید و نحوے قسمت آں خواہید کرد کہ احدے ازاں دست شما خالی نخواہد ماند و خالی ماندنی نیست و شرق و غرب ازاں بہرہ یاب خواہد بود و شما را مبارک باد۔ (اے جوان خبردار رہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی دیگ تیرے نصیب میں ہے اور یہ جناب الٰہی اور نور محمدی سے تیرے ہاتھوں میں تفویض کی جائے گی۔ اس کی تقسیم میں ہوشیار رہنا اور اس طرح تقسیم کرنا کہ تیرے ہاتھ سے کوئی محروم نہ رہے اور محروم رہے گا بھی نہیں بلکہ شرق و غرب سے سب بہرہ یاب ہوں گے۔ تمہیں مبارک ہو۔)

منتخب المناقب میں ہے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا سالانہ عرس مبارک تھا ملک کے گوشہ گوشہ سے خواص و عوام شرکت و زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ محمد باقر چشتیؒ بھی موجود تھے۔ ایک بڑا محفل کے دوران انہوں نے حضرت غوث زماںؒ کے مرید خاص مولوی قادر بخش صاحب سے فرمایا

Marfat.com

کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پیر کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ ہم ظاہر بین لوگ ہیں، ہم اُن کے اصل مقام و مرتبہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ حضرت محمد باقر چشتیؒ نے فرمایا کہ "حضرت غوثِ زمانؒ کا مقام بہت بلند ہے اور اِس مقام کا نام مقامِ محبوبیت ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہارے پیر کو درجہ محبوبی دیا ہے، جو قطبیت، غوثیت اور افرادیت کے تمام مقامات طے کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔"

○

صاحبِ مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوثِ زمانؒ آخری سال حضرت قبلۂ عالمؒ کے عُرس میں شرکت کے بعد واپس سنگھڑ شریف روانہ ہوئے تو بندہ نے قصبہ شمس سیال سے اجازت لے لی اور اپنے وطن آگیا پھر حج و زیارت کے لئے چلا گیا۔ حرمین الشریفین کی زیارت کے بعد اپنے وطن واپس آکر سنگھڑ شریف حاضر ہوا تو حاجی غلام محمد بھی ملے۔ وُہ سفرِ حج اور زیارتِ مدینہ طیبہ میں میرے رفیق تھے۔ میں پہلے واپس آگیا تھا اور وُہ بعد میں آئے تھے۔ اُنہوں نے بتایا کہ "میں ایک دن جنت المعلیٰ میں زیارات کے لئے گیا تو وہاں ایک برہنہ مجذوب بیٹھا ہوا تھا۔ وُہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا جو اُس کے قریب جاتا اُسے پتھر مارتا۔ جب اس مجذوب نے مجھے دیکھا تو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا۔ میں نزدیک گیا تو کہنے لگا کیا تُو مشائخ میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اُس نے پُوچھا تیرا شیخ کہاں ہے؟ میں نے کہا ملتان کے نواح میں۔ اُس مجذوب نے کہا "سلیمان"۔ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے سلام کیا اور کہا:

"ھو شیخنا، ھو تاجنا، ھو شیخ المغرب والمشرق، ولی اللہ کثیر، خلیفۃ اللہ واحد وھو خلیفۃ اللہ"

(وُہ ہمارا شیخ ہے۔ وُہ ہمارا تاج ہے۔ وُہ مشرق و مغرب کا شیخ ہے۔ اللہ کے ولی بہت ہیں۔ مگر اللہ کا خلیفہ ایک ہی ہے اور وُہ (سلیمانؒ) اللہ کا خلیفہ ہے۔)

Marfat.com

مولوی غلام حیدر صاحب نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ میں موضع پروا میں تھا کہ وہاں مسجد میں ایک درویش آیا۔ نمازِ عشاء کے بعد اُس نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں سے سنگھڑ کتنی دُور ہے؟ میں نے جواب دیا کہ تین دن کا راستہ ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ اصفہان کے قریب کا رہنے والا ہوں۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان سے بعیت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تُو نے غوثِ زماںؒ کو کیسے جانا؟ اُس نے جواب دیا:

میں ایک رات حواشی فوائدِ ضیائیہ پڑھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں شگاف ہو گیا اور اس شگاف سے نورِ الٰہی بارش کے پرنالے کی طرح جاری ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ نور کس جگہ اور کس پر وارد و نازل ہو رہا ہے؟ آواز آئی کہ یہ نور سنگھڑ شریف میں اس زمانے کے غوث حضرت خواجہ محمد سلیمان پر نازل ہو رہا ہے اور اُن کی فیض رسانی کی برکت سے تاقیامت نازل ہوتا رہے گا۔ میں نے یہ خواب اپنے استادِ محترم کو سنایا اور ان کی اجازت سے سنگھڑ شریف کی طرف چل پڑا۔ جب ہرات میں پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ سنگھڑ شریف نواحِ ملتان میں ہے۔ پس یہاں آگیا۔" الغرض وہ شخص سنگھڑ شریف حاضر ہوا۔ حضرت غوثِ زماںؒ سے بعیت ہوا فیض حاصل کیا اور پھر اپنے وطن واپس چلا گیا۔

میاں محمد کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ میاں خیر محمد باغبان فرماتے تھے کہ میں نے ایک رات ایک نوجوان کو دیکھا کہ گرتا پڑتا تونسہ شریف کی طرف آرہا ہے یہاں تک کہ وہ خانقاہ شریف کی مسجد میں پہنچ گیا۔ تھوڑی رات گزری تھی کہ میں نے دیکھا حضرت غوثِ زماںؒ خلافِ معمول مسجد میں تشریف لائے۔ وہ نوجوان سجدہ میں پڑا تھا۔ اُس نے سر اُٹھایا۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا اور قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے اُسے اُٹھایا، بعیت کیا اور اُسی وقت مجازِ نفس فرما دیا۔ وہ شخص فوراً وہاں سے واپس روانہ ہو گیا۔

میں نے اُس کا پیچھا کیا اور کچھ دُور جا کر اُس کا دامن پکڑ کر ٹھہرا لیا اور سب حال پوچھا

Marfat.com

اُس نے بتایا کہ مَیں کشمیر کا رہنے والا ہُوں۔ مَیں نے خواب میں حضرت غوثِ زمانؒ کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ آجاؤ اور میری بیعت کرو۔ مَیں نے جگہ پُوچھی تو فرمایا "میں ملک سنگھڑ میں تونسہ میں رہتا ہُوں" اُسی وقت اُٹھا۔ دن رات سفر کر کے اِس جگہ پہنچا۔ مَیں نے پُوچھا کہ تم مسجد میں آکر کیوں بیٹھ گئے؟ کہنے لگا کہ مَیں حضرت غوثِ زمانؒ کے شہر اور دولت کدہ سے واقف نہ تھا۔ آپ نے خواب میں فرمایا تھا کہ "تونسہ میں آکر مسجد میں بیٹھ جانا مَیں خُود آکر تجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دُوں گا"

○

ایک دفعہ کسی نے حضرت غوثِ زمانؒ سے پُوچھا کہ یا حضرت کہتے ہیں کہ اولیاء کرام اِس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو اِن آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کیا آپ بھی دیکھتے ہیں؟ فرمایا "ہاں مَیں بھی دیکھتا ہُوں" ایک شخص نے پُوچھا "یا حضرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "من رأنی فقد رأ الحق" (جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا)۔ مگر ہمارا حال کیا ہوگا ہم بیچارے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں۔ فرمایا "تم مجھے دیکھ لو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا"

○

"تذکرہ اولیائے چشت" اِدارہ قمر الاسلام لاہور نے تجارت پریس لاہور سے شائع کی۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے حالات صفحہ ۱۶۲ تا صفحہ ۱۶۹ تک مرقوم ہیں۔ مُصنّفِ کتاب مولانا سُلطان احمد فارُوقی پیر پٹھان حضرت غوثِ زمانؒ کے مناقب میں لکھتے ہیں۔

"آپ بہت بڑے برگزیدہ بزرگ تھے۔ آپ کے ارشاد و تلقین سے پنجاب و افغانستان کے ہزاروں گمراہوں نے ہدایت پائی۔ آپ کے خُلفاء ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور رشد و ہدایت کے چراغ روشن ہو گئے۔ آپ نے جس وقت پنجاب میں مسندِ اصلاح و تربیت بچھائی، اُس وقت سارا صوبہ سکھوں کے تسلط میں تھا۔ سلطنتِ مُغلیہ ختم ہو رہی تھی مُسلمانوں پر مغلوبیت اور رنج و غم کی

Marfat.com

گھٹائیں چھارہی تھیں۔ اِن حالات میں آپ شریعت وسُنّت کی تلقین میں برابر سرگرم رہے۔ آپ کی تبلیغ واصلاح کا محور اخلاقِ محمدی تھا۔ آپ مُسلمانوں کو صحیح طور پر اخلاقِ محمدی کے نمونہ پر دیکھنا چاہتے تھے۔"

○

خلیفہ محمد باراں کلاچوی سے منقول ہے کہ میں نے ایک دفعہ خلوت میں حضرت غوثِ زمانؒ سے عرض کیا کہ قبلہ مشائخ خلف کا دستور تھا کہ کوئی صالح آدمی ہوتا یا طالبِ خدا ہوتا تو اُسے مرید کرتے تھے۔ مگر آپ ہر کس وناکس کو مرید کر لیتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔ آپ کچھ عرصہ خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ اگرچہ اس راز کو فاش کرنا مناسب نہ تھا مگر اب چونکہ آپ نے سوال کیلئے لہذا جواب ضروری ہے۔ فرمایا کہ:

"میں نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے خلافت حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ کسی کو مُرید نہ کیا۔ آخر ہاتفِ غیبی نے آواز دی کہ اے فلاں مخلوق کو مُرید کر اور راہِ خُدا کی تعلیم دے۔ میں نے عرض کی کہ الٰہی میں مُرید کرنے کے لائق نہیں ہوں۔ میرے اندر اتنی طاقت نہیں ہے کہ مخلوق کا بوجھ اُٹھاؤں۔ حکم ہُوا اے فلاں تو مرید کرنے کے قابل ہے۔ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ مخلوق کو مرید کر۔ میں نے پھر عرض کیا کہ الٰہی میں اس وقت لوگوں کو مرید کروں گا جب تو میرے ساتھ عہد کرے کہ جو میرا مُرید ہو گا تو اُسے بخش دے گا۔ حکم ہُوا کہ جو تیرا مُرید ہو گا اُسے بخش دُوں گا۔ پس میں نے اُسی دن سے عام مخلوق کو مرید کرنا شروع کر دیا۔ معاف کرنے والا اور بخشنے والا تو وہ ہے میں مُرید کرنے میں کیوں بخل کروں۔"

○

منقول ہے کہ ایک دفعہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو اچانک ہزارہا مخلوق سنگھڑ شریف میں آپ کے درِ دولت پر جمع ہو گئی۔ اُن سے پُوچھا گیا کہ تمہارے آنے اور جمع ہونے کا کیا سبب

Marfat.com

ہے سے کہنے لگے کہ ہم نے یہ آوازہ غیبی سنا ہے کہ جو کوئی آج حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی
کی زیارت کرے گا وہ بہشتی ہے۔ مخلوقِ خدا چالیس چالیس، پچاس پچاس کوس سے آکر جمع ہو
رہی تھی۔ جب حضرت غوثِ زمانؒ نے لوگوں کا شور سنا تو خادم خاص محمد اکرم سے پوچھا کہ یہ
انبوہِ کثیر کس لئے جمع ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ پہلے خود ہی مخلوقِ خدا کو بلالیا ہے،
اب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ اب برائے خدا حجرہ سے
باہر تشریف لائیں تاکہ آنے والے زیارت سے مشرف ہو جائیں۔ پس آپ حجرہ شریف سے نکل
کر بنگلہ شریف میں بیٹھ گئے۔ لوگ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے دروازہ سے نکل
جاتے تھے۔ جب باہر سے آنے والی مخلوق فارغ ہو گئی تو پھر تونسہ شریف اور قرب وجوار کے
لوگ بھی حاضر ہوئے۔ انہوں نے بھی اس طرح زیارت کی۔ ان کے بعد میاں غلام قطب الدین
مہاروی اور دیگر حضرات وصاحبزادگانِ مہاروی نے بھی جو اُس دن آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں
موجود تھے، زیارت کی۔ (بارہ ربیع الاوّل کی زیارت کا یہ سلسلہ اُس دن سے آج تک جاری
ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا)۔

قصرِ عارفاں میں آپ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں یوں مرقوم ہے:

"خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ نے آپ کو جو فیض دیا، اس سے آپ نے سارے برِصغیر
کے لوگوں کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔ لوگ جوق درجوق آپ کی خانقاہ میں پہنچنا شروع ہو گئے۔
ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے، سندھ کے تمام اطراف سے، عرب وعجم کے مختلف
شہروں سے، خراسان اور ایران کے اطراف سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ سے بیعت
ہوئے، تائب ہوئے اور عارف ہو کر لوٹے۔ آپ کے تصرفات بے شمار اور کرامات نمایاں
اور بے پایاں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا بزرگ ایسا نہیں تھا
جس کو اس قدر مقبولیت ملی ہو۔ اکناف واطراف سے عارفانِ باکمال آپ کے دیدارِ وجمال
بے کمال کے لئے حاضر ہوتے۔ وقت کے مشہور بادشاہ آپ کی زیارت کو ترستے تھے۔ اور
التجا کرتے تھے کہ کاش آپ ان کو نگاہِ التفات سے دیکھیں۔"

Marfat.com

تذکرہ حضرت سُلیمان تونسویؒ میں مرقوم ہے:

"سُلطان التارکین، برہان العاشقین، خواجۂ خواجگان حضرت محمد سُلیمان تونسوی قدس سرہٗ تیرھویں صدی کے چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے نہایت عظیم الشان اور ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ آج بھی ہندو پاکستان کے سینکڑوں مشائخ آپ کو اپنا رُوحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے لاکھوں انسانوں نے روحانی و باطنی فیض حاصل کیا۔ لاکھوں کو کلمہ نصیب ہُوا۔ ہزاروں کی زندگیاں آپ کی صحبت کی برکت سے بدل گئیں۔ ہزاروں انسانوں کو عشقِ الٰہی اور معرفتِ حق کی چاشنی معلوم ہُوئی۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے متواتر ساٹھ سال تک مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر تعلیم و تلقین کا جو ہنگامہ برپا رکھا، اُس کے اثر سے ہندو پاکستان کا کونہ کونہ نورِ اسلام سے منور ہو گیا۔ بلکہ ہندوستان سے باہر افغانستان، ایران اور عرب تک آپ کا فیض پہنچا۔

"ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ"

ماہنامہ "عرفات" لاہور کی جلد ۲۸ کے شمارے ۶ اور ۷ "علامہ اقبالؒ کی خواجگانِ چشت سے عقیدت" کیلئے مخصوص تھے۔ اسکے مدیرِ اعلیٰ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی ہیں، اس خاص اشاعت کے صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے:

حضرت علامہ اقبالؒ آپ (حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسویؒ) کی رُوحانیت کے بہت قائل تھے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ رات میرے ہاں بہت سے احباب کا مجمع تھا، مسلمانانِ ہند کی روحانیت کا ذکر ہو رہا تھا۔ اکثر احباب مسلمانوں کے موجودہ انحطاط سے متاثر ہو کر ان سے مایوسی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں میں نے ریمارک کیا۔

"جس قوم سے خواجہ سُلیمان تونسویؒ، شاہ فضل الرحمٰن گنج مُراد آبادیؒ اور خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے اب اس زمانہ میں پیدا ہو سکتے ہیں، اس کی روحانیت کا خزانہ ابھی ختم نہیں ہُوا۔"

Marfat.com

باب ۷

دیگر محاسن

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ علم کا سب سے وسیع اور مؤثر ذریعہ سماع ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ سنت کان کو آنکھ پر فضیلت دیتے ہیں۔ اِس لئے کہ آدمی سُن کر ہی ایمان لاتا ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی اُس پر ان کی دعوت سے روشناس ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے اور اس روشناسی کا ذریعہ بھی سماعت ہی ہے۔ بندے کے لئے بعض چیزوں کا سماع فرض اور واجب ہے۔ بعض کا پسندیدہ۔ بعض کا مباح۔ بعض کا مکروہ اور ناپسندیدہ اور بعض کا حرام۔ سماع کے جائز یا ناجائز اور مکروہ ہونے کا انحصار اس پر ہے کہ کس چیز کا سماع کیا اور کس حالت اور کس نیت وارادے سے ایسا کیا۔ پس مجرد سماع پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا۔ جو حکم بھی لگایا جائے گا وہ شئے مسموع (سُنی جانے والی شے) اور سُننے والے کی نیت، حالت اور کیفیت سب کو سامنے رکھ کر لگایا جائے گا۔"

حضرت ذوالنون مصریؒ کا قول ہے کہ "سماع بندے پر خدا کی طرف سے وارد ہوتا ہے اور یہ دلوں کو حق کی طرف مائل کرتا ہے۔ مگر جو شخص حق کے لئے اس کی طرف جھکتا ہے وہ حق کی راہ پالیتا ہے اور جو لذتِ نفس کے لئے اس کی طرف آتا ہے وہ بے دینی کی راہ پر پڑ جاتا ہے۔"

حضرت ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں کہ "جس شخص کامل سراپا خدا کی باتوں میں ڈوبا ہوا نہ ہو، اُس کے لئے سماع فتنہ و آفت ہے۔"

نقدِ ملفوظات میں ہے کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ نے ارشاد فرمایا کہ "سماع نہ مطلق حلال ہے اور نہ مطلق حرام ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ سماع کیا ہے

Marfat.com

اور سننے والا کون ہے؟ سماع کی چار قسمیں ہیں، ایک حلال ہے، جس سے سننے والے کا میلان تمام تر جانبِ حق ہوتا ہے اور مجاز کی طرف قطعاً نہیں ہوتا۔ دوسرے مباح ہے، جس میں جانبِ حق میل زیادہ اور مجاز کی طرف کم ہو۔ تیسرے مکروہ ہے، جس میں مجاز کی طرف میل زیادہ اور حق کی طرف کم ہو۔ چوتھے حرام ہے، جس میں تمام میلان مجاز کی طرف ہو اور حق کی طرف قطعاً نہ ہو۔"

مزید فرمایا کہ "سماع کی شرط یہ ہے کہ اس میں تین باتوں کا لحاظ رکھے۔ مکان، اخوان اور زمان۔ مکان تو مشائخ کا حجرہ ہو، باکیزہ، کشادہ اور روشن۔ اور اخوان میں دوست اور درویش اہلِ تمیز و لائقِ صحبت ہوں۔ اور زمان یہ کہ دل تمام اشغال سے خالی ہو۔ اور آدابِ سماع یہ ہیں کہ جب تک سماع میں ذوق نہ پاؤ نہ کرو۔"

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ فرماتے ہیں "بے شک سماع خدا کی سلگائی ہوئی آگ ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس میں اس آگ کا اثر نہ ہو۔ پس جس شخص میں ملاوٹ اور کھوٹا پن ہے، آگ میں جلنے سے اس کی کثافت دور ہو جاتی ہے اور وہ جید ہو جاتا ہے۔ اور جو خود جید ہو، اس میں جلنے سے ایک قسم کی لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔"

رقعاتِ مرشدی میں ہے کہ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلویؒ نے ارشاد فرمایا کہ "سماع روح کی غذا اور عاشقانِ خستہ دلاں کے حق میں ان کے زخم کی دوا ہے۔ جو شخص ذوق و شوق رکھتا ہے اور اس کے دل میں دردِ محبت موجود ہے، سماع کے وقت اور خوش آواز سننے کے وقت وہ دوچند ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اخلاص ہو، ریا اور دکھلاوا نہ ہو۔"

حضرت غوثِ زماںؒ کے ذوقِ سماع کا تذکرہ اکثر ملفوظات میں موجود ہے۔ مناقب المحبوبین میں ہے کہ آپ خود مجلسِ سماع عام نہیں کرتے تھے، مگر جب اپنے پیر و مرشد حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرسِ مبارک میں شرکت کرتے تو مجلسِ عام میں جا کر سماع سنتے۔ اور جب کسی صوفی پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی تو اسی کی طرح مجمع حاضرین کے ساتھ خود بھی کھڑے ہو جاتے۔ جب آخر عمر میں چشتیاں شریف جانا موقوف ہو گیا تو سنگھڑ شریف میں ہی اپنے پیر و مرشد حضرت قبلۂ عالمؒ کا عرس کراتے تھے۔ مگر محفلِ سماع نہیں کرتے تھے۔ البتہ اس تقریبِ عرس پر حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ اپنے مکان پر محفلِ سماع منعقد کرتے تھے۔ حضرت غوثِ زماںؒ فرماتے تھے کہ میں اس لئے عام محفل نہیں

ہوگا کہ میرے بعد لوگ حجت پکڑیں گے کہ ہمارا شیخ ایسا کرتا تھا۔ پس حد سے گزر جائیں گے اور افراط و تفریط میں پڑ جائیں گے۔"

حضرت غوثِ زماںؒ کا خاص قوال میاں احمد تھا۔ اُس کی آواز بہت اچھی تھی، اس لئے بچپن میں ہی اُسے اپنے پاس لے آئے تھے۔ اُس پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ وہ تادمِ آخر تقریباً پچاس برس تک آپ کی خدمت میں رہے اور بہت فیوض حاصل کئے۔ اُن کا خاندان اب تک آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے درگاہی قوال کا مقام رکھتا ہے اور عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

حضرت غوثِ زماںؒ کو راگ جوگیا اساوری بہت پسند تھا۔ اکثر یہی راگ سنتے تھے۔ میاں احمد قوال بہت منظورِ نظر تھا۔ جمعہ کی رات آخرِ شب، جب آپ نوافلِ تہجد سے فارغ ہوتے تھے، تو وہ کبھی اپنے لڑکوں کے ساتھ اور کبھی اکیلا ستار بجاتا تھا اور فارسی، ہندی، پنجابی کا کلام سناتا تھا۔ ابراہیم خان افغان آپ کے درویشوں میں تھا اور علمِ موسیقی میں کمال مہارت رکھتا تھا۔ وہ کبھی چاشت کے وقت، کبھی مغرب کے وقت اور کبھی تہجد کے وقت آپ کو کلام سناتا تھا۔ ایک اور صالح درویش میاں احمد جام آپ کا مُرید تھا۔ وہ کبھی کبھی غزل سناتا تھا۔ آپ خود بھی کبھی کبھی عین شغل میں اپنی زبانِ مبارک سے خوش الحانی کے ساتھ فارسی غزل یا ہندی راگ گنگناتے تھے۔ کبھی ذوق میں آکے عاشقانہ اور عارفانہ اشعار بھی الاپتے۔ اور سماع کے وقت بھی اکثر عاشقانہ اور عارفانہ کلام ہی سنتے تھے۔

حق تعالیٰ نے آپ کو غوثِ زماں کا مقام عطا کیا ہوا تھا۔ آپ کا تصرف تمام جن و انس پر تھا۔ ہر مُلک سے ہر طرح کے جن و انس آکر مُرید ہوتے تھے اور آپ کی غلامی میں داخل ہوتے تھے۔ جنات میں سے ایک جن کا نام کالو تھا۔ وہ بھی آپ کا قوال تھا اور کبھی کبھی آپ کی خدمت میں سرود کیا کرتا تھا۔

میاں احمد قوال سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حُجرہ کے اندر میں ایک ہندی راگ سنا رہا تھا کہ حضرت غوثِ زماںؒ وجد کی حالت میں آگئے۔ چشمِ مبارک سے خون جاری ہوگیا۔ جب صحو میں آئے تو فرمایا "اے احمد مانگ کیا مانگتا ہے۔ تیرے علاقہ کے لوگ کیا کہیں گے کہ جلال آدمی کے پاس گیا تھا مگر اُسی طرح خالی رکھا۔ اس وقت مقبولیت کا وقت ہے۔ مانگ کیا

مانگتا ہے"۔ مَیں اُس وقت بے سمجھ تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے فلاں گھوڑی دے دیں۔ فرمایا "کچھ اور مانگ"۔ مَیں نے عرض کیا اس کی زین بھی عنایت فرمائیں۔ فرمایا دے دی۔ اب جا۔ تیری قسمت۔ جب مَیں باہر مجلس میں آیا اور واقعہ بیان کیا تو حاضرینِ مجلس نے ملامت کی اور کہنے لگے کہ میاں وقت اجابت تھا۔ اگر تو اُس وقت خُدا بھی مانگتا تو پالیتا۔

تری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزو پُوری!!
مری دُعا ہے تری آرزو بدل جائے (اقبالؒ)

مناقب المحبوبین سے چند حکایاتِ وجد و سماع پیش کی جارہی ہیں۔ کیسی شان تھی، کیسا مقام تھا اور کیسی کرامت، کہ حالتِ وجد میں ہیں مگر نماز کا وقت آتا ہے تو صحو میں آجاتے ہیں۔ کیسا وجد ہے کہ اُس حال میں بھی قبلہ کی طرف یا قبلۂ عالمؒ کی طرف پاؤں نہیں کرتے اور زبانِ مبارک سے کوئی غیر شرعی کلمہ نہیں نکلتا۔ یعنی آپ کا وجد و سماع بھی کرامت کا درجہ رکھتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ سنگھر شریف سے حاجی پور شریف حضرت نارو والہ صاحبؒ کے عُرسِ مُبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں چاشت کے بعد محفلِ سماع تھی۔ آپ نے بھی شرکت فرمائی۔ قوالوں نے اس وقت یہ ہندی سرود گایا۔

ہیرے ہیرے مینوں مت کوئی آکھوناں مَیں ہیر سیلٹی
ناں مَیں منگ کھیڑیاں دی ساہی ناں مَیں جوچک بیٹھی
ذات صفات اونی فرنج رہیاں مینتاں چاکیدے نال چکیٹی

حضرت غوثِ زماںؒ کو پہلے تو بہت رقت ہوئی۔ اس کے بعد روتے روتے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے قوالوں کی طرف جاتے تھے اور اسی حالت میں واپس آتے تھے چند بار ایسا کیا پھر عالمِ حیرت میں آگئے۔ دونوں آنکھیں کھول کر اور چہرۂ مبارک آسمان کی طرف کر کے ایک ہی جگہ کھڑے ہو گئے۔ کچھ عرصہ اسی حالت میں رہے پھر زمین پر گر پڑے۔ آنکھیں کھلی تھیں اور آسمان کی طرف تھیں جب نبض دیکھی تو گُم تھی۔ گمان ہوا کہ شاید وصال فرما گئے۔ جب نمازِ ظہر کی اذان ہوئی تو تمام وجود عالمِ صحو میں آگیا۔ مولوی محمود مفتی سے پوچھا کہ

Marfat.com

اذان ہو گئی؟ اس نے جواب دیا کہ ابھی ہوئی ہے۔ پھر پوچھا "میرے پاؤں حالتِ وجد میں قبلہ کی طرف تو نہیں ہوئے؟" انہوں نے عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا "میری زبان پر کوئی کلمہ بے شرع تو نہیں آیا؟" انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا "الحمد للہ"۔ اس کے بعد نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

میاں احمد قوال سے منقول ہے کہ ایک دن نواب شیر محمد خان والی ڈیرہ اسماعیل خان نے اپنی پریشان حالی کے سلسلہ میں حضرت غوثِ زمان کے نام ایک خط میرے پاس بھیجا کہ میں خود آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ چاشت کے وقت میں یہ خط لے کر آپ کے بنگلہ شریف کی طرف گیا۔ ابھی باہر ہی تھا کہ اچانک ایک خوش الحان آواز کہ ایسی لطیف آواز کبھی نہیں سنی تھی میرے کانوں میں آئی۔ بنگلہ شریف کے اندر کوئی ابنِ یمین کی یہ غزل سنا رہا تھا، جس کے دو شعر یہ تھے:

جاں بجاناں دادم و جانانِ خود را یافتم
در زدم از بہرِ او در خانہ خود را یافتم
تا شدم مست از جمالِ یار چوں ابنِ یمیں
ساغرِ مست و مے و مے خانہ خود را یافتم

اس خوش الحان آواز اور عارفانہ کلام سے میری طبیعت میں بھی ذوق و لذت کی کیفیت پیدا ہوئی۔ جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ صرف حضرت غوثِ زمان موجود تھے اور ان پر کیفیت طاری تھی۔ جب مجھے دیکھا تو فرمایا "اے احمد تیرے آنے کا یہ کون سا وقت تھا کہ یہ وقت ملائکہ کو بھی میسر نہیں ہے۔" پھر پوچھا "اے احمد تو نے سرود کی آواز سنی ہے؟" میں نے عرض کیا کہ حضور کون گا رہا تھا؟ فرمایا پانچ چھ دن سے ایک جن میرے پاس آ رہا تھا کہ کسی دن میرا گانا سنیں۔ آج پھر آیا تو میں نے اجازت دے دی۔ وہ گا رہا تھا۔ اس وقت میرے پیچھے بیٹھا ہے۔ میں باہر آ گیا تو آپ نے فرمایا "شاباش میاں کالو پھر کہو۔" اس جن نے پھر وہی غزل خوش الحانی سے گانا شروع کر دی۔ دیر تک گاتا رہا۔ پھر آپ کے فرمانے پر ختم کیا اور چلا گیا۔

Marfat.com

ذوقِ شعری

اللہ تعالیٰ نے حضرت غوثِ زماںؒ کو ذوقِ سخن بھی بدرجۂ کمال عطا کیا تھا شعر و سخن سے دلی رغبت تھی۔ گفتگو کے دوران جابجا اُردو، فارسی، ہندی اور پنجابی کے اشعار بطور حوالہ اور دلیل پڑھتے تھے۔ ہزاروں عارفانہ اشعار زبانی یاد تھے۔ آپ کے ملفوظاتِ مبارکہ میں ہر موقع و محل پر اشعار موجود ہیں۔ عمدہ اشعار یاد تھے، جو موضوع کے مطابق پڑھتے تھے۔ آپ شاعر نہیں تھے اور نہ ہی آپ نے کوئی باقاعدہ دیوان چھوڑا ہے۔ مگر ایں ہمہ آپ کے طبع زاد اشعار بھی ملتے ہیں۔

آپ کی ایک مناجات جو تاثیر، مقبولیتِ دُعا اور حاجت برآری کے لئے بہت مشہور ہے۔ اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

مناجات

یاالٰہی عفو کن تقصیرِ ما — نیست جز تو کو کند تدبیرِ ما

دستگیری کُن مرا یا دستگیر — زانکہ جز تو نیست مارا دستگیر

کس نہ گشتہ از درِ تو نا اُمید — اے امید و لے امید و لے امید

اے کریم العفو ستار العیوب — اِنتقام از ما مکش اندر ذنوب

چو سلیمانم بکروی اے کریم
حفظِ ایماں کن زشیطانِ رجیم

Marfat.com

حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمتِ عالیہ میں ایک رباعی لکھ کر ارسال کی۔ آپ نے اس کے جواب میں فی البدیہہ ایک رباعی لکھوائی جو درج ذیل ہے

رُباعی:

صوفی میا کہ مشربِ رندان است مہیتا
ایں جا چہ کارداری کہ زندان است مہیتا
ناموسِ پارسائی کردی ز مُدّتے
ایں جا شرابِ خودیِ رندان است مہیتا

رُباعی: یہ رباعی بھی آپ کی طبع زاد ہے:

اے خُداوندا خُدا بنما مرا!
وحدت اندر کثرت بنما مرا
رندم و مستم ز رندی بے خودم!
آنچہ رنداں مے کنند بنما مرا

جناب خلیفہ رحیم بخش صاحب سلیمانی ساکن تونسہ شریف نے حضرتِ غوثِ زمانؒ کا طبع زاد ایک قصیدہ ارسال کیا ہے جو آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں پیش کیا ہے۔

Marfat.com

قصیدہ -۱

اے سرورِ دو عالم ﷺ یک جلوہ دہ بما
عینای تطلبانک اجلس علیہما !

از دُرجِ بُرجِ یثرب برما بحسن طلوع
حتّٰی نراک عینا کالشمسِ فی الضحیٰ

بخرام بر فلک کہ بدردِ فراقِ تو !!
جبریل با ملائیک یبکی علی السماء

دردِ مرا وصالِ تو درمان ست اے طبیب
یشفی لنا لقائک فی وجہک الشفاء

نطقت بہر بیانِ تو وحیِ خدا ست بس
یہدی لنا الیہ وما ینطق عن الھویٰ

شد از طفیلِ ذاتِ تو ایجادِ کائنات
بالجملہ انت مقصدُ کونین ماورےٰ

سیّد توئی کہ ماہِ فلک از تو شد دو نیم
یا مظہر العجائب اجلس علی العلیٰ !

یوسف بدیں جمال ز حسنت نمونہ
اذ فی کمالِ حسنک لم ندر مثلہا

از تو بنوح و آدم شد حلِ مشکلات
نارُ الخلیل باردۃٌ منک سیّدا

شاہی و فخر یافت سلیمان ز نورِ تو !
سبحان من اعزک یا مظہر العطاء !

Marfat.com

باب (۸)

پسماندگانِ ذیشان

زوجۂ محترمہؒ۔

حضرت غوثِ زماںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال کے بعد جب اپنے آبائی وطن گڑگوجی میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی والدۂ محترمہ نے آپ کی شادی کا انتظام کیا۔ چنانچہ عمر خان جعفر صاحب کی صاحبزادی بی بی صاحبہ سے آپ کا عقد ہوا۔ حضرت بی بی صاحبہؒ حضرت غوثِ زماںؒ سے بیعت تھیں اور اپنے زمانہ کی صالحات میں سے تھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت، دلائل الخیرات، ذکرِ پاس انفاس اور وقوفِ قلبی، تہجد، اشراق اور چاشت اور دیگر اوراد و وظائف میں سرگرم و مشغول رہتی تھیں۔

حضرت بی بی صاحبہؒ نے اندرونِ خانہ لنگر بھی جاری کیا ہوا تھا، جہاں صدہا عورتیں اور بچے بچیاں روٹی کھاتی تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت غوثِ زماںؒ گھر کھانا کھانے جا رہے تھے۔ دیکھا کہ لنگر میں آگ نہیں جل رہی۔ خدا بخش لانگری سے پوچھا "کیا بات ہے؟" انہوں نے عرض کیا کہ "بقال کہتا ہے۔ پہلے پچھلا قرضہ ادا کرو۔ تب غلہ دوں گا۔" حضرت بی بی صاحبہؒ نے تمام زیورات جو اُن کے پاس تھے، آپ کی نذر کر دیئے اور فرمایا کہ "اسے خدا کے لنگر میں خرچ کر لیں۔"

حضرت بی بی صاحبہؒ کا وصال جمادی الاول ۱۲۶۸ھ (فروری ۱۸۵۲ء) میں ہوا۔ وصال کے وقت اُن کی عمر اسی (۸۰) سال تھی۔ اُن کی قبر شریف تونسہ شریف کے قبرستان میں حضرت خواجہ گل محمدؒ اور حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے مزارات کے قریب ہے۔

Marfat.com

حضرت بی بی صاحبہؒ کے علاوہ حضرت غوث زماںؒ کی اور بیویاں بھی تھیں مگر اولاد صرف حضرت بی بی صاحبہؒ سے تھی۔

اولادِ ذی وقار:

اللہ تعالیٰ نے حضرت غوثِ زماںؒ کو تین فرزندانِ گرامی قدر عطا کئے اور ایک دختر نیک اختر۔ بعض نے لکھا ہے کہ ایک چوتھے فرزند بھی تھے، جن کا نام احمد تھا۔ وہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

فرزندانِ گرامی کے نام یہ ہیں :

۱۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ

۲۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ

۳۔ حضرت خواجہ عبداللہ معصومؒ

بیٹی کا نام آمنہ بی بی تھا۔ اُن کی شادی عبدالرحمٰن بن ابراہیم خاں سے ہوئی تھی۔ عبدالرحمٰن صاحب حضرت غوثِ زماںؒ کے خواہر زاد تھے۔ آمنہ بی بی صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند دیئے (حضرت غوثِ زماںؒ کے نواسے) میاں قادر بخش صاحب اور میاں خیر بخش صاحب

حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ فرزند دوم

آپ حضرت غوثِ زماںؒ کے چھوٹے بیٹے تھے اور مادر زاد ولی تھے۔ آپ کے مرتبۂ ولایت کی بشارت ولادت سے قبل ہی دے دی گئی تھی۔ آپ نے قرآن پاک اور فقہِ اسلامی کی کتب مولوی گل محمد صاحب سے پڑھیں۔ اس کے بعد حافظ حسن صاحب سے صرف و نحو کا علم پڑھ کر ابھی منطق کی کتابیں شروع کی تھیں کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ

"آپ اتنے سخی دل تھے کہ نصف روٹی خود کھاتے تھے اور نصف دوسر

درویشوں کو کھلا دیتے تھے۔ اپنی تعلیم سے فارغ ہوتے تو دُوسرے طلبہ، فقرا اور درویشوں کو کتاب کا سبق کتابت کراتے تھے۔ جب لکھنے لکھانے سے فارغ ہوجاتے تھے تو درویشوں کے کپڑے سیتے تھے۔"

آپ کا وصال شوال سنہ ۱۲۳۰ھ (ستمبر ۱۸۱۵ء) میں ہُوا۔ اُس وقت آپ کی عمر چودہ (۱۴) سال تھی۔ اور آپ کی ابھی شادی بھی نہیں ہُوئی تھی۔ آپ کی قبر شریف تونسہ شریف کے قبرستان میں حضرت خواجہ گُل محمد تونسویؒ کی قبرِ مُبارک کے پاس ہے۔

حضرت خواجہ گُل محمد رحمتہ اللہ علیہ (فرزندِ اکبر)

حضرت خواجہ گُل محمدؒ حضرت غوثِ زماںؒ کے سب سے بڑے فرزند تھے اور آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ شب و روز ذکر و اشغال اور یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے علومِ ظاہری حافظ حسن صاحب اور مولوی نُور احمد صاحب سے حاصل کیئے۔ اس کے بعد علومِ باطنی کی تکمیل حضرت غوثِ زماںؒ سے کی۔

آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ اپنی صاحبزادگی یا بزرگی کا قطعاً کوئی احساس نہ تھا۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے درویشوں کی خُود خدمت کیا کرتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بھی حضرتؒ کے فقیروں میں سے ہوں۔ جیساکہ صاحبِ مناقب المحبوبین نے لکھا ہے:

"اکثر فقرا کے مکانوں پر آمدورفت رکھتے اور اپنی بزرگی اور صاحبزادگی کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ بڑے سادہ مزاج تھے اور اپنے آپ کو حضرت (غوثِ زماںؒ) کے فقیروں میں سے ایک فقیر سمجھتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بھی حضرتؒ کے فقیروں میں سے ایک فقیر ہُوں۔ سخاوت کا یہ درجہ تھا کہ ہر نیک و بد کو خفیہ طور پر عطا کرتے تھے۔"

آپ کو سماع سے بڑی رغبت تھی۔ آپ کو حال اور وجد بھی حضرت غوثِ زماںؒ کی

Marfat.com

طرح ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ حضرت غوثِ زماںؒ کے ہمراہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے عُرس مُبارک پر پاکپتن شریف حاضر تھے۔ مجلسِ سماع میں قوالوں نے جناب حافظ شیرازی کی غزل شروع کی، جس کا پہلا شعر یہ ہے:

فاش مے گویم واز گفتۂ خود دِل شادم
بندۂ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم!

(کھلم کھلا کہتا ہوں اور اپنے کہے پر خوش ہوں۔ مَیں عشق کا بندہ ہوں اور دونوں جہانوں سے آزاد ہوں۔)

اور جب یہ شعر گایا:

نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ دوست
چہ کنم حرفِ دگر یاد نداد استادم!

(میرے دِل کی تختی پر یار کے قد کے الف کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیا کروں، اُستاد نے مجھے دوسرا حرف یاد ہی نہیں کرایا۔)

اِس شعر پر آپ کو ایسا وجد ہُوا کہ بے ہوش ہو گئے اور ظہر تک بے ہوش پڑے رہے جب حضرت غوثِ زماںؒ کو خبر ہُوئی تو فرمایا، "اس کے بدن پر پانی ڈالو"۔ جب پانی ڈالتے تھے تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے گرم لوہے پر پانی ڈالا جاتا ہے۔ آخر کچھ عرصہ بعد ہوش آیا۔ اُس دِن کے بعد حضرت غوثِ زماںؒ نے آپ کو مجلسِ سماع میں شرکت سے منع فرما دیا۔

آپ کے وصال سے قبل حضرت غوثِ زماںؒ نے اکثر درد انگیز اشعار اور درد آمیز حکایات بیان کرنی شروع کر دی تھیں۔ ایک دِن آپ کی گردن پر پھوڑا نکلا۔ آپ چند دِن بیمار رہے۔ علاج کرایا گیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ (۲۴ ستمبر ۱۸۴۴ء) کو وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

وصال کے وقت شجرہ شریف آپ کے سینۂ مُبارک پر تھا اور زبانِ مُبارک پر کلمۂ طیبّہ کا ذکر جاری تھا، جس کی آواز دُور تک سُنی جاتی تھی بس ذکر ہی میں جان جانِ آفریں کے سُپرد کر دی۔ آپ کی قبر شریف تونسہ شریف کے قبرستان میں حضرت خواجہ درویش محمدؒ کی

Marfat.com

قبر شریف کے برابر ہے۔ خواجہ درویش برادرِ خورد تھے مگر وصال پہلے کر گئے تھے۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ کی عمر وصال کے وقت پچاس (۵۰) سال تھی آپ کا سجع یہ تھا:

زگلزارِ فخرؒ و نورؒ و سلیمانؒ

شگفتہ گل محمدؒ تازہ ریحان

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کی تھیں۔ بیٹیوں کے نام بی بی عائشہ، بی بی فاطمہ اور بی بی مریم تھے۔ فرزندانِ گرامی قدر میں فرزندِ اکبر حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ تھے اور چھوٹے بیٹے حضرت خواجہ خیر محمدؒ تھے۔

اولادِ عالی مقام

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، حضرت غوثِ زماںؒ کے چار فرزندانِ گرامی قدر تھے، جن میں سے صرف ایک شادی شدہ تھے، یعنی فرزندِ اکبر حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا کئے تھے، حضرت خواجہ اللہ بخشؒ اور حضرت خواجہ خیر محمدؒ۔

۱۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ

حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ کے سب سے بڑے فرزند حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۱ھ میں ہوئی۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تصوف کی چند کتابیں حضرت غوثِ زماںؒ سے بھی پڑھیں۔ آپ اپنے دادا جان حضرت غوثِ زماںؒ کے مرید تھے، آپ کو ہی نعمتِ باطنی عطا ہوئی اور آپ ہی حضرت غوثِ زماں کے وصال کے بعد ۱۲۶۷ھ میں سجادہ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ نصف صدی تک یہ آفتابِ چشتیاں اپنے نور سے ایک جہان کو منور کرنے کے بعد ۱۳۱۹ھ میں واصل بحق ہو کر اہلِ دنیا و دیں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ کے مفصل حالات بابِ خلفائے عظام میں درج کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

۲ — حضرت خواجہ خیر محمدؒ تونسوی:۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ کے دوسرے فرزندِ عالی قدر کا اسمِ گرامی خواجہ خیر محمدؒ ہے۔ صاحبِ مناقب المحبوبین لکھتے ہیں:

"آپ کے اوصافِ حمیدہ و برگزیدہ اظہر من الشمس ہیں۔ آپ کی جُود و سخا بے شمار ہے۔"

راحت العاشقین (ملفوظات حضرت غوثِ زماںؒ مؤلفہ مولوی محمد صاحب) میں آپ کے بارے میں مرقوم ہے کہ

"آں صاحبِ سخاوت کانِ حیا در سادگی و آزادگی و صفائے دلی نظیرے ندارد۔"

[آپ (خواجہ خیر محمد صاحبؒ) صاحبِ سخاوت ہیں، حیا کی کان ہیں، سادہ طبع، آزاد منش اور صاف دل ہیں۔ ان صفات میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔]

گلستانِ سُلیمانی

غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسویؒ کے چاروں فرزند آپؒ کی حیاتِ طیبہ ہی میں وفات پا گئے تھے۔ چونکہ تینوں چھوٹے صاحبزادے صغیر سنی میں اللہ کو پیارے ہوئے، اس لئے آپؒ کا سلسلہ نسب آپ کے بڑے صاحبزادے خواجہ گل محمدؒ (۱۲۰۷ - ۱۲۶۰) اور پھر ان کے دونو بیٹوں خواجہ اللہ بخشؒ (۱۲۴۱ - ۱۳۱۹) اور خواجہ خیر محمدؒ (۱۲۴۴ - ۱۳۱۰) سے آگے چلا۔ اعلیٰ حضرتؒ کے ان پوتوں سے بالآخر دو دو بڑے سوتے پھوٹے جن سے موسوی، محمودی، گل محمدی اور رحمانی شاخوں کا اجرا عمل میں آیا، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ایک تن آور اور سایہ دار درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ ان

Marfat.com

چاروں شاخوں کے علی الترتیب ۹۹، ۵۸، ۱۸ اور ۱۶ نہایت محترم نام آئندہ صفحات میں درج کئے جارہے ہیں۔ اِس طرح ۱۹۹۳ء کے خاتمے تک اولادِ ذی وقار کی کُل تعداد یوں نے دوسو سے تجاوز کرچکی ہے۔

ہم خلیفہ رحیم بخش صاحب سلیمانی کے بہت ہی ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے درج ذیل ماخذ ہمیں تونسہ شریف سے ارسال کئے۔ ظاہر ہے اِن کے بغیر گذشتہ دوسو سال میں پیدا ہونے والی اعلیٰ حضرت تونسویؒ کی اولادِ امجاد کے کوائف ہم ہرگز نہ پیش کرپاتے۔

ماخوذ ا شجرہ نسب حضور حضرت خواجہ محمد حامد صاحب سجادہ نشین خانقاہِ معلّٰی سلیمانیہ چشتیہ تونسہ شریف، تحصیل سنگھڑ، ڈیرہ غازیخاں ہے۔ جسے ۵ نومبر ۱۹۲۷ء کو تیار کیا گیا تھا۔ اِس قلمی نقشے میں حضرت غوثِ زماںؒ کی چار اُوپر والی پشتوں سمیت خاندان کے ۱۵ اور پانچ نیچے والی پشتوں کے ۲۷ نام درج ہیں۔ اکثر کی تاریخ ہائے پیدائش اور وصال بھی دیئے ہوئے ہیں جبکہ زندہ حضرات کو (×) کے نشان سے دکھایا گیا ہے۔ اس ۳۰ × ۲۲ سم نقشے کے نچلے دائیں کونے میں خانقاہ کے بانی، اس کے تینوں سجادہ نشینان اور ولی عہد کے نام نیز تشریحی علامات بھی درج ہیں۔ جبکہ بائیں نچلے کونے میں مندرجہ ذیل نوٹ لکھے ہوئے ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب علیہ الرحمۃ حاضری عدالت ہائے سے مستثنیٰ تھے۔

۲۔ میاں قادر بخش صاحب درباری کرسی نشین تھے۔

۳۔ کسی نے کبھی ملازمت نہیں کی۔

ماخوذ ب شجرہ مبارک حضرت قطب الاقطاب غوثِ زماں خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رضی اللہ عنہٗ ہے۔ اسے رحمان منزل، بلاک نمبر ۱۲، ڈیرہ غازی خاں کے ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر اور ہومیو ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن صاحب نے خواجہ خان محمدؒ کے دورِ سجادگی میں لگ بھگ ۱۳۸۰ھ میں تیار کیا ہوگا۔ محمد سلیمان ہوشیارپوری نے اسے تحریر کیا۔ جبکہ چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف سے خلیفہ برادرز نے اسے پاک الیکٹرک پریس ملتان سے چھپوا کر شائع کیا۔

Marfat.com

اِس ۵۲ × ۴۰ سم نقشے میں کُل ۷۰ نام درج ہیں۔ شادی شدہ، غیر شادی شدہ اور قبل از شادی فوت ہونے والے صاحبزادگان کو علیحدہ علیحدہ نشان دیئے گئے ہیں۔ خیابِ درگاہِ مُعلّیٰ میں منعقد ہونے والے عرائس کی قمری تاریخیں بھی دی گئی ہیں۔

ماخوذ ج "گلبنِ سُلیمانی" ہمارا تیسرا ماخوذ ہے جسے درگاہِ سُلیمانی تونسہ شریف کے جناب خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب نے ۱۴۰۲ھ تک مکمل کیا۔ اس قلمی نقشہ میں لگ بھگ ۲۱۱ نام ہیں۔ زندہ حضرات کو "زیدہٗ حیاتہٗ" اور فوت شدہ کو "رحمۃ اللہ علیہ" دُعائیہ کلمات سے جُدا کر دیا گیا ہے۔ شکستہ لکھائی اور سیاہی کی وجہ سے اِس مفصّل ترین نقشے کے پڑھنے میں قدرے دقت پیدا کرتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا، حاجی نجم الدینؒ کی مشہورِ زمانہ فارسی تصنیف "مناقب المحبوبین" کا پہلا مکمل اُردو ترجمہ پیش کرتے وقت راقم الحروف نے مندرجہ بالا تینوں ماخذ کو اکٹھا کر کے پہلے اسے تونسہ شریف میں مقیم حضرات بشمول خواجہ حافظ عبدالمناف صاحب، خواجہ غلام اللہ بخش صاحب اور خواجہ غلام علی صاحب کی مدد سے ۱۴۰۶ھ تک مکمل کیا، اور پھر ۵۰ × ۳۰ سم سائز کے اس نقشہ کو مندرجہ بالا جلد کے اندر تہہ کر کے قارئینِ کرام کی نذر کیا تھا۔ یوں گزشتہ چھ سال سے ڈیڑھ سو ناموں سے تجاوز کرتی ہوئی یہ فہرست حضرات اور متعلقین کے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس میں غلطیوں کی نشاندہی کرنے والے کرم فرماؤں کے ہم بے حد مشکور ہیں۔

بہت سوچ بچار کے بعد طے یہ پایا کہ اس پہلے سے مشتہر شدہ نقشہ ہی کو ضروری ترامیم اور اضافوں کے ساتھ آئندہ صفحوں میں پیش کر دیا جائے۔ حالیہ وسعت میں خواجہ حافظ عبدالمناف، خواجہ محمد جمال، خواجہ محمد امین اور خواجہ غلام قاسم صاحبان نے ہماری خوب مدد کی، جن تک ہماری رہنمائی مولوی محمد رمضان صاحب نے کی۔

اِس سلسلۂ نسب کی پہلی چار پُشتیں پہلے ہی صفحہ پر اکٹھی پیش کی جارہی ہیں تاکہ

اکابرین کے درمیان رشتے واضح ہو جائیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکا ان کے تاریخ ہائے ولادت و وصال کا اندراج بھی کر دیا گیا ہے۔ یوں حضرت پیر پٹھانؒ کے چاروں فرزند، دونو پوتے، نو پڑپوتے اور پھر ان کے پندرہ بیٹے

علی الترتیب (صاحبزادہ) [حضرت خواجہ] (حضرت) اور (خواجہ) سر ناموں اور ان مختلف الشکول خاکوں کے اندر پیش کئے جا رہے ہیں۔ نیز جن کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی یا جو غیر شادی شدہ فوت ہو گئے ان کے خاکوں کو نقطے دار لکیروں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ قارئین کی مزید سہولت کے لئے باقی نو خواجگان کے ناموں کے سامنے صفحات نمبر بھی لکھ دیئے گئے ہیں جہاں ان کی اولادِ امجاد کے مکمل گوشوارے دکھائے گئے ہیں۔ ہٰذا یہ پہلا صفحہ سارے گلستان کے لئے تعارف اور فہرست کا کام سرانجام دے رہا ہے۔

اِن حضرات کے ناموں کے گرد جو (روضہ شلیمانی) یا (روضہ محمودی) کے اندر دفن ہیں اِس گوشوارے میں علی الترتیب دائرہ نما اور لمبوترا بیضہ بنا دیا گیا ہے۔ اور جن حضرات کے مدفن دونو روضوں کے باہر راہداریوں میں ہیں ان کے ناموں کے گرد انہی دو بیضوں کو نقطے دار لکیروں سے دکھایا گیا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ آقاؤں کے ذاتی کوائف، جب تک بتائے نہ جائیں، دور افتادہ غلاموں کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرات و صاحبزادگان سے بالخصوص استدعا ہے کہ ہماری غلطیوں سے ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نادانستہ بے ادبیوں سے درگزر فرمائے اور ہمارے گرانقدر معاونین کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

Marfat.com

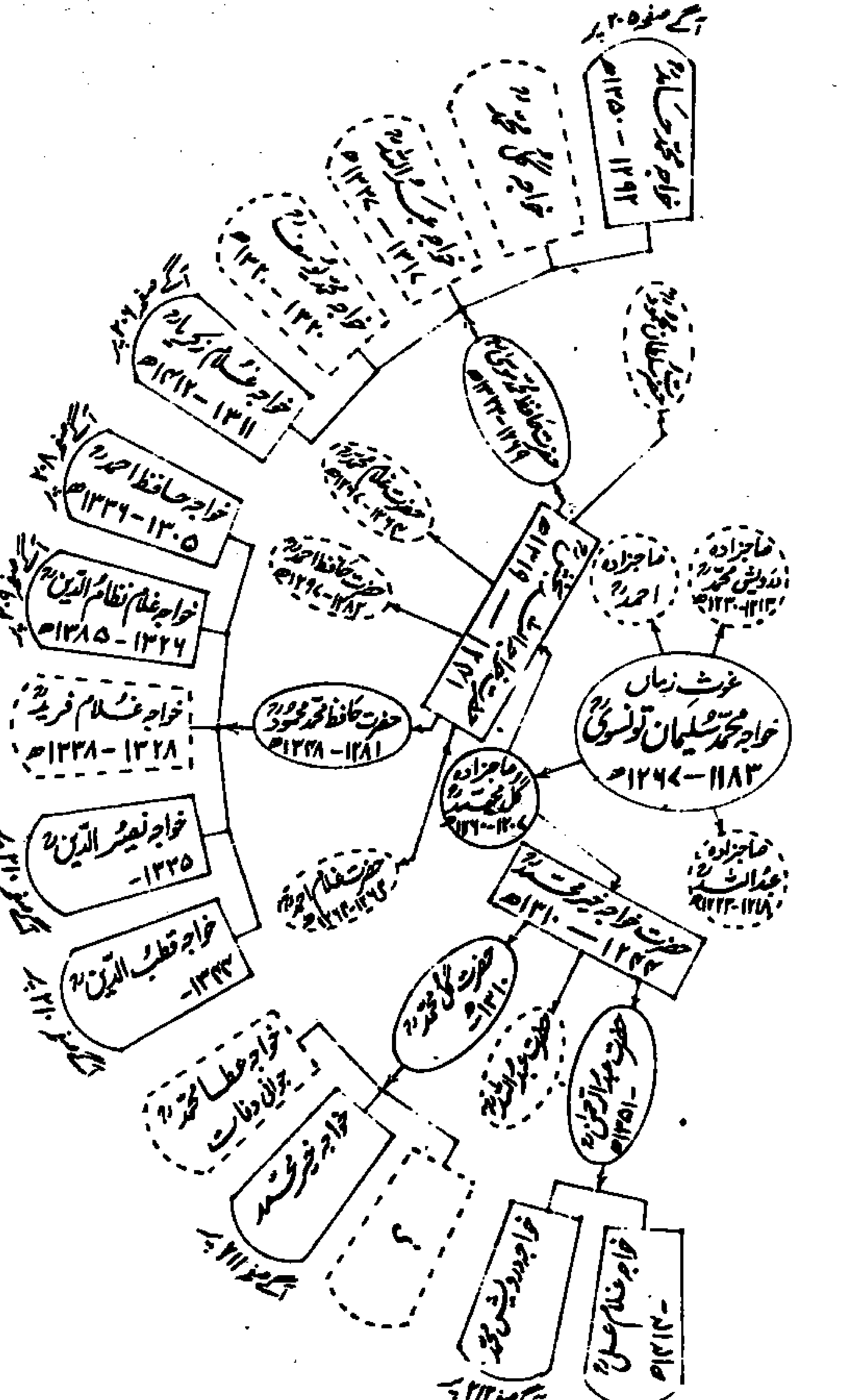
غوث زماں
خواجہ محمد سلیمان تونسوی
۱۱۸۳-۱۲۶۷ھ
صاحبزادہ احمد
صاحبزادہ درویش محمد
صاحبزادہ گل محمد
صاحبزادہ عبداللہ
حضرت حافظ محمد محمود
۱۲۸۱-۱۳۳۸ھ
خواجہ غلام فرید
۱۳۲۸-۱۳۳۸ھ
خواجہ غلام نظام الدین
۱۳۲۶-۱۳۸۵ھ
خواجہ حافظ احمد
۱۳۰۵-۱۳۳۶ھ
خواجہ نصیر الدین
۱۳۳۵-
خواجہ قطب الدین
۱۳۴۳-
خواجہ غلام زکریا
۱۳۱۱-۱۳۱۲ھ
حضرت حافظ احمد
حضرت غلام محمد
آگے صفحہ ۲۰۵ پر
آگے صفحہ ۲۰۸ پر
آگے صفحہ ۲۰۹ پر
آگے صفحہ ۲۱۰ پر
آگے صفحہ ۲۱۱ پر
آگے صفحہ ۲۱۲ پر

Marfat.com

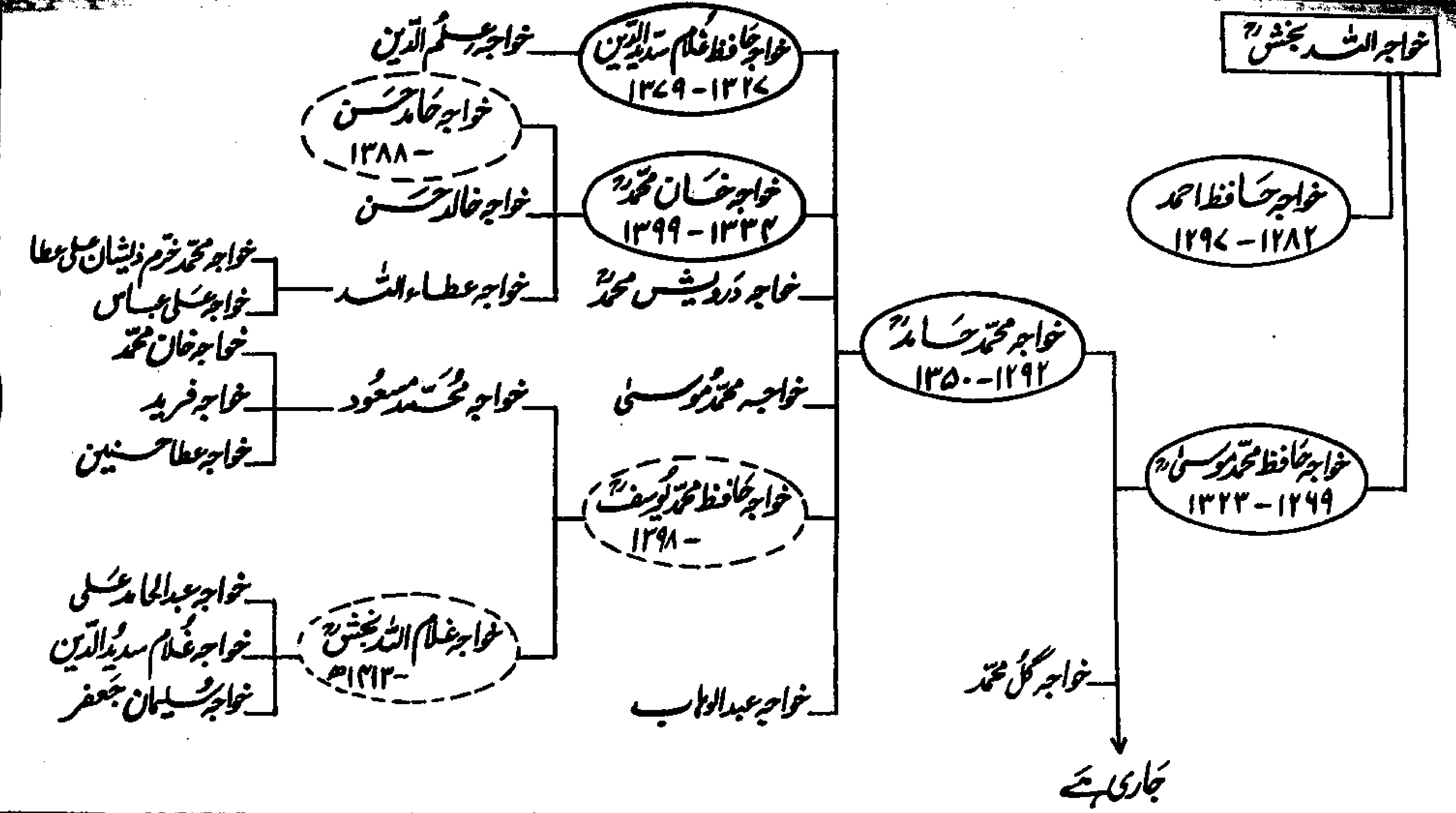
خواجہ اللہ بخش
خواجہ حافظ احمد
۱۲۸۲ - ۱۲۹۷
خواجہ حافظ محمد موسیٰ
۱۲۶۹ - ۱۳۲۳
خواجہ محمد حامد
۱۲۹۲ - ۱۳۵۰
خواجہ گل محمد
جاری ہے
خواجہ حافظ غلام سدید الدین
۱۳۲۷ - ۱۳۷۹
خواجہ خان محمد
۱۳۳۴ - ۱۳۹۹
خواجہ درویش محمد
خواجہ محمد موسیٰ
خواجہ حافظ محمد یوسف
۱۳۹۸ -
خواجہ عبدالوہاب
خواجہ علیم الدین
خواجہ حامد حسن
۱۳۸۸ -
خواجہ خالد حسن
خواجہ عطاء اللہ
خواجہ محمد خرم ذیشان علی عطا
خواجہ علی عباس
خواجہ محمد مسعود
خواجہ خان محمد
خواجہ فرید
خواجہ عطا حسنین
خواجہ غلام اللہ بخش
۱۴۱۳ھ -
خواجہ عبدالحامد علی
خواجہ غلام سدید الدین
خواجہ سلیمان جعفر

Marfat.com

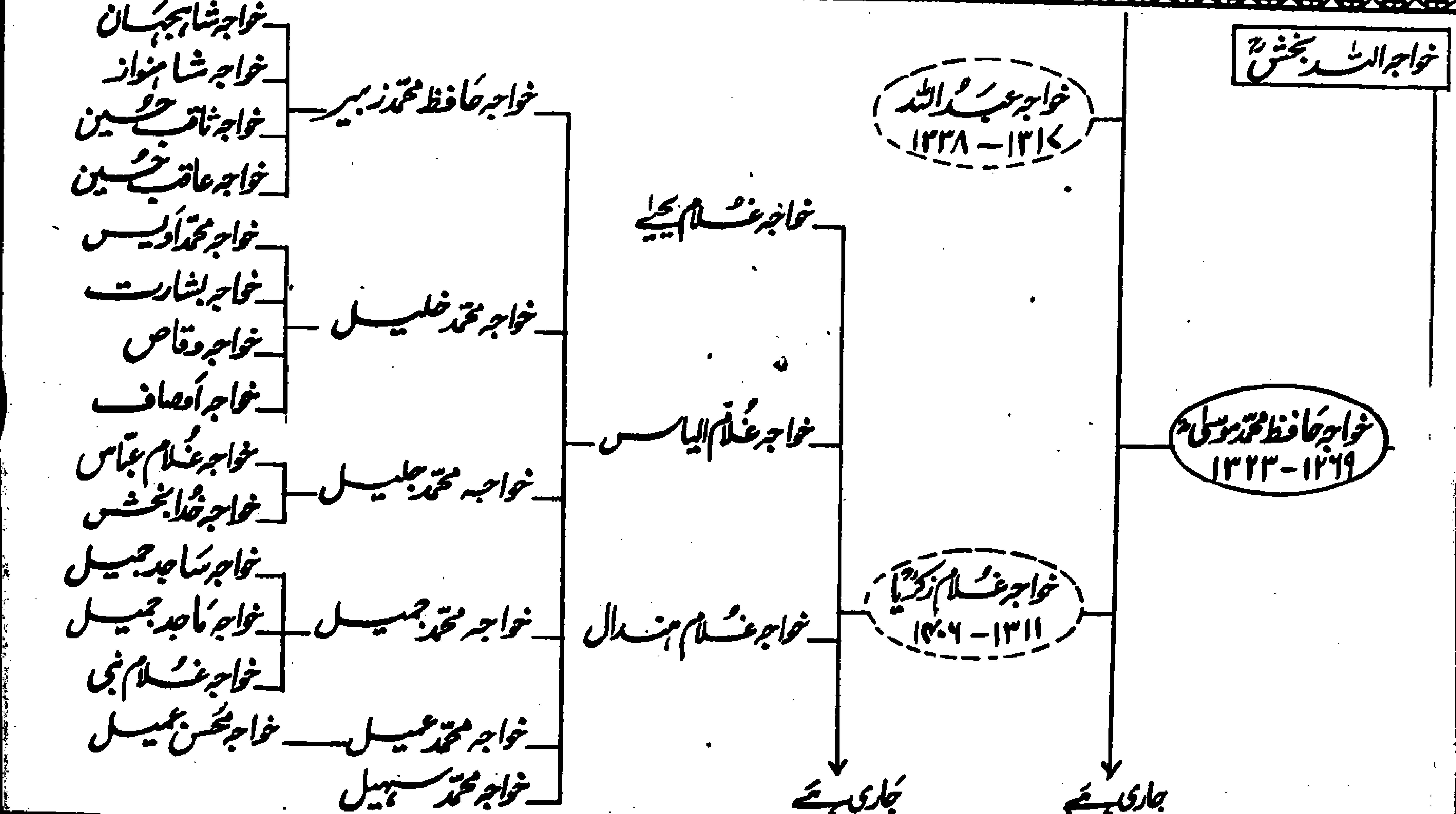
خواجہ اللہ بخش
خواجہ حافظ محمد موسیٰ
۱۲۶۹-۱۳۲۳
خواجہ عبد اللہ
۱۳۱۷-۱۳۳۸
خواجہ غلام زکریا
۱۳۱۱-۱۴۰۶
جاری ہے
خواجہ غلام یحییٰ
خواجہ غلام الیاس
خواجہ غلام ہندال
جاری ہے
خواجہ حافظ محمد زبیر
خواجہ محمد خلیل
خواجہ محمد جلیل
خواجہ محمد جمیل
خواجہ محمد عمیل
خواجہ محمد سہیل
خواجہ شاہجہان
خواجہ شاہنواز
خواجہ ثاقب حسین
خواجہ عاقب حسین
خواجہ محمد اویس
خواجہ بشارت
خواجہ وقاص
خواجہ اصاف
خواجہ غلام عباس
خواجہ خدا بخش
خواجہ ساجد جمیل
خواجہ ماجد جمیل
خواجہ غلام نبی
خواجہ محسن عمیل

Marfat.com

- خواجہ اللہ بخشؒ
  - خواجہ حافظ محمد موسیٰ ۱۲۶۹ - ۱۳۲۳
    - خواجہ غلام زکریاؒ ۱۳۱۱ - ۱۴۰۶
      - خواجہ غلام یونس — خواجہ غلام محمد
      - خواجہ غلام سلیمان
        - خواجہ محمد داؤد
        - خواجہ محمد مودود
        - خواجہ محمد محبوب
        - خواجہ محمد مقبول
      - خواجہ غلام عباسؒ ۱۳۵۱
        - خواجہ محمد امین
      - خواجہ عبد الواحد
        - خواجہ صبغت اللہ
        - خواجہ غیاث اللہ
        - خواجہ مغیث اللہ
      - خواجہ حافظ عبد المناف
        - خواجہ محمد ہاشم نعیم
        - خواجہ محمد موسیٰ کلیم
        - خواجہ غلام اللہ بخش
        - خواجہ غلام زکریا
      - خواجہ عبد المطلب
        - خواجہ محمد قاسم ضیاء
        - خواجہ محمد صابر سعید
        - خواجہ محمد عبد اللہ ہارون
        - خواجہ جنید سلیمان
    - خواجہ محمد یوسف

Marfat.com

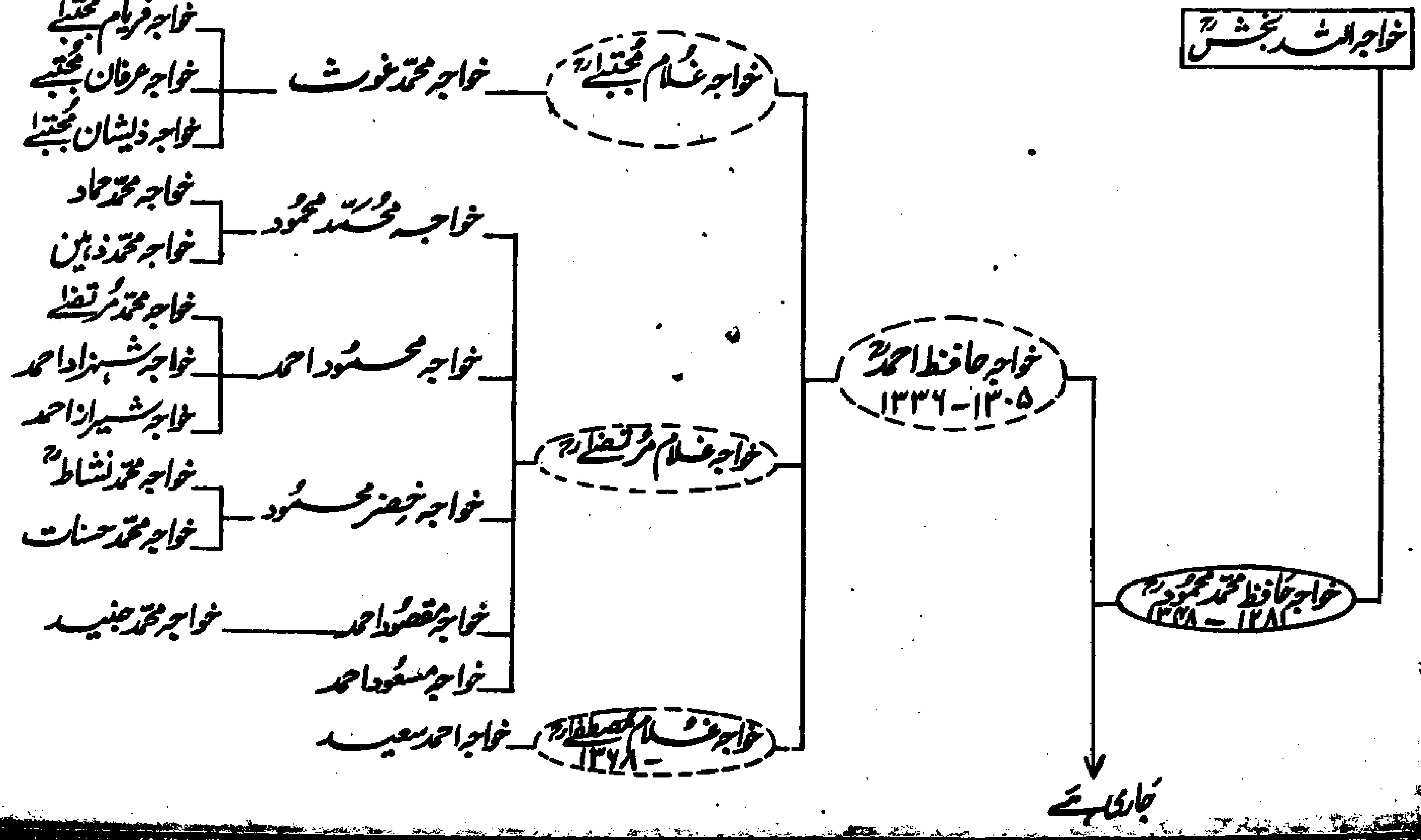
خواجہ اللہ بخشؒ
خواجہ حافظ محمد محمودؒ
۱۲۸۱ - ۱۳۴۸
جاری ہے
خواجہ حافظ احمدؒ
۱۳۰۵ - ۱۳۳۶
خواجہ غلام مجتبےٰؒ
خواجہ غلام مرتضےٰؒ
خواجہ غلام مصطفےٰؒ
۱۳۶۸ -
خواجہ محمد غوث
خواجہ فریام مجتبےٰ
خواجہ عرفان مجتبےٰ
خواجہ ذیشان مجتبےٰ
خواجہ محمد محمود
خواجہ محمد حماد
خواجہ محمد ذہین
خواجہ محمود احمد
خواجہ محمد مرتضےٰ
خواجہ شہزاد احمد
خواجہ شیراز احمد
خواجہ خضر محمود
خواجہ محمد نشاطؒ
خواجہ محمد حسنات
خواجہ مقصود احمد
خواجہ محمد جنید
خواجہ مسعود احمد
خواجہ احمد سعید

Marfat.com

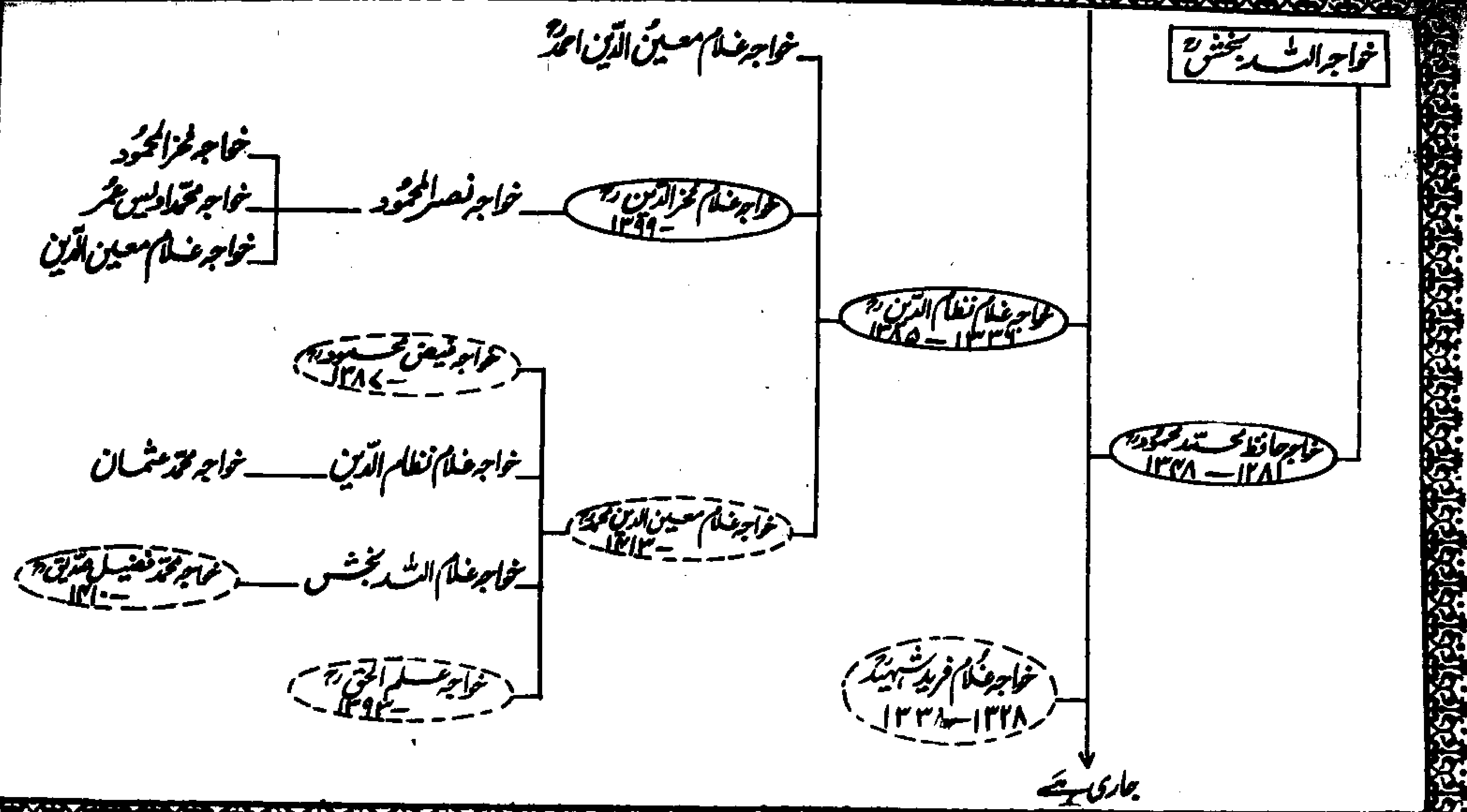
خواجہ اللہ بخشؒ
خواجہ حافظ محمد محمودؒ
۱۲۸۱—۱۳۴۸
خواجہ غلام فرید شہیدؒ
خواجہ غلام نظام الدینؒ
خواجہ غلام معین الدین احمدؒ
خواجہ غلام فخر الدینؒ
خواجہ نصیر المحمود
خواجہ فخر المحمود
خواجہ محمد اویس عمر
خواجہ غلام معین الدین
خواجہ غلام معین الدین محمدؒ
۱۴۱۲—
خواجہ فیض محمودؒ
خواجہ غلام نظام الدین
خواجہ محمد عثمان
خواجہ غلام اللہ بخش
خواجہ محمد فضیل صدیقؒ
۱۴۱۰—
خواجہ علم الحقؒ
جاری ہے

Marfat.com

- خواجہ اللہ بخش
  - خواجہ حافظ محمد محمود ۱۲۸۱ – ۱۳۴۸
    - خواجہ غلام نصیر الدین ۱۳۳۵-
      - خواجہ غلام محمود ۱۴۰۸
        - خواجہ فضل محمود
        - خواجہ غازی علم الدین
      - خواجہ کمال الدین انور
        - خواجہ شیراز
        - خواجہ محمد سلیمان
      - خواجہ صلاح الدین اکبر ← خواجہ نصیر المحمود
      - خواجہ سراج الدین اطہر
      - خواجہ جمال الدین اصغر
        - خواجہ مدثر
        - خواجہ عمار
        - خواجہ تاشفین
        - خواجہ عاقب علی
    - خواجہ غلام قطب الدین
      - خواجہ غلام دستگیر
      - خواجہ سراج الدین
      - خواجہ عاشق محمود
      - خواجہ فیض محمود
      - خواجہ محبوب احمد

Marfat.com

- خواجہ خیر محمدؒ
  - خواجہ گل محمدؒ ۱۳۱۰ھ
    - خواجہ خیر محمد
      - خواجہ محمد جمال
        - خواجہ غلام اللہ بخش
          - خواجہ محمد سلیمان
          - خواجہ محمد ارسلان
        - خواجہ محمد مظہر جمال
        - خواجہ محمد نعیم جمال
      - خواجہ عطا محمدؒ
        - خواجہ محمد سلامت
          - خواجہ قمر الدینؒ
          - خواجہ محمد عارف
        - خواجہ گل محمد
      - خواجہ شہاب الدین
        - خواجہ محمد محمود
        - خواجہ خیر محمد
    - خواجہ عطا محمدؒ

Marfat.com

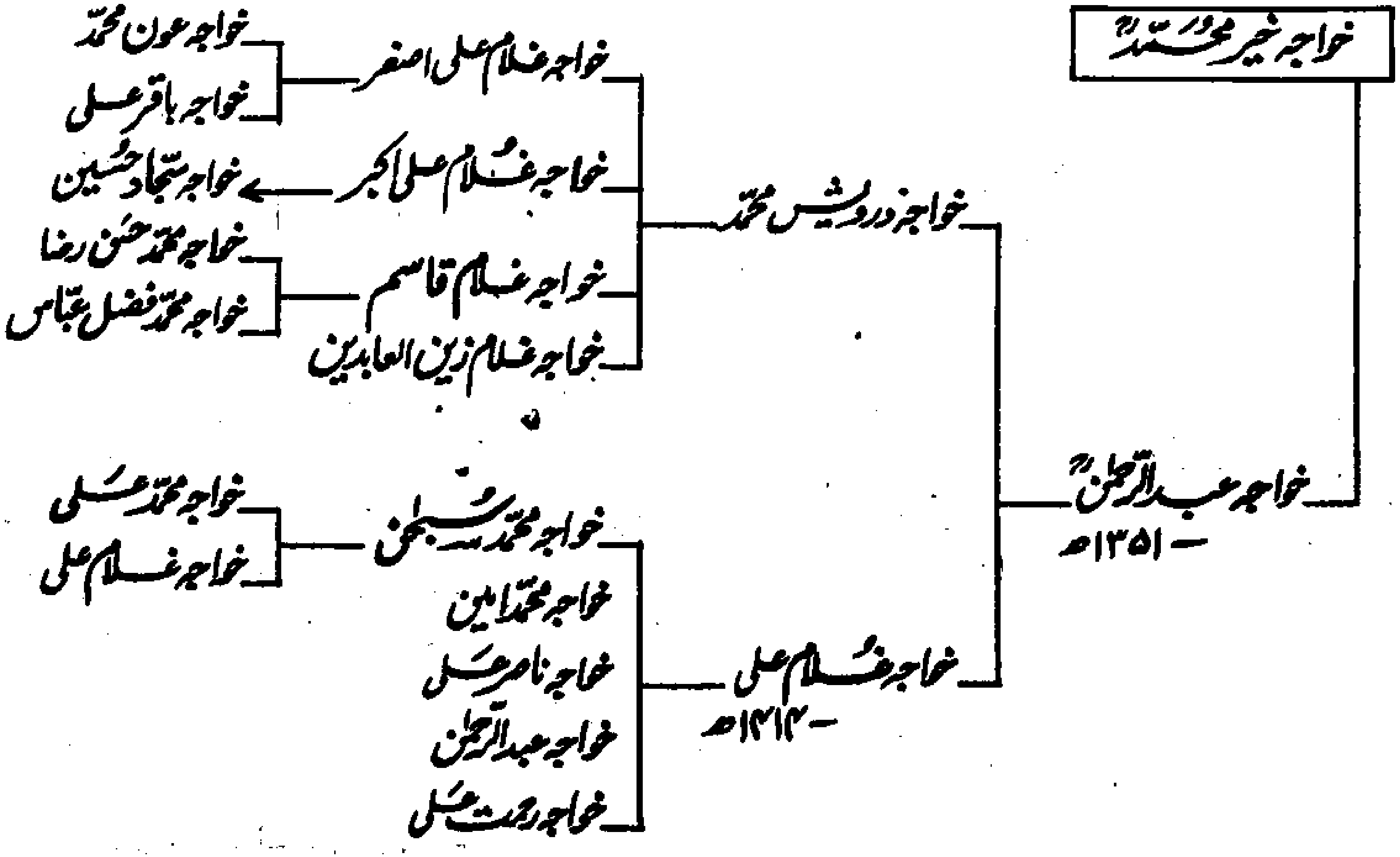
خواجہ خیر محمدؒ
خواجہ عبدالرحمٰنؒ
۔ ۱۳۵۱ھ
خواجہ درویش محمد
خواجہ غلام علی
۔ ۱۳۱۴ھ
خواجہ غلام علی اصغر
خواجہ غلام علی اکبر
خواجہ غلام قاسم
خواجہ غلام زین العابدین
خواجہ محمد سبحان
خواجہ محمد امین
خواجہ ناصر علی
خواجہ عبدالرحمٰن
خواجہ رحمت علی
خواجہ عون محمد
خواجہ باقر علی
خواجہ سجاد حسین
خواجہ محمد حسن رضا
خواجہ محمد فضل عباس
خواجہ محمد علی
خواجہ غلام علی

Marfat.com

باب ⑨

کشف و کرامات

انبیائے کرام سے معجزات کا اظہار ہوتا ہے اور اولیائے اُمت سے کرامت کا۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ "کشف المحجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "معجزہ و کرامت میں یہ فرق ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھ سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے ہاتھ سے۔ کرامت اس فعل کو کہتے ہیں جو خلافِ عادت ہو۔ اس کا ظہور خدا کی طرف سے ولی کے ذریعے ہوتا ہے اور اس کا مقصد ولی کی تکریم اور عزت افزائی کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی اس بات کا مظاہرہ کہ وہ خدا کے نزدیک برگزیدہ اور بزرگ ہے۔"

فوائد الفواد میں ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر کرامت کا چھپانا اسی طرح فرض کیا ہے، جس طرح اپنے انبیاء پر معجزے کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی کرامت کا اظہار کرتا ہے تو وہ ایک فرض کو ترک کرتا ہے۔ سلوک کے سو درجے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان میں سترہواں درجہ کشف و کرامت ہے۔ اگر سالک اسی درجے میں رہ جائے تو وہ باقی کے تراسی درجوں تک کیسے پہنچے گا۔"

حقیقت یہی ہے کہ "مشک آنست کہ خود ببوید، نہ کہ عطار بگوید"۔ عطار کو اعلان و اظہار کی ضرورت نہیں ہے، مشک خود خوشبو دیتا ہے۔ لہٰذا ولی کو کرامت کے اظہار و اعلان کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح ماہتاب سے روشنی پھوٹتی ہے، جس طرح گلاب کے پھول سے خوشبو پھیلتی ہے اور مشک کی شیشی سے خود بخود نکل کر فضا کو معطر اور مشامِ جاں کو تازہ کرتی ہے، اسی طرح اللہ کے دوست سے کرامت کا اظہار از خود ہوتا ہے۔

پھر اُس کا ذکر ہر طرف پھیل جاتا ہے۔ اللہ کے دوستوں کو بارگاہِ الٰہی میں یہ مقام خاص حاصل

Marfat.com

ہوتا ہے کہ

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے (اقبالؒ)

منتخب المناقب میں مرقوم ہے کہ حضرت غوث زمانؒ سے کسی نے کرامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "الانسان سری وانا سرہ"۔ پھر یہ شعر پڑھا:

گر نہ بودے سرِ حق اندر وجود!
آب و گل را کے ملک کردے سجود

مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو کرامت بھی عطا کرتے ہیں اور اجابت بھی کرامت نورِ باطن اور صفائی قلب سے ظہور میں آتی ہے اور اجابتِ دعا پاکیزگی زبان اور لقمہ حلال سے میسر آتی ہے"۔

حاجی نجم الدین سلیمانیؒ "مناقب المحبوبین" کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں ہے کہ اس جیسا کوئی نہ کوئی ولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نہ ہوا ہو اور انبیائے کرام سے کوئی معجزہ ایسا ظاہر نہیں ہوا کہ اس جیسی کرامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نہ ہوئی ہو۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

"ما من نبیّ الّا ولہ نظیرٌ فی امتی" (کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کی نظیر میری امت میں نہ ہو) اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش گلزار بن گئی تو حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ پر آتش پرست کی آگ گلزار بن گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کا مرتبہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صدہا اولیائے کرام کو اس مقام سے مشرف فرمایا جیسے حضرت غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے خلیفہ اعظم حضرت سید جعفر مکیؒ کو مرتبہ کلیمی عطا کیا۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام "قُم باذن اللہ" سے مردے زندہ کر دیتے تھے اسی طرح حضرت شمس الدین تبریزیؒ بھی مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

Marfat.com

قسم باذنی و قسم باذن اللہ!

ہر دم یک نغمہ ایست از لب یار"

ہمارے مشائخ چشت سے بھی بے شمار کرامات کا اظہار ہوا جن کی تفصیلات کتب ملفوظات میں موجود ہیں۔ حضرت غوث زماںؒ کی پوری زندگی ولادت سے ارادت تک، ارادت سے خلافت تک، خلافت سے وصال تک اور وصال سے لے کر آج تک ہمہ جہت کرامت ہے۔ آج بھی آپ کے مزار مبارک پر ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے، جس پر چڑھ کر آدمی اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

عطائے خلافت، عطائے نعمت، وصال قبلۂ عالمؒ اور قیام خانقاہ سے لے کر اپنے وصال تک تقریباً چونسٹھ برس آپ سجادۂ مشیخت پر جلوہ افروز رہے۔ آپ کو حق تعالیٰ نے اس قدر وسیع ظرف عطا فرمایا ہوا تھا کہ معرفت کے دریا کے دریا نوش کر لئے مگر اسرار میں سے ایک بھی فاش نہ کیا۔ مخلوق خدا دنیا کے گوشے گوشے سے کھچی چلی آتی رہی۔ امراء، علماء، ادنیٰ اور اعلیٰ سب ہی فیض یاب ہوئے۔ ہزاروں کرامتیں بھی آپ سے سرزد ہوئیں مگر کبھی اپنی کسی کرامت کا اظہار نہ فرمایا۔ آپ غوث زماں تھے، محبوب سبحاں تھے۔ مقامات قطبی و افرادی سے آگے گزر کر مقام محبوبی پر سرفراز تھے، مگر ہمیشہ یہی فرمایا کہ "ما چہ دانستیم و چہ کردیم، ہر چہ کرد قبلۂ عالم کرد"

آپ کے ملفوظات میں آپ کی بے شمار کرامات تحریر کی گئی ہیں۔ ان میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ سب کرامات کا احاطہ کرنا اس تالیف میں ممکن نہیں ہے۔ مگر یہ تحریر کرنا مناسب و ضروری ہے کہ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہی تھی کہ آپ تادم آخر شریعت میں قرآن و سنت پر عمل پیرا رہے اور طریقت میں عبادت و ریاضت میں مصروف عمل رہے۔ آپ نے لاکھوں کو مومن بنالیا، ہزاروں آپ کی نظر کرم سے ولی بن گئے اور لاتعداد آپ کی ارادت سے جنتی بن گئے۔ اور یہی ہمارے غوث زماںؒ کی سب سے بڑی کرامت ہے

یہ پیشکش مختلف ملفوظات سے لئے گئے اقتباسات پر مبنی ہے۔ جنہیں ان کے ناموں کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔

Marfat.com

از حیاتِ سلیمان۔

ایک دفعہ حاجی خان کاتب سخت بیمار ہو گئے' یہاں تک کہ جینے کی بالکل اُمید نہ رہی۔ طبیب نے تدبیر بھی چھوڑ دی اور لاعلاج قرار دے دیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا طبیب کا علم ظنی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ آپ نے اپنا پس خوردہ عطا فرما کر حکم دیا کہ مریض کو کھلا دیا جائے۔ ابھی حلق سے اُترا ہی تھا کہ مریض کو کُلی شفا حاصل ہو گئی۔

○

تپِ دق کے مریض آپ کی خدمتِ عالیہ میں مختلف اوقات میں حاضر ہوئے۔ ان کو اطبا نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ آپ نے ایک کو اپنا پس خوردہ عطا کیا۔ دوسرے کو خربوزہ کی ایک قاش عطا کی۔ دونوں کو فوراً صحت ہو گئی اور شفائے کُلی نصیب ہو گئی۔

○

ایک سفر میں خلیفہ محمد باراںؒ آپ کے ہمراہ پیدل سفر کر رہے تھے۔ ان کے پاؤں پر پھوڑا ظاہر ہوا۔ پاؤں اتنا سوج گیا کہ چلنے کی طاقت نہ رہی۔ کسی دوست نے حضرتِ غوثِ زماںؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اُسے میرے پاس لے آؤ۔ جب لائے تو آپ نے پھوڑے والی جگہ پر جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہاتھ پھیرا اور فرمایا پھوڑا کہاں ہے؟ تم غلط کہتے ہو۔ جب پٹی کھولی تو وہاں پھوڑے کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آپ نے خوش طبعی سے خلیفہ صاحبؒ کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تم نے سواری کے لئے بہانہ کیا ہے۔

○

ایک دفعہ عُلماء کی رنجش دہی پر نواب جمعہ خان والئ ڈیرہ پر سخت ناراض ہوئے۔ آپ نے خادم سے تلوار لے کر تین دفعہ گھمائی اور با آوازِ بلند بسم اللہ اللہ اکبر کی تکبیر پڑھی۔ فرمایا "اے لڑکے تم تو کہتے تھے کہ میری تلوار کند ہے۔ اس نے تو درانی پٹھانوں کی جڑ کو تحت الثریٰ تک کاٹ دیا ہے۔ اب کبھی یہ خاندان سر پر آرائے حکومت نہ ہوگا۔" خدا کی قدرت ایسا ہی

Marfat.com

ہوا چند دنوں کے بعد افغانستان میں انقلاب ہوا۔ قلمدانِ وزارت نور زئی پٹھانوں کے ہاتھ سے نکل کر مبارک زئی خاندان کے ہاتھ میں آگیا۔

○

ایک رقاصہ فضلو نامی حاضرِ خدمت ہوئی۔ اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ کر کے سلسلہ میں داخل ہوئی۔ آپ کی ذاتِ مبارک سے اُسے بے حد محبت و عقیدت ہو گئی۔ آپ کی دعا و برکت سے اُسے رزقِ حلال نصیب ہوا کہ ایک نواب پٹھان پائندہ خان نے اُس سے نکاح کر لیا۔ جو راجہ رنجیت سنگھ کی طرف سے سنگھڑ کا صوبیدار تھا۔ ایک دفعہ راجہ رنجیت سنگھ نواب پائندہ خان سے ناراض ہو گیا۔ لاہور بلا کر قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ فضلو بے حد پریشان ہو گئی۔ روتی پیٹتی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضرت غوثِ زماںؒ اپنے حجرۂ مبارک میں مشغولِ عبادت تھے۔ باہر بیٹھ کر حضرت حافظ شیرازیؒ کی غزل گانے لگی:

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

آپ کے گوشِ مبارک میں یہ شعر پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ اے فضلو مانگ کیا مانگتی ہے؟ اُس نے کہا کہ میرا شوہر جلد آجائے۔ فرمایا جا تیرے جانے سے قبل آجائے گا۔ پھر فرمایا اور کیا چاہتی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے خاوند کو وہاں کے بعد پہلے والا رتبہ نصیب ہو۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ اور مانگ۔ اُس نے کہا کہ قیامت کے دن مجھے آپ کا ساتھ نصیب ہو فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ وہ چلی گئی۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے فرمان کے مطابق وہ عین اُسی وقت رہا ہوا جب آپ حجرہ مبارکہ میں اُس کی رہائی کے بارے میں فرما رہے تھے۔ عہدہ بھی بحال ہو گیا۔ صوبیداری بھی مل گئی۔ جو فرمایا تھا وہ ہو کر رہا اور ہو کر رہے گا۔

○

مؤلف منتخب شریف کے والدِ گرامی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کی کچھ زمین دریائے سندھ کے قریب ہے۔ جو دریا برد ہو رہی ہے۔ ہمارے خاندان کا گزارا اسی

Marfat.com

زراعت پر ہے۔ اگر زمین نہ رہی تو ہم کہاں جائیں گے۔ آپ نے چند مٹی کے ڈھیلے ہاتھ میں پکڑے اور انہیں دیئے اور فرمایا جاؤ خدا کا نام لے کر دریا میں ڈال دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ دریا نے چند دنوں میں ہی اپنا راستہ بدل لیا اور ان کی زمین ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی۔

ازمناقب المحبوبین

ایک دفعہ حضرت غوث زماںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس مبارک سے واپس سنگھڑ شریف آرہے تھے۔ ایک بڑی جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ جب دریائے سندھ پر پہنچے تو دیکھا کہ دریا طغیانی پر ہے۔ کشتی بھی موجود نہ تھی۔ ضلع سنگھڑ کا غیر مسلم حاکم تمام کشتیاں پکڑ کرلے گیا تھا۔ آپ نے اپنے ایک مرید غازی بلوچ کو فرمایا کہ جاؤ دریا میں داخل ہو کر اس کنارہ سے اُس کنارہ تک جا کر پانی کا اندازہ لگا کر واپس آکر کتنا گہرا ہے۔ کیا عجب کہ دریا ہمیں راستہ دے دے۔ غازی مذکور ایک کنارہ سے دوسرے کنارے تک گیا۔ اُس نے دیکھا کہ پانی صرف گھٹنوں تک تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ داخل ہو جاؤ۔ درویشوں کی تمام جماعت سوار اور پیادہ، چھوٹے بڑے، اونٹوں گھوڑوں اور گدھوں کے ساتھ دریا میں داخل ہو گئے ہر آدمی اور ہر جانور کے گھٹنے تک پانی تھا۔ یہاں تک کہ سب اس گہرے طوفانی دریا سے کشتی کے بغیر گزر گئے۔ حضرت ثانی شاہ اللہ بخش تونسویؒ فرماتے تھے کہ "میں اور میرے والد گرامی حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ بھی اس سفر میں حضرت غوث زماںؒ کے ساتھ تھے اور ہم نے یہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ببیں کرامت حضرتؒ چو معجزۂ موسیٰ علیہ السلام
کہ او زنیل گزر کرد وایں ز دریائے سندھ

(دیکھیں کہ ہمارے حضرت غوث زماںؒ کی کرامت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی مانند تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل نے راستہ دیا تھا اور حضرت غوث زماںؒ کے لئے دریائے سندھ نے راستہ دیا تھا۔)

Marfat.com

○

عمر خان بلوچ جب حضرت غوثِ زمانؒ سے بیعت ہُوا تو آپ سے کمال اعتقاد پیدا ہوگیا۔ اپنے گاؤں میں آپ کے لئے حرم سرائے، مسجد، حجرے، کنوئیں اور لنگر خانے تعمیر کرائے۔ آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ مگر تقدیرِ الٰہی کہ آخری عمر میں جاہلوں کی صحبت نے اُسے بدظن کر دیا اور اُس نے آپ کی خدمت میں حاضری موقوف کر دی۔ قضائے الٰہی سے اُس کا آخری وقت آگیا۔ اس کی اصل صورت مسخ ہوگئی اور کفر کے کلمات زبان سے نکلنے لگا۔ ایک پیر بھائی نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا کہ یہ سزا تمہیں اپنے پیرو مرشد سے مرتد ہونے کی مل رہی ہے۔ اب بھی توبہ کر اور حضرت غوثِ زمانؒ کی طرف رجوع کر۔ جونہی اُس نے رجوع کیا، اُس کے چہرے کا نور واپس آگیا۔ ساتھ ہی زبان پر کلمہ طیبہ اور اسمِ ذات کا ورد جاری ہوگیا۔ اسی حالت میں فوت ہوگیا۔ حضرت غوثِ زمانؒ اُس وقت چشتیاں شریف (بستی تاج سرور) میں اپنے بنگلہ میں قیام فرما تھے۔ ناگاہ آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا اور مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا "الحمدللہ" نور خاں گھمانی نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کیا کیفیت تھی۔ فرمایا "ایک مرید مفسدوں کے کہنے پر ورطۂ ارتداد میں گر گیا تھا۔ اب عالمِ نزع میں اُس نے توبہ کی اور ہماری امداد چاہی تو میں نے مراقبہ میں اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ اسے جہان سے باایمان لے گیا۔"

○

حضرت غوثِ زمانؒ کے مریدوں اور غلاموں میں ایک ساوو نامی بلوچ بھی تھا۔ آپ اس کے ساتھ کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمالیتے تھے۔ اُس نے ایک دن آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ آپ اُس وقت مشاہدۂ حق کے سمندر میں غرق تھے۔ اُسے نہ پہچانا۔ فرمایا "تو کون ہے؟" اُس نے عرض کیا کہ آپ جب اس جہان میں اپنے غلاموں کو نہیں پہچانتے تو قبر و حشر میں کیسے پہچانیں گے؟ اور اپنے مریدوں کی کیسے امداد کریں گے؟ حضرت غوثِ زمانؒ نے ارشاد فرمایا "اے بے وقوف مرید کی لحد میں اوّل میرا قدم ہوگا اور بعد میں مرید کو داخل کریں گے۔"

Marfat.com

میاں احمد قوال سے منقول ہے کہ ایک دفعہ منشی محمد واصل نے کہا کہ میرے لئے حضرت غوثِ زماںؒ سے کوئی وظیفہ مقرر کرا دیں۔ جب مَیں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے ہم پر اتنا کرم کیا ہوا ہے کہ "اگر مَیں ہر شخص کا پانچ پانچ ہزار یا دس دس ہزار روپیہ بھی مقرر کر دوں تو دے سکتا ہوں۔ مگر ان میں حوصلہ و طاقت کہاں ہے کہ اسے ہضم کر سکیں۔" مزید فرمایا کہ "اے احمد حق تعالیٰ نے مجھے اس قدر قدرت دی ہے کہ اگر مسجد کو کہوں کہ تمام سونے کی ہو جائے تو ہو جائے گی۔" ابھی آپ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ مسجد کی تمام دیواریں اور چھتیں سونے کی بن گئیں اور کچھ دیر بعد پھر اپنی اصلی حالت میں آگئیں۔

ایک دفعہ مستان شاہ کابلیؒ نے جو حضرت غوثِ زماںؒ کے خلفاء میں سے تھے اور صاحبِ جذبہ و حال تھے، حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت عالیہ میں ایک ایسا مُہرۂ الماس نذر کیا، جس کی قیمت صرف جوہری ہی جانتے تھے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے اُسے اپنے ہاتھ میں لیا۔ مستان شاہ صاحبؒ سے دو پتھر منگوائے اور اس الماس کو ان دو پتھروں کے درمیان رکھ کر آٹے کی مثل ریزہ ریزہ کر دیا۔ شاہ صاحبؒ حیران و سرگرداں رہ گئے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا "اے سید اِدھر آ اور میرا مصلّٰی اُٹھا۔ جب سید صاحبؒ نے مصلّٰی اُٹھایا تو دیکھا کہ رنگا رنگ اقسام کے الماس کا ایک دریا مصلّٰی کے نیچے بہہ رہا تھا۔ سید صاحبؒ نے مصلّٰی وہیں دوبارہ بچھا دیا۔ سلام کر کے اُٹھے اور کہنے لگے:

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ بشتیاں شریف میں رونق افروز تھے۔ ایک خاتون نے سوال کیا کہ یا حضرت آپ کے لاکھوں ہی غلام ہیں اور ابھی ہر روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے آپ کی عادتِ مبارکہ یہ ہے کہ کسی کو زیادہ دیر اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے۔ ان میں سے

Marfat.com

بعض رات کو بیعت ہوتے ہیں اور بعض دن کو آپ کا ہر مُرید یہ اُمید رکھتا ہے کہ قیامت کے دِن آپ اس کا وسیلہ بنیں گے۔ پس قیامت کے دِن اُس ہجومِ خلائق میں آپ اپنے مُریدوں کو کیسے پہچانیں گے؟

آپ نے فرمایا "تم نے دیکھا نہیں کہ سات آٹھ چرواہے اپنی اپنی بھیڑوں کو ایک دُوسرے کی بھیڑوں کے ساتھ ملا کر چراتے ہیں۔ تمام بھیڑیں ایک رنگ کی ہوتی ہیں۔ مگر رات کی تاریکی میں وُہی چرواہے اپنی اپنی بھیڑوں کو پہچان کر ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے اپنے اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی اُس دِن اپنے مُریدوں اور دوستوں کو شناخت کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا۔"

حضرت خضر علیہ السلام سے مُلاقاتیں

حضرت غوثِ زماںؒ کی حضرت خضر علیہ السلام سے اکثر مُلاقاتیں ہوتی رہتی تھیں دونوں حضرات کے درمیان بہت محبت و موانست تھی۔

ایک دفعہ مولوی نُور احمد صاحب حضرت غوثِ زماںؒ کی رفاقت میں چشتیاں شریف کی زیارت کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں صحرا کے درمیان ایک بزرگ صورت شخص نے حضرت غوثِ زماںؒ سے مصافحہ کیا پھر آپ کے رُفقاء کے ساتھ مصافحہ کیا اور بعض سے معانقہ بھی کیا۔ جب وُہ شخص مولوی نُور احمد صاحب کے پاس مصافحہ و معانقہ کے لئے آیا تو اُنہوں

Marfat.com

نے مصافحہ نہ کیا۔ وہ شخص پھر حضرت غوثِ زماںؒ کے پاس چلا گیا۔ آپ سے گفتگو کرتا رہا اور اجازت لے کر روانہ ہوگیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے مولوی صاحب سے پوچھا تم نے اس بزرگ سے مصافحہ کیوں نہ کیا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے سنا ہے کہ بعض کامل بزرگ یہ خاصیت رکھتے ہیں کہ مصافحہ کرتے وقت دوسرے کی نعمت سلب کر لیتے ہیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ "یہ بزرگ نعمت بخشنے والے تھے، نعمت سلب کرنے والے نہیں تھے۔" مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے؟ آپ نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے۔

○

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے عرسِ مبارک پر محفلِ سماع کے وقت ایک محراب والی مسجد میں اپنے حلقۂ یاراں و درویشاں کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ اچانک آپ نے محفلِ سماع میں لوگوں کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ مولوی نور احمد صاحب نے جب مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے اوراد اور وظائف پڑھتے ہیں۔ پھر بھی بعض کو ملاقات نصیب نہیں ہوتی۔ مگر ہمارے بابا فرید گنج شکرؒ کی مجلس و خانقاہ ایسا شرف رکھتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو کھڑے ہونے کی جگہ نہیں مل رہی، بلکہ لوگ انہیں دھکے دے رہے ہیں۔ اس بات پر مجھے ہنسی آگئی ہے۔"

○

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ، حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے عرس مبارک میں شرکت کی غرض سے پاکپتن شریف کی طرف جا رہے تھے۔ سید مستان شاہ کابلیؒ جو آپ کے خلفاء میں سے تھے، آپ کے ہمراہ تھے۔ مستان شاہؒ صاحبِ حال و جذبہ تھے۔ اکثر اوقات ان پر مستی کا غلبہ رہتا تھا۔ راستہ میں حضرت غوثِ زماںؒ کو ایک بزرگ ملے اور آپ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہوگئے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے مستان شاہؒ سے فرمایا کہ

Marfat.com

میاں یہ خضر علیہ السلام ہیں، اِن سے کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہمیں خضر کی حاجت نہیں ہے ہمارے خضر آپ ہیں۔ ہماری ہر مُراد اور ہمارا ہر مقصد آپ کے دروازے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

از خاتم سُلیمانی۔

منقول ہے کہ آپ کا ایک مرید خلافِ شرع کاموں میں مشغول ہو گیا۔ اُس کے بارے میں عرض کیا گیا کہ اس کا انجام بخیر کیسے ہوگا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اس کو تپِ دق ہوگا تین سال متواتر بیمار رہے گا۔ اپنے افعالِ ناشائستہ سے توبہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور مَیں انشاء اللہ اس کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

ایسا ہی ہُوا کہ چند سال کے بعد اُسے تپِ دق ہو گیا۔ بہت علاج کیا گیا مگر صحت نہ ہو سکی۔ تین سال اسی موذی مرض میں گرفتار رہنے کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔ جنازہ کے لئے میدان میں لے گئے۔ سب حیران تھے کہ حضرت غوثِ زمانؒ نے فرمایا تھا "مَیں اس کا جنازہ پڑھاؤں گا" اور آپ اس وقت مہار شریف تشریف لے گئے ہوئے ہیں یہ کیسے ممکن ہوگا۔ اتنے میں دور سے گرد اُڑتی ہوئی نظر آئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ زمانؒ تشریف لا رہے ہیں۔ تشریف لائے۔ جنازہ پڑھایا اور پھر اپنے مرید کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "میاں محمد حسین تجھے خُدا کے حوالے کیا۔" اس کے بعد جس طرح چشم زدن میں تشریف لائے تھے، اُسی طرح چشم زدن میں واپس روانہ ہو گئے۔

○

نواب صادق محمد خان والئی بہاولپور نے یہ ارادہ کیا کہ والئی سنگھڑ شریف سردار اسد خان کی دُختر کو اپنے نکاح میں لے آئیں۔ حضرت غوثِ زمانؒ کے علم میں یہ بات آئی تو مولوی قادر بخش صاحب سے فرمایا کہ "فقرا کا کام ہے کہ وہ اہلِ دول کو ہمیشہ نصیحت

Marfat.com

کہتے رہیں۔ آپ میری طرف سے نواب صاحب کو مراسلہ تحریر کریں کہ وہ اس نکاح سے باز رہیں۔ یہ نکاح دو امر سے خالی نہ رہے گا۔ یا تو اس کی جان بہت جلد اس نکاح کی بھینٹ چڑھ جائے گی یا سلطنت جاتی رہے گی۔ مراسلہ بھیج دیا گیا۔ مگر نواب صاحب نے اس پر عمل نہ کیا۔ نکاح کر لیا۔ وہی ہوا جو حضرت غوث زماںؒ نے فرمایا تھا۔ ایک سال کے اندر اندر جانِ شیریں نذر کرنی پڑی۔

○

نواب مظفر خان والیٔ ملتان کے عہد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کئی دفعہ ملتان شریف پر حملہ کیا۔ چونکہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے خلیفہ محمد جمال ملتانیؒ قلعہ میں موجود تھے اس واسطے ان کی برکت سے سکھوں کا قبضہ نہ ہو سکا۔ مگر ان کے وصال کے بعد ہی سکھوں نے ملتان پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح ڈیرہ غازی خان کا علاقہ بھی سکھوں کے قبضہ میں آ گیا۔ مگر سنگھڑ شریف کی طرف سکھوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اس وقت اسد خان سنگھڑ کے علاقہ کا حاکم تھا۔ حضرت غوث زماںؒ نے اسد خان کو فرمایا کہ "اے اسد خان ظلم و ستم بند کر دے تیری حکومت میں ہمیں صرف یہ فائدہ ہے کہ اذان سننے میں آجاتی ہے۔ اگر تم نے ظلم و ستم بند نہ کیا تو میں دیکھ رہا ہوں کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس شمالی ریت کے ٹیلہ کی طرف سے سکھوں کی فوج آنے والی ہے"۔ اسد خان نے آپ کے فرمانِ مبارک کی طرف توجہ نہ دی۔ آخر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا کہ سکھ آ پہنچے۔

○

دیوان کرپارام منگروٹھہ کی طرف جا رہا تھا۔ تونسہ شریف کے بازار سے ہاتھی پر سوار ہو کر گزرا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ہاتھی لنگڑانے لگا بظاہر لنگڑانے کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی اور ہاتھی کا حال یہ تھا کہ ایک قدم نہیں چل سکتا تھا۔ بہت حیران ہوا۔ اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تونسہ میں کوئی بہت بڑا فقیر رہتا ہے۔ انہوں نے حضرت غوث زماںؒ کا نام نامی لیا اور بہت تعریف کی۔ اسی وقت ہاتھی سے اترا اور پا پیادہ حضرت غوث زماںؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ سلام و آداب بجا لایا۔ کچھ دیر خلوت میں بیٹھا اسلام دولت

Marfat.com

کے متعلق سوالات کئے۔ چند لمحات کی صحبت میں حضرت غوثِ زماںؒ کے کلامِ پُراثر اور لطفِ نظر سے اُس کی کایا پلٹ گئی۔ ریاست چھوڑ دی اور دریا کے کنارے ہمہ تن شب و روز خُدا کی عبادت میں مصرُوف ہوگیا۔

سخت مُشکل ہے مگر لُطفِ نظر ہونے تک
ایک پل چاہیئے قطرے کو گہر ہونے تک

(حافظ لدھیانوی)

○

منقول ہے کہ سندھ اور سنگھڑ شریف کا علاقہ احمد شاہ ابدالی کے پوتے سُلطان محمُود خراسانی کے قبضہ میں تھا۔ نواب مظفر خان مُلتانی اور بہادل خان احمد پُوری بھی اسی بادشاہ کے باج گزار تھے۔ اِس نے سنگھڑ شریف کا اجارہ نواب عبُدالجبار خان کو دیا ہُوا تھا اور نواب مذکور نے اسد خان کو سنگھڑ شریف کا حاکم مقرر کیا ہُوا تھا۔ ایک دفعہ اسد خاں نے رقم مقررہ ادا نہ کی تو نواب عبُدالجبار خان فوج لے کر سنگھڑ شریف کی طرف روانہ ہُوا تاکہ ہر صُورت اپنا رُوپیہ وصول کرے۔ اُس نے تونسہ شریف کے جنوب کی طرف سنگھڑ ندی کے قریب توپیں لگا دیں اور حکم دیا کہ شہر پر گولہ باری کی جائے۔ ہر طرف توپ ٹھیک چلتی تھی مگر جب تونسہ شریف کی طرف چلاتے تھے تو توپ کے مُنہ سے آگ کی جگہ پانی نکلتا تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر نواب کو اپنی غلطی کا احساس ہُوا۔ گولہ باری بند کرادی۔ حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اپنے قصُور کی معافی مانگی اور سلسلۂ بیعت میں داخل ہُوا۔

○

منقول ہے کہ مولوی یار محمد صاحب اپنی دُختر نیک اختر کے ساتھ اندھیری رات میں گھر سے روانہ ہُوئے تاکہ سنگھڑ شریف جاکر حضرت غوثِ زماںؒ کی زیارت کریں۔ رات اندھیری تھی۔ بادل کی گرج اور بجلی کی چمک بھی تھی۔ طوفان کا سماں تھا۔ رودِ سنگھڑ میں طُغیانی کا عالم تھا۔ دونوں اپنے شیخ و مرشد کی محبّت و عقیدت کے نشہ میں سرشار

Marfat.com

ندی عبور کرنے لگے۔ اتنے میں ایک طوفانی لہر نے ان کو بہا لیا۔ دونوں غرق
ہونے کے قریب تھے کہ حضرت غوثِ زماںؒ کو یاد کیا۔ اتنے میں تائیدِ غیبی سے کسی
ان دونوں کے ہاتھ پکڑے اور انہیں کنارے پر ڈال دیا۔ دونوں کپڑوں کو خشک کرنے
کے بعد حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قدم بوسی کی زیارت کا لطف اٹھایا
آپ نے فرمایا میاں یار محمد۔ یہ بھی کوئی رات تونسہ میں آنے کی تھی۔ اس دفعہ تو میں نوافل چھوڑ
کر مدد کو پہنچا ہوں مگر آئندہ ایسا نہ کرنا"

از قصرِ عارفاں :۔

سرخیلِ اولیاء زکریاؒ گروہِ اتقیاء غواصِ بحرِ معانی، کوہ نورِ طورِ خدا رسانی، محرمِ حریمِ انس
ہمدمِ تسنیمِ قدس، قطب الوقت والزماں مولانا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے
تصرفات اور کرامات نمایاں اور بے پایاں تھیں تصرفات تمام عالم اسلام میں زبان زدِ خواص و
عوام تھیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا بزرگ ایسا نہیں تھا جسے اس قدر
مقبولیت ملی ہو۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں؛

○

راجہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں حاکمِ ملتان نے تونسہ شریف پر چڑھائی کا
حکم دے دیا۔ سکھوں کا یہ لشکر خانقاہ شریف کی طرف روانہ ہوا اور رات کے اندھیروں
میں آگے بڑھتا رہا حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ رحمت نے نورِ باطن سے دیکھا
کہ ایک طوفان خانقاہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حجرے سے تنہا باہر آئے۔ مٹی کا ایک لوٹا پانی
سے بھرا اور آبادی سے باہر نکل آئے۔ کسی کو خبر تک نہ کی۔ حضرتؒ تن تنہا جنگل و بیابان
کی طرف جا رہے ہیں! آپ خانقاہ سے دو تین میل آگے نکل گئے۔

اس وقت صبح ہو گئی تھی۔ سورج کی کرنیں نمودار ہو رہی تھیں۔ بشیر بہادر کی سرکردگی میں
پانچ ہزار سکھ سوار آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ راستہ میں کھڑے تھے اور
اکیلے ان سواروں کو دیکھ رہے تھے۔ لشکر کے پہلے سپاہی نے آپ کو دیکھا تو جلالی صورت

Marfat.com

بانہ جھکے بغیر نہ رہ سکا گھوڑے کی زین کا سے نیچے اترا اور نہایت ادب سے قدموں میں اپنا اسلحہ، نقدی، تلوار، کرپان، سونا، زیور سامنے لا رکھا۔ اسی طرح جو سامنے آتا آپ کو دیکھتا تو اُسی کیفیت سے دوچار ہو کر نیچے اُترتا اور سب کچھ قدموں میں رکھ دیتا۔

سوار قطار در قطار آنے لگے اور نیچے اُتر اُتر کر ایک طرف کھڑے ہونے لگے۔ پانچ ہزار کا یہ لشکر آگے بڑھنے کی بجائے رُک گیا۔ بعض نیم بے ہوش دکھائی دیتے۔ بعض خوف سے کانپتے نظر آتے۔ اس علاقہ میں خانقاہ کے اکثر عقیدت مند رہتے تھے۔ انہوں نے اتنا بڑا سکھ لشکر دیکھا اور حضرت تونسویؒ کو تنہا پایا تو جمع ہو گئے۔ اب سکھ سواروں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ نیچے اُتر کر آداب بجا نہ لایا ہو۔ اور اپنا نقد و جنس قدموں میں ڈھیر نہ کر چکا ہو۔ آپ نے اپنا لوٹا اُٹھایا۔ پانی کے چند قطرے شیر بہادر کے سر پر چھڑک دیئے۔ اسی طرح ایک چھینٹا سارے لشکر پر پھینکا۔

ان لوگوں کو ہوش آگیا۔ اضطرار اور خوف دُور ہو گیا۔ ہوش و حواس دُرست ہوئے۔ آپ نے فرمایا اپنا اپنا اسلحہ اور ہتھیار اٹھالو۔ وُہ آپ کے حکم سے گردنیں جھکاتے آگے بڑھے اور واپس چلے گئے۔ آپ بھی اپنی خانقاہ میں واپس آگئے۔ اس جنگل میں نقدی و جنس کے انبار لگے ہوئے تھے۔ آپ نے حاضرین کو اور خانقاہ کے درویشوں کو حکم دیا کہ اپنا اپنا حصہ اُٹھا لاؤ۔ اور خود سجدہ شکر میں گر پڑے۔"

غیرتِ فقر۔

محمد بہاول خاں عباسی:۔ نواب صادق محمد خاں کے انتقال کے بعد ان کی جگہ رحیم یار خاں محمد بہاول خاں عباسی ثالث کے لقب سے سلطنت پر متمکن ہوئے۔ وُہ حضرت غوث زماںؒ کے مرید تھے ان کی دلی خواہش تھی کہ اُن کی دستار پوشی حضرت صاحبؒ کے دستِ مُبارک سے ہو۔ پس علماء و کلاء کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت غوث زماںؒ نے شفقت فرمائی اور احمد پور تک تشریف لے گئے اور اپنے دستِ مُبارک سے دستار بندی کی تب انہیں تسکینِ خاطر نصیب ہوئی۔

Marfat.com

اس موقع پر انہوں نے بہت نذر و نیاز آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے اس میں سے تمام قیمتی سامان تو اپنے مرشد زادگانِ مہاروی کو دے دیا۔ باقی نقدی خدا بخش لانگری کے سپرد کی۔ دوسرے دن نمازِ فجر کے بعد جب آپ دلائل الخیرات سے فارغ ہوئے تو خدا بخش کو بلایا اور فرمایا کہ آج رات مجھے اس مردارِ دنیا کے فکر و اندیشہ سے نیند نہیں آئی پس آپ کے حکم سے تمام نقدی از قسم زر و جواہر اللہ کی راہ میں تقسیم کرا دی گئی۔

نواب بہاول خاں۔

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس مبارک پر تشریف لائے۔ اُن دنوں نواب بہاول خاں نے صاحبزادگانِ مہارویؒ کی جاگیر بند کی تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ ضرور نواب بہاول خاں کے پاس جا کر اس کام کا بندوبست کریں۔ آپ نے فرمایا کہ "تھلہ الاون تے تھلہ کھاون تے تھلہ ہنڈاون" یعنی سخت کلام کرنا، موٹا کھانا اور موٹا پہننا ہم کوہستانیوں کا کام ہے۔ اگر مجھے اس طرف بھیجتے ہیں تو پھر گلہ و شکایت نہ کریں۔ کیونکہ میرے جانے سے دو کام ضرور ہوں گے "یا مٹی دا کھپگار یا کھلیں دا چھکار" یعنی یا اِدھر یا اُدھر۔

خیر آپ تشریف لے گئے۔ نواب بہاول خاں نے چند کوس آگے آ کر استقبال کیا اور قدم بوسی کی اور عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پیر بھائی ہوں۔ فرمایا آگ کی خبر دھوئیں سے ملتی ہے۔ اگر تو حضرت قبلۂ عالمؒ کا مرید ہوتا تو ہم اتنا سفر کیوں کرتے۔ اور تمہیں پتہ ہونا چاہیئے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ لاولد نہیں تھے۔ ان کی حسبی و نسبی اولاد موجود ہے۔ نواب بہاول خاں نے خاموشی سے سُنا اور اپنی مُہر والی انگوٹھی انگلی سے اتاری اور آپ کی خدمت میں ڈال دی اور عرض کیا کہ حضور ہی اس مُلک کے مالک ہیں۔

پھر نواب صاحب نے درخواست کی کہ گڑھی اختیار خاں کا قلعہ فتح ہو جائے۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد کبھی بھی آپکی خدمت میں صاحبزادگانِ مہاروی کے سلسلہ میں شکایت نہ پہنچی۔ نیز بہاول خاں کو گڑھی اختیار خاں کی فتح بھی نصیب ہو گئی۔

Marfat.com

حسن خاں جعفر سردارِ کوہ درگ ۔ آپ کے وطن سے آپ کا ایک ہم
جعفر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور شکایت کی کہ حسن خاں جعفر سردارِ کوہ درگ
لوق پر بہت ظلم وستم کرتا ہے۔ خصوصًا اُس پر بہت زیادہ ظلم کرتا ہے۔ آپ ایک خط
سا لکھ دیں کہ ظلم سے باز آجائے۔ فرمایا کہ وہ یہاں آئے گا تو کہہ دوں گا۔ جب حسن خاں
اقات کے لئے حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا کہ اے حسن خاں خدا تعالیٰ کی قہاری وجباری
سے نہیں ڈرتا کہ ناحق اپنے بھائیوں اور دیگر مخلوقِ خدا پر ظلم کرتا ہے۔ اس جاہلِ مطلق
نے جو آپ کے مرتبہ سے بے خبر تھا اور آپ کو محض اپنا ہم قوم بھائی سمجھتا تھا،
مکہ معظمہ کے قریش کی طرح جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اپنا بھائی سمجھتے تھے۔

کافراں دیدند احمد را بشر
ایں نمے دیدند کاں شق القمر

(ترجمہ: کافروں نے احمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر دیکھا۔ یہ نہ دیکھا کہ بشر
شق القمر کیسے کر سکتا ہے۔)

اُس نے محفل میں اعلانیہ کچھ گستاخی کے کلمات کہہ دیئے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے تحمل
سے کام لیا اور کچھ نہ کہا۔ دوسرے دن وہ وطن روانہ ہُوا۔ تونسہ شریف سے ابھی آدھا کوس
بھی نہ گیا ہو گا کہ شدید دردِ شکم میں مبتلا ہو گیا۔ واپس تونسہ شریف آکر آپ کے اصطبل
میں گر گیا۔ کسی نے حضرت صاحبؒ کو خبر دی۔ فرمایا اسے کچھ ہو گیا ہو گا۔ کسی نے پھر کہا کہ وہ
کتے کی طرح آواز نکالتا ہے۔ فرمایا روٹی کا ٹکڑا اُس کے گلے میں پھنس گیا ہو گا۔ آخر وہ
بے ادب اسی حالت میں مر گیا۔

لعل خاں بلوچ والئ منگوٹھہ ۔ ایک دفعہ لعل خاں بلوچ نطقانی والئ

Marfat.com

منگوٹھ نے اپنے زمانۂ حکومت میں ایک بلوچ لڑکی کو ظلم سے پکڑ لیا اور اپنے گھر ڈال لیا۔ سنگھڑ کے قاضی صاحب اور دیگر مسلمانوں نے حضرت غوث زماںؒ کی خدمت میں شکایت کی۔ آپ نے لعل خاں کو پیغام بھیجا کہ تو مسلمانوں پر ظلم نہ کر اور خدا سے ڈر۔ اس نے جواباً عرضی بھیجی۔ حضرت صاحب نے اس عرضی کو پڑھا اور دور پھینک دیا اور فرمایا "ملک بدستِ درویش است، ہر کرا خواہد مے دہد" (ترجمہ: ملک درویش کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے۔)

میاں عبدالشکور سے منقول ہے کہ۔ یہ ماجرا اشراق کے وقت ہوا۔ جب ظہر کا وقت آیا تو چار ہزار سوار یکایک خراسان سے کوہستان کے راستہ سے منگوٹھ پہنچے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور لعل خاں کو قید کر کے ساتھ لے گئے۔ چنانچہ وہ بارہ سال تک خراسانیوں کی قید میں رہا۔ لعل خاں کے بعد آپ نے ملکِ سنگھڑ کی دستارِ نوابی اس کے بھتیجے اسد خاں کے سر پر باندھی۔ چنانچہ مدتِ مدید تک ملکِ سنگھڑ اسد خاں کے تصرف میں رہا۔

لعل خاں بارہ سال کے بعد خراسانیوں کی قید سے رہا ہو کر آیا تو احمد پور جا کر نواب صادق محمد خاں کا ملازم ہو گیا۔ نواب صاحب نے لعل خاں کو فوج کا افسر بنا کر کھوسہ کے آدمیوں کی گوشمالی کے لئے بھیجا۔ انہی دنوں میاں احمد جو قوم پڑھیار سے تھے چھ بار شتر غلہ باجرہ پہاڑ سے لا کر اپنے گھر لے جا رہے تھے کہ لعل خاں کے آدمیوں نے لوٹ لیا۔ احمد مذکور حضرت صاحبؒ کے پاس آیا اور فریاد کی۔ آپ نے خط لکھ دیا۔ وہ یار محمد ملتانی کے ساتھ آپ کا خط لے کر لعل خاں کے پاس پہنچا۔ اس بدبخت نے آپ کا خط پھاڑ دیا اور انہیں باہر نکال دیا۔

یہ دونوں حضرت صاحبؒ کے مرید پائندہ خاں خاکوانی کے پاس پہنچے، وہ لعل خاں کے پاس آیا اور ملامت کی کہ اے بدبخت بہت برا کام کیا۔ اتنی جرأت تو نادر شاہ نے بھی نہیں کی تھی پس وہ مردود اٹھا اور اپنے آپ کو اونچا کر کے کہنے لگا کہ میاں صاحب میں کیا کرامت ہے دکھاؤ۔ کیا خنجر مارنے کی توفیق رکھتے ہیں۔ یہ میں نے گردن اونچی کی ہوئی ہے مار دیں۔ جب یار محمد واپس حضرت صاحبؒ کے پاس آیا اور تمام حقیقت بیان

Marfat.com

آپ نے فرمایا "اے یار محمد ہم فقیروں کے پاس خنجر کہاں مگر جو تلاش کرتا ہے پالیتا ہے"
آپ نے یہ کلمات بار بار فرمائے۔

نور محمد اور یار محمد بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ لعل خاں کو حکم دیں کہ ہمارے قلعہ کا محاصرہ ختم کر دیں۔ اور خدا، رسول اور قرآن کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا اب جب کہ تم لوگ قرآن پاک کا واسطہ دے رہے ہو تمہارے ہمراہ جانا ضروری ہے۔ میں انکار نہیں کرتا مگر تقدیر الٰہی کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ غرضیکہ حضرت صاحبؒ قبلہ تشریف لے گئے اور طرفین میں صلح کی کوشش فرمائی۔ مگر لعل خاں نے کہا کہ اب قلعہ فتح ہونے والا ہے کیسے چھوڑ دوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نواب صادق محمد کو لکھ دیتا ہوں۔ تم پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ مگر اس بدبخت نے کوئی بات نہ مانی۔ یہاں تک کہ قلعہ پر حملہ کر دیا۔ نور محمد اور یار محمد شہید ہو گئے آپ واپس تشریف لے آئے۔ ان دونوں مردانِ کھوسہ کی شہادت کے بعد آپ نے کسی سے خوش طبعی کی بات نہ کی، ہر آنے جانے والے آدمی سے یہی پوچھتے کہ "وہ کتا ابھی قتل ہوا یا نہیں"۔ آخر کھوسوں میں سے ایک آدمی نے لعل خاں کو قتل کر دیا۔ جب حضرت صاحبؒ نے یہ خبر سنی۔ فرمایا۔

"هو فی النار والسقر مع الجسد والبدن"

(ترجمہ۔ وہ اپنے جسد و بدن کے ساتھ آگ اور دوزخ میں ہے۔)

○

بہاول خاں خورد: ایک دفعہ بہاول خاں خورد حضرت غوث زمانؒ کی زیارت کے لئے حضرت قبلۂ عالمؒ کی خانقاہ میں آئے۔ آپ انہیں اپنے ہمراہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزار مبارک پر لے گئے اور ان کی دینی و دنیاوی مرادوں کے لئے دعا و فاتحہ خیر بھی اور دستار بھی عطا فرمائی۔ پھر حضرت غوث زمانؒ خان مذکور کے ساتھ صاحبزادہ غلام نبیؒ کی فاتحہ کے لئے صاحبزادہ نور احمد جیؒ کے حجرہ میں آئے۔ اور فاتحہ کے بعد وہاں خان مذکور کے ساتھ کلم کلام میں مشغول ہو گئے اور بہت نصیحتیں کیں۔

Marfat.com

نُور احمد خاکوانی

ایک دفعہ حافظ نُور احمد خاکوانی حاضرِ خدمت ہُوا اور بارہ ہزار رُوپیہ حضرت صاحبؒ کی نذر کیا۔ اور عرض کیا کہ قبلہ میں نے منت مانی تھی کہ جو کچھ مجھے اس ملازمت میں ملے گا اپنے پیر کی نذر کروں گا۔ حضرت غوث زماںؒ نے وہ رُوپیہ خُدابخش لانگری کو دے دیا۔ جب نمازِ فجر سے فارغ ہُوئے تو خدابخش کو بُلایا۔ مستحق افراد کے نام لکھ دیئے اور فرمایا کہ ان کو تقسیم کر دو۔

سات ہزار رُوپیہ حضرت قبلۂ عالمؒ کی خانقاہ پر بھیجا اور لکھ دیا کہ اِتنے فلاں صاحبزادہ صاحب کو اور اِتنے فلاں صاحبزادہ صاحب کو۔ میاں عبدُاللہ مہارویؒ فرماتے تھے کہ میں ایک ہزار کا مقروض تھا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے اس کاغذ پر میرے لئے ایک ہزار ہی لکھا تھا۔ اور بقیہ پانچ ہزار حسب الارشاد تونسہ شریف کے علما اور مستحق افراد میں تقسیم کر دیئے۔ جب خدابخش نے آکر خبر دی تو فرمایا:

"الحمدُلِلّٰہ حق تعالیٰ نے اس بَلا کو مجھ سے دُور کر دیا۔"

نوابؒ صادق محمدؒ خاں

ایک دفعہ نواب محمد صادق خاں پسر بہاول خاں کلاں نے صاحبزادگانِ مہاروی سے کچھ جرمانہ وصول کیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ اُس سے ناراض ہو گئے۔ آپ تونسہ شریف میں تھے اور علیل بھی۔ نواب کو پتہ چلا تو اس نے معافی کے لئے حضرت خواجہ نُور احمد صاحب مہارویؒ اور سیّد غلام شاہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ خواجہ نُور احمد صاحبؒ نے جب نواب صاحب کے بارہ میں بات کی تو آپ نے فرمایا کہ "صاحبزادہ صاحب آپ کو اس کام کے لئے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ آپ ہی کی خاطر تو میں اس سے ناراض تھا۔"

خواجہ نُور احمدؒ نے فرمایا کہ "میں لاچار ہو کر آیا ہُوں اس لئے کہ ہماری گزران اُن کے ملک میں ہے۔" حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا:

Marfat.com

"نہیں نہیں آپ کی گزران اُن کے مُلک میں نہیں بلکہ نواب کی گزران آپ کے مُلک میں ہے۔ آپ خُداوندِ علیم کا لحاظ نہیں رکھتے۔ آپ قطب الاقطاب کے فرزند ہیں اور پھر اہلِ دُنیا کے دروازہ پر جاتے ہیں۔"

خواجہ نُور احمد صاحبؒ پر اس بات سے خوف طاری ہو گیا۔ بہر حال صاحبزادہ صاحبؒ کی خاطر آپ سُلطان پُور تک تشریف لے گئے۔ نواب گلے میں کپڑا ڈالے سر و پا برہنہ حاضر ہُوا۔ ایک دو گھڑی اسی حالت میں خشک لکڑی کی طرح دونوں پاؤں پر کھڑا رہا۔ آپ نے بالکل اس کی طرف نہ دیکھا، نہ بیٹھنے کے لئے فرمایا۔

آخر صاحبزادہ نُور احمد صاحبؒ نے عرض کیا کہ:

"حضور یہ غریب آپ کے کمترین غلاموں میں سے ہے اس کی تقصیر معاف فرما دیں۔" نواب فوراً قدموں میں گر پڑا اور زار و قطار رونے لگا اور فریاد کرنے لگا کہ برائے خُدا مجھے معاف کر دیں۔ آپ کا مرید ہُوں اور آپ کے سلسلہ میں داخل ہُوں۔ آپ نے فرمایا "نہ تُو مرید ہے اور نہ ہی سلسلہ میں داخل ہے۔" پھر فرمایا "کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ کشتی صدہا من لوہا لے کر دریا میں تیرتی ہے مگر کشتی کی ایک میخ جُدا ہو جائے تو غرق ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بات ہے کہ پیر مرید کو سو بار کہے کہ تم میرے مرید نہیں ہو۔ مرید مرتد نہیں ہوتا۔ اور اگر مرید ایک بار کہہ دے کہ مَیں آپ کا مرید نہیں ہُوں تو اُسی وقت مرتد ہو جاتا ہے۔ تُو نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں لکھا ہے کہ آپ مجھے اپنا مرید جان کر تنگ کرتے ہیں، مَیں مرید نہیں ہُوں۔ تو بس تُو سلسلہ میں کیسے داخل رہا۔ اُٹھ جا۔ میرے پاس مت بیٹھ اور میری نظر سے دُور ہو جا۔"

نواب صاحب نے حضرت خواجہ نُور احمدؒ سے عرض کیا کہ برائے خدا میری تقصیر معاف کرا دیں۔ ورنہ مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو جائے گا۔ پس حضرت غوث زمانؒ نے صاحبزادہ نُور احمد صاحبؒ کی خاطر نواب کو معاف کر دیا۔

Marfat.com

شاہ شجاع - شاہ شجاع شاہِ افغانستان تیمور شاہ بن احمد شاہ دُرّانی کا بیٹا تھا۔ وہی احمد شاہ دُرّانی جو نادر شاہ کے ملازموں میں سے تھا مگر نادر شاہ کو قندھار میں قتل کر دینے کے بعد خُود بادشاہ بن بیٹھا۔ پھر محمد شاہ بادشاہِ دہلی کے عہد میں ایک لاکھ پچیس ہزار فوج کے ساتھ دہلی جا کر مرہٹوں سے جنگ کی اور انہیں شکستِ فاش دی حالانکہ مرہٹوں کی فوج نو لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ اس کے بیٹے کا نام تیمور شاہ تھا جس کی سندھ تک حکمرانی تھی۔ تیمور شاہ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کا نام محمود شاہ تھا۔ جس کا سکہ ملک سنگھڑ، ملتان اور بہاول پُور تک جاری تھا۔ ان علاقوں کے نواب اُس کے تابع تھے۔

شاہ شجاع اپنے باپ کے بعد افغانستان کا بادشاہ بنا۔ چند دِن سلطنت کی مگر جلد ہی سلطنت اس کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ اُس نے ہندوستان آکر سلطنتِ افغانستان کے دوبارہ حصول کے لئے انگریزوں کی مدد طلب کی مگر یہ بات اس کے نصیب میں نہ تھی واقعہ یُوں ہُوا کہ جب دوسری دفعہ شاہ شجاع انگریزوں کی مدد سے افغانستان کی تسخیر کے اِرادہ سے چلا تو اتفاقاً رات تونسہ شریف میں آ گئی۔ حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں دُعا کے لئے حاضر ہُوا۔ آپ نے بکمال شفقت تمام سرگزشت سُنی اور فرمایا اَے شاہ شجاع خراسان کی تسخیر کے لئے جا رہے ہو مگر یہ بتاؤ کہ کس کی پناہ میں جا رہے ہو۔ وُہ بے نصیب کہنے لگا "کہ کہن دل خاں اور پردل خاں کی پناہ میں جا رہا ہُوں جو دوست محمد خاں کے بھائی ہیں" حضرت غوثِ زماںؒ کی غرض اس پناہ کے بارے میں پُوچھنے سے یہ تھی کہ جب کہے گا کہ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی پناہ نہیں رکھتا، تو پھر آپ اس کے لئے دُعا فرماتے چونکہ بے نصیب تھا اس لئے نامعقول جواب دیا اور محروم رہا۔

اس کی بدنصیبی کا دوسرا سبب یہ بنا کہ جب شاہ شجاع روانہ ہو گیا تو نواب اسد خاں والئی ملک سنگھڑ نے اپنے وزیر شیخ محمد کو حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ شاہ شجاع سے تخفیف اِجارہ کا ایک عہدنامہ لکھوا دیں تاکہ جب شاہ شجاع پھر اقتدار میں آئے تو کام آئے

Marfat.com

حضرت غوثِ زماںؒ نے اس کام کے لئے اپنے ایک معتبر آدمی کو شاہ شجاع کے پاس بھیجا۔ چونکہ وُہ ازلی بدنصیب تھا کہنے لگا کہ ابھی لکھ کر نہیں دیتا۔ جب تختِ افغانستان پر بیٹھوں گا۔ اُس وقت کسی آدمی کو وہاں بھیجیں تو لکھ دُوں گا۔ جب حضرت غوثِ زماںؒ نے یہ جواب سُنا تو فرمایا "سبحان اللہ اُسے ایک رات ٹھہرنے کے لئے مکان نہیں ملے گا اور یہ سلطنت کا ارادہ رکھتا ہے۔" آخر وہی ہُوا جو فرمایا تھا۔ شاہ شجاع پہلے ہی مقابلہ میں پسپا ہوگیا اور جان بچا کر لدھیانہ کی طرف بھاگ گیا۔

تیسری مرتبہ شاہ شجاع انگریزوں کی مدد سے افغانستان پہنچا۔ انگریزوں کو چند دِنوں کے لئے وہاں تسلط حاصل ہوگیا۔ والئ افغانستان دوست محمد خاں کو گرفتار کر کے کلکتہ یا کسی اور جگہ لے گئے۔ مگر کچھ دِنوں بعد دوست محمد خاں کے لڑکے علی اکبر خاں نے سخت مقابلہ کیا۔ شاہ شجاع خراسانیوں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ بہت سے انگریز مارے گئے اور بہت سے قید کر لئے گئے اور ان قیدیوں کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ اس باپ دوست محمد خاں کو رہا کر کے کابل نہ پہنچایا گیا۔

منقول ہے کہ جب انگریزوں نے اس آخری دفعہ شاہ شجاع کے ساتھ افغانستان پر حملہ کا ارادہ کیا تھا تو اس سے چند دِن پہلے دوست محمد خاں والئ افغانستان نے حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں عرض بھیجی۔ عنوان یہ تھا کہ "میں نے محض اللہ کے لئے کافروں سے جہاد پر کمر باندھی ہے تاکہ اسلام کا یہ تختہ کفر سے آلودہ نہ ہو۔ دُعا اور توجہ فرمائیں کہ خُدا تعالیٰ مجھے کافروں پر فتح دے۔" حضرت غوثِ زماںؒ نے منشی محمد واصل کو فرمایا کہ دوست محمد خاں کی عرضی کے جواب میں یہ لکھو:

ہر آں کاستعانت بدرویش برد
اگر بر فریدوں رود پیش برد

(ترجمہ:۔ جو شخص درویش سے مدد طلب کرتا ہے۔ اگر وُہ فریدوں کے سامنے بھی جائے تو کامیاب ہوگا۔)

چنانچہ حضرت غوثِ زماںؒ کی امداد و برکت سے حق تعالیٰ نے انجام کار اُسے فتح و نصرت عطا کی۔

Marfat.com

ایک انکشاف

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنی کتاب "انفاس العارفین" کے مقدمہ میں جو خود ان کے، ان کے والد محترم شاہ عبدالرحیمؒ، تایا شیخ ابوالرضا محمدؒ اور ان کے مشائخ و اجدادِ کرام کے سوانح حیات پر مشتمل ہے، لکھتے ہیں۔

اہلِ بصیرت پر مخفی نہیں کہ

- مشائخ کی حکایات کہ وہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں، اور
- مشائخ صوفیاء کے اقوال واحوال کہ وہ ان کی کرامت واستقامت پر مشتمل اور علومِ ظاہر و باطن پر جامع ہیں:

۱۔ مبتدینِ سلوک کو ترغیب دیتے اور شوق دلاتے ہیں، اور
۲۔ منتہین کے لئے دستور اور میزان ہوتے ہیں۔

خاص طور سے اولاد اور احفاد کو اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے سننے سے فائدہ پہنچنے کی توقع ہوتی ہے۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ کارنامے استعداد رکھنے والے میں غیرت پیدا کرتے ہیں اور یہ غیرت اسے ایک مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

یا

انہیں سن کر ایک منصف مزاج کو اپنی کوتاہی کا احساس ہوتا ہے،

اور

اس سے ایک دانا کے سامنے درِ توبہ کھل جاتا ہے۔

Marfat.com

باب ⑩

منظومِ عقیدت

خوشبو کی طرح ادب اور محبت بھی چھپائے نہیں چھپتے۔ اسلوب یقیناً جداگانہ ہو سکتے ہیں مگر عقیدت کا اظہار ہر معتقد کی پیدائشی خواہش اور فطری ضرورت ہے، جس سے خود اسے ایک گونہ تسکین ملتی ہے۔ دو متضاد قوتوں یعنی دماغ اور دل کے تابع ہونے کی وجہ سے عقل اور جذبات ہمیشہ ایک دوسرے سے متحارب رہے ہیں۔ مگر ان کے درمیان توازن قائم کرنا ہی اصل دانشمندی ہے۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

لیکن محبت انسان کو اندھا بھی کر سکتی اور کر دیتی ہے۔ محبوب کے نقائص کسے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا اس کی ستائش نہ تو محب کو عار محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی اسے تھکاتی ہے۔ حتیٰ کہ غلو اور افراط و تفریط کا بھی اسے ہوش نہیں رہتا۔ اس لئے مدح سرائی کے ضابطوں سے واقفیت بھی عقیدتمند کی پہلی ضرورت ہے۔

حمد عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی ہے تعریف کرنا۔ مگر اصنافِ شعر و سخن میں یہ اصطلاح صرف اللہ تعالیٰ کے جلال اور عظمت کے بیان سے خاص ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید صاحب جناب سرور بدایونی کی کتاب "حمدیہ قطعات" کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

۱۔ "حمد" کی اصطلاح باری تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے بیان اور "نعت" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے لئے مخصوص ہیں۔ جبکہ انبیاء سمیت دیگر بزرگانِ دین کی مدح "منقبت" کے ضمن میں آتی ہے۔

Marfat.com

۲۔ مگر چونکہ زمین و آسمان کی ہر چیز: بشمول وجود و امکان کے ہر لحظہ اور [illegible] مخلوق کے زمرہ میں آتی ہے۔ اس لئے کائنات کی کسی شے شخص یا ان کے کسی وصف و کمال کی تعریف بھی وسیع تر حوالے سے اللہ تعالیٰ کی مدحت ہے لہٰذا "الحمد" ہی کی توسیعات میں سے ہے۔

۳۔ یوں مناجات اور دعا بھی حمد ہی کے ذیلی موضوعات بن جاتے ہیں۔

اُردو کی جدید فیروز اللغات کے مطابق وہ نظم جس میں خُدا کی تعریف کر کے دُعا مانگی جائے "مناجات" کہلائے گی۔

بلانا (۲۴ : ۶۳) اور منسوب کرنا (۳۳ : ۵) کے علاوہ، عربی لفظ "دُعا" قرآنِ حکیم میں درج ذیل معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے:۔

ا۔ داد فریاد کرنا۔ درخواست کرنا۔ استغاثہ (۷ : ۱۳۴)۔

ب۔ مدد طلب کرنا۔ استمداد (۲ : ۲۳)۔ اور

ج۔ عبادت کرنا۔ پوجنا (۷ : ۱۹۴)

اور یہی وہ تین عقائد ہیں جن پر توحید کی پوری عمارت کھڑی ہے۔

لہٰذا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، تکبیر و تہلیل اور تحمید و تقدیس بیان کرنا۔ صرف اسی سے عفو و درگزر، رحمت و مغفرت اور فضل و کرم کا اُمیدوار ہونا۔ نیز دُنیا و آخرت کی بھلائیوں کا متمنی ہونا اور برائیوں سے پناہ مانگنا، سبھی دُعا کی مختلف صورتیں ہیں جو مانگنے والا اپنے اور دوسروں کے لئے اپنے خالق و مالک سے طلب کرتا ہے۔ دراصل دُعا بندے اور اس کے آقا کے درمیان ایک ایسا رابطہ ہے جو احادیث کی رو سے عبادت بھی ہے اور تمام عبادات کا نچوڑ بھی۔ حتیٰ کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بزرگ تر نہیں۔ یہ عبد کی احتیاج اور معبود کا حق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

ا۔ اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ دُعا مانگو (۷ : ۵۵) اس سے ڈرتے ہوئے مگر اُمید کرتے ہوئے (۷ : ۵۶)۔

Marfat.com

کون زیادہ گمراہ ہے اس (شخص) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسے کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا۔ وہ تو ان کے پکارنے سے ہی غافل ہیں (۵۴:۵، ۳۵:۱۴)۔

حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی بیماری ہو تو فوراً علاج کرو، کیونکہ سُنت یہی ہے۔ ہاں اسباب پر بھروسہ نہ کرو بلکہ حق تعالیٰ ہی کو مؤثر حقیقی جانو کیونکہ اگر صرف دوا میں شفا ہوتی تو کوئی دولت مند مرنے نہ پاتا۔ پس شفا دینے والی اور نفع دینے والی صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

اس لئے ہر قسم کے حمدیہ اور دُعائیہ کلمات صرف اور صرف باری تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں بالکل اسی طرح جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے گئے اشعار "نعت" ہیں۔

شجرہ شریف کے بارے میں سیر حاصل بحث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

حضرت غوثِ زماں کی توصیف میں لکھی گئی منقبتوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ فارسی، عربی، پشتو، سرائیکی، سندھی اور خدا معلوم کن کن زبانوں میں کس کس نے اپنی اپنی بساط کے مطابق آپ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ان سب کو یکجا کرنے کا تو سوچنا بھی ناممکن ہے۔ عقیدت کے یہ سارے نذرانے ایک سے ایک بڑھیا اور قابلِ ستائش ہیں۔ افسوس اپنی تنگیٔ داماں پر ہے۔ اس لئے یہاں صرف چند مناقب بطور تبرک پیش کی جا رہی ہیں۔

در خاندانِ خواجگاں از نام تو نام و نشاں!
ابرِ کرم، بحرِ سخا، خواجہ سلیماںؒ تونسوی!!

اے رہبرِ راہِ خدا ہم قبلہ و قبلہ نما
نام خدا راہِ خدا خواجہ سلیماںؒ تونسوی

Marfat.com

سلسلۂ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۂ حق چو آخر بر زمیں شد　　رسول اللہ ﷺ ختم المرسلیں شد
پس آں حضرت علیؓ پس حسن بصریؒ　　پس عبدالواحدؒ آں اہلِ یقیں شد

پس آں حضرت فضیلؒ ابنِ عیاض است　　پس ابراہیم ادہمؒ اہلِ دیں شد
حذیفہ مرعشیؒ بصری ہبیرہؒ　　و ممشاد علوؒ پس جانشیں شد

ابو اسحاقؒ و بو احمدؒ محمدؒ　　ابو یوسفؒ پس آنگہ قطب الدینؒ شد
پس آں حاجی شریف زندنیؒ پیر　　پس آنگہ خواجہ عثمانؒ ہمنشیں شد

معین الدینؒ و قطب الدینؒ مسعود!　　کہ لقبش گنج شکرؒ اجودھیں شد
نظام الدینؒ نصیر الدینؒ مقبول　　کمال الدینؒ علامہؒ ازیں شد

سراج الدینؒ علم الدینؒ محمودؒ!　　جمال الدینؒ حسنؒ ہم بعد ازیں شد
پس آں شیخ محمدؒ شیخ یحییٰؒ　　کلیم اللہؒ نظام الدینؒ پس ایں شد

فخر الدینؒ و ہم نور محمدؒ!
سلیماں شدؒ ازو ایں نجم دیںؒ شد

از حاجی نجم الدین سلیمانیؒ

Marfat.com

سلسلۂ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدائے چارہ سازِ دردمنداں المدد
دستگیرِ بیکساں اے شاہِ شاہاں المدد

ہر طرف سے رنج و غم کی سر پہ چھائی ہے گھٹا
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفٰے محبوبِ یزداں المدد !

کشتی میری ہے بھنور میں اور اندھیری رات ہے
المدد اے شیرِ یزداں رضؓ شاہِ مرداں المدد

المدد اے حسن بصریؒ سرگروہِ صوفیاں!
آپڑی ہے سر پہ مشکل جانِ جاناں المدد

Marfat.com

المدد اَے عبدِ واحدؒ ابنِ زید اَے نورِ حق !
اَے فضیلؒ ابنِ عیاض اَے مہرِ تاباں المدد

ہر طرف سے دشمنوں نے آکے گھیرا ہے مجھے
المدد ابنِ ادہمؒ سُلطانِ ذی شان المدد !

اَے سدیدُ الدّین حُذیفہؒ مرعشی والی مرے
ہاتھ مجھ بیکس کا ہے اور تیرا داماں المدد

میرے دردِ لادوا کا بیگماں ہے تو حکیم !
اَے امینُ الدّینؒ ہبیرہ میرے درماں المدد

خواجہ ممشادؒ مجھ کو قید سے آزاد کر !
ہو رہا ہوں دیر سے پابندِ عصیاں المدد

خواجہ بُو اسحاقؒ شامی سَرگروہِ چشتیاں !
تیرے واری تیرے صدقے تیرے قرباں المدد

رہنمائے دین و دُنیا خواجہ احمدؒ پیرِ چشت !
کھول دے مُشکل مری کو شاہِ خوباں المدد !

المدد خواجہ محمدؒ ابنِ احمدؒ پیشوا !
المدد اَے ناصرِ حق نورِ ایماں المدد !!

Marfat.com

المدد اے خواجہ مودودؒ چشتی رہنما !!
ہوں پریشاں حال مضطر اور حیراں المدد

المدد حاجی شریفؒ زندنی مخدوم من !!
المدد اے ہاروں کے خواجہ عثماںؒ المدد

المدد اے خواجۂ اجمیر والی ہند کے :
اے معینؒ دین و دنیا نورِ عرفاں المدد

المدد اے خواجہ قطب الدین کاکی بختیارؒ !
تیرہ بختی دور کر اے شانِ رحماں المدد !

کڑوے کڑوے دن مصیبت کے ہیں مجھ پر آجکل
اے فریدِ گنج شکرؒ اے شاہِ خوباں المدد !

اے حبیب رب نظام الدینؒ چشتی اولیاء
دست و پا افتادہ ہوں میں اور حیراں المدد

کالی کالی رات ہے اور سخت طوفاں ہے بپا
اے نصیر الدینؒ چراغ نورِ عرفاں المدد !

خواجۂ کامل ! کمال الدینؒ حضرت اولیاء
اے سراج الدینؒ وحق اے شمع عرفاں المدد

Marfat.com

اَے پیارے پیر علم الدینؒ دراجن المدد !!
اَے جمال الدینؒ جمن شاہِ خوباں المدد !!

المدد اَے حسنؒ خواجۂ محمدؒ المدد
المدد اَے یحییٰ مدنی شاہِ مستاں المدد

اَے کلیم اللہؒ صدقے ہیں ترے بلہار میں !
اَے نظام الدینؒ وحق اَے نورِ یزداں المدد !

اَے حبیب اللہ فخر الدینؒ وحق اَے پیشوا
ہوں سوالی تیرے در کا فخرِ خوباں المدد !

شامتِ اعمال سے ہے تیرہ بختی اپنی یار !
خواجۂ نورِ محمدؒ نورِ عرفاں المدد !!

چارہ ساز و دستگیرِ بیکساں، غربا نواز !
المدد اَے میرے خواجہ شہ سلیماںؒ المدد

(از : مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سلیمانی ؒ)

Marfat.com

سلسلۂ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خداوندا تو ذاتِ کبریا کے واسطے !!
رحم کر مجھ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفٰے کے واسطے !

میں ہُوا، ہوں سخت زار، اِس بندِ محنت میں اسیر
کھول دے مشکل علی کرم اللہ وجہہ مشکل کشا کے واسطے !

خواجۂ بصری حسنؓ کا نام لاتا ہوں شفیع
شیخ عبدالواحدؒ اہلِ بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیلِ خواجۂ ابنِ عیاضؒ !
شاہِ ابراہیمؒ بلخی بادشاہ کے واسطے !

Marfat.com

حضرت خواجہ حذیفہؒ کے لئے تُک رحم کر
پھر ہبیرا البصریؒ صاحب ھُدیٰ کے واسطے

خواجہ ممشادؒ کی خاطر مرا دل شاد کر !!
شیخ بو اسحاقؒ قطبِ چشتیہ کے واسطے

خواجہ ابدال احمد بو محمدؒ مقتدے !
خواجہ بو یوسفؒ صاحب صفا کے واسطے !

خواجہ مودودؒ حق اور خواجہ حاجی شریفؒ !
خواجہ عثمانؒ اہلِ اقتدا کے واسطے !

والیٔ ہندوستاں خواجہ معین الدین حسنؒ !
شیخ قطب الدینؒ قطب الاتقیا کے واسطے

دِل کو روشن کر طفیلِ شاہ نصیر الدینؒ چراغ
اور کمال الدینؒ کمالِ اصفیاء کے واسطے !

Marfat.com

دُور کر ظلمت سراجُ الدینؒ و دُنیا کے لئے!
اور علمُ الدینؒ وحق علمُ الہُدیٰ کے واسطے

حضرتِ محمودؒ راجن سرورِ دُنیا و دیں!!
اور جمالُ الدین جمنؒ باخُدا کے واسطے!!

شیخ حسنؒ و خواجۂ شیخ محمدؒ کے طفیل!
یحییٰ مدنیؒ صاحبِ نورِ خُدا کے واسطے!

فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہ کلیمُ اللہ ولیؒ!
اور نظامُ الدینؒ مقبولِ خُدا کے واسطے!

دین و دُنیا کا وسیلہ پیرِ عالم فخرِ دینؒ
خواجۂ نورِ محمدؒ رہنما کے واسطے!!

حضرتِ خواجہ سلیمانؒ دو جہاں کے دستگیر
قبلۂ حاجات و مقصودِ رضا کے واسطے

Marfat.com

سلسلۂ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے سزاوارِ سپاس و حمد عالی بارگاہ — جس کی وحدت پر ہوئی یہ کثرتِ عالم گواہ
سب تیرا انعام ہے یہ فیضِ نورِ مہر و ماہ — تو ہیں خالق تو ہیں رازق تو ہیں غفارِ گناہ
اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

رحمت و صلوات خاصہ ذاتِ ختم المرسلین — نقطۂ آغازِ عالم ختمِ دورِ آخریں
صاحبِ لولاک تو ہیں رحمۃ للعالمین — اسمِ اعظم نام تیرا یا شفیع المذنبینؐ
اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ !
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

محرمِ سرِ خفی و واقفِ رازِ جلی — وارثِ ملکِ نبوت افتخارِ ہر ولی
تو ہیں اسد اللہ غالب قاتلِ سینجلی — یا علی اللہ یا مشکل کشا مولیٰ علیؓ
اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

Marfat.com

بوالعجب ہے حسن تیرا رشکِ خورشید و قمر
نورِ مطلق جہار عالم میں ہو شکلِ بشر

چشمِ ہر اہلِ بصیرت میں ہوا ہے جلوہ گر
تو ہیں خواجہ حسن بصریؒ قبلۂ اہلِ بصر

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیماں بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

میں کہوں اَوصاف تیرے کیا قدر اَور کیا مجال
فرد و یکتا ہی نہیں ہمتائے تیرے کا خیال

گرچہ واحد بے مثل ہیں یک ہے تیرا کمال
یہ جو عبدالواحدؒ اعلیٰ مراتب کے مثال

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیماںؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

توں ابوالفیضِ جہاں اَور دو جہاں میں سرفراز
عاشق و معشوقِ مطلق صاحبِ ناز و نیاز

ہے دو عالم راز تیرا تو ہی خود عالم میں راز
بے شبہ بے شک تو ہیں خواجہ فضیلؒ ابنِ عیاضؒ

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیماںؓ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

ہے یقیں رتبہ ترا محبوبِ سُبحان کا
نہ کوئی ہویا نہ ہو عالم میں تیری شان کا

ہے سلمان الارض بے شک شان تجھ سُلطان کا
شاہ بلخیؒ ہو مددگار اِس دلِ ویران کا

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیماںؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

Marfat.com

ہے مقامِ "قربِ او ادنیٰ" میں تیرا اتحاد
ہر مریدِ عشق کا تو ہی یقیں عینِ مراد
فی الحقیقت زمرۂ عشاق پر تیرا اسعاد
یا سدید الدین حذیفہ مرعشی والا نژاد

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

ہو رہا منصور بے خود پی کے اک جامِ طرب
تو ہزاراں بحر پی کر ہیں نمایاں خشک لب
باوجودِ زورِ مستی ہیں سراپا با ادب
وہ امین الدین ہبیرہؒ خاص ہے تیرا لقب

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

آج تو ہیں قطب سب افراد ابدال و اوتاد کا
تو ہی ہیں فریاد رس ہر صاحبِ فریاد کا
وہ عجب رتبہ ہے عالی خواجہ ممشادؒ کا
یا علو الدین تو ہیں وارثِ دلِ ناشاد کا

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

شامِ شہرستانِ عالم کا ہیں تو ماہِ منیر
صبحِ نوروزِ جہاں کا تو ہے خورِ والا نظیر
چشتیہ کا سلسلہ اب کیوں نہ ہو آفاق گیر
تو ہیں بو اسحاق شامیؒ خواجہ روشن ضمیر

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

Marfat.com

ہیں توں مظہرِ خاص ذاتِ حضرت فعّال کا
قدرت قادر نمایاں حال تیرے قال کا
تو ابی احمد ہے چشتی خواجۂ ابدال کا!
ہو شتابی غور رس اس مضطرب احوال کا

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ!
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

ذات تیری ہے محیط فیضِ اسرارِ قدیم
جن و انساں کا تو ہے ہادیِ راہِ مستقیم
تو ہے خواجہ بو محمدؒ صاحب خلقِ عظیم
ہے گدا آکر کھڑا ہوں منتظر خوانِ کریم!

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمان بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

اے ترے حسنِ حسن کی وہ گرمی بازار ہے
نقدِ اس سودا سے عالم سب زلیخا وار ہے
صد ہزاراں ہر طرف سے عاشق دیدار ہے
خواجہ بو یوسف چشتیؒ کا یہ اطوار ہے

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

بحر قلزم موج زن ہے آج تیرے جود کا
ہے وجودِ خاص تیرا فیض ہر موجود کا
خواجہ مودودؒ تو ہیں مظہر معبود کا
کھول دے مشکل کشا عقدہ مرے مقصود کا

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

Marfat.com

وہ عنایت لطف تیرا عام اے ذاتِ لطیف — دارو ئے ہر درد تو اور دستگیر ہے ہر ضعیف
میں ترے در پر پڑا ہوں زار و بیمار و نحیف — دستگیری کر مری یا خواجۂ حاجی شریفؒ

اے پناہِ دو جہاں خواجۂ سلیماں بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

مقتدائے اہلِ عرفاں خاص تیرا نام ہے — مشربِ رنداں کا ساقی آج تیرا جام ہے
جرعہ بخشِ ہر لبِ تشنہ کا تیرا کام ہے — فیضِ حضرت خواجۂ عثمانؒ کا یہ انعام ہے

اے پناہِ دو جہاں خواجۂ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

کیا بڑا ہے شان تو سلطانِ عالی جاہ کا — ہند میں تو ہی ہے رسول الحق رسول اللہ کا
تو ہی ہے خواجہ معین الدینؒ حبیب اللہ کا — یا در ہر مستعین ہادی ہر گمراہ کا

اے پناہِ دو جہاں خواجۂ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

خنجرِ تسلیم سے تو ہے شہیدِ عشقِ یار — ہر زماں تجھ پر ہے فائز غیب سے جانیں ہزار
تو محیطِ فیضِ روحانی کا ہے قطبِ مدار — الغیاث اے خواجۂ قطب الدینؒ شاہِ بختیار

اے پناہِ دو جہاں خواجۂ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

Marfat.com

ہیں تُوں قُطبِ اقطاب اَے ہیں خوش ہر جن و بشر
قبلۂ حاجاتِ عالم فیض بخش بحر و بر !
تو ہی ہیں کانِ نمک اَے تو ہی ہیں گنجِ شکرؒ
تلخ کامی سیں مرا ہوں جلد لے میری خبر
اَے پناہِ دو جہاں خواجۂ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

آن محبوبی کی تیری شان میں حیران ہے
خاص محبوبانِ عالم پر لقب سُلطان ہے
رحمۃٌ للعٰلمین فیاضِ انس و جان ہے
وہ نظامُ الدینؒ محبوبِ الٰہ کا شان ہے
اَے پناہِ دو جہاں خواجۂ سُلیمانؒ بادشاہ
بستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

اَے تو مخدومِ جہاں مستغرقِ بحرِ شہود
بے شبہ ہیں خاص مظہر حضرتِ فیضِ وجود
تُو چراغِ دہلوی محمودؒ صاحب فیض وجود
کیجئے روشن مری شب تیرہ مقصود زود
اَے پناہِ دو جہاں خواجۂ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

ہے نگاہِ خاص مردانِ خدا کی کیمیا
جو کریں سنگ کو ولی اور مگس کو عینِ ہما
تُوں کمال الدینؒ ہیں شانِ کمالِ اولیاؒ
کیا عجب ہے یہ مسِ دل میری گر ہووے طلا
اَے پناہِ دو جہاں خواجۂ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

Marfat.com

خاص ہے نورِ مجسم جسم تیرا سر بسر　　　لمعۂ مصباح جو مشکوٰۃ سے ہو جلوہ گر
شامِ عالم کیوں نہ ہو اب صبح سے فیروز تر　　　توں سراج الحق والدینؒ ہیں بعالم مشتہر

اَے پناہِ دوجہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

ہے یہ عِلّم آدم الاسما تیری شان میں　　　سب تصرف ہے ترا اعیان اور اکوان میں
تو ہیں علم الدینؒ حضرت علم اور اعیان میں　　　ایک ذرہ رکھنا اس عاجز کو اپنے دھیان میں

اَے پناہِ دوجہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

شیخ راجنؒ تو ہیں صاحب سیرتِ محمود کا　　　عین مظہر ہیں محمد احمدؐ و محمود کا !
تجھ کو شایاں ہے مقامِ منصبِ محمود کا　　　ہے یقیں ضامن تو میری عاقبتِ محمود کا

اَے پناہِ دوجہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

ہے تیرا خوانِ کرم بخوانِ انعامِ خلیل　　　ہر طرف سے ہو رہا ہے اژدہامِ ابنِ سبیل
یہ تیری معنی و صورت حسنِ مطلق پر دلیل　　　توں جمال الدینؒ حسنؒ ہیں مظہرِ ذاتِ جمیل

اَے پناہ دوجہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ !

Marfat.com

اَللہ اللہ کیا تری یہ حُسن کی تصویر ہے — حضرتِ اسماءِ حُسنیٰ کی سبھی تفسیر ہے
ہے رضا تیری میں جو سب عالَم تقدیر ہے — آج شیخِ حسن رضی اللہ عنہ کا شہرہ تو عالم گیر ہے

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

سیرِ مُلکِ لامکاں میں تیز ہے تیرا قدم — عرصۂ قوسین پر ہے شان تیری کا علم
روز و شب توں ہیں شنا ور خلق دیلائے قدم — توں یقیں شیخ محمد مظہرِ فیضِ اتم !

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

قُم باذنِ اللہ تھا اعجاز یک عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ — تم کئے لاکھوں مسیحا ایک نفخۂ دم کے ساتھ
کیا ہے اِک احیاءِ دل میرے کا تم پر مشکلات — اَے شہِ قُطبِ مدینہ شیخ یحییٰؒ پاک ذات

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ !

وادیٔ ایمن میں دیکھا جب کہ موسیٰ علیہ السلام نورِ طُور — ہو رہا مدہوش و بے خود ہستیٔ عالم سے دُور
توں کلیم اللہؒ ہر دم دیکھتا ہیں عین نُور — ہر تبسم ہے تمنا ہے سراپائے شعور

اَے پناہ دو جہاں خواجہ سُلیمانؒ بادشاہ
دستگیری میں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

Marfat.com

آج اورنگِ ولایت پر توں شاہنشاہ ہیں   زمرۂ عشاق کے سر پر توں ظلّ اللہ ہیں
نظم و نسق دو جہاں پر ناظمِ درگاہ ہیں!   توں نظامُ الحق نظام الدینؒ عالی جاہ ہیں

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ!
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ !

وہ ترا یہ شانِ عالی دو جہاں کا پیشوا   فخر ہے عالم کو تیرا توں ہے فخرِ اولیاء
توں محبّ النبی ہیں اور خاص محبوبِ خدا   تو ہیں فخرالدینؒ محمد فخرِ فقرِ انبیاء

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

تو ہیں نورِ ذاتِ مطلق دو جہاں تیرا ہے نور   عرش کرسی کو اکب نور تیرے کا ظہور
تو ہیں شمس اور تو قمر اور تو ہی نور فوق نور   توں ہیں خود نورِ محمدؐ توں ہیں مفتاح الصدور

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

آج ہے تختِ سلیمانی پہ تیری داوری   ہے ترا خَتم ولایت خاتمِ انگشتری
ہو رہا مفتون عالم جن و انس و پری!   کیا عجب شانِ ولائیت رتبۂ پیغمبری

اَے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

Marfat.com

دو جہاں میں ہو یقیں یا شیخ میرے دستگیر
کون ہے تم بن مرا یا شیخ میرے دستگیر
شرم دامن کا تمہیں یا شیخ میرے دستگیر
ہے مرا وردِ زباں یا شیخ میرے دستگیر

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ!
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ!

ہے یقیں سرکارِ فیضِ حق کا توں مختار کا!
خواجگانِ چشت کے گھر کی ترے سر پر مدار
بخش مسکیں در تیرے پر دیر سے اُمید وار
یاغیاث المستغیثین دور کر یہ انتظار

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیمانؒ بادشاہ!
دستگیری سیں کرو ٹک فی سبیل اللہ نگاہ

حکیم محمد بخش پاکپتنیؒ سے منقول ہے:

جب شاہ شجاع الملک بن تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی نے خراسان پر دوسری بار فوج کشی کی تو میں بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اور جب وہ شکست کھا کر لدھیانہ کی طرف بھاگا تو میں، پکڑ کر دشمن کے ہاتھ آ گیا، اور خراسانیوں نے مجھے قید کر لیا۔ اس سراسیمگی اور اضطراب کی حالت میں میں نے حضرت غوثِ زماں کی خدمت میں یہ ترجیع بند لکھے جن میں شجرہ کے تمام پیرانِ چشت کے اسمائے گرامی شامل کر کے ہر بند کی ضمیر حضرت غوثِ زماں کی طرف کی۔

میں ہر روز ان اشعار کو پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے میری مشکل آسان فرما دی اور مجھے رہائی مل گئی۔

Marfat.com

منقبت

غلامِ شاہِ تونسہ شو، اگر دنیا و دیں خواہی!
بسوئے ملکِ سنگھڑ رو، اگر حق الیقیں خواہی!

غمِ دوزخ نمے دارم، مریدِ پیرِ افغانم!
رضائے شاہِ سلیمانؒ جو، دلا گر حورِ عیں خواہی

بیک جو طالبانِ حق، نمے خواہند جنّت را
بیا در خدمتِ پیرم، تو ہم گر ایں چنیں خواہی

بیا بر تختِ دل بنگر، تو اے طالب جمالِ حق
کہ اینجا یست جانانت، چہ از عرشِ بریں خواہی

ہما واجب تنزّل کردہ باشانِ سلیمانیؒ!!
فدا شد بر جمالِ او، چہ از خلدِ بریں خواہی

چو دستِ خویشتن داری بدستِ ایں چنیں شاہے
کدامی نعمتِ بہتر ازیں، اے نجمِ دیں خواہی!

منقبت

اے شاہِ شاہانِ جہاں ! وے آفتابِ مُلکِ جاں !
شہبازِ اَوجِ لامکاں ! عنقائے مغرب بے نشاں
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

ماہِ منوّر روئے تو ! اہلِ دِلاں بر کوئے تو !
مستی کناں بر بوئے تو ساجد شدہ ہر سوئے تو
خواجہ سلیمانؒ دستگیر

ہر شرع را برہان توئی ہم قبلۂ عرفاں توئی !
ہم رہبرِ ایماں توئی ! ایں جملہ را ہم جاں توئی
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

نامِ تو فخر الاولیاء ذاتِ تو نُورِ کبریا !
پیشِ تو آصف برخیا ساجد ز قلبِ بے ریا !
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

عالم گرفتہ نُورِ تو ! بر عرش کُرسی شورِ تو !
ہم پیشِ حق منظور تو ! رحم و کرم دستورِ تو
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

Marfat.com

حُکمِ سُلیمانی بتو! نُورِ مُسلمانی بتو! !
اسرارِ رحمانی بتو! انوارِ سُبحانی بتو ! !
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

داری خصالِ احمدی حُسنت جمالِ ایزدی !
نورت کمالِ سرمدی ! بیشک مثالِ احمدی
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

من بندۂ درگاہِ تو ! افگندہ سر در راہِ تو !
تشنہ برائے نگاہِ تو. نگہ بکن اَے شاہِ تو!
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

ایں بردہ پندارِ من ! شُد در نہاں خونخوارِ مَن !
نالم ازیں آزارِ من ! ! رحمے بحالِ زارِ مَن
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

تو شاہِ شاہاں مَن گدا ! جاں بر قدم سازم فدا
گویم کہ از بہرِ خُدا از آستاں نہ کنم جُدا!
خواجہ سُلیمانؒ دستگیر

Marfat.com

دارم امیدِ بیکراں ! از حضرتِ سلطانِ جہاں

رحم اے سلیمانؒ زماں للّٰہ مرا از در مراں !

خواجہ سلیمانؒ دستگیر

در دل غمت بسیار شد از دیدگاں خونبار شد

سوزم کہ ہجرت نار شد وصلِ تو بس دشوار شد

خواجہ سلیمانؒ دستگیر

از من خطاہا وجفا ! وز تو عطاہا و وفا !

ایں عادتِ اہلِ صفا ! بل کارِ خاصِ مصطفےٰؐ !

خواجہ سلیمانؒ دستگیر

ایں خستہ را دلشاد کن! از درد و غم آزاد کن ! !

بالطفِ خویشش یاد کن! راہِ خودش ارشاد کن !

خواجہ سلیمانؒ دستگیر

دادی صلاہائے کرم بُردند خلقاں بہرہ ہم

ہر کس بقسمت بیش وکم من ہم گدائے تو شدم !

خواجہ سلیمانؒ دستگیر

Marfat.com

ضامن توئی ہر کار را ! واقف توئی اسرار را !
حاجت چہ بس اظہار را مطلب رساں بیکار را !
خواجہ سلیمانؒ دستگیر

غرقم بگرداب گناہ ! فریادم از نفس تباہ !
دستم بگیر اے بادشاہ تا وارہم زیں ہا ہمہ ! !
خواجہ سلیمانؒ دستگیر

دل در کمندت بند شد زیں بند خود خورسند شد
کز بند دانشمند شد شکر خدا کیں بند شد
خواجہ سلیمانؒ دستگیر

ذوقیؔ گدا بے چارہ ام ! مغلوب نفس امارہ ام
از حال خود آوارہ ام ! جز تو کہ داند چارہ ام
خواجہ سلیمانؒ دستگیر

چارہ بکن اے چارہ گر باشم ز لطفش بہرہ ور
در دامنت دارم مقر دنیا و عقبیٰ در حشر !
خواجہ سلیمانؒ دستگیر

(از: یار محمد ذوقی مؤلف منتخب المناقب)

Marfat.com

منقبت

شہیدِ تیرِ آں تُرکم کہ از ابرُو کماں دارد
خدنگ از شستِ آں خوردم کہ از مژگاں سناں دارد

خوشا آں عاشق کہ از جاناں رُخِ مہر و وفا بیند
زیارِ خویش حیرانم نہ ایں دارد نہ آں دارد !!

حدیثِ حُسنِ یُوسف را کجا داند اخوانش
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

چہ شور انداخت در عالم جمال و حُسنِ آں گلرُخ
کہ چشمِ نیم خوابِ اُو ز ابرو سایہ باں دارد !!

ز چشمِ مست و بیمارش چہ بیماری فزود آخر
بہر سُویش کہ مے بینم ہزاراں کشتگاں دارد !

بیا در عالمِ معنی و چشمِ دُور بیں بکشائے !
کہ خوش باغ و خوش راغے و خوش آبِ رواں دارد

صبا از عشقِ من رمزے بگو آں شاہِ خوباں را
کہ از لب تشنگی مردیم شربت در دہاں دارد !

صبا با آں طبیبِ عشق حالِ مولوی بر گو !!
کہ بس عمریست کہ ایں بیمار سر بر آستاں دارد

از مولوی محمد علی مکھڈی

Marfat.com

منقبت

عطا فرمائے توفیقم بطاعت — پس از شاہِ سُلیمانم عنائیت!
دُرِ مقصود از بحرِ گرامی — فریدِ ملت از سلکِ نظامی

ولیدِ وقت در کشورستانی — وحیدِ دولتِ فخرِ زمانی
چراغِ نورِ خانہ ذیل و ذیلے — فروغِ خاندانِ جعفری خیل

شرفیابِ زلالِ آبِ حیواں؛ — کلیمِ نور از کوہِ سُلیماں!!
نظامِ فخرِ ملت نورِ عرفاں — جنابِ حضرتِ شاہِ سُلیماںؒ

مقام و منزلش تونسہ و سنگھڑ — ازاں رو انتخابِ ہفت کشور
رسد ہر کس کہ بر جائے مزارش — شود پُر فیضِ دامان و کنارش

از: مولوی احمد علی مصنف قصرِ عارفاں

Marfat.com

منقبت

مرآت العاشقین میں مرقوم ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے ارشاد فرمایا، "مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عجیب وغریب غزلیں لکھی ہیں۔" پھر آپ نے اُن کی وُہ غزل سنائی، جو اعلیٰ حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔ بعد ازاں فرمایا کہ "ایک مرتبہ مولوی صاحب مکھڈیؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اس غزل پر غزل لکھو۔ مَیں نے اگرچہ کبھی شعر نہیں لکھے تھے۔ لیکن حسبِ حکم طبع آزمائی کی اور یہ غزل لکھی:"

مقیم کوئے آں شاہم کہ اعلیٰ آستاں دارد
ملوکش جملہ مفتونِ و ملائک پاسباں دارد

مثالِ عشقِ ما باآں شہ خوبانِ عبدانی!
چوں آں زالے کہ در دستے تنیدہ ریسماں دارد

چہ طاقت بندہ عاجز راکہ با مولیٰ سخن راندا
ولے از لطفِ کرمِ اُو نظر بر فیضِ آں دارد

پھر فرمایا: "اس غزل کے باقی اشعار مجھے یاد نہیں۔"

از خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

منقبت

شاہبازِ تیز پرواز آشیانش لامکاں
طائرِ قدسی نشاں مانندِ عنقا بے نشاں

نیرِ چرخِ ولایت دائی ملکِ ابد!!
آفتاب اندر ہدایت مہدیِ صاحب زماں

پرتوِ نورِ محمدؐ مظہرِ فخرِ جہاں
بلکہ نورِ ذاتِ مطلق در جبینش شد عیاں

بہرِ نوشش تشنہ لب در قصر موجِ عشقِ حق!
ساقیِ او بر مرادش کار دارد ہر زماں!

ہر کہ یک جرعہ چشید از جامِ عشقِ او ز دل
تا ابد مخمور ماند تا قیامت سرگراں

یا الٰہی کیست ایں فرخندہ اختر در زمیں
رشک مے دارند بروے اہلِ عرش و آسماں

Marfat.com

منقبت

اُنظر نظیر الاولیاء خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی
امدد بشیر الاصفیاء خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی

تُو نُورِ چشمِ نُورِ دیں نُورِ محمّدؒ فخرِ دیں
نُور الھُدیٰ سر تا بپا خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی

اَے دستگیرِ بے کساں وَے ہادیٔ گم گشتگاں!
من گم رہم تُو رہ نما خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی

اِنّا ظَلَمنَا رَبَّنَا اِغفِرلَنَا اِغفِرلَنَا
وَردا دَریغا حَسرتا خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی

گرنا سزا و رُوسیہ گشتم زبد اعمالِ خُود
دستگیری کُن مَرا خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی

بہرِ خُدا و مُصطفٰےؐ نُورِ محمّدؒ پُر صفا
محوِ تماشا کُن مرا خواجہ سُلیمانؒ سنگھڑی

مولوی توحید الحق محو

Marfat.com

منقبت

بہ عالم جلوہ گر شد صورتِ اسرارِ رحمانی
بایں فخر و بایں نور و بایں شانِ سلیمانی!

تعالیٰ اللہ زہے شانے کہ ذاتِ پاکِ او دارد
نمے دانم کہ سبحانی و یا محبوبِ سبحانی!!

ہماں نورِ جہاں آرا کہ شد اندر عرب پیدا
ہمانا در عجم آمد بہ کتر و فترِ افغانی!!

جہاں پُر شور چوں فرہاد از گفتارِ شیرینت
ہزاراں خسرو آمد بندۂ ایں بزمِ سلطانی!!

بہ سودائے زلیخا عالمے را نقدِ جاں در کف!
زہے سو گرمئ بازارِ حسنِ یوسفِ ثانی!!

نگردد قطرۂ کم از محیطِ قلزمِ رحمت!
کہ ایں لب تشنہ را از تلخ کامی باز برہانی

از حکیم محمد بخش احمد حسنی

Marfat.com

منقبت

آنی کہ خاک را ز نظر کیمیا کُنی
سگ را ولی کُنی و مگس را ہما کُنی
"سُلطانِ چار طاق و سُلیمانِ نُہ رواق!"
باشد کہ یک نظر بہ منِ ایں گدا کُنی
گیرم کہ عمرِ خویش بہ رندی فروختم
از لُطفِ خاص عشق چو مستاں عطا کُنی
از مخزنِ جگر گہرِ چند اشک ہا
آوردہ ام، مقبول شہا زیں گدا کُنی!
در ورطۂ کہ جاں ز تنِ زارِ من کنند
حقِ وفا کہ جلوہ بہ جانم رہا کُنی
در تیرہ خاک داں کہ سپارند خاکِ من
آں را ضیا فروز نہ شمعِ لقا کُنی
چوں دستِ من بدستِ سُلیمانؒ محکم است
ابلیس را کجا دمِ اغوا دراں دم است

(از ایم صالح محمد مؤلف حیاتِ سُلیمانؒ)

Marfat.com

منقبت

بوئے یار آید زکنعاں ہم چناں
بوئے زلفش مایۂ جاں ہم چناں

شُد رواں از دیدۂ من جوئے اشک
دل درونِ سینہ سوزاں ہم چناں

جلوۂ حُسنِ تو عالم را بسوخت
چشمِ مستت شعلہ ساماں ہم چناں

کاروانم گرم رَد در راہِ عشق!
سارباںِ من حُدی خواں ہم چناں

گردِ راہِ توسنِ یکراںِ دوست
نازشِ گردونِ گرداں ہم چناں

من زکوئے یار گر دورم چہ غم!
فخرِ خاکِ کوئے جاناں ہم چناں

از خواجہ غلام فخر الدین سیالوی

Marfat.com

منقبت

بادشاہِ عارفاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی
شاہبازِ لامکاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

مخزنِ جُود و سخا ہیں پیکرِ شانِ خُدا
دستگیرِ دو جہاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

ہو گئی پُر نُور دنیا آپ کے انوار سے
آفتابِ ضوفشاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

وُہ مکینِ لامکاں ہیں زینتِ عرشِ بریں
رونقِ بزمِ جہاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

وُہ رموزِ ظاہری سے باطنی سے آشنا
علم کے بحرِ رواں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

آتے ہیں شاہ و گدا سب آپ کے دربار پر
سَر جُھکاتے انس و جاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

بے گماں پیرِ پٹھانؒ ہیں تاجدارِ چشتیاں
غوث ہیں قُطبِ زماں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

خادمانِ اولیا کی خواجگانِ چشت کی!
قلب و جاں روح و رواں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی

عقل سے بالا ہے انورؔ اُن کا اعلیٰ مرتبہ
واقفِ سِترِ نہاں ہیں شہ سُلیمانؒ تونسوی!

از محمد انور بابر چشتی

Marfat.com

مناظرِ تونسہ شریف ——— سنگھڑ کے کنارے

اِدھر حسنِ طلب ہے اور سنگھڑ کے کنارے ہیں
اُدھر غوثِ زمانؒ کے آستانے کے نظارے ہیں
شکوہِ کوہساراں ہے نہ سطوت ہے سمندر کی
مگر ہے جلوہ فرما تمکنت مردِ قلندر کی!
ہر اِک ذرہ یہاں کا اِک نرالی شان والا ہے
فضا میں معرفت کا رنگ ہے نوریں اُجالا ہے
نہ گلشن کا حسیں منظر، نہ جاری آبشاریں ہیں
مگر رُوحانیت کی ہر طرف تازہ بہاریں ہیں
مُرادوں کے گُہر سے اپنا دامن بھر کے لاتا ہے
ہر اِک زائر سکوں کی دولتِ نایاب پاتا ہے
ہر اِک سرشار ہے جس سے وہ مے خانہ حجازی ہے
محبت کا یہ سرچشمہ ہے جو ئے دِلنوازی ہے
زمینِ تونسہ مرکز ہے شریعت کا طریقت کا!
یہ آئینہ دکھاتی ہے سُلیمانی وراثت کا!
مِلا ہے فیض شمس الدینؒ کو غوثِ زمانیؒ سے
کیا ہے جس نے گرویدہ جہاں کو خوش بیانی سے
"مقیم کوئے آں شاہم کہ اعلیٰ آستاں دارد
ملوکش جملہ مفتون و ملائک پاسباں دارد"

(از جناب حافظ لدھیانویؒ)

Marfat.com

باب (۱۱)

ارشاداتِ عالیہ

قرآنِ کریم کے بعد حدیثِ پاک کا مقام ہے۔ اس کے بعد اقوالِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ہے۔ اس کے بعد تابعین کے اقوال کا اور پھر صالحین کے اقوال کا۔ صالحین میں اولیاء اللہ کا ایک خاص مقام ہے۔ ان کی تعریف اللہ تعالیٰ نے یوں کی ہے کہ "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" (ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم)۔ انہیں کبھی ابرار کہا، کبھی اخیار اور کبھی عباد الرحمٰن۔ ان ہی کی تعریف ان الفاظ میں کی "وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ" (جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والے وہ ہیں جو مجھ سے شدید محبت کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے!

اللہ تعالیٰ کی شدید محبت اور عشقِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم مومن کی متاعِ بے بہا ہے اور اولیاء اللہ کی یہ شان ہے کہ وہ اس میدان میں بہت بلند درجے پر ہوتے ہیں تب ہی تو وہ "اولیائی تحت قبائی" کے مقامِ ارفع کو حاصل کر لیتے ہیں۔

اولیاء اللہ وہ مومن ہیں جن کی تعریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نورِ خدا سے دیکھتا ہے۔"

ایک حدیثِ مبارکہ جس کا "صحیح بخاری" میں درج متن من وعن ابتدائیہ میں پیش کیا

Marfat.com

جا چکا ہے، اولیاء اللہ کے ایک قابلِ رشک مقام کی خوب نشاندہی کرتی ہے۔ اس کے تحت اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے نہ تو اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور نہ ہی اپنی ان خاکی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ خود ربِ کائنات ہی ان کی سماعت اور بصارت بن جاتا ہے۔ دریں حالات جو کچھ انہیں سنتا یا نظر آتا ہے اس کا اندازہ لگانا کسی دوسرے کے بس میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بیان کردہ انکشافات اتنے معتبر مگر عجیب و غریب اور پند و نصائح اتنے موزوں اور مؤثر ہوتے ہیں کہ بطور حوالہ اور سند پیش کئے جا سکتے ہیں۔

حضرت مولانا رومؒ نے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود!
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اولیاء اللہ میں مشائخ چشت کو ارفع و اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ ہر دور میں ان کے احوال و مناقب بھی تحریر کئے گئے اور ارشاداتِ عالیہ بھی۔ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا وصال ۶۳۳ھ میں ہوا۔ اور غوثِ زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کا ۱۲۶۸ھ میں۔ اس چھ سو برس کے عرصہ میں مشائخ چشت کی محافل و مجالس میں شب و روز بیٹھنے والوں نے ارشادات سنے، یاد رکھے اور بعض نے تحریر بھی کئے۔ یہ ملفوظات قلمی صورت اور مطبوعہ صورت میں آج بھی مختلف کتب خانوں اور خانقاہوں میں موجود ہیں۔

محبّ النبی حضرت مولانا فخر الدین فخرِ جہاں دہلویؒ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "مرشد جو کچھ سنے اسے اندھیری رات کا چاند جان کر یاد رکھے۔ اور اگر فرصت ہو تو کاغذ پر لکھ کر عمل کے لئے حفاظت سے رکھے کہ اس میں جو وقت صرف ہوتا ہے، عبادت ہی میں لکھا جاتا ہے"

حضرت غوثِ زماںؒ کے ارشاداتِ عالیہ بھی اس دور کے حاضر باش حضرات و احباب نے جمع کئے، تحریر کئے اور محفوظ کر لئے۔ ان ملفوظاتِ مبارکہ سے چند ارشاداتِ عالیہ تبرکاً درج کئے جاتے ہیں تاکہ ہمیں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا بھی کچھ علم ہو جائے اور وہ شے حاصل ہو جائے جو عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولین ہے یعنی محبت و عشق

Marfat.com

اس لئے کہ

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں لذت از گفتار خیزد

از حیاتِ سُلیمان

فرمایا توکل یہ ہے کہ کام کئے جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ نہ یہ کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہو۔ بھروسہ اُسی ذاتِ باری پر کرنا چاہیئے' جو اَزلی اور اَبدی ہے۔ غیرِ حق پر تکیہ کرنا ایک حادث (فانی) بھروسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو، اُسی پر چھوڑ دو اور اُسی کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ۔ بندے کا کام ہے کہ وُہ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق چلے نہ کہ آقا کو اپنی مرضی کے مطابق چلائے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

کار ہا بر خواہشِ خود ساختن کارِ خدا ست؛
بندہ باشی اے تو ناداں پس خُدا کردی چرا

ایک شخص حاضرِ خدمت ہُوا اور سوال کیا کہ حضرت خُدا عمل سے ملتا ہے یا قسمت سے۔ آپ نے فرمایا کہ "قسمت سے' مگر عمل شرط ہے"۔ اور پھر یہ شعر پڑھا:

بہ جستجو نیابد کسے مُرادِ دلی
کسے مُراد نیابد کہ جستجو نہ کند

(کوئی شخص بھی محض جستجو سے مُرادِ دلی حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر کوئی بھی مُراد حاصل نہیں کر سکتا' جب تک کہ جستجو نہ کرے۔)

فرمایا کہ جب تمہیں کوئی بیماری ہو تو فوراً علاج کرو' کیونکہ یہی سُنّت ہے۔ ہاں اسباب پر بھروسہ نہ کرو' بلکہ حق تعالیٰ ہی کو مؤثرِ حقیقی جانو۔ کیونکہ اگر صرف دوا میں شفا ہوتی تو کوئی دولتمند مرنے نہ پاتا۔ پس شفا دینے والا اور نفع دینے والا صرف خُدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

Marfat.com

آپ اپنی پاک صحبتوں میں ہر وقت کسبِ حلال پر وعظ فرمایا کرتے تھے اور مختلف حکایات سے اسے دلچسپ بناتے۔ فرمایا کرتے کہ اے لوگو حلال کی کمائی میں اس قدر برکت ہے کہ کاسبِ حلال کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے کردگارِ عالم پورا فرماتا ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے حکایت بیان کی کہ ایک عالم کسی خطرناک بیماری میں مبتلا تھا۔ مایوس ہوکر کسی فقیر کے پاس گیا۔ فقیر نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کی۔ اُسے فوراً شفا ہوگئی۔ پوچھا گیا کہ یہ رتبہ تم نے کہاں سے پایا؟ کہا کہ لقمۂ حلال سے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو تم نہیں دیکھتے کہ جو مزدوری پیشہ لوگ کڑکتی دھوپ میں کام کرتے ہیں، وہ کبھی نہیں تھکتے۔ یہ طاقت ان میں کسبِ حلال سے ہے۔

فرمایا کہ شروع میں شاہانِ دہلی کی عادت تھی کہ اُن کے مطبخ (باورچی خانہ) دو قسم کے ہوتے تھے، عام اور خاص۔ عام مطبخ میں عُمدہ کھانے پکتے تھے، جو سب کے لئے ہوتے تھے خاص مطبخ میں وہ کھانا پکتا تھا جو خود اور اُن کے اندرونِ خانہ کھاتے تھے اور یہ کھانا وہ کتابتِ قرآنِ پاک کی مزدوری سے حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ شاہانِ دہلی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآنِ پاک کے قلمی نسخے اب تک چشتیہ خانقاہ میں موجود ہیں۔

ایک مشنری (عیسائی مبلغ) آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کس زبان میں میرے ساتھ بات کریں گے؟ آپ نے فرمایا: "ہندکو (ہندی، اردو، ملتانی وغیرہ) پشتو، فارسی، عربی، انگریزی میں بات کرو اور اگر ترکی بگوئی ہم بگو (اگر ترکی میں بات کرنا چاہتے ہو تو کرو)۔ اُس نے فارسی میں سوال کیا کہ "فقر چیست" (فقر کیا ہے)؟ حضرت غوثِ زمان نے فرمایا کہ فقیر وہ ہے کہ اگر لاکھ روپے کا فائدہ ہو جائے تو اُسے خوشی نہ ہو اور اگر لاکھ روپے کا خسارہ ہو جائے تو اُسے ملال نہ ہو۔

Marfat.com

فرمایا اے بیٹا! تسلی رکھ کہ اگر ہدایت تیرے نصیب میں ہے، تو علم تیرے عمل کا ذریعہ ہوگا۔ مگر یہ بھی یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا" (ہم اچھے عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے) لہٰذا ہر وقت سرگرم عمل رہنا چاہیئے۔

حضرت غوث زمانؒ کی خانقاہ و دارالعلوم کے مایۂ ناز عالم مولوی محمد عمر صاحب کو جب آپ نے بیعت کی اجازت دی تو مولوی صاحب نے عرض کیا کہ درس و تدریس اور اشاعت سلسلہ و بیعت میں سے کون سا کام اختیار کروں۔ فرمایا جس کا نام تم نے پہلے لیا ہے، وہ افضل ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مجھے دوسرے کی حاجت نہیں۔ چنانچہ وہ آخری سانس تک درس و تدریس میں مصروفِ عمل رہے۔

فرمایا عالم دوزخ یا بہشت میں اکیلا نہیں جائے گا۔ بہشت میں جائے گا تو سینکڑوں کو ہمراہ لے کر اور دوزخ میں جائے گا تو ایک جتھے سمیت۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا مدار عالم کے نمونہ پر ہے۔

فرمایا کہ علم عذاب کا باعث بھی ہے اور ثواب کا بھی۔ ثواب تب، جب کہ اس کے ساتھ ہدایت بھی شامل ہو، ورنہ سر کا بوجھ ہے۔ اور ہدایت محض علم میں نہیں ہے۔ اس کا تعلق قوتِ عمل کے ساتھ ساتھ نصیبۂ ازلی پر ہے۔ اگر اس کا مدار محض علم پر ہوتا تو علامہ زمخشری جو بے مثل عالم تھے، معتزلی نہ ہو جاتے۔

فرمایا کہ علم ایک تلوار ہے۔ اگر عالم کے بازو میں قوتِ عمل ہے تو اس تلوار سے دشمن (شیطان) کا کام تمام کرے گا۔ ورنہ وہی دشمن (شیطان) اسی کی تلوار ہی سے اس کا سر اڑا دے گا۔

Marfat.com

از خاتمِ سلیمانی

ایک دفعہ حضرت خواجہ نُور احمد بھاروی تشریف فرما تھے تو حضرت غوث زماںؒ نے نواب صادق محمد خاں والئی بہاولپور سے گفتگو کرتے ہُوئے پیری مریدی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح کشتی میں ہزاروں من اسباب ہوتا ہے۔ مگر اتفاق سے ایک میخ نکل پڑے، تو کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ یہی حال پیری مُریدی کا ہے۔ اگر پیر سو بار مُرید کو کہے کہ تو میرا مُرید نہیں ہے تو مُرید مرتد نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مُرید ایک دفعہ زبان پر لائے کہ مَیں تمہارا مُرید نہیں ہُوں تو اُسی وقت مرتد ہو جاتا ہے۔ اور میخ کی طرح اس کی کشتیِ ایمان بھی بحرِ ضلالت میں ڈوب جاتی ہے۔

○

فرمایا کہ ایک دفعہ دو کامل بزرگ، جو ایک ہی مرتبہ پر تھے، راستہ میں جا رہے تھے کہ تنگ گلی آگئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ آگے چلیں۔ اُس نے کہا کہ نہیں، آپ آگے چلیں۔ اُس پہلے بزرگ نے کہا کہ میری آپ پر کیا فضیلت ہے کہ مَیں آگے چلوں؟ اُس نے کہا کہ آپ کی مجھ پر یہ فضیلت ہے کہ آپ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے، مَیں نے نہیں دیکھا۔

○

میاں عبدُ اللہ نمبردار حافظ محمد جمال مُلتانیؒ کا مُرید باصفا تھا۔ جب اُس کے مُرشد باکمال حافظ محمد جمال مُلتانیؒ کا وصال ہُوا تو وہ روتا پیٹتا حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے فرمایا کہ میاں عبدُ اللہ اس قدر گریہ نہ کر۔ اہل اللہ کبھی فوت نہیں ہوتے۔ وُہ ہماری طرح زندہ ہیں۔ جو کچھ کوئی عرض کرنا چاہے، وُہ بخوبی سُنتے ہیں۔ تم اپنے مُرشدؒ کے مزارِ مُبارک کے سرہانے یہ الفاظ پڑھو۔ اُس نے پڑھے تو حافظ محمد جمالؒ قبرِ مُبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ "تم کو حضرت فخر الاولیاءؒ کے فرمان پر اعتماد نہیں آیا۔ اولیاء اللہ کبھی فوت نہیں ہوتے۔ جس وقت کوئی آتا ہے تو اس کی بات سُنتے ہیں اور اُسے

Marfat.com

دیکھتے ہیں۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما!

ایک دن اپنی مجلس میں فرمایا کہ پیری و مرشدی اس شخص کو کرنی چاہئیے کہ اگر مرید ہزار فرسنگ پر بھی ہو تو اس کے حال سے باخبر ہو اور اس کی مدد کو پہنچے۔ مولوی سلطان محمد صاحب آپ کے صاحبِ مجاز تھے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت مُرشد کے جس مقام کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے، ہم اس صفت سے خالی ہیں۔ حالانکہ آپ نے ہمیں مرید کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے فرمایا کہ جس کو کسی پیر کامل نے اجازت دی ہے اُس کے مُرید کا ذمہ دار اُس کا پیرو مرشد ہوگا۔ لہٰذا تیرے مُریدوں کا ذمہ دار میں ہوں۔

حضرت غوثِ زمانؒ نے ایک غریب آدمی کے حالِ زار پر رحم فرما کر لنگر میں ایک روٹی اس کے لئے مقرر کردی۔ وہ شخص ہر اجنبی اور نو وارد کے پاس حضرت صاحبؒ کی شکائت کرتا تھا۔ مریدوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا اور لوگوں کو بداعتقاد کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ خادمانِ لنگر نے تنگ آکر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں اس کی اطلاع دی۔ آپ نے لانگری کو بُلا کر حکم دیا کہ آج سے اس شخص کی لنگر سے دو روٹیاں کردی جائیں۔ اس حکم کے سُننے سے لنگر کے درویشوں کو سخت غُصّہ آیا۔ سب نے عرض کیا کہ حضرت ہم اس شخص کی غیبت سے سخت عاجز آگئے ہیں اور آپ اس کی پرورش زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے فرمایا،

آنکہ اندر راہِ ما خارے نہد از دشمنی
یا الٰہی گلشنِ اُو دائماً بے خار باد!

از ذکرِ حبیب

ایک دیوانہ بالکل برہنہ گدھے پر سوار حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا۔ حضرت صاحبؒ مراقبہ میں سرنگوں بیٹھے ہُوئے تھے۔ دیوانے نے کہا مجھے کیا دیکھتے ہو، میں تو یہاں کھڑا ہوں۔ آپ نے چشمِ مبارک اُٹھا کر اُس کی طرف غور سے دیکھا، وُہ فوراً گدھے سے نیچے اُترا، کپڑے پہنے، بدن ڈھانکا، نماز پڑھی اور اپنے گدھے کو لے کر چلا گیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ یہ دیوانہ بھی منزلِ منصورؒ میں تھا، لیکن اب ہوشیار ہو گیا ہے۔ اگر منصورؒ بھی ہمارے زمانہ میں ہوتا، تو ہرگز سُولی پر نہ چڑھایا جاتا۔

○

حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمتِ عالیہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ اولیاءِ متقدمین تو ایک نگاہ سے منور کر دیا کرتے تھے مگر آپ بہت سی تکالیف کے بعد مستفیض فرماتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ ہمارے خاندانؒ کی مثال کسانوں کی محنت کشی کی مانند ہے، جو حصولِ گندم کے لئے محنت کرتے ہیں اور جو حاصل کرتے ہیں وُہ دیرپا ہوتا ہے۔

○

ایک دفعہ متابعتِ پیرِ طریقت و اطاعتِ مُرشد کے متعلق گفتگو ہُوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا مطالبِ دُنیوی اور کیا مقاصدِ دینی سب پیر کی متابعت اور ان کی اطاعت و فرماں برداری پر موقوف و منحصر ہیں۔ جو کچھ پیر فرماوے اُسی کے مُطابق عمل کرنا چاہیئے اور جو اس کا ارشاد ہو اُسی کے مطابق ساعی رہے۔ اور ادب و تعظیم کیا ظاہر اور کیا باطن ہر وقت ملحوظ رکھے۔ اگرچہ پیر کے آگے بڑھنا کھڑا ہونا، نماز پڑھانا درست نہیں۔ مگر وُہ ارشاد فرمائے تو "الامر فوق الادب" کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اور ورد وظیفہ کے واسطے جو بھی فرمائیں اُسی پر مواظبت کرے۔

Marfat.com

فرمایا کہ شاہانِ دہلی کی سلطنت کی بربادی کا ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ یہ عظیم سلطنت حضرت امیر خسروؒ کی غیرت کی وجہ سے برباد ہوئی اور ایسی برباد ہوئی کہ دُنیا میں اس کا نام ونشاں نہ رہا۔ اِس لئے کہ محمد شاہ بادشاہِ دہلی کی قبر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ اور حضرت امیر خسروؒ کے مزارات کے درمیان بنادی گئی۔ جس روز سے عاشق و معشوق کے بیچ میں پردہ حائل کیا گیا، اُس روز سے شاہانِ دہلی نے اپنے آپ کو برباد کرلیا۔ اور دُوسرا سبب اُن کی سلطنت کی بربادی کا یہ بھی تھا کہ اُنہوں نے مشائخ کے ساتھ تعصب کیا اور غلط فہمی سے اپنی اطاعت مشائخ سے کرانی چاہی۔ مشائخ چونکہ خُدا تعالیٰ کو واحد جانتے ہیں اور مانتے ہیں لہٰذا وُہ غیروں کی اطاعت کبھی نہیں کرتے

حضرت غوثِ زماںؒ کی مجلس میں ایک پیر مرد حاضر ہُوا اور آہستہ آہستہ تھوڑی سی گفتگو کر کے رُخصت ہوگیا۔ خدام نے دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ ابلیس تھا۔ کہتا تھا کہ آپ مقبولِ خُدا ہیں دُعا فرمائیں کہ خُداوندکریم میرا قصور مُعاف فرمادیں۔ مَیں نے اُسے کہا کہ اب بھی حضرت آدم علیہ السّلام کی قبر مُبارک پر سجدہ کردے، خُداوندکریم معاف کردے گا۔ مَیں بھی بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کروں گا۔ مگر اُس کو یہ بات ناگوار معلوم ہُوئی اور کہنے لگا کہ اب مجھ سے ایسی شرمندگی اُٹھائی نہیں جاتی کہ جس کے روبرو سجدہ نہ کیا، اُس کی قبر پر جاکر سَر جُھکاؤں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں بھی بارگاہِ ربُّ العزت میں دُعا نہیں کرسکتا۔ پس وُہ چلا گیا۔

از مرآۃ العاشقین

حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ ہر آدمی نے دُنیا کو بُرا بھلا کہا ہے لیکن جو کچھ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے، وُہ کسی اور سے بن نہیں پڑا:

اہلِ دُنیا چہ کہین وچہ مہین !
لعنۃُ اللہ علیہم اجمعین !!

Marfat.com

(دُنیا دار کیا چھوٹے کیا بڑے سب پر خُدا کی لعنت ہو۔)

مزید فرمایا کہ اگر دُنیا کو اس سے بھی زیادہ بُرا کہنے کا کوئی علمی امکان ہوتا، تو مَیں لازماً اس سے بھی زیادہ اُسے بُرا کہتا۔

○

حضرت سیّد محمد علی شاہ خیرآبادیؒ نے حضرت غوثِ زمانؒ سے عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت سے مشرف فرمائیں۔ فرمایا تمہارے وجود میں چند چیزیں بیعت کے منافی ہیں۔ جب تک تم انہیں دُور نہیں کرو گے، منزلِ مقصود تک نہیں پہنچو گے۔ ایک تو یہ کہ تمہیں نوابی منصب حاصل ہے اور جس شخص کو یہ منصب حاصل ہو، اُسے دوسرے حقیر نظر آتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ تم قاری بھی ہو۔ اور وُہ عام طور پر دوسروں کو غلط خواں سمجھتا ہے۔ تیسرا یہ کہ تمہیں علمی فضیلت بھی حاصل ہے اور جو عالم ہو اُسے دوسرے لوگ جاہل دکھائی دیتے ہیں۔ چوتھا یہ کہ تمہیں اپنے حسب نسب پر بھی فخر ہے کہ سیّد ہو۔ اور جو سیّد ہو وُہ کہتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا بھی پڑھ لکھ لے سیّد نہیں بن سکتا۔

سیّد محمد علی شاہؒ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے انہیں بیعت کیا اور پھر کچھ مُدت کے بعد خلافت دے کر روانہ کر دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ہرگز نہ شوی شیرِ بیابانِ طریقت!
تا سنگ شُدہ در کوچہ و بازار نہ گردی

○

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اے سالک عشق کا طریقہ سیکھ اور خُدا تعالیٰ کی محبت حاصل کر۔ کیونکہ تمام نیکیوں کی اصل محبتِ الٰہی ہے۔

متاب اَز عشق اُو گرچہ مجاز است!
کہ آں بہرِ حقیقت کارساز است

Marfat.com

دیگر ملفوظات سے

ارشاد فرمایا کہ جنوبی علاقہ میں ایک عارف عنایت نامیؒ تھے۔ اُن کا ظاہر و باطن شریعت کے مطابق تھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے طریقہ کے لوگوں نے یہاں تک بدعات اختیار کرلی ہیں کہ جو کوئی ان کے سلسلہ میں داخل ہوتا ہے، نماز چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح ایک صاحب حبیبؒ نامی تھے اور دوسرے حضرت عثمان مروندی المعروف بہ لعل شہبازؒ۔ یہ دونوں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے خلفاء میں سے تھے اور صاحب شرع اور متقی تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے طریقہ کے لوگ اپنی خواہش نفسانی کے تحت نماز کو چھوڑ کر برہنہ تن رہتے ہیں۔ دوسرے امور منہیات کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ سب کام اُن سے منسوب کرتے ہیں۔

○

ارشاد فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اگر کبھی نواب صاحب بہاول پور کی درخواست پر سماع کی مجلس میں داخل ہوتے تو دروازہ پر ایک پہرہ دار مقرر کر دیتے۔ مجلس میں سوائے محرموں کے اور کوئی اندر نہیں آسکتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ تین چیزیں عام ہوگئی ہیں:

۱۔ مسئلہ وحدت الوجود ۲۔ سماع ۳۔ سر کے بال رکھنا

○

ارشاد فرمایا کہ زیتون کی تسبیح پڑھنا مستحب ہے۔ پتھر کی تسبیح پر نہیں پڑھنا چاہیئے، اس سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ تسبیح کو کلائی پر لپیٹنا اور گلے میں ڈالنا بھی نحوست کا سبب ہے اور کپڑے کو اُلٹا کر سینا بھی ادبار کے اسباب میں سے ہے۔ ان باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔

از ملفوظات سدیدیہ

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے پوتے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ سے دریافت کیا کہ "خالص چشتی کی کیا پہچان ہے؟" آپ نے جواب دیا

Marfat.com

کہ "جس کے سر پر لال کناری والی چار ترکی ٹوپی اور جس کا تہ بند نیلا ہو۔" اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ سُلیمان تونسوی ؒ نے فرمایا "نہیں"۔ اس پر خواجہ اللہ بخش ؒ نے دوبارہ عرض کیا کہ "جو شخص نسبتِ صحیح کے ساتھ پانچ وقت باجماعت نماز پڑھے وُہ خالص چشتی ہے۔"

اس جواب پر اعلیٰ حضرت تونسوی ؒ بہت خوش ہُوئے اور فرمایا "ہاں میرے سوال کا صحیح جواب یہی ہے۔" پھر آپ نے فرمایا "میرے زمانے کے بعد جو زمانہ آئے گا' اُس میں جو شخص صحیح نسبت کے ساتھ پانچ وقت نماز ادا کرے گا' وُہ اولیاء اللہ میں سے ہوگا۔"

اعلیٰ حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سُلیمان تونسوی ؒ کے کسی مُرید کو خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت نصیب ہُوئی۔ اُس نے خوشی خوشی سب کو بتانا شروع کر دیا۔ آپ کو پتہ چلا تو آپ نے اُسے بُلا کر فرمایا "یہ تو کوئی کمال کی بات نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو تو ابوجہل نے بھی دیکھا تھا۔ کمال تو یہ ہے کہ مُستقل مزاجی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نقشِ قدم پر چلو اور خدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے احکام سے کبھی روگردانی نہ کرو۔"

از مناقب المحبوبین

ایک دن نمازِ ظہر کے بعد قرآنِ مجید کی تلاوت سے فارغ ہو کر حضرت غوثِ زماں ؒ بنگلہ شریف کے باہر صحن میں اپنے مصلّے پر بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص ہندی نانکی مذہب والا لباس درویشی میں مشائخ کی شکل والا آیا اور آپ کے مصلّے پر آں جناب کے برابر بیٹھ گیا۔ حاضرینِ مجلس پر اس کی بے ادبی کی یہ حرکت گراں گزری۔ مگر غوثِ زماں ؒ نے تواضع فرمائی اور اس کا حال پُوچھا۔ اُس کے ساتھ دس بارہ سکھ برہنہ تلوار والے بھی آئے تھے۔ یہ شخص اُن کا مُرشد تھا۔ حضرت غوثِ زماں ؒ نے اُس سے پُوچھا کہاں سے آئے ہو۔ اُس نے کہا ٹیلہ جوگی بال گوندائی سے آیا ہُوں۔ جہاں رانجھا نے ہیر کی محبت میں کان پڑوائے تھے اور اُس کا چیلہ بن گیا تھا' میں وہیں رہتا ہُوں اور وہیں سے آیا ہُوں۔ حضرت صاحب ؒ ذوق میں آ گئے اور فرمایا کہ ہیر نے رانجھا کے عشق میں کیا خُوب کہا ہے کہ:

Marfat.com

رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی

اِس کے بعد اُس ہندو نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت اللہ کا وصال قسمت سے حاصل ہوتا ہے۔ یا محنت و مجاہدہ سے۔ فرمایا قسمت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر حق تعالیٰ نے اپنا وصال کسی کی قسمت میں رکھا ہُوا ہوتا ہے تو اُسے اُس کی یہ نعمتِ دیدار و وصل حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کی قسمت میں اُس کا وصال نہ ہو تو ہر چند کہ وُہ محنت و مجاہدہ کرے دُوری و فراق کے سوا کچُھ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

زہدت بچہ کار آید گر راندۂ درگاہے
کُفرت چہ زیاں دارد گر نیک سرانجامے

پھر یہ مثال بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص محنت مزدوری کر کے خزانہ جمع کرے مگر اس کی قسمت میں نہ ہو تو چور اور ڈاکو چھین کر لے جائیں گے اور اگر کسی شخص کی قسمت یاوری کرے تو بغیر محنت و مزدوری کے اسے جنگل سے خزانہ مل جاتا ہے۔ ایسا ہی ہے کہ بہت لوگ ابتداء میں محنت و مجاہدہ اختیار کرتے ہیں مگر چونکہ اُن کی قسمت میں حق کا وصال نہیں ہوتا پھر اصل حالت میں اور عالمِ ناسوت میں رجوع کرتے ہیں اور بعض صاحبِ قسمت لوگوں کو حق تعالیٰ بغیر محنت و مجاہدہ جذبہ و عشق اپنے فضل سے عطا کرتے ہیں کہ وُہ مقصودِ اصلی کو پہنچ جاتے ہیں:

کرم کے ڈھنگ ہیں اُس کے نرالے
پیا چاہے تو سوئی کو جگا لے!

اس کے بعد پھر اُس ہندو نے سوال کیا کہ یا حضرت فقیری کا مرتبہ بڑا ہے یا شریعت کا۔ فرمایا کہ شریعت فقیری پر فضیلت رکھتی ہے، اِس لئے کہ اہلِ شریعت نے فقرا کو سولی پر لٹکایا ہے۔ کسی فقیر نے اہلِ شرع کو سُولی پر نہیں لٹکایا پس معلوم ہُوا کہ شریعت کا مرتبہ بڑا ہے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
محال اَست سعدی کہ راہِ صفا | تواں رفت جز در پئے مصطفٰے[۴۱]

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ خانقاہِ قبلۂ عالمؒ میں اپنے بنگلہ شریف میں چاشت کے وقت اپنے معمول کے اوراد اور وظائف میں مشغول تھے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے لانگری غلام رسول صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا حضرت میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے زمانہ میں لنگر کے انتظام میں مصروف رہتا تھا اور طلبِ خدا سے غافل تھا۔ اب جبکہ میں بہت عمر رسیدہ وضعیف ہو گیا ہوں، میرے دل میں بھی طلبِ خدا کا جذبہ موجزن ہو گیا ہے۔ آپ حضرت قبلۂ عالمؒ کے قائم مقام ہیں۔ آپ میری راہ نمائی فرمائیں تاکہ میں مقصودِ حقیقی کو حاصل کر سکوں۔"

حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ "تمہارے لئے آج حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزارِ مبارک پر عرض کروں گا۔" دوسرے دن اسی وقت پھر حاضر ہوا اور پوچھا کہ "حضرت آپ نے میرے لئے مزارِ مبارک پر عرض کیا ہو گا۔ کیا جواب ملا؟" حضرت غوثِ زماںؒ نے یہ شعر پڑھا:

طبیبِ عشق سے پوچھا زلیخا نے علاج اپنا
کہا واجب ہے تجھ کو صورتِ یوسف کا دم کرنا!

غلام رسول نے عرض کیا کہ "حضرت میں نہیں سمجھا۔" آپ نے فرمایا کہ "اس سے مراد صورتِ شیخ کا مراقبہ ہے۔" وہ کہنے لگا کہ "حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال کو سترہ سال ہو گئے ہیں۔ اب وہ صورت مجھے یاد نہیں رہی۔" آپ نے فرمایا کہ "یہ تصور کر کے بیٹھ کہ میرا مرشد میرے دل میں موجود ہے۔" پس وہ اسی روز سے اس شغل میں مصروف ہو گیا۔

فرمایا کہ بندے کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی رہے چاہے ظاہراً اس کے حق میں برا نظر آئے۔ اس لئے کہ خدا کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو کچھ خدا تعالیٰ کرتا ہے بندہ کے حق میں بہتری کرتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک ابدال پرواز میں تھا۔ اس وقت دریا پر بارش ہو رہی تھی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر حق تعالیٰ زمین پر بارش برسائے

Marfat.com

تو بہتر تھا تاکہ مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچتا، یہاں دریا کے اُوپر بارش برسانے کی کیا ضرورت تھی۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ اُس ابدال کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے۔ وُہ زمین پر گر پڑا اور اُس کا درجۂ ابدال سلب ہوگیا۔

○

حضرت غوثِ زمانؒ کے اُستادِ محترم میاں وَلی محمد صاحب کے فرزند مولوی محمد یار صاحب نے ایک دِن بے روزگاری اور عنادِ مخلوق کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو کوئی چیز مقبولیت کی خُود عنایت فرماتے ہیں۔ اِس مقبولیت کی وجہ سے مخلوق اس شخص سے عناد رکھنے لگتی ہے۔ مولوی یار محمد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے اندر تو کوئی مقبولیت کی صفت موجود نہیں ہے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ کی مقبولیت تین طرح کی ہے۔ اوّل یہ کہ کوئی شخص مقبولِ خُدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اُسے تمام مخلوق بھی پہچانتی ہے اور وُہ بھی اپنے اِس مقام سے آگاہ ہوتا ہے کہ مَیں مقبولِ حق ہُوں۔ دوسرے یہ کہ وُہ جانتا ہے کہ مَیں مقبولِ حق تعالیٰ ہُوں مگر مخلوقِ خُدا اُس کے اِس مقامِ مقبولیت سے بے خبر ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ نہ اُسے اپنے اِس حال کی خبر ہوتی ہے کہ مَیں مقبولِ حق تعالیٰ ہوں اور نہ مخلوقِ خُدا اُسے مقبولِ حق جانتی ہے۔

مؤلفِ مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ یہ تیسرا گروہ مکتومان کا ہے، جو اولیاءاللہ کی ایک خاص قسم ہے۔ نیز حق تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ایک اور قسم بھی ہے کہ مخلوقِ خُدا انہیں جانتی ہے کہ مقبولِ حق تعالیٰ ہیں، مگر وُہ اپنے آپ کو نہیں جانتے۔

○

ایک دِن نمازِ عشاء سے قبل عزیزانِ اہلِ صُفہ حاضر تھے۔ محمد اکرم صاحب خادمِ خاص نے عرض کیا کہ قبلہ کیا اولیاء اللہ کے مزارات سے بھی فیض ملتا ہے؟ فرمایا کہ مزاراتِ عالیہ

Marfat.com

کے فیض کے بارے میں کوئی مجھ سے پوچھے کہ میں اپنے پیرومرشد حضرت قبلۂ عالمؒ کی صحبت ظاہری صرف پانچ سال کے قریب حاصل کر سکا، مگر باقی تمام فیض حضرت قبلۂ عالم کے مزارِ مبارک سے حاصل کیا۔ پھر فرمایا کہ جو کچھ مجھے حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزارِ مبارک سے حاصل ہوا ہے وہ میں ہی جانتا ہوں، بیان نہیں کر سکتا۔

○

ایک دن حضرت غوثِ زمانؒ نے اپنے درویش صفت مرید احمد خاں ملی زئی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احمد خان میرے تمام مریدوں کو دوست رکھو۔ اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آلِ پاک کے حق میں فرمایا ہے کہ "الصالحون للہ والطالحون لی"۔ (میری اولاد کی عزت کرو۔ ان میں جو نیک و صالح ہیں، اُن کی اللہ تعالیٰ کی خاطر اور جو نیک نہیں ہیں، اُن کی میری خاطر) پس اس حدیثِ پاک کے مطابق میرے تمام مریدوں سے حسنِ ظن رکھو۔ جو اچھے ہیں ان کی عزت کرو اللہ تعالیٰ کی خاطر اور جو اچھے نہیں ہیں، اُن کی عزت کرو میری خاطر۔

○

حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت میں ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا سلسلۂ چشتیہ میں بیعت ہو جاؤ۔ اُس نے بار بار یہی عرض کیا کہ میں سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ آخر جب دیکھا کہ اس شخص کے خیال میں چشتیہ سلسلہ قادریہ سلسلہ سے کم تر ہے تو فرمایا کہ "تو اس لئے سلسلۂ قادریہ میں بیعت حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں محبوبِ سبحانیؒ ہیں؟" اُس شخص نے جواب دیا، ہاں۔ مسکرا کر فرمایا کہ "سلسلۂ چشتیہ میں بھی محبوبِ سبحانی ہیں، اسی سلسلہ میں بیعت ہو جاؤ۔" آخر اسے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کر لیا۔

صاحبِ مناقب المحبوبین نے لکھا ہے کہ حضرت غوثِ زمانؒ چاروں سلسلوں میں مخلوق

Marfat.com

کو بیعت کرتے تھے اور اپنے خلفاء کو بھی چاروں سلسلوں کی اجازت عطا فرماتے تھے مگر چونکہ سائل سلسلۂ چشتیہ کو سلسلۂ قادریہ سے حقیر خیال کرتا تھا، اس لئے آپ نے اُسے یہ جواب دیا اور سلسلۂ چشتیہ میں ہی بیعت کیا۔

○

فرمایا کہ جو شخص اہلِ دُنیا کا قرب حاصل کرتا ہے، اُس کے دُنیا و دین دونوں برباد ہو جاتے ہیں اور جو کوئی اولیاء اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اس کے دُنیا و دین دونوں اچھے ہو جاتے ہیں پھر دونوں کی مثالیں دے کر وضاحت فرمائی۔

فرمایا کہ ایک دفعہ نواب بہاول خاں رُومال گلے میں ڈال کر میرے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ میرے وزیر محمد یعقوب کی اولاد نہیں ہے۔ دُعا فرمائیں۔ فرمایا کہ یعقوب نواب صاحب کے اس قدر درجۂ قرب پر تھا کہ خود اُس کا آقا اُس کے کام کی خاطر دست بستہ میرے سامنے کھڑا تھا۔ مگر اس قرب کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں بعد نواب صاحب نے یعقوب کو قتل کرا دیا۔ یہ اہلِ دُنیا کے قرب کا نتیجہ ہے۔

فرمایا کہ اولیاء اللہ کا قرب یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ایک تنگ گلی سے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک گناہ گار پر آپ کا دامن پڑ گیا۔ جب وہ شخص فوت ہو گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ہے۔ پوچھا کہ یہ نعمت کیسے ملی۔ کہنے لگا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا دامن میرے بدن کے ساتھ لگ گیا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس دامن کی نسبت کے طفیل مجھے بخش دیا۔ فرمایا کہ سُبحان اللہ وہ حضرت شیخ سہروردیؒ کا نہ مرید تھا، نہ دوست اور نہ آشنا۔ محض اتنے سے قرب سے کہ اُس کے بدن کے ساتھ اُن کا دامن چھوا تھا اُسے یہ انعام ملا۔ اور وہ جو اولیاء اللہ کا مرید ہو اور اُن سے محبت کرتا ہو، نسبت رکھتا ہو اور صحبت رکھتا ہو اُس کے لئے کیا کیا نعمتیں ہوں گی:

شنیدم کہ در روزِ اُمید و بیم !!
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم:

Marfat.com

از منتخب المناقب

مولوی امام الدین صاحب سبق پڑھ رہے تھے۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے فرمایا کہ :
"ماعند اللہ شیئ افضل من الفقہ فی الدین" حدیث پاک ہے اور اس کے راوی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ہیں۔ مراد یہ ہے کہ فقہ فی الدین سے افضل شے کوئی نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ قوی ہے۔ ہر شئے کی ایک بنیاد ہوتی ہے دین کی بنیاد فقہ ہے۔ مزید وضاحت فرمائی کہ علم فقہ سے مراد حق تعالیٰ کی معرفت ہے اور معرفت یہ ہے کہ احکام دین نصِ قرآن حدیثِ پاک اور سنتِ نبوی کے مطابق ہوں۔ پھر یہ مصرع پڑھا :

علمِ دیں فقہ است و تفسیر و حدیث!

○

کسی درویش نے سبق لیتے وقت رزقِ حلال کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ فرمایا کہ "حلال خوردن عین یا متن درجۂ کرامت است" یعنی حلال کھانا عین درجۂ کرامت کا حصول ہے۔ جو حلال کھاتا ہے اور حرام سے اجتناب کرتا ہے، وہ صاحبِ کرامت بن جاتا ہے۔

○

ایک دن آپ کسی کو عوارف المعارف کا سبق پڑھا رہے تھے۔ عوارف میں آیا کہ حق تعالیٰ کا ہر فعل موجبِ خیر ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے جو ظہور پذیر ہو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں خیر پوشیدہ ہوتی ہے، اگرچہ بظاہر شر نظر آرہا ہو۔ اس سلسلہ میں ایک حکایت بھی بیان کی اور پھر قرآنِ پاک کی یہ آیت مبارکہ پڑھی "وعسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم" (اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی شئے کو ناپسند کرو اور اس میں دراصل خیر پوشیدہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک

Marfat.com

شے کو پسند کرو مگر اُس میں تمہارے لئے شر پوشیدہ ہو" مزید برآں فرمایا کہ حق تعالیٰ قادرِ مُطلق بھی ہے اور بے نیاز بھی" انبیاء و اولیاء کو بھی سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

بے نیازی گر بخواند آں اِلٰہ !

انبیاء و اولیاء را نیست راہ !

○

ایک دن صاحب زادہ خواجہ نور احمد مہاروی نے حضرت غوث زماں سے تاثیرِ صحبتِ بزرگاں کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ نیک صحبت ضرور اثر کرتی ہے۔ پھر یہ واقعہ بیان کیا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک کافر بادشاہ کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے اسلام کی تعلیم دی اور فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اُس نے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے فلاں صحابی کے پاس لے جاؤ کہ چند دن اُن کے پاس رہے جب وہ کافر چند دن اُن کی خدمت میں رہا تو اسلام لے آیا اور اِس صحبتِ چند روزہ سے اسے نعمتِ اسلام حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ:

"در دستِ مُبارکِ قبلۂ عالمؒ عجب تاثیر بود کہ ہر کہ دستِ مُبارکِ ایشاں گرفتے، فی الفور تاثیر یافتے وایں بیت خواندند:

(حضرت قبلۂ عالمؒ کے دستِ مُبارک میں عجب تاثیر تھی کہ جو شخص بھی آپ کا دستِ مُبارک تھام لیتا، اُسے فی الفور تاثیر ہو جاتی۔)

گرفتم ساغرے از دستِ مستے !!

تعالیٰ اللہ چہ دستے وچہ مستے"

○

ایک دن صاحبزادہ خواجہ نور احمد مہارویؒ نے حضرت غوثِ زماںؒ کے سامنے حضرت مولانا رومؒ کا یہ شعر پڑھا:

اہلِ دُنیا چہ کہین وچہ مہین

لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین

Marfat.com

پھر پُوچھا کہ اس شعر میں لعنت کا سبب کیا ہے؟ حضرت غوث زماںؒ نے فرمایا کہ صاحبزادہ جی آپ خُود اچھی طرح جانتے ہیں کہ دُنیا اللہ تعالیٰ کی مبغوض ہے۔ لہٰذا دُنیا کے طلب کرنے والے اکثر حقیقت حق تعالیٰ سے محرُوم رہے ہیں بلکہ بعض مُرتد اور کافر بھی ہو گئے۔ فرعون نمرُود، شداد اور قارون مرتد و کافر ہی نہیں ہُوئے بلکہ دعویٰ خدائی کرنے لگے۔ لہٰذا دُنیا اگر تھوڑی بھی ہو تب بھی لوگوں کو گمراہ کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نبی یا ولی نے دُنیا طلب نہیں کی، ہمیشہ زندگی فقر و فاقہ میں گزاری ہے بلکہ شب فاقہ کو شب معراج جانا ہے۔

○

ایک دن محفل میں توکل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت غوث زماںؒ نے فرمایا کہ توکل نہایت کا ایک مرتبہ ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء نے توکل کو اختیار کیا ہے۔ جو بھی توکل الٰہی پر کمر باندھ لیتا ہے، وہ کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسی کی مناسبت سے ایک حکایت بھی بیان فرمائی اور فرمایا کہ جو اپنا سب کچھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے قربان کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات خزانۂ غیب سے پوری کرتے ہیں۔ پھر یہ آیت مُبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(جس نے اللہ پر توکل کیا تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے)

○

فرمایا کہ "صحبت اولیا ہم از فضل خدا میسر آید۔ اگر نصیب باشد از ہزار کروہ ہم رسد" (صحبت اولیا بھی فضل خُدا سے میسر آتی ہے۔ اگر نصیب میں ہو تو ہزار کوس سے بھی حاصل کر لیتا ہے)۔ اس کی وضاحت کرتے ہُوئے فرمایا کہ نیک نصیبی کی مثال یہ ہے کہ حضرت مولانا فخرالدینؒ اورنگ آباد سے دہلی تشریف لائے اور حضرت قبلۂ عالمؒ مہاراں سے دہلی تشریف لے گئے اور یُوں اپنا نصیبۂ روحانی حاصل کیا۔ پھر فرمایا کہ بندہ گڑگوجی (کوہ درگ) سے حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں مہاراں شریف حاضر ہُوا اور اپنا نصیبۂ ازلی حاصل کیا۔ قرب و جوار میں ایک کوس کے فاصلہ پر رہنے والے بعض محروم رہے اور ہزاروں کوس سے آنے والے مقام ولایت حاصل کر کے چلے گئے۔

Marfat.com

فرمایا کہ ایک شخص بیعت کے ارادہ سے مسافت بعید سے روانہ ہوا۔ تاکہ خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کا مرید ہو جائے۔ جب خرقان میں پہنچا اور ان کے مکان میں جاکر پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں۔ وُہ موجود نہ تھے۔ ان کی عورت باہر آئی اور کہنے لگی کہ کس کے بارہ میں پوچھ رہے ہو۔ جو مرد بدکار و فاسق ہے اور ایسی ایسی بُری صفتوں سے متصف ہے یہ بات سُن کر وُہ شخص بد اعتقاد ہو گیا۔ اپنے دِل میں کہنے لگا کہ اس شخص کے حق میں اسکی بیوی یہ کہتی ہے تو پھر خدا جانے ان کا کیا حال ہوگا۔ اور لوگ ان کے حق میں کیا کہتے ہوں گے ایسے آدمی کو دیکھنے یا ملنے کا کیا فائدہ۔ اُن سے ملاقات کرنا مناسب نہیں ہے۔ بعد میں کہنے لگا کہ ملاقات کرنی چاہیئے اور خود دیکھنا چاہیئے کہ کیسا شخص ہے۔ اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہے کہ حضرت خواجہ لکڑیوں کا گٹھا ایک شیر کے اُوپر رکھے آرہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس شخص کا اعتقاد بحال ہو گیا۔ اور حیران ہو گیا کہ یہ شیر جو موذی جانوروں میں سے ہے اور آدمیوں کا دشمن ہے اس بزرگ کے حکم کے سامنے کیسا رام ہے۔ آپ نے اُس کے دِل کے خطرہ کو جانتے ہوئے مُسکرا کر فرمایا کہ جب مَیں اس عورت کا بوجھ اُٹھاتا ہوں تو حق تعالیٰ نے ان شیروں کو میرے حکم کے تابع اور میرا بوجھ اُٹھانے کے قابل کر دیا ہے۔ یہ سب اپنی عورت کا بوجھ اُٹھانے کا نتیجہ ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذالک

ایک دِن زوال کے وقت حضرت محبوبؒ بنگلہ شریف میں بیٹھے تھے۔ رمضان شریف کی فضیلت میں ذکر ہو رہا تھا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ چالیس ابدالوں میں سے ایک ابدال فوت ہو گیا بقیہ ابدال حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت فلاں ابدال ہم میں سے فوت ہو گیا ہے آپ کی جس کے بارے میں مرضی ہو اُسے اس کی جگہ مقرر فرمائیں۔ فرمایا جو کوئی سب سے پہلے اس جگہ

Marfat.com

سے گزرے گا اور اس راستہ پر آئے گا۔ اُسے تمہارے زمرہ میں داخل کر دوں گا۔

اتفاقاً ایک بقّال کافر سب سے پہلے اس راستہ سے گزرا۔ حضرت غوث اعظمؒ نے ایک توجہ تام سے اس پر نگاہ ڈالی اور اسے درجہ ابدال بخش دیا اور اُس کو زمرہ میں داخل کر دیا۔ وُہ پھر چالیس ابدال ہو گئے۔ پھر حضرت غوثؒ نے اسے فرمایا کہ اے شخص تُو بتا کہ کون سا نیک کام کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمہارے اس کام کو پسند اور قبول کیا۔ اور تجھے ہی سب سے پہلے میرے پاس بھیجا۔ اس لئے کہ جو کچھ ہے خُدا کی جانب سے ہے اور ہم درمیان میں واسطہ ہیں۔ حق تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں یہ رُتبۂ ابدال لکھا تھا۔ اِس لئے تمہیں سب سے پہلے میرے پاس بھیجا البتہ یہ بات بتا کہ وُہ کون سا نیک کام ہے جو تُو نے کیا ہے۔ اس نے کہا یا حضرت آپ پر روشن ہے کہ مَیں کافر بے دین تھا۔ کافر سے کیا نیک فعل ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ کام کرتا تھا کہ جب ماہِ رمضان آتا تھا اور مُسلمان تمام دن شرب وطعام سے باز رہتے تھے تو مُجھے غیرت آتی تھی اور مَیں دِل میں کہتا تھا کہ یہ کیا مناسب ہے کہ مُسلمان رمضان میں کھانے پینے سے باز رہتے ہیں اور میں علانیہ کھاتا ہُوں۔ پس مَیں مُسلمانوں کی نظر سے چُھپ کر کھانا پینا کرتا تھا۔ حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو تیرا یہ فعل پسند آگیا کہ تُو رمضان شریف کی حُرمت کو نگاہ میں رکھتا تھا۔ اِس وجہ سے تُجھے یہ مرتبہ ملا ہے۔ پس حضرت محبوبؒ نے فرمایا کہ اس کافر نے چونکہ رمضان کا احترام کیا تو ابدال کے مرتبہ تک پہنچا۔ مُسلمان جو رمضان شریف کی حُرمت کرتے ہیں اور ماہِ صیام کے روزے رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی نگاہ میں اُن کا درجہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہو گا۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ "اَلصَّوْمُ لِی وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" (چونکہ روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے اِس لئے مَیں ہی اس کا ثواب دُوں گا)

محمدیار خوجہ جو آپ کے مریدوں میں سے تھا اور آپ نے اس کا نام ابوالوفا رکھا تھا نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ سترھواں رمضان شریف ہے کہ غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے اور آپ کی زیارت کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں تجھے تو بہت سال ہو گئے کہ تُو ہماری خدمت میں آرہا ہے۔

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی اولاد کی بھی بہت تعظیم کرنی چاہیئے، کیونکہ اُن کے آبا ؤ اجداد قبر سے کمر تک باہر آکر دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی ان کی تعظیم کرے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ پھر اس حکایت سے وضاحت فرمائی کہ ایک بزرگ نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے سجادہ نشین کی سواری کے قدم کو بوسہ دیا۔ کسی نے پُوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا کہ تمام بزرگ اپنی اولاد کے پشت پناہ ہوتے ہیں، اِس لئے مجھے اُن کی تعظیم کرنا ضروری تھا۔

فرمایا کہ ایک دفعہ بادشاہ فوت ہوگیا۔ جب اسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں اعلیٰ درجہ پر بیٹھا ہے تو پُوچھا کہ تجھے یہ مرتبہ کیسے ملا۔ کہا کہ جب میرا نامۂ اعمال دیکھا گناہ کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی مگر وہاں لکھا تھا کہ ایک دِن یہ حاجی شریف زندنیؒ کی زیارت کے لئے گیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے اُس ولی کے طفیل بخش دیا۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بخشد کریم

فرمایا کہ ایک دفعہ ایک چور کو پھانسی دی گئی۔ ایک شخص نے اُسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں بیٹھا ہے پُوچھا تجھے یہ مرتبہ کیسے ملا۔ کہنے لگا جب مجھے پھانسی پر لے گئے تو اس وقت خواجہ حبیب عجمیؒ راستہ میں جا رہے تھے میری نظر اُن کے چہرۂ مُبارک پر پڑی حق تعالیٰ نے اُس کے طفیل مجھے بخش دیا۔

مسکیں حسن مے گویدت اے وقت عشاق تو خوش!
کز من از ایشاں نیستم در کارِ ایشاں کن مرا!

ایک رات بین العشائین کی مشغولی کے بعد اور طعام سے فارغ ہو کر حضرت محبوبؒ

Marfat.com

لیٹے ہوئے تھے اور اکثر عزیزان اہل صدہ حلقہ باندھے آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے مثلاً مولوی محمد کھوکھر، میاں صالح محمد، علی محمد، اسلام خاں وغیرہ۔ اہل دُنیا کے قرب کا ذکر چل پڑا فرمانے لگے کہ جتنا بھی کسی کو اہل دُنیا یعنی بادشاہوں، وزیروں اور نوابوں وغیرہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اتنا ہی اُس کا دین خراب ہو جاتا ہے اور دُنیا بھی خراب ہو جاتی ہے۔ اور جسے اہل اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اُس کی دُنیا بھی آراستہ ہو جاتی ہے۔ اور دین بھی۔

○

فرمایا کہ ایک دن حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ ایک کوچہ تنگ میں جا رہے تھے۔ اِس گلی میں ایک شخص رند شراب خور اور زانی فسق کے ارادہ سے کھڑا تھا حضرت شیخ الشیوخ کا دامن اس رند کے جسم پر لگ گیا جب وُہ آدمی فوت ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں عزت تمام میں بیٹھا ہے پوچھا کہ تُو تو دُنیا میں فاسق تھا۔ یہ رتبہ کہاں سے ملا۔ کہنے لگا ایک دن تنگ گلی میں کھڑا تھا کہ شیخ شہاب الدینؒ وہاں سے گزرے ان کا دامنِ مبارک میرے جسم سے چھُو گیا۔ اس دامن شریف کی برکت سے حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا سُبحان اللہ۔ کہ یہ شخص نہ تو حضرتؒ کے مریدوں میں سے تھا اور نہ اُن کے درجہ معرفت کا علم رکھتا تھا۔ صرف ایک لحظہ اُن کا اس قدر قرب حاصل ہُوا کہ صرف دامن لگ گیا۔ پس اتنے سے قرب نے بھی کیا کام کیا، اور جو ان کے مرید ہیں اور اہل اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو پھر اُن کا دونوں جہانوں میں کیا رُتبہ و درجہ ہو گا۔ مولوی محمد کھوکھر نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ اہل اللہ جس کے بارہ میں چاہیں اُس کا دل اپنی طرف جذب کر لیتے ہیں اور اپنی محبت اُس کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ ورنہ کسی میں کیا طاقت ہے کہ اُن کی طرف رجوع کرے۔ فرمایا بے شک جس کو وُہ اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اُسے ان کی محبت ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح حق تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ وُہ من جانب اللہ ہے۔ کہ جسے حق تعالیٰ چاہتے ہیں اسے اپنی محبت اور عشق عطا کر دیتے ہیں۔ ورنہ جتنی محبت یا مجاہدہ کرے کوئی

Marfat.com

فائدہ نہیں۔

زہدت بچہ کار آید گر راندۂ درگہے
کثرت چہ زیاں دارد گر نیک سرانجامے

○

ایک بار یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی والدہ صاحبہ راہ میں جا رہی تھیں۔ ایک درویش کامل کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ اُس نیک عورت نے کہا اے فقیر بیگانہ عورتوں کو دیکھتا ہے۔ کہنے لگا میں تمہیں نہیں دیکھتا جو کچھ تیرے شکم میں ہے اُسے دیکھتا ہوں کہ قطبِ زمانہ تیرے شکم میں ہے کہ تمام جہان اُس سے فیض حاصل کرے گا۔ پھر حضرت ابوالحسن خرقانیؒ پیدا ہوئے۔ پس یہ رتبہ شقاوت و سعادت ازل سے ہے کہ حق تعالیٰ نے ارواح کو عطا کیا ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن میرے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ کی والدہ محترمہ کنوئیں پر پانی لینے گئیں تھیں شیخ احمد دودی والا صاحب کہ فقیر کامل تھے، اُس کا گزر اس راہ سے ہوا۔ جب حضرت صاحبؒ کی والدہ صاحبہ پر نظر پڑی تو کہنے لگے بھل بھل بھل بھل ایک شخص نے پوچھا فقیر کیا بھل بھل کر رہے ہو۔ کہنے لگا کہ میں اس عورت کے شکم میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک قطبِ زمانہ ہے کہ تمام جہان اس نورِ فیض سے روشن ہوگا۔ پس حضرت قبلۂ عالمؒ پیدا ہوئے۔

○

حضرت غوثِ زمانؒ ایک دفعہ نواب بہاول خان کے ہاں احمد پور میں تشریف فرما تھے۔ آپ نواب صادق محمد خان کی فاتحہ خوانی کے واسطے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ایک مجلس میں بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی معزالدین صاحب، مولوی انور خان صاحب، مولوی حامد صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب موجود تھے کہ زیارتِ قبور کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ سب نے حضرت غوثِ زمانؒ

Marfat.com

کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا کہ اس مسئلہ کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔ حضرت غوث زماں نے اس مسئلہ پر مفصل گفتگو فرمائی۔

زیارتِ قبور کے بارے میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب برات اور دیگر متبرک ایام مثلاً نویں دسویں ذوالحجہ، عیدین اور عاشورہ کو جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے۔ کتاب مفتاح السائل میں ہے کہ جس شخص نے مومن کی قبر کی زیارت کی اور یہ کہا کہ یا اللہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میت کو عذاب سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے روزِ قیامت تک عذاب ہٹا لیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قبور کے پاس سے گزرے تو قبور کے پاس آئے اور فرمایا "السلام علیکم یا اہل القبور، خداوند کریم ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم پہلے آئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں"

○

ارشاد فرمایا کہ مہماتِ کونین و مشکلاتِ دارین کے حصول کی خاطر اہلِ قبور سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "جب امورات دنیا میں حیران اور سرگرداں ہو جاؤ تو اہلِ قبور سے استعانت طلب کرو"۔ جمعہ اور پیر کے دن زیارتِ بزرگانِ دین کے لئے جانا اچھا ہے۔ اُن سے استعانت و برکت طلب کرو کیونکہ وہ زندہ جاوداں ہیں۔ اپنے والدین کی قبور پر جا کر ضرور دعا مانگو کہ ان کی ارواح خوش ہوتی ہیں اور مدد کرتی ہیں۔ اسی طرح اپنے مشائخ کے مزارات پر بھی حاضری دو کہ ان سے زیادہ مدد کی توقع ہے۔

○

ایک صاحب نے سوال کیا کہ جب روح ہر جگہ آسکتی ہے تو پھر کلام دور سے ہی کیوں نہ بخش دیا جائے۔ قبور یا مزارات پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دور سے بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔ اور دعائے مغفرت بھی کر سکتے ہیں مگر مدفن کی زیارت میں زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی شخص کہیں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پاک کی طرف توجہ کر کے مسائل ہو سکتا ہے مگر جو کیفیت و فضیلت روضۂ مطہرہ پر حاضری اور زیارت کی ہے، اس کا اپنا ہی مقام ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

Marfat.com

"من زار قبری فقد رآنی" (جس نے میری قبر کی زیارت کی اس نے مجھے دیکھا) اور "من رآنی فقد رأی الحق" (جس نے مجھے دیکھا :
۱۔ اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ یا
۲۔ اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔)

رسالہ مسائلِ فقہ :

ایک دفعہ آپ حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس مُبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہُوئے تھے۔ ایک عالم دین نے آپ سے چند اہم سوالات کئے اور ضروری مسائل دریافت کئے۔ آپ نے سوال کا جواب دیا اور ہر مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔ وہ سوال کرتا جاتا تھا آپ جواب دیتے جاتے تھے۔ اس مجلس میں مولوی خدا بخشؒ خلیفۂ اعظم حضرت حافظ محمد جمال مُلتانیؒ موجود تھے۔ اُنھوں نے اپنے شاگرد و برادر زادہ مولوی عبدُالغفار صاحبؒ سے فرمایا کہ اگرچہ یہ مسائل کُتبِ فقہ میں موجود ہیں، مگر متفرق ابواب میں ہیں۔ اس وقت حضرت غوثِ زماںؒ نے ایک جا پر ان سب سوالات کا جواب عطا فرمایا ہے اور اپنے خاص انداز میں فرمایا ہے۔ لٰہذا اسے ایک رسالہ کی صُورت میں لکھ لیا جائے تاکہ آنے والے دور کے لئے محفوظ ہو جائیں چنانچہ اُنھوں نے اُسی وقت لکھ لئے۔ یہ رسالہ آج بھی خطی صُورت میں بعض حضرات کے پاس محفوظ ہے۔ ان میں سے چند مسائل کے بارے میں آپ کے ارشادات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

رسالہ مسائلِ فقہ مرتبہ مولوی عبدُالغفار صاحب حضرت غوثِ زماںؒ کے ارشاداتِ عالیہ فی مسائلِ فقہ پر ایک مستند رسالہ ہے۔ اس رسالہ کا متن، اس کا اُردو ترجمہ اور اس کی شرح کی اشاعت بہت ضروری ہے۔

نافع السالکین :

مولوی امام دین مہارویؒ بن میاں تاج محمودؒ ساکن شاہ اعظم کی فارسی تالیف

Marfat.com

"نافع السالکین" بلاشبہ حضرت غوثِ زماںؒ کے مواعظ پر مبنی مفصل اور مدلل کتاب ہے۔ ۱۱ × ۲۱ سم تختی کے ۱۶۰ صفحات گواہ ہیں کہ قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی اور کلام حضرت غوثِ زماں کو پسند ہی نہ تھا۔ بات بات پر آپ ان سے استفادہ کرتے اور موقع محل کے مطابق ان سے اقتباسات پیش کرتے۔ ہاں سائل کی استطاعت کو دیکھتے ہوئے فارسی سرائیکی اور ہندی اقوال واشعار بیان کرنے میں بھی آپ عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ دین و دنیا کی کامیابی کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع پر ہے۔ اور عدم اتباع ہی مسلمانوں کے تمام مصائب اور مشکلات کا اصل سبب ہے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت بھی اسی وجہ سے نکلی۔ متابعت کو آپ دو اجزا کا مرکب ملتے تھے: خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام (اوامر) کی بجا آوری اور ممانعات (نواہی) سے رک جانا۔ آپ کا سب سے زیادہ زور اخلاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کرنے پر تھا جس کا عملی نمونہ حضرت غوثِ زماںؒ اور آپ کے خلفاء کی زندگیاں تھیں۔

"نافع السالکین" جو ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء میں مطبع مرتضوی دہلی سے شائع ہوئی تھی اور اس کا ۳۸۲ صفحوں پر محیط اردو ترجمہ صاحبزادہ محمد حسین للّٰہی نے لاہور سے شائع کیا تھا، دونوں نایاب ہوتی جا رہی ہیں۔ قارئین کرام کی آسانی کے لئے اس کا خلاصہ، فارسی کتاب کے صفحوں کے حوالہ جات کے ساتھ، آئندہ صفحات میں زیرِ عنوان "نقدِ تعلیمات" پیش کیا جا رہا ہے۔

واقعات بھی وہی ہیں اور ان موقعوں پر کہے گئے ارشادات بھی وہی کون جانے یہ نیا اسلوب زیادہ دلچسپ اور کارگر ثابت ہو۔ ؎

شائد کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

Marfat.com

باب ⑫

نقدِ تعلیمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"وُہی تو ہے جس نے اُمّیوں میں، انہی میں سے، ایک رسُول بھیجا جو:
انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے،
اُن (کے دِلوں) کو پاک کرتا ہے اور
اُنہیں کتاب (قرآن) اور حکمت (سُنّت) سکھلاتا ہے،
حالانکہ اس سے پہلے وُہ کھُلی گمراہی میں تھے۔" (۶۲ : ۲)

"نیز ان میں سے دُوسرے لوگوں کا بھی (تزکیہ کرتا اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے)، جو ابھی ان سے آکر ملے نہیں۔ وُہی غالب حکمت والا ہے۔"
(۶۲ : ۳)

سُورہ الجمعۃ[۶۲] کی ان ابتدائی آیات کے مطابق تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب وسُنّت کارہائے نبوّت میں سے ہیں۔ اور اب یہ وارثان اور نائبانِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرضِ منصبی ہے کہ وُہ اس اہم کام کو

"لَمَّا یَلْحَقُوا بِہِمْ"

تک پہنچائیں اور پھیلائیں۔

Marfat.com

مگر جن جیسا کام ذمے لیا ہے، پہلے اُن کے نقشِ قدم پر چل کے بھی دکھانا ہوگا۔ اس لیئے حضرت غوثِ زمانؒ نے فرمایا:

"اگر کوئی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثتِ معنوی کا طلبگار ہے تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی متابعت کرنا ہوگی۔ اور جو کوئی متابعت کے بغیر اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ قابلِ اعتبار نہیں کذاب ہے" ص۲۴

شریعتِ محمدیؐ کے بارے میں تو آپ ذرہ برابر کوتاہی بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ فرمایا:

"اگر شرع میں "عین" نہ ہو تو باقی "شر" رہ جاتا ہے"۔ ص۱۰۵

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ حق تعالٰی کی بے نیازی اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اس کے احکام کی بجا آوری اور منہیات سے بچنے کی پوری کوشش کرتا رہے۔ کیونکہ حقیقتِ انسانی کا کمال جو محبت کے راستے پر موقوف ہے، متابعتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (۳ : ۳۱)

(آپ فرمائیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ، وہ غفور الرحیم ہے۔) ص۲۴

Marfat.com

لہٰذا جو کوئی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا محبوب و مقبول بننا چاہے، اس کے لئے مندرجہ بالا نص کے تحت ضروری ہے کہ شریعت کی ظاہری اور باطنی پیروی میں سر توڑ کوشش کرے۔ اور
ہر وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے عاجزی اور زاری کے ساتھ ہدایت کا طلب گار رہے ص۲۔ کیونکہ اگر عالم بھی ہوگا تو بغیر ہدایت کے مقصدِ اعلیٰ اور منزلِ اقصےٰ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ص۲۸

عقلِ سلیم اور عملِ صالح کے بل بوتے پر اگر عقیدے اور عقیدت کے ساتھ بزرگانِ سلف کے سوانحی ملفوظات کا بغور اور بے لاگ مطالعہ کیا جائے تو سطروں کے بیچوں بیچ ان کی نورانی شخصیات کا نظر آنا کوئی عجیب بات نہیں۔ معنوی صحبت شائد یہی تو ہے۔ مگر پروفیسر نثار احمد فاروقی کے بقول ان لفظوں کے پس پردہ ان کی آواز بھی تو سنی جاسکتی ہے۔ لہٰذا "نقدِ ملفوظات" کے "حرفِ ابتدا" میں آپ ان بزرگوں کے کشف و کرامات میں کھو جانے کی بجائے ان کے ناپید ہو رہے ملفوظات کو

۱۔ محفوظ کرنے،

۲۔ ان کا مطالعہ کرنے، اور

۳۔ انہیں عام کرنے کو ان سے عقیدت کا سچا اظہار مانتے ہیں۔

اس لئے پروفیسر فاروقی صاحب کا کہنا ہے کہ اولیاء اللہ کی سیرت و سوانح و ملفوظات کا معروضی مطالعہ ایسے کیا جائے کہ ان کی قابلِ تقلید شخصیات اور زیادہ اُجلی، اور ان کے مثالی کرداروں کے نقوش روشن تر نظر آنے لگیں۔

Marfat.com

ہوشیار باش

تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں محرم کی پہلی رات کو میرے شیخ حضرت قبلۂ عالم مہارویؒ بہت مغموم ہوئے اور روٹی کا ایک لقمہ تک تناول نہ فرمایا۔ کسی نے عرض کیا حضرت آپ کے غم و اندوہ کا کیا سبب ہے؟

فرمایا آج تیرھویں صدی ہجری کا آغاز ہوا ہے اس میں بہت سارے حادثات پیش آئیں گے، کئی ایک باطل فرقے وجود میں آئیں گے اور اکثر لوگ خوار اور ہلاک ہونگے۔ صرف وہ لوگ محفوظ و مامون رہیں گے جو

- بزرگوں کا دامن پکڑ لیں گے،
- ان کی صحبت اختیار کریں گے، اور
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھیں گے۔ صہ ۱۲

Marfat.com

یاد رہے

حضرت غوث زمانؒ نے فرمایا
اہل اللہ جو کچھ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ جیسا کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے نے جسے رحمت اور علم سے نوازا گیا تھا (۱۸: ۶۵)، جو کچھ کیا وہ حق تعالیٰ کے حکم کے تحت کیا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ مرتبہ نبوت پر فائز تھے، اس سے بے خبر رہے۔ ص ۱۰۲

نیز فرمایا، اہل اللہ کا کام عقل و قیاس سے باہر ہے۔ پھر اس کے مناسب کئی حکایات بیان فرمائیں۔ ایک یہ ہے۔
ایک مرید نے کعبۃ اللہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کے طواف کے دوران اپنے شیخ کے قدموں پر قدم رکھنا شروع کیا، تو شیخ نے مرید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر میری متابعت ہی مقصود ہے تو اس بات میں کرو کہ میں ہر روز سات سو بار قرآن شریف ختم کرتا ہوں۔ مرید نے پوچھا معناً یا لفظاً؟ شیخ نے فرمایا لفظاً۔ ص ۱۳۲

Marfat.com

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر جھکائے رکھے
اور اس کی اطاعت سے باہر قدم نہ نکالے کہ یہ خطا بلکہ کفر ہے :

کار ہا بر خواہش خود ساختن کار خطا است
بندہ باشی اے تو ناداں پس خدا کردی چرا ص ۲۸

فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد کے لئے خاطر جمع رکھے اور کبھی بھی حق تعالیٰ کے غیر کا خطرہ قلب میں نہ آنے دے۔ کیونکہ اندیشۂ غیب کو اہل جمع کے مذہب میں تفرقہ اور وسواس کہا گیا ہے جس پر تمام مخلوق کے کام کا دارو مدار ہے۔ مثلاً مومن اور کافر دونوں ہم جنس ہیں لیکن "اندیشۂ کفر" کے لحاظ سے ایک کو کافر کہا جاتا ہے اور "اندیشۂ ایمان" کے لحاظ سے دوسرے کو مومن۔
اسی طرح شقی کو "اندیشۂ شقاوت" کے لحاظ سے شقی اور سعید کو باعتبار "اندیشۂ سعادت" سعید کہا جاتا ہے۔ ورنہ ہر ایک کا وجود اصل میں ایک ہے۔ ص ۵۱

نیز فرمایا سالک کو چاہیئے کہ

"وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝" (۵۳: ۳۹)

(اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔) اور

"اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝" (۱۸: ۳۰)

(ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ کام کوئی کرتا ہے۔)

کو اپنا نصب العین بنا کر ریاضت و طاعت میں پوری کوشش کرے اور شریعت کے اوامر و نواہی کی بجا آوری میں خوب جد و جہد کرے۔ تا کہ اس وعید

"وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۝" (۱۷: ۷۲)

(اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور

Marfat.com

بلا گم کردہ راہ ہوگا۔)
سے نجات پاکر حق تعالیٰ کی معرفت سے سرفراز ہوئے۔ ص۱۵۱

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تک پہنچنا اس کی عنایت سے ہے حضرت فضیل بن عیاضؒ ایک روز ڈاکہ زنی کی نیت سے ایک غار میں گھات لگائے بیٹھے تھے کہ ایک قافلہ آیا جس میں ایک قاری یہ آیت شریف پڑھ رہا تھا۔

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا..." (۱۱:۶)

(اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق)

جب آپ نے یہ آیت سنی تو رہزنی سے توبہ کی تا آنکہ حق تعالیٰ تک پہنچے۔

نیز فرمایا کہ جب ہدایت کا وقت آ لگتا ہے، بعضوں کو پرندوں سے بعضوں کو جانوروں سے اور بعضوں کو درختوں سے آواز آتی ہے کہ دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ دو۔ جب وہ یہ آواز سنتے ہیں تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے مل جاتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ ہے:

"اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝" (۴۲:۱۳)

(اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو رجوع کرتا ہے۔) ص۱۲۲، نیز ص۷۷ بھی دیکھیں۔

نیز فرمایا ولایت اگر اولیاء کے ہاتھ میں ہوتی تو اپنی ساری اولاد کو ولی بنا دیتے اور اگر علم علماء کے ہاتھ میں ہوتا تو اپنی ساری اولاد کو عالم بنا دیتے لیکن یہ امر تو اپنے اپنے نصیبہ پر موقوف ہے۔ ص۱۵۱

Marfat.com

فرمایا سالک کو ہمیشہ رحمتِ پروردگار کا اُمیدوار رہنا چاہیئے اس لئے کہ وُہ ارحم الراحمین ہے۔ اور اس نے خود فرمایا ہے:

"سبقت رحمتی علیٰ غضبی"

(میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔)

نیز قولہٗ تعالیٰ ہے:

"لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا" (۳۹:۵۳)

(مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سب گناہوں کو)

اس کے بعد یہ شعر سُنایا:

بحرِ الطافِ تو بے پایاں بود!
نا امید از رحمت شیطاں بود صلا

آپ کے ایک مُرید میاں صدیق مُلّا نے عرض کیا: غریب نواز مکڑی بہت آئی ہوئی ہے اور زراعت کو کھا رہی ہے۔

فرمایا کہ مکڑی اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے اور اس کے حکم کے تابع ہے۔ پھر ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک سال ہمارے وطن کوہ درگ میں چوہے بہت پیدا ہو گئے اور ساری فصل کو کھا گئے۔ اور ایک سال تیر پیدا ہو گئے کہ گندم کا جو بیج بویا جاتا اس کو چن چن کر کھا جاتے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قدرت بھی بہت بڑی ہے اور اس کی رحمت بھی۔ اس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا چاہیئے اور یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

"وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ" (۱۲:۸۷)

(اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمتِ الٰہی سے۔ بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے رحمتِ الٰہی سے مگر

Marfat.com

کافر لوگ۔) صـ ۸۰-۸۱

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ لوگوں کا بوجھ اُٹھائے اور حوصلہ سے کام لے۔ کسی کو ناراض نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک کو خوش رکھے۔ کیونکہ لوگوں کو خوش رکھنا نزولِ رحمت کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

"اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا" (رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) صـ ۲۹

پیدائش کی غرض و غایت۔

فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ" o (۵۱: ۵۶)

(اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن و انس کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں)

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی صـ ۱۲

اِس لئے سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی عبادت سے کبھی خالی نہ رہے۔ نیز چونکہ پہلے زمانہ کی نسبت ان دِنوں اسے دوگنا اجر ملے گا اِس لئے وُہ اپنے مقصود کو جلد پالے گا۔ صـ ۱۵

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ بندگی صرف حق تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرے اور ماسوا سے کلی طور پر دستبردار ہو جائے۔

حضرت باباصاحب گنج شکر قدس سرہٗ نے اپنے بعض خلفاء کو یہی نصیحت فرمائی تھی۔ کیونکہ مقصد کا حاصل ہونا اسی بات پر منحصر ہے۔ صـ ۲۷

Marfat.com

فرمایا اولیاء اللہ حق تعالیٰ کے عیال ہیں اور وہ اپنے عیال کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس لئے سالک کو چاہیئے کہ اپنے کل کاموں کو حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کر کے اپنے تمام اوقات کو حق تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ کرلے۔ جیسا کہ آیتِ کریمہ ہے:

"وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ" ۝ (۴۰:۴۴)

(اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے بندوں کو)

۵۵-۵۶

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ متعدی عبادات جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اور ایثار میں سخت کوشش کرے۔ کیونکہ لازمی عبادات جیسے نماز، روزہ، حج، وظائف وغیرہ سے یہ بڑھ کر ہیں مثلاً کھانا چاہے دکھاوے اور اپنی عزت کے واسطے ہی دیا جاوے مقبول ہے۔ پھر یہ حدیث بیان فرمائی:

"السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقاً البخیل عدو اللہ ولو کان زاھدًا"

(سخی خدا تعالیٰ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو اور بخیل اللہ کا دشمن ہے۔ اگرچہ عبادت گزار ہو)

یہ اس لئے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا نیکوں میں سے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"خیر النّاس من ینفع النّاس"

(لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔)

برعکس اس کے لازمی عبادت اگر ریا کے ساتھ ہو تو وہ برباد ہو جاتی ہے۔

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا" (۱۸:۱۱۰)

(جو شخص اُمید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیئے کہ وہ نیک

Marfat.com

عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو)

یہ آیتِ مبارکہ اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔

فرض عبادات اپنے ہی نفس کے فائدے کے واسطے ادا کی جاتی ہیں اور دوسرے کا فائدہ ہر صورت اپنے نفس کی رعایت سے افضل ہے۔

دِل بدست آور کہ حج اکبر ست
از ہزاراں کعبہ یک دِل بہتر ست ص۴۵

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ مسئلہ توحید کے علم سے کبھی خالی اور بیگانہ نہ رہے۔ کیونکہ کسی شے کا علم اس کے جہل سے بہتر ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"کل شیئ و شیئ والجہل لیس بشیئ"
(ہر چیز کچھ ہے مگر جہالت کچھ بھی نہیں) ص۴۶

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ توحیدِ حالی کے حاصل کرنے میں کوشش کرے، اور ہمیشہ حق تعالیٰ سے اسی کو طلب کرے۔ حتیٰ کہ اس کو حق تعالیٰ نصیب فرما دیں۔

رہی توحیدِ لسانی، تو یہ تو ہندوؤں کو بھی حاصل ہوتی ہے۔

سالکا اسلام اگر آساں بدے
ہر کسے چوں شبلی و ادھم شدے ص۴۸

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی یاد میں جان و دِل سے کوشش کرے تاکہ اسے شرحِ صدر اور باطن کی صفائی جیسی نعمتیں نصیب ہوں کیونکہ عبادت بغیر اس کے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

جب تک دِل کا آئینہ خود بینی اور تکبر جیسی آلودگیوں سے پاک نہیں

Marfat.com

ہو جاتا حُسنِ محبوب کے عکس کا محل بننے کا مستحق نہیں ہوتا۔ ابلیس اسی وجہ ملعون ہوا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈالا گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ صہ ۲۱

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت عاجزی اور پستی میں رہے۔ کیونکہ مطلوب مقصود کے حاصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے۔ صہ ۵۷

فرمایا پہلے زمانہ میں سالکوں کی استعداد بہت ہوا کرتی تھی۔ اکثر صائم الدھر ہوتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں ضروری ہے کہ سالک بقدر ضرورت کھانا کھائے اور رات دن مجاہدہ میں لگا رہے۔ حتیٰ کہ اسے مشاہدہ الٰہی کا درجہ نصیب ہو۔ اور روزہ رکھنے پر مواظبت نہ کرے کیونکہ اس سے خشکی پیدا ہوتی ہے بعدہٗ سودا پیدا ہو جاتا ہے اور آدمی نماز روزہ کی بجا آوری سے بھی رہ جاتا ہے۔ صہ ۹۲-۹۲

تمام برائیوں کی جڑ

بات چل رہی تھی کہ جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ خدائے تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہو گیا۔ اس پر آپ نے پہلے یہ حدیثِ مبارکہ بیان فرمائی:

"حب الدنیا راس کل خطیئۃ وترک الدنیا راس کل عبادۃ"

(دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور ترکِ دنیا تمام عبادات کی اصل ہے)

پھر ایک قول سے مزید وضاحت فرمائی کہ دیکھیے میں "گوشت" یعنی ترکِ دنیا کے بغیر، جھوٹا شوربہ کس کام کا؟

لہٰذا دنیا کو دل سے نکال دینے والے کا نماز و روزہ ہی کافی ہے، دیگر وظائف چاہے ہوں یا نہ ہوں۔ صہ ۳

فرمایا تمام گناہوں اور مصیبتوں کی جڑ اور اصل دُنیا کی محبت ہے جب تک سالک کے دل میں یہ باقی ہے اسے امن وچین نہیں ملتا۔ کیونکہ جڑ کی موجودگی میں شاخیں ترو تازہ رہیں گی برعکس اس کے جب دُنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے تو سالک مصیبتوں اور آفتوں سے نجات پاکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے واصل ہوجاتا ہے۔ ص۱۱

دراصل دُنیا سے بے رغبتی رکھنے والا طالبِ مولیٰ ہی عقلمند ترین آدمی ہے۔ ص۲۴

نیز فرمایا جب تک سالک کے دل میں دُنیا کی محبت رہتی ہے وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔

اس کے بعد فرمایا جب تمام موجودات کو حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور پوچھا کہ میں تمہارا خدا ہوں؟ ساری مخلوق نے کہا ہاں تو ہمارا خدا ہے۔ مگر دُنیا نے کہا: "انا انا وانت انت" ہم ہم ہیں اور تو تو ہے۔ اور اس طرح حق تعالیٰ کا مقابلہ کیا۔ ص۸۷

فرمایا دُنیا کا لینا منع نہیں ہے بلکہ اس کا جمع کرنا اور جوڑ کے رکھنا منع ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے عطا فرمائیں، اس میں سے کھائے بھی اور خدا کی راہ میں بھی دے۔ جوڑ جوڑ کے رکھا ہوا مال تو ٹھیکری کے برابر ہے، بلکہ اس سے بھی بُرا۔ کیونکہ قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ص۲۷

ایک دفعہ بارہ ہزار روپیہ کسی نے نذر کیا، جسے خرچ کرنے میں ایک رات کا توقف ہوگیا۔ اگلے روز ساری رقم تقسیم کرنے کے بعد فرمایا اس مردار کی وجہ سے گزشتہ رات مجھے نیند نہیں آئی۔ پھر یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی:

Marfat.com

"الدنیا جیفة وطالبھا کلاب"
(یہ دُنیا مُردار ہے اور اس کے چاہنے والے کُتّے ہیں۔) ص۳۰

فرمایا چند چیزوں کے بغیر سالک کا گزارا نہیں۔ مثلاً عبادت کے لئے ضروری طاقت اور ٹھکانہ، بقاء زندگی اور ستر ڈھانپنے کے لئے جامہ اور عمل کے واسطے ضروری علم۔ لہٰذا صُوفیاء انہیں دُنیا میں شمار کرنے کی بجائے امورِ دینیہ ہی میں گنتے ہیں۔

جو کوئی اپنے اور اپنے اہل وعیال کی روزی کے لئے کچھ وقت کسبِ دُنیا میں صرف کرے، امام غزالیؒ کی نظر میں، ہمہ تن آخرت کے کام میں مشغول کی طرح وہ بھی نیک بخت ہے۔ مگر کامل وہی ہے جو اپنے سارے اوقات اپنے مولیٰ کی یاد میں صرف کرے اور تمام اسباب سے قطع نظر کر کے مولیٰ پر توکل کرے۔ کیونکہ بغیر توکل کے مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔ ص۳۱

فرمایا کہ زن وفرزند اور دیگر دُنیاوی ساز وسامان راہِ حق کے مارنے والے ہیں:

گائیں بلائیں تے مال جنجال   فرزند تے زال ہینی وبال
جو کوئی رہے انہاں تھیں دُور   ہوسی اوہ، خوشحال ضرور! ص۱۲۲

فرمایا اگر مال مویشی میں سے کچھ ضائع ہو جائے تو اس کا غم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"تلفُ المالِ، خلفُ الرأس"
(مال کا ضائع ہونا، صاحبِ مال کے سر کا صدقہ ہے۔) ص۱۲

Marfat.com

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ اپنے پاس دُنیا کو جمع نہ ہونے دے کیونکہ اگر ایک رُوپیہ جو ایک تولہ کا ہوتا ہے بھی اپنے پاس رکھے گا اور حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا تو اس کا دین بیس تولہ کم ہو جائے گا۔

نعوذ بااللہ من ذالک ۔ ص۱۳۸

فرمایا کہ دُنیا سخت دُشمن ہے اس سے دُور رہنا چاہیئے۔ اور فرمایا کسی مُفلس نے آج تک خُدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ شداد، بخت نصر اور فرعون وغیرہ نے غرورِ دُنیا کی وجہ سے خُدائی کا دعویٰ کیا اور حق تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ ص۹۸

فرمایا فی الحقیقت دُنیا بہت ہی مکروہ اور بُری چیز ہے۔ مگر جن لوگوں کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے عشق اور اپنی محبت سے محروم فرمایا ہے ان کی نظر میں یہ بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ برعکس اس کے جنہیں ان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے وہ اسے بہت بُری، مکروہ اور ذلیل و خوار چیز جانتے ہیں، قولہٗ تعالیٰ ہے:

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ" (۵۴:۵)

(یہ اللہ کا فضل ہے۔ نوازتا ہے اُسے جسے چاہتا ہے۔)

نیز فرمایا جن لوگوں نے بھی دُنیا کو جمع کیا وہ آخر کار مر گئے اور دُنیا کو ساتھ نہ لے گئے بلکہ دُوسروں کے لئے چھوڑ گئے۔ ص۱۴۹-۱۵۰

اور فرمایا اگر دُنیا کوئی اچھی چیز ہوتی تو اس کو انبیاء اور اولیاء ضرور قبول کرتے۔ لیکن صُورتِ حال یہ ہے کہ کسی نبی یا ولی نے اسے قبول نہیں کیا۔ بلکہ

Marfat.com

اسے طلاق ہی دی ہے۔

قاضی نور محمدؒ سے حضرت غوث زمانؒ نے فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک دُنیا کا ذکر کرنا کفر ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم حاجی شریف زندنی قدس سرہ کے پاس اگر کوئی "دُنیا" کا ذکر کرتا تو اسے مجلس سے باہر کر دیا جاتا۔ ص۲۹

فرمایا دُنیا کی طرح اس کے چاہنے والے بھی جفاکار اور بے وفا ہیں جس لئے سالک کو چاہیئے کہ دُنیا پر تکیہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ آنے اور جانے میں ہندو کی داڑھی کی طرح غیر معتبر ہے۔ ص۳۲

فرمایا کہ جب اہل دُنیا کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو بیرون فقیروں کے پاس دوڑتے ہیں اور ان کے سامنے تضرع اور زاری کرتے ہیں۔ ورنہ غرورِ دُنیا کی وجہ سے خُدا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سے بے تعلق اور بیزار رہتے ہیں۔ بلکہ دل ہی دل میں اپنی الوہیت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ ص۲

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ دُنیا داروں کی صحبت سے دُور رہے۔ کیونکہ یہ لوگ حبِ دُنیا میں ایسے مستغرق ہو جاتے ہیں کہ خُدا کا خوف ان کے دلوں سے کلیتاً نکل جاتا ہے۔

ایسے لوگوں کو خُدا تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے ساتھ نصیحت نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی حق تعالیٰ کے ساتھ دُشمنی پیدا ہو چکی ہے لہٰذا پہلے ان کی دُشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ص۲۵

Marfat.com

راہِ شریعت:

بات چل رہی تھی کہ جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ کسی ملک کو ویران کرنا چاہتے ہیں تو اس پر ظالم حاکم کو مسلط فرما دیتے ہیں۔

فرمایا کہ کبھی عادل یا ظالم بادشاہ کا آنا لوگوں کے اپنے اعمال پر موقوف ہے۔ اگر اعمال نیک کریں گے تو بادشاہ عادل مقرر ہو جائے گا۔ اور یہ حدیث شریف بیان فرمائی:

"اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ"

(تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔) ص۵

فرمایا لوگوں کو جو رنج والم لاحق ہوتا ہے یا کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ اس کو اپنے اعمال کی شامت ہوتی ہے۔ ورنہ حق تعالیٰ معاذ اللہ ظالم نہیں ہیں۔ اور اگر کوئی حق تعالیٰ کو ظالم کہے تو کافر ہو جائے۔ ص۱۰۱-۱۰۲

چنانچہ اس نے خود فرمایا ہے:

"وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ" (۸:۵۱)

اور اللہ تعالیٰ ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے (اپنے) بندوں پر۔) ص۲۲

نیز فرمایا چونکہ مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو چھوڑ دیا ہے، اس لئے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے کفار کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔ ص۵

سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز گزارتا رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہ کرے۔

Marfat.com

تاکہ حق تعالیٰ اپنے قول:

"اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ج" (۲:۴۰)

کے مطابق اُسے اپنی بارگاہ کا محبوب بنالیں۔ ص۴۵

نیز فرمایا جس کسی کو حق تعالیٰ اپنی درگاہ کا محبوب و مقبول بنا لیتے ہیں، اُس سے کوئی کام خلاف مرضی حق تعالیٰ صادر ہی نہیں ہوتا۔ ص۲۷

سالک کو چاہیئے کہ اچھے اعمال پر ہمیشگی اختیار کرے۔ جیسے بادِ بہاری پژمُردہ درختوں کو سرسبز و شاداب کرتی ہے اسی طرح نیک اعمال مردِ عابد کے دِل کو زندگی بخشتے ہیں۔ اور چاہیئے کہ بُرے اعمال سے بچے کیونکہ ان کی مثال بادِ خزاں کی سی ہے جس کے اثر سے تروتازہ درخت بھی سوکھ جاتے ہیں۔ اس لئے بُرے اعمال سے بچنا واجب ہے تاکہ ان کے اثر سے دِل بھی مُردہ نہ ہوجائے۔ ص۵۸

فرمایا نماز روزہ تو ہر شخص ادا کرسکتا ہے۔ لیکن شہوات کو چھوڑنا اور لذات کو ترک کرنا اور بات ہے۔ ان سے باز رہنا بہت مشکل کام ہے۔ ص۱۰

بعض لوگوں نے حضرت خواجہ سے کچھ رقم طلب کی کہ ہم پودے خرید کر باغ لگانا چاہتے ہیں۔

فرمایا یہ کام درویشوں کا نہیں ہے۔ جب حق تعالیٰ ہمیں کوئی چیز دیتے ہیں، ہم عُلماء اور فقراء کو دے دیتے ہیں تاکہ اطمینان سے علم پڑھیں اور خدا تعالیٰ کو یاد کریں۔

درویش کے باغ باغیچے اس کے دِل ہی میں کھلے ہوتے ہیں اور باغ

Marfat.com

سے مُراد استقامت شریعت ہے۔ جو شریعت کے احکام پر مُستقیم رہا اس کو مرتبۂ طریقت بھی مل گیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

"الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی"

شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں۔ صـ۱۱۵

ایک شخص نے عرض کی بعض لوگ ناشائستہ اور لایعنی باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا۔

"بے فائدہ سر کھپاتے ہیں۔ کیونکہ خدا اور رسول کے علاوہ سب سر دردی ہے" جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے:

قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ (۹۱:۶)

آپ فرما دیجئے اللہ! پھر چھوڑ دیجئے انہیں وہ اپنی بے ہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں۔ صـ۹۶

فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

"وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا..." (۹۳:۴)

(اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے۔ ہمیشہ رہے گا اس میں)

اور حدیث قدسی میں آیا ہے:

"لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللّٰہ"

(ذرہ بھی نہیں حرکت کرتا بجز اس کے حکم کے)

فرمایا یہاں حیرت کا مقام ہے اور اس مقام میں سکوت اختیار کرنا چاہیئے۔ اور جادۂ شریعت اور متابعت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں مُستقیم ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر کسی کو مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہوتا:

گم شد آں کز دنیا دائمی در رفت صـ۱۱۰

چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے "فتوحاتِ مکی" میں لکھا ہے:

"جو کوئی اپنے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، پیٹ، شرمگاہ اور زبان کو حرام سے دور نہیں رکھے گا اسے اسرارِ الٰہی میں سے کوئی چیز نہیں ملے گی اور خانِ توحید کی بو بھی اس کے دماغ میں نہیں پہنچے گی"

لہٰذا مندرجہ بالا ساتوں اعضا کو امرِ مشروع میں لگا دینا چاہیئے تاکہ سالک کا دل روشن ہووے۔ "اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ"

یہاں صراطِ مستقیم سے مراد راہِ شریعت ہے۔ صـ۱۲۰

فرمایا "الشریعۃ کلھا ادب" شریعت تمام ادب ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ "التصوف کلہ ادب" تصوف بھی سارے کا سارا ادب ہے۔ صـ۱۳۹

نیز فرمایا تصوف خلق کا نام ہے۔

تصوف پسندیدہ اخلاق؛ تصوف آزادی، فتوت، تکلفات کے چھوڑنے سخاوت اور دنیا کے خرچ کرنے کا نام ہے۔ صـ۱۴۷

فرمایا "عوارف المعارف" میں لکھا ہے:

جس نے ادب اختیار کیا اس نے لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اسے پا لیا اور جس نے ادب کو چھوڑ دیا وہ مطلوب سے محروم ہے اگرچہ اپنے

Marfat.com

کو قریب خیال کرے۔ نیز وہ مردود ہے اگرچہ اپنے کو مقبول سمجھے۔ ص۲۹

فرمایا جو کوئی اپنی آنکھ کو محارم پر بند رکھتا ہے، اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔ نیز اپنے باطن کو دوام مراقبہ اور ظاہر کو اتباعِ سنت سے سنوارتا ہے اس کی فراست کبھی خطا نہیں کھاتی۔ ص۳۷

راہبر: مرشدِ کامل۔

جس وقت حضرت قبلہ چھوٹے بڑے بڑھئیوں کو تمام دن تپش اور لُو میں تیزی سے آتے جاتے اور کام کرتے دیکھتے تو فرماتے یہ سب حلال روزی کی برکت ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان ابراہیم بلخیؒ نے ایک شخص کو ریاضت وعبادت میں اپنے سے زیادہ سرگرم دیکھا لیکن اس کی عدم قبولیت پر بہت حیران ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں اطلاع دی گئی کہ چونکہ یہ شخص حرام روزی سے قوت حاصل کرتا ہے اِس لئے اس کی عبادت نا مقبول ہے۔ قولہٗ تعالیٰ ہے:

"اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ط" (۳۵: ۱۰)

(اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے)

اس آیت میں "الکلم الطیب" سے اعمالِ حسنہ اور عملِ صالح سے لقمۂ حلال مراد لیا گیا ہے جو کہ اعمالِ حسنہ کو باری تعالیٰ کی جناب تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ نیز سلطان ابراہیمؒ کو حکم ہوا کہ آپ اپنا کھانا جو کہ ایندھن بیچ کے حاصل کرتے ہو، اسے دے دیا کرو۔ چنانچہ حکمِ الٰہی کی تعمیل اور لقمۂ حلال کی برکت سے چند ہی دنوں میں وہ شخص واصلینِ الٰہی میں سے ہوگیا۔

فرمایا کہ شیخ مرید کے لئے بمنزلہ مشاطہ کے ہے۔ جس طرح مشاطہ دُلہن کو سجا بنا کر خاوند کی صحبت کے قابل بنا دیتی ہے، اسی طرح شیخ بھی اپنے

Marfat.com

مُرید کے ظاہر و باطن کو آراستہ کر کے محبوبِ حقیقی کی صحبت کے قابل بنا دیتا ہے۔ ص۶۱

آپ نے خواجہ اللہ بخش صاحب کو وصیت فرمائی کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ احسان والا برتاؤ کرنا، سب تمہارے دوست بن جائیں گے۔

لُطف کن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش (سعدی)

نیز فرمایا کہ جس کسی کو اچھا اخلاق حاصل ہے، اسے مرتبۂ ولایت حاصل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے زیادہ بزرگ، سب سے زیادہ پاکیزہ اور خُلق کے اعتبار سے سب سے آگے ہیں، کی صفت میں آیا ہے:

"وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ" (۶۸:۴)

(بے شک آپ عظیم الشان خُلق کے مالک ہیں۔)

یعنی آپ بہت بڑے دین پر چلنے والے ہیں اور دین تمام اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کے مجموعے کا نام ہے (مجاہدؒ)

خُلقِ عظیم یہ ہے کہ نہ تو وہ شخص کسی سے جھگڑا کرے اور نہ کوئی اس کے ساتھ جھگڑا کرے (الواسطیؒ)

آپ میں مشغولیتِ حق کی وجہ سے جفاءِ خلق کا کچھ اثر نہیں رہا (امام حسینؓ)

خُلقِ عظیم میں چار چیزیں جمع ہو گئی ہیں، جو کہ سخاوت، اُلفت، نصیحت اور شفقت ہیں (الجنیدؒ)۔ ص۱۳۴

فرمایا جب اولیاء اللہ پر بلا نازل ہوتی ہے تو تسلیم اختیار کرتے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں اس سے بھی زیادہ سخت دوسری بلا نازل نہ ہو۔ وہ جب رضا و تسلیم سے کام لیتے ہیں، تو حق تعالیٰ ان کو تمام بلاؤں سے محفوظ فرما لیتے ہیں اور ہر گھڑی ان پر غیب سے نیا فیض نازل ہوتا ہے۔ ص۱۴۸

Marfat.com

فرمایا پیری اور مُریدی اس شخص کو کرنی چاہیئے جو مُرید اگر ہزار میل پر بھی ہو تو اس کے حال سے باخبر ہو۔ اور اس کی مدد کو پہنچے۔

مولوی سلطان محمد صاحب جو آپ کے صاحبِ مجاز تھے، نے عرض کیا کہ یا حضرت! مُرشد کے جس مقام کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے، ہم اس صفت سے خالی ہیں۔ حالانکہ آپ نے ہمیں مُرید کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا کہ جس کو کسی پیرِ کامل نے اجازت دی ہے، اس کے مُرید کا ذمہ دار اس کا پیر و مُرشد ہوگا۔ لہٰذا تیرے مُریدوں کا ذمہ دار میں ہوں۔ (خاتمِ سلیمانی)

ایک رات حضرت قبلہؒ نے فرمایا:

ہم لوگوں کے ہاتھ اس لئے پکڑتے ہیں کہ شاید کسی مغفور کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں آجائے، اور اس ہاتھ کی برکت سے ہماری بخشش ہو جائے۔ ص ۱۴۶

بعض اہل اللہ کے نزدیک درجۂ "فنا" اسلام کی ابتدا ہے، جبکہ درجۂ تسلیم میں پہنچ کر سالک حقیقی مسلمان بنتا ہے۔ اور اعلیٰ ترین مقام تسلیم و رضا کا ہے۔

فرمایا اہلِ تسلیم اپنے تمام کام کُل کائنات کے حقیقی مالک یعنی حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور خود کوئی تصرف نہیں کرتے۔ جس طرح اس کی مرضی ہوتی ہے وہ کرتا ہے۔

بعد ازاں میاں محمد یار منشی نے عرض کیا: غریب نواز آپ بھی اہلِ تسلیم کا مشرب رکھتے ہیں؟

Marfat.com

فرمایا ہم ان دو گروہوں کو نہیں پہنچ سکتے۔

مگر آپ کی زبانِ مبارک پر اکثر یہ الفاظ رہتے :

"کوئی مرے کوئی جیوے ستھرا گھول بتاشے پیوے" صلا ۱۲۴

فرمایا کہ اولیاء اللہ بوجہ فنائیت در حق، گویا عین ذاتِ حق ہیں۔ ہدایت انہی کے دامن سے وابستہ ہے اور ان کی توجہ گویا حق تعالیٰ کی توجہ ہے۔

نیز فرمایا اللہ اللہ ہر کوئی کہتا ہے لیکن اولیاء اللہ کا اللہ اللہ کہنا اور ہی تاثیر رکھتا ہے۔ صلا ۱۰۶

فرمایا ہر ولی کا آخری مرتبہ تسلیم و رضا ہے :

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اِس پر آپ کے ایک عاشق میاں محمد مٹرل نے عرض کیا

جب اولیاء اللہ ہر بات پر سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں تو پھر اہلِ حاجت جو ان کے پاس آتے ہیں ان کی حاجات کیسے پوری ہوتی ہیں؟

فرمایا چونکہ حق جل و علیٰ جانتے ہیں کہ یہ بندہ مقام تسلیم و رضا پر ہونے کی وجہ سے ہماری جناب میں عرض نہیں کرتا اس لئے وہ خود بخود اس کی حاجت کو پورا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ آیہ مبارکہ

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (۷۳ : ۹)

(مالک ہے شرق و غرب کا اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس بنائے رکھیے اسی کو اپنا کارساز)

اس معنی پر صریحاً دلالت کرتی ہے۔ صلا ۵۶

صاحبزادہ گل محمدؒ کے وصال کے بعد ایک شخص نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں

Marfat.com

عرض کیا آپ نے بچوں صاحبزادہ صاحب کی صحت اور زندگی کے لئے شافعِ مطلق کی جناب میں عرض نہ کیا؟
حالانکہ حق تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

آپ نے جواب میں فرمایا:

۱۔ یہ کام ہر وقت درویش کے اختیار میں نہیں ہوتا۔
۲۔ دعا کرنا بندہ کا کام اور قبول کرنا نہ کرنا اس کی مشیت پر موقوف ہے۔
۳۔ وہ ذاتِ پاک مالک الملک ہے، جو چاہتی ہے کرتی ہے۔ اور کسی کو اس کی جناب میں دم مارنے کا حوصلہ نہیں۔ ص۵۷

ایک سال حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس کے بعد نمازِ اشراق کے وقت صاحبزادگانِ مہاروی اور خلفائے حضرتؒ مجلس خانہ میں جمع ہوئے اور حضرت غوثِ زماںؒ کو بھی بلوا بھیجا۔ سب لوگ تشویش میں مبتلا تھے کہ نواب محمد بہاول خاں کلاں صاحبزادگان کی جاگیریں اور معمولات کبھی جاری کر دیتا اور کبھی بند کر دیتا ہے۔ قاضی محمد عاقلؒ نے مناسب کاروائی پر زور دیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا ہم کوہستانی آدمی روزِ اول سے لجاجت کا طریقہ نہیں جانتے۔ نہ کبھی منت کی ہے نہ کریں گے:

"ٹھلا الاون، اتے ٹھلا کھاون، اتے ٹھلا ہنڈاون"

صاف گوئی، موٹا کھانا اور کھردرا پہننا ہماری عادت ہے۔

اِس لئے اگر مجھے اس طرف بھیجتے ہو تو پھر گلہ نہ کرنا۔ دو میں سے ایک بات ضرور ہو گی:

"یا مٹی دا کھبکار، یا کھلیدا چٹکار"

یا تو چاٹی سے لسی اور دہی کی آواز آئے گی یا پھر گال پر تھپڑ پڑنے کی آواز سنو گے۔

Marfat.com

حافظ صاحبؒ نے کہا ہم نے لاچار ہو کر آپ کو زحمت دی ہے۔ اِس لئے ہمیں منظور ہے۔

بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ فقیر کی غیرت نواب صاحب کو راہِ راست پر لانے کے لئے کارگر ثابت ہوئی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ ہر وقت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں مگر آپ کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتے۔

فرمایا الحمدُللہ کہ لوگ میرے دروازے پر آتے ہیں اور میں کسی کے دروازے پر نہیں جاتا۔ ص ۱۴۸

واصل نامی شخص نے آپ کی فیاضیِ طبع، حاجت براری اور حق تعالیٰ تک پہنچنے میں رہنمائی کی مجلس میں تعریف کی تو فرمایا:

میری بات توجہ سے سُن! جن دنوں میں حصولِ علم کی غرض سے یہاں بگی مسجد میں رہا کرتا تھا تو ایک جولاہے نے میرا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ اس کے دروازہ پر ایک کتا ہوتا تھا جس سے میں بہت ڈرتا تھا۔ جب وہ کتا نہ ہوتا تو دوڑ کر اپنا وظیفہ لے آتا ورنہ سارا دن فاقہ سے گزار دیتا۔

میں تو وہی ہوں لیکن حق تعالیٰ کی ذاتِ کریم ہے کہ اس نے مجھے اپنی عنایات سے نوازا ہے۔ ص ۲۵-۲۶

عبدالجبار خاں نواب ڈیرہ غازی خاں نے ایک دن درویشوں کے خرچ کے واسطے شہر چھابری کی پیشکش کی۔ فرمایا ہم یہ جاگیر نہیں لے سکتے کیونکہ یہ ہمارے پیروں اور مشائخ کی سُنّت کے خلاف ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ صاحبزادہ گل محمد صاحب کے لئے لے لیں۔ فرمایا گل محمد کو بھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ

درویشوں کی جوتیاں سیدھی کرے گا تو مقربین اس کی خدمت کریں گے۔ ص۱۴۰

صفر کی ساتویں رات تھی مرض الموت نے غلبہ کیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے نمازِ عشاء اپنے حجرہ میں باجماعت ادا کی۔ رعشہ طاری ہو گیا اور وظائف بمشکل ادا کئے۔

نمازِ تہجد اشاروں سے پڑھی۔ جیب سے تسبیح نکالی اور وظائف شروع کئے۔ پائنتی کی طرف بیٹھے صاحبزادہ شاہ اللہ بخش کی طرف دیکھ کر پوچھا: تو کون یہاں بیٹھا ہے؟

میاں صالح محمد تونسوی بول اٹھے۔ یہ آپ کے پوتے صاحبزادہ اللہ بخش ہیں۔ ان پر توجہ کا وقت ہے نظرِ مہر و کرم فرمائیں۔

پھر صاحبزادہ صاحب نے بڑے ادب سے عرض کی "بابا میں تیں کنوں بیا کجھ نہیں منگدا، صرف ایں جو تیڈے فقراں دے جُتے جوڑ تھیواں"
(بابا میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا، صرف یہ کہ آپ کے فقیروں کی جوتیاں سیدھی کرتا رہوں)

حضرت غوثِ زماںؒ اپنی دلپسند بات سن کے خوش ہوئے، ان کی طرف متوجہ ہوئے اور زور سے فرمایا: "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي" (۳۸ : ۷۲)

یہ حضرت قبلہ کا آخری کلام تھا۔ جس کے بعد آپ لیٹ گئے اور شغلِ پاس انفاس میں مشغول ہو گئے۔ (خاتم سلیمانی ص۱۴۸)

کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز! جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا کہ خداوند تعالیٰ کو دیکھا۔

"من رآنی فقد رأ الحق"

Marfat.com

ہم بے چارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیسے کریں؟
فرمایا تم مجھے دیکھ لو۔ ص۸۶

مرشدِ کامل کا دامن پکڑ کر سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی کی صحبت میں رہے تاکہ اس کو وصول الی اللہ کا مرتبہ نصیب ہو۔ جو لوگ شیخ کامل کی صحبت کے بغیر ریاضت اور زہد و ورع میں کوشش کرتے ہیں ان کو شریعت کی پابندی کا اہتمام نہیں رہتا۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقص ہے۔ ص۱۹-۲۰

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ زہد و ریاضت میں بہت کوشش کرے۔ تاکہ اسے فناء کلی نصیب ہو۔

کیونکہ اِس مرتبہ کے حصول کے بغیر صوفیا کرام کے مشرب میں سالک صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض کے نزدیک تو فنائیت اسلام کی ابتدا ہے:

سالکا اسلام اگر آساں بدے
ہر کسے چوں شبلی و ادھم شدے ص۳۹

ایک روز میاں علی محمد سپاہی حضرت کی خدمت میں آیا۔ آپ نے پوچھا تم بزداروں کے لشکر سے کیسے بچے۔ میاں مذکور نے عرض کیا غریب نواز جب بزداروں نے مجھ پر تلواریں اٹھائیں تو میں نے آپ کی صورت کا تصور کیا۔ آپ کا ہاتھ مبارک ظاہر ہوا اور مجھے امان دی۔

حضرت نے جواباً فرمایا: کہ مرید کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ ہر حال میں پیر کا تصور کرے اور اس سے امداد طلب کرے۔ ص۱۰۱

Marfat.com

ایک دفعہ بارش نہ ہوئی تو لوگ دُعا کے لئے حاضر ہوئے۔ کسی نے عرض کیا کیا وجہ ہے بارش نہیں ہو رہی؟

فرمایا حق تعالیٰ کا کام بغیر حکمت کے نہیں ہوتا۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس میں کیا مصلحت ہے۔

ایک شخص نے کہا خداوند تعالیٰ نے آپ کو جتلا دیا ہوگا۔

فرمایا اگر خداوند تعالیٰ محض اپنے فضل سے کسی کو مطلع بھی کر دے تو چاہیئے وہ کسی سے ظاہر نہ کرے، کیونکہ انبیاءؑ پر ظاہر کرنا واجب ہے اور اولیاءؒ پر چھپانا۔ پھر فرمایا:

"باپ کے پاس شہد ہو تو بیٹے کو گرمی ہو ہی جاتی ہے۔"

چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ ..... (۴۲:۲۷)

(اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے بندوں کے لئے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں) ص۲۳

ایک شخص نے عرض کیا امداد فرمائیں تاکہ اپنے آپ کو پہچان سکوں۔

فرمایا نفس کا پہچاننا بہت مشکل ہے۔ حدیث ہے:

"من عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ"

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ ص۱۴۱

میاں غلام رسول نبیرہ میاں صاحب نور محمد نارووالہؒ نے عرض کیا کہ آیا حجابات پیر دور کرتا ہے؟

فرمایا حجابات حق تعالیٰ ہی دور فرماتے ہیں، بواسطۂ پیر۔ ص۱۰۶

Marfat.com

ایک روز اسلام خاں نے عرض کیا "بہادل خاں یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں حضرت قبلہ جیسا کامل و مکمل شیخ رکھتا ہوں اس لئے میں جو کام اور جیسا عمل بھی کر دوں مجھے کوئی پرواہ نہیں"

فرمایا سب پیروں اور مشائخ کے سردار آں سرورِ کائنات و خلاصۂ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات ہیں۔

آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی موضع میں آتا ہے اور اس کے رہنے والوں کو دشمنوں سے ہوشیار کرتا ہے۔ جس شخص نے اسے سچا جان کر اس کی اطلاع پر اعتبار کر کے گوشۂ عافیت اختیار کر لیا وہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو گیا۔ اور جس نے اس کو جھوٹا جان کر اس کے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا۔ وہ دشمن کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوا۔

"وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ"۔

ہمارا کام اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہم احکامِ شرعی یعنی اوامر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کر دیں۔ جس نے ان کو صدقِ دل سے قبول کیا، اور ان پر عمل کیا۔ وہ نفس و شیطان کے شر، دُنیا کی رسوائی اور عذابِ آخرت سے نجات پا گیا۔ اور جس نے جس قدر ان احکام کے ماننے اور ان پر عمل کرنے میں کوتاہی کی اسی قدر وہ نفس و شیطان کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر دونوں جہانوں کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں تو کسی دوسرے کا کیا مقام ہے صہ ۹۴

زادِ راہ : علم، عمل اور عشق

فرمایا عالم اور جاہل کے درمیان اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ سونے اور مٹی کے درمیان۔ کیونکہ علم تمام اوصافِ حمیدہ سے اعلیٰ اور جہل تمام صفاتِ رذیلہ سے بدتر چیز ہے صہ ۱۱۷

Marfat.com

چنانچہ فرمایا عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ ص ۱۴۸

فرمایا ضروری علم تو علمِ فقہ اور تفسیر ہے۔ کیونکہ فرض، واجب، سُنّت، مُستحب، حرام اور مکروہ کا جاننا علمِ فقہ پر موقوف ہے۔ ص ۱۱۹

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ پہلے علمِ ظاہری میں کوشش کرے۔ جب حق تعالیٰ اسے علمِ ظاہری عطا فرمادیں تب وہ حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ علمِ باطنی کا حصول علمِ ظاہری کے بغیر ناممکن ہے۔ ص ۲۵

نیز فرمایا سالک کو چاہیئے کہ مسئلہ توحید کے علم سے کبھی خالی اور بیگانہ نہ رہے کیونکہ کسی شے کا علم اس کے جہل سے بہتر ہے۔ حدیث

"کُلُّ شَیئٍ خَیرٌ وَالجَھلُ لَیسَ بِشَیئٍ"

(ہر چیز کچھ ہے مگر جہالت کچھ بھی نہیں۔) ص ۴۹

فرمایا کہ عالم کو چاہیئے کہ اپنے علم پر عمل کرے ورنہ

"کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا" (۶۲ : ۵)

(ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے، جس نے کتابیں اُٹھا رکھی ہوں۔) ص ۲۰

نیز فرمایا عالم بے عمل جاہل کی مانند ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے،

"من یعمل بما علم فھو عالم ومن لم یعمل بما علم فھو جاھل"

(جس نے اپنے علم پر عمل کیا وہ عالم ہے مگر جس نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا وہ جاہل ہے) ص ۵۰

Marfat.com

فرمایا علم سے مقصود عمل، ہدایت اور محبت باری تعالیٰ حاصل کرنا ہے۔ صنا

فرمایا کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملے گی، اگر اچھے عمل کرے گا اچھی جزا پائے گا اور اگر برے عمل کرے گا تو بری سزا پائے گا۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (۹۹: ۷-۸)

(پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔)

فرمایا کہ کتابوں میں لکھا ہوا ملتا ہے کہ فلاں صوفی نے اس قدر ریاضت کی اور فلاں نے اس قدر، ان سب کو حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ط" (۱۱: ۸۸)

(اور نہیں میرا راہ پانا مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے) ص۹۰

فرمایا کہ اللہ کا عشق عجیب نعمت ہے۔ جس کسی کو نصیب ہوا اس نے دونو جہانوں سے ہاتھ جھاڑ لیا۔ چنانچہ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

عشق آں شعلہ است کو چوں بر فروخت
ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت ص۷۵

ایک رات نجم الدین ہندوستانی نے عرض کیا۔ قبلہ من! مار عشق نے مجھے ڈس لیا ہے۔ اگر آپ وصال کرا دیں تو بہتر ورنہ میں اپنی جان جناب والا کے دروازہ پر ہی فدا کر دوں گا۔ آپ نے یہ رباعی پڑھی:

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی ۔۔۔ فلا طبیب لھا ولا راقی!
الا الحبیب الذی شغفت بہٖ ۔۔۔ فعندہٗ رقیتی و تریاقی

فرمایا "عشق" ایک بلائے عظیم ہے، طرفین کو جلا دیتا ہے پھر اس کے

Marfat.com

مناسب حکایت بیان فرمائی۔

نیز فرمایا:

"ایہا عشق کیتا جنید ے نال اساڈا متھا" ص ۱۳۵

نیز فرمایا ہمارے پیر بھائی عشقِ الٰہی میں اس طرح مست و بے خود رہتے تھے جیسا کہ ایک مار گزیدہ سانپ کے زہر سے بے شعور و بے خود ہوتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ ارزقنا فناء القلب والعشق" ص ۱۱۹

حضرت غوثِ زمانؒ فرمایا کرتے تھے کہ عشق کا طریقہ سیکھو اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرو۔ کیونکہ تمام نیکیوں کی اصل محبتِ الٰہی ہے:

متاب از عشق او گرچہ مجازیست
کہ آں بہر حقیقت کارسازیست! (مرآۃ العاشقین)

علم و فضل کے علاوہ زہد و ورع میں منفرد مقام رکھنے کی بدولت علم کے پڑھنے مولانا محمد علی صاحب مکھڈیؒ سے خوب فیضیاب ہو رہے تھے۔ مگر آپ دن رات دعائیں کرتے: الٰہی کوئی رہبر بھیج جو دلِ مضطر کی تسکین کا سامان کرے۔ کئی بزرگوں کی شہرت سنی، گئے مگر تشنہ کام لوٹ آئے۔ کسی راہ نورد نے حضرت غوثِ زمانؒ کا تذکرہ کیا تو تونسہ شریف کا رُخ کیا۔

پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی مکھڈ سے۔

پوچھا مولوی صاحب بخیریت تھے؟ عرض کی وہ خاکسار میں ہی ہوں۔

آپ نے اُٹھ کر گلے سے لگا لیا۔ بڑی عزت و تکریم کی اور الگ حجرہ رہنے کو دیا۔

کچھ دن بعد بیعت کے لئے درخواست کی تو

Marfat.com

فرمایا آپ کا علم و فضل مشہور عالم ہے، آپ کو اس فقیر سے بیعت کی کیا ضرورت ہے۔

مولانا نے بصد عجز و نیاز عرض کی۔ مَیں نے علم اس لئے تو نہیں پڑھا تھا کہ یہ میری محرومی کا باعث بنے۔

حضرت نے اس ادائے نیاز مندی کو پسند فرمایا اور کچھ اوراد پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ نتیجتاً ذوق و شوق کی جو چنگاری پہلے سے سلگ رہی تھی وہ بھی سرد ہو گئی۔ آپ اس صورتِ حال سے بہت غمزدہ ہوئے اور اپنی کیفیت حضرت قبلہ سے بیان کی۔

فرمایا: "بابا ہک لڑے تے بیا آوے"

چنانچہ کچھ عرصے بعد مولانا میں درد و سوز کی وہ کیفیت پیدا ہو گئی جو بیان سے باہر ہے۔ عرصہ چھ ماہ تک آپ توجہ باطنی اور کرمہائے بے پایاں سے محظوظ ہوتے رہے۔ پھر بیعت بھی کیا۔ نعمت باطنی سے مالا مال کر کے خرقۂ خلافت بھی مرحمت فرمایا۔ اور واپس مکھڈ روانہ کر دیا۔ (ضیاء الحرم، شمس العارفین نمبر)

نیز فرمایا عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ عشق بازی کرنا ایک بلائے عظیم ہے۔ اس سے دُور رہنا چاہیئے۔ جو کوئی "صورت" میں پھنسا ہوا ہے وہ "حقیقتِ بے صورت" سے محجوب ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے:

"وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝" (۱۱۹:۴)

(اور جو بنالے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو نقصان اُٹھایا اس نے کھلا نقصان) ۱۲۵

راہ کے ڈاکو:-

ایک کیمیا گر نے پیشکش کی کہ کسی فارغ وقت میں آپ مجھ سے کیمیا گری سیکھ

Marfat.com

سکتے ہیں۔ حضرت قبلہ اسی وقت اس کے ساتھ صحرا کی جانب گئے اور ایک کنار کے درخت کے سایہ میں بیٹھ کے کیمیاگر سے کہا کہ اس درخت پر چڑھ جاؤ اور اسے ہلاؤ تاکہ اس کے پھل نیچے گریں۔ اس نے اسی طرح کیا اور پھل اور پتے وغیرہ جو کچھ بھی نیچے گرتا سب خالص سونا بنتا جاتا۔ پس حضرت قبلہ نے فرمایا:

اس قسم کے سب لوگ حق تعالیٰ کے راستہ کے ڈاکو ہیں۔ سوائے حق تعالیٰ کی طلب اور جستجو کے اور کسی چیز کے لئے کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ قصبہ نوشہرہ کے رہنے والے محمود نامی صاحب درد کیا خوب فرما گئے ہیں۔

"سبھے گلاں چھڈ کے ڈھونڈ محمودا میںنوں اں نوں"

کیونکہ سوائے اس کی ذات پاک کے ہر چیز فانی ہے۔ ص۵۹

نیز فرمایا سالک کو چاہیئے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے کہ یہ چیزیں راہ فقر کی مانع اور راہزن ہیں۔ جو مقصود اصلی ہے یعنی حق تعالیٰ کی یاد، اس سے کسی وقت بھی خالی نہ رہے۔ کہ دونوں جہانوں کی کامیابی کا انحصار اسی بات پر ہے۔

آپو جاڑیو بیل توں آپی لیسیں کڑ
کوجی کملی تیری ہاں میرے اوگن دیکھ نہ بیج
سے ہینی سے دبلی یار یاراندی ہڈ
منہہ توں پلو دھر کر گلاں کرائیں رج ص۲۲

فرمایا کیمیاگری دراصل خلق خدا کے ساتھ دھوکہ ہے۔ کیونکہ کسی بھی دھات کو اگر سونے میں تبدیل کر دیں تو سو سال کے بعد وہی تبدیل شدہ چیز واپس اپنی اصلی حالت پر لوٹ جائے گی۔ اس کام کے کرنے والے سے خداوند تعالیٰ ایمان چھین لیتا ہے، اس کو عذاب دیتا ہے اور دوزخ میں ڈالتا ہے۔

نعوذ باللہ من ھذا الحرفۃ۔ ص۷۸

Marfat.com

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ کرامتوں کے ظاہر کرنے اور اپنے آپ سے سلسلہ جاری کرنے کے پیچھے نہ پڑا رہے بلکہ حق تعالیٰ کی محبت اور عشق میں اس قدر مستغرق رہے کہ سوائے اس کی یاد کے کبھی کوئی چیز اس کے دل میں راہ نہ پائے۔

احمد تو عاشقی بہ مشیخت ترا چہ کار
دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد ص۲۱۱

چنانچہ "فتوحات مکی" میں آیا ہے کہ کشف وکرامات کوئی چیز نہیں، بلکہ کشف کرامات یہی ہے کہ سالک اپنے تمام اوقات کو حق تعالیٰ کی یاد سے معمور رکھے۔ ایک سانس بھی غفلت اور گمراہی میں نہ گزارے اور طاعت میں ذوق اور لذت پائے۔ ص۱۵۱-۱۵۲

تیرے دو کھلے دشمن۔

فرمایا:
"ستی چیخے نہ چڑھی ، جے چڑھی تے مول نہ مڑی"
خدا کی راہ میں مردانہ وار قدم رکھنا چاہیئے۔ اور تالب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا استقامت کے ساتھ پابند رہنا چاہیئے۔ شیطان اور نفس اگرچہ بظاہر دوستی سے پیش آتے ہیں، تمہارے سخت دشمن ہیں اور ان کے احکام کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔ ص۹۴

فرمایا جب حق تعالیٰ بندے پر سے اپنا دستِ شفقت اٹھا لیتے ہیں تو

Marfat.com

اس پر قہر نازل فرماتے ہیں۔ اس طرح کہ شیطان اس پر غالب آجاتا ہے اور اسے مناہی کا مرتکب بناتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ص۱۴۳

فرمایا آدمی کا کوئی دشمن اس کے نفسِ امارہ سے زیادہ سخت نہیں۔ اس لئے کہ

۱۔ ہر دشمن متابعت اور تواضع سے مطیع ہو جاتا ہے مگر یہ ہے کہ اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ ص۱۵

۲۔ دوسرے دشمنوں سے سامنا کبھی کبھار ہوتا ہے مگر اس سے مٹھ بھیڑ تو مہد سے لحد تک رہتی ہے۔ لہٰذا نفس و شیطان سے ہر دم ڈرتے رہنا چاہیئے۔ ص۱۵

۳۔ جس دشمن کے ساتھ بھی مہربانی کی جاوے وہ فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ بخلاف نفس کے کہ اس کے ساتھ جس قدر مہربانی سے پیش آؤ گے یہ اور زیادہ دشمنی کرے گا۔ حدیث مبارک ہے۔

"اعدا عدوك نفسك التي بين جنبيك"

(تیرے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔)

دوسری حدیث ہے:

"رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر نزع نفسك وتعال"

(ہم چھوٹے جہاد "میدانِ جنگ" سے بڑے جہاد "جہادِ زندگی" کی طرف لوٹے ہیں۔ اپنے نفس کو چھوڑ اور آجا) ص۹۰

اس کے بعد فرمایا کہ اس ہزن سے تو وہ شخص نجات پاتا ہے جو ہر وقت اس کی مرضی کے خلاف کرنے پر کمر بستہ ہے۔ کیونکہ نفس کا مارنا اس کی مخالفت کرتا ہے

Marfat.com

فرمایا جب نفس اور شیطان آدمی پر غالب ہوتے ہیں تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب میں وہ چست ہو جاتا ہے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ ص۱۴۴

نیز فرمایا کہ نماز، روزہ ہم سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا ہوتا ہے۔ مگر دنیادار لوگ نمازوں کو ترک کر کے اور رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ کر اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اتنی دنیاوی فراخی حاصل ہے کہ وہ موسم گرما کو سرما میں اور سرما کو گرما میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان پر شیطان اور نفس کا غلبہ ہے، اس لئے کہتے ہیں کہ ہم کو روزہ رکھنے سے خشکی ہو جاتی ہے۔

"اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من شرور النفس والشیاطین" ص۱۴۵

فرمایا "الصوم سیف النفس" روزہ ایسی تلوار ہے جو نفس کو قتل کر دیتا ہے۔ ص۱۴۵

صحبت:

آپ کی زبان مبارک پر یہ سخن بارہا آتا:

"تارے وی صحبت تے لوڑے وی صحبت" ص۱۴۶

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ سوائے شرعی ضرورت کے کبھی خلوت سے باہر نہ آئے۔ نیز عام لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے کیونکہ یہ عجب، تکبر اور خودی پیدا کرتی ہے۔ مگر خاصان خدا کی صحبت کی طرف راغب رہے کیونکہ صلحاء کی صحبت نیستی اور بے خودی بخشتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

Marfat.com

"السلامة فی الواحدة والآفات بین الاثنین"

(اکیلا ہونے میں سلامتی ہے اور دو ہونے میں مصیبتیں ہیں۔) ص ۲۹

نیز فرمایا اہلِ دل کی صحبت کو لازم جانے اور کبھی اس نعمت بے بہا سے بے بہرہ نہ رہے کیونکہ مقصودِ اعلیٰ تک بلا مشقت پہنچنے کے لئے یہ بہت پر تاثیر ہے اور یہ شعر پڑھے:

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند

یہ اس لئے کہ اللہ والوں کی نظر میں تاثیر بہت قوی ہوتی ہے۔ ص ۲۶

نیز فرمایا صالحین کی صحبت کا اثر دیر میں ہوتا ہے جبکہ بروں کی صحبت کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ اس لئے بروں کی صحبت سے دور رہنا چاہیئے۔ ص ۱۲۵

فرمایا امراء کی صحبت سے چاہے ایک ساعت ہی کی ہو، دِل مُردہ ہو جاتے ہیں نیز اغنیاء کی صحبت سم قاتل ہے۔ ص ۲۶

عرض کیا کہ غریب نواز تونسہ شریف کے رہنے والے بعض لوگ دوسرے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میاں صاحب نوجوان ہیں یا بوڑھے؟

فرمایا بزرگوں کی صحبت اور زیارت کا دارو مدار نصیبہ ازلیہ پر ہے۔ پھر یہ حدیث مبارک بیان فرمائی:

"الارواح جنود مجندۃ تتشام کما تتشام الخیل فما تعارف منہما ائتلف وما تناکر اختلف"

(لوگوں کی روحیں ایک بڑے لشکر کی مانند ہیں جو گروہ در گروہ دنیا میں آتے ہیں اور گھوڑوں کی طرح ایک دوسرے کی بُو سونگھتے ہیں۔ تعارف اور اُلفت

Marfat.com

پیدا کرتی ہیں۔ یا انکار اور اختلاف پیدا کرتی ہیں۔)

چنانچہ جب اس کی مٹھی میں بند کنکریوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی تو ابو جہل نے انہیں پھینک دیا اور کہا تو عجیب جادوگر ہے اس لعین کی قسمت میں ایمان نہیں تھا اس لئے اس نے انکار کیا۔

حبِ درویشاں کلیدِ جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است ص ۱۰۹

فرمایا کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے مریدوں میں سے ایک شخص امراء کے ساتھ دوستی رکھتا تھا۔ ایک روز وہ حضرت مولاناؒ کی زیارت کے واسطے آیا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کون ہے۔ خادم نے عرض کیا جناب کا فلاں مرید ہے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ قبل ازیں تو یہ آدمی تھا مگر اب بغیر آدمیت کے معلوم ہوتا ہے۔ ص ۱۰۶

فرمایا انسانوں کی نوکری بہت بری چیز ہے۔ اس لئے کہ جہاں ہزاروں تیر تفنگ اور توپیں چلائی جاتی ہوں وہاں اگر وہ اپنا سر نہ پیش کرے گا تو نمک حرام ہوگا اور مالک کے عتاب کا مستحق ہوگا۔ برعکس اس کے حق تعالیٰ کی نوکری بہت عمدہ اور بہتر ملتی ہے۔ کیونکہ وہاں بوجھ ہر شخص کی طاقت کے مطابق ڈالا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مریض ہو یا بسبب خوف پانی حاصل نہ کر سکتا ہو تو تیمم کا حکم دیا گیا ہے، اضطراری حالت میں مردار کا کھانا جائز ہے' اور حالتِ سفر میں قصر نماز کے احکام مقرر فرما دیئے۔ مگر حق تعالیٰ نے نفس کی ایذا کو جائز نہیں لکھا۔ قولہٗ تعالیٰ ہے:

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا" (۲:۲۸۶)
(ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی)

Marfat.com

"يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ" (۲ : ۱۸۵)
(اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لئے سہولت اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری)

اور یہ نعمت اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اس کے خاص بندوں کے ساتھ صحبت رکھی جائے اور ان کی تابعداری اختیار کی جائے، کیونکہ وہ اہلِ وفا ہیں۔ نیز اہلِ تفرقہ یعنی نوکری پیشہ لوگوں سے دوری اختیار کی جائے کہ وہ اہلِ جفا ہیں۔ ص۴۱

اگر وہ بعد ازاں انہیں چھوڑ کر اہلِ جمع کی صحبت اختیار بھی کرلے، پھر بھی اس کی طبیعت سے اخلاقِ ذمیمہ کا اثر بالکل زائل نہ ہوگا۔ چنانچہ جس جگہ دریا بہتا ہے اگر وہ خشک بھی ہو جائے تو اس کا اثر باقی رہ جاتا ہے۔ ص۴۲

فرمایا اہلِ دنیا کی نوکری کرنا بہت برا ہے مگر دنیا داروں کے معاملات میں دخل دینا اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ چنانچہ ان کا کوئی اہلکار اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو پس پشت ڈال کر ظلم و تعدی سے مال بٹورے اور یوں اپنے دنیادار حاکم کو خوش کرنا چاہے تو حق تعالیٰ اسے اسی حاکم کے ذریعہ سے برباد کر دے گا۔ پھر آپ نے یہ حدیث مبارک بیان فرمائی:

"من اعان ظالماً فقد سلطه الله تعالیٰ علیه"
(جس کسی نے ظالم کی مدد کی اللہ تعالیٰ نے اسی کو اس پر مسلط کر دیا) ص۴۳

فرمایا اغنیاء کی کثرتِ تواضع پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ منافقت کی علامت ہے۔ ص۴۶

Marfat.com

نیز فرمایا نیکی حق تعالیٰ کی کرنی چاہیئے کیونکہ یہ یعنی حق تعالیٰ کی عبادت سب کاموں سے بہتر ہے۔

یہ اس لئے کہ اگر کوئی حق عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو حق جل وعلا اس کی طرف دوڑ کے آتے ہیں۔

پھر یہ حدیث قدسی بیان فرمائی۔

"من اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ"

اگر کوئی میری طرف چل کے آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔) صـ۲۳-۲۲

شیخ کی صحبت عقیدت کے ساتھ اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ عقیدت کے بغیر اس کا کوئی فائدہ نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

"اعتقادکم ینفعکم"

(تمہارا اعتقاد ہی تمہیں نفع دیتا ہے)

اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقوں کو بھی ہدایت نصیب ہو جاتی لیکن انہیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اس وعید کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا:

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ" (۴: ۱۴۵)

(بے شک منافق سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے دوزخ (کے طبقوں) سے)

اسی لئے بزرگوں نے صحبت کو ذکر حق پر بھی ترجیح دی ہے:

صحبت یک ساعتے با اولیاء ۔ بہتر از صد سال بودن با التقی

سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق ۔ نان خشک او بہ از لوتو طبق صـ۲۲

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے جن کے پاس دنیا کی بہت سی نعمتیں ہوں اپنے آپ کو بالخصوص دور رکھے کیونکہ برے لوگوں کی نعمتوں سے بھوکے اور ننگے مر جانا کہیں بہتر ہے۔ صـ۱۴

Marfat.com

حدیث شریف: "ایاکم وصحبة الاغنیاء" (اغنیاء کی صحبت سے بچو۔)
حدیث دیگر: "فروا منھم کما تفرون من الاسد"
(ان سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔) ص ۹۷

حرص و ہوا

فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف کی ابتدا میں فرمایا ہے:
"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" (الفاتحہ)
فرمایا کہ رَبّ پالنے والے کو کہتے ہیں، اس لئے روزی کا غم نہیں کھانا چاہیئے۔ وُہ ذاتِ والاصفات خود ضامن ہے۔ ص ۱۴۸

نیز فرمایا روزی کے واسطے بہت زیادہ دوڑ دھوپ نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جس قدر روزی حق تعالیٰ نے کسی کی قسمت میں لکھ دی ہے وُہ بغیر کسب وسعی کے اسے پہنچا دیتا ہے۔ اس کے واسطے پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ رازقِ مطلق اسی کی ذاتِ پاک ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے:
"وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا" (۱۱:۶)
(اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق) ص ۱۴۱-۱۴۲

فرمایا مَیں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ مجھے بغیر چوری کرنے کے روزی نہیں ملے گی، اس کو بغیر چوری کے روزی نہیں ملتی۔ اور اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ حق تعالیٰ مجھے حلال کی روزی دیں گے۔ تو اس کو حلال ہی کی روزی ملتی ہے۔ پھر حدیث قدسی بیان فرمائی:
"انا عند ظن عبدی بی"

Marfat.com

(میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔)

نیز فرمایا:

"فی قراۃ القرآن برکۃ وفی الحرکۃ برکۃ وفی الخیرات برکۃ وفی الحلال برکۃ" ص۱۰۱

فرمایا جو کوئی حرام کھاتا ہے، اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور وہ عاجز آجاتا ہے۔ چنانچہ چور ہمیشہ خوار ہی رہتے ہیں۔ ص۱۰۳

فرمایا سالک کو چاہیے کہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے بغیر طلب کے لوگوں کے ذریعہ پہنچائیں اسے دوسروں پر خرچ کر دے، ورنہ اپنے پر خرچ کرے۔ اور جو کچھ بھی ملے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اس پر قناعت کرے اور کسی سے قرض نہ لے کیونکہ قرض رشتہ محبت کو قینچی کی طرح قطع کر دیتا ہے۔ ص۲۹

نیز فرمایا چاہیے کہ قناعت کو اپنا طریقہ بنائے کیونکہ یہ ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ ص۳۶

فرمایا قناعت یہ ہے کہ جو کچھ پاس موجود ہو اسی پر کفایت کی جائے۔ اور یہ اولیاء ہی کا کام ہے۔ باقی تمام مخلوقات تو حرص اور ہوس ہی میں پڑی ہوئی ہے:

گفت چشم تنگ دنیادار را!
یاقناعت پر کند یا خاک گور ص۱۲۰

نیز فرمایا سیر تو صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں:

"اللہ بس، ماسوائے اللہ ہوس" ص۹۵

Marfat.com

توکّل اِلیٰ اللہ۔

فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اگر کوئی جسمانی مرض لاحق ہو تو اس کا دوا دارو کرے علاج کرنا سنّت ہے مگر اسباب سے مایوس ہونا فرض ہے، کیونکہ فاعلِ حقیقی تو وہ ذاتِ پاک ہی ہے۔ فرمایا اگر شفا دواؤں پر منحصر ہوتی تو کوئی مالدار کبھی نہ مرتا۔ نیز طبیبوں کی رائے بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اگر وہ چاہے تو ٹھیک پڑ جائے ورنہ نہیں۔ صہ ۴۸

نیز فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہر شخص کے کام اس کے اعتقاد کے مطابق پورا کرتے ہیں۔ اور اس کے مطابق حکایات بیان فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ حدیثِ قدسی بیان فرمائی:

"انا عند ظنّ عبدی بی"

(میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔)

لہٰذا جو کوئی خالقِ حقیقی پر توکّل رکھتا ہے وہ اس کے اعتقاد کے مطابق اسے غیب سے روزی پہنچاتا ہے۔ کیونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہر ذی روح کا رازقِ مطلق اور کفیل وضامن ہے۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ بیان کی:

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ..." (۱۱:۶)

(اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق ...) صہ ۵۲-۵۳

فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے غیر پر بھروسہ اور اس سے توقع رکھنا انسان کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ سوائے حق عزّوجل کی جناب کے نہ کو کسی کو اپنا ملجا اور آسرا سمجھے اور نہ اس کے غیر کو خیال ہی میں لائے۔ صہ ۵۱

Marfat.com

فرمایا التجا اور تکیہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ پر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کے غیر پر، کیونکہ اس کی ذاتِ پاک قدیم ہے، اور ذاتِ قدیم پر تکیہ کیا جائے اور اس سے التجا کی جائے تو اس کے پورا ہونے اور ہمیشہ رہنے کی اُمید ہوتی ہے۔ جس نے بھی اُس ذات پر بھروسہ کیا اس نے اس کو کبھی ضائع نہیں کیا۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ آیا تکیہ خداوند تعالیٰ پر کرنا چاہیئے کہ وہ ہمارے حال کو دیکھ رہا ہے یا خاصانِ خدا سے التجاء کرنی چاہیئے؟

فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو جبرائیلؑ نے آکر عرض کیا کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو تو فرمائیں۔ اللہ کے خلیلؑ نے فرمایا مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں اور وہ میرے کہنے کے بغیر بھی مجھے دیکھ رہا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان پر رحمت فرمائی اور حکم دیا:

"یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۙ" (۲۱:۶۹)

(اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم کے لئے)

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ کے غیر پر بھروسہ حادث پر بھروسہ ہے اور باقی کی ضد یعنی حادث اس قابل نہیں کہ اس پر بھروسہ کیا جائے۔ لہٰذا جس نے کسی حادث اور فانی پر بھروسہ کیا اس سے التجا کی اور اس پر اعتماد کیا اُس نے ذلت اختیار کی اور نقصان اُٹھایا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے غیر اللہ پر تکیہ کیا تھا لہٰذا غیرت کی وجہ سے حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے مزید سات سال تک آپ کو قید خانہ میں بند رکھا۔ ص ۶۵-۶۶

بات چلی کہ بعض لوگ مہمان نوازی بہت کرتے ہیں۔

فرمایا پہاڑ کے رہنے والے، بالخصوص دیہاتی مہمان کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور اس کی خدمت بڑھ چڑھ کے کرتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ کوئی کسی کے گھر جاوے تو صاحبِ خانہ پر اس کی خدمت کرنا واجب ہے اور حق سبحانہٗ جو کہ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہیں بھلا ایسے بندہ کو کیوں ضائع کرے گا۔ جس کا بھروسہ

Marfat.com

اس کی ذات اتنی [illegible]

نیز فرمایا [illegible] بیا، اور اولیاء نے توکل اختیار کیا ہے اس سے یہ ثبت

اور ولایت کا درجہ ہے۔ اور اس کے مطابق حکایت بیان فرمائی۔ قولہٗ تعالیٰ ہے:

۱۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًاۙ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ

جو ڈرتا رہتا ہے اللہ سے بنا دیتا ہے اس کے لئے وہ راہِ نجات اور اسے

رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کے لئے وہ کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنا کام

پورا کرنے والا ہے۔

۳۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ○ (۶۵: ۲-۳)

مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ ہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں مزید فرمایا کہ حق تعالیٰ درویشِ متوکل کو کوئی

حرام چیز نہیں بھجواتے شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے:

بر توکل گرد بود فیروز یست ؛ - حق دہد مانند مرغاں روزیت کلث ۱۵

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کے ہر فعل کو اگرچہ اس کی حکمت سے مطلع

ہو یا نہ ہو عین حکمت خیال کرے۔ اور اس ذاتِ پاک پر اعتراض نہ کرے کیونکہ

اگر ایسا کرے گا تو دونو جہانوں میں مردود ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ"

(حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا)

اگر کوئی کام حکمت سے خالی ہوگا تو اس کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا۔

مگر قرآن مجید میں آیا ہے:

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰالٰی عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا (۱۷ : ۴۳)

(وہ پاک ہے اور بہت برتر و بالا ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہا کرتے ہیں)

چنانچہ بندوں کو تھوڑا رزق دینے کے بارے میں خود فرمایا،

"وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ۔" (۴۲ : ۲۷)

اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے بندوں پر تو سرکشی کرنے لگتے زمین میں) طلب-۲۲

سن ۱۲۶۱ھ میں بارش برسنا موقوف ہو گئی مخلوق خدا نے حضرت کی خدمت میں بڑی عاجزی اور اہتمام سے دعا کی درخواست کی۔ جب قاضی نور محمد نے بھی عرض کیا تو آپ نے اس کو فرمایا:

درویش کو چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے کیونکہ اس کے تمام کاموں میں سے کوئی کام بھی بغیر حکمت کاملہ کے نہیں ہوتا۔ اور فوائد شریف سے پارسا نامی ایک درویش کا واقعہ بھی بیان کیا۔ صنہ ۲

دوا اور دعا۔

فرمایا ہمارے پیران عظام کے عمل دو رسالوں پر ہیں۔ ایک "تقسیم اوقات" عربی رسالہ ہے جو چہل و دو نسخہ کے رسائل میں سے ہے، اور شیخ المشائخ حضرت شیخ محمدؒ کی تصنیف ہے۔ اور دوسرا "اورادِ نصیریہ" جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کی تالیف ہے۔

آپ نے اپنے خلفاء سے فرمایا کہ تم بھی ان پر عمل کرو اور ان اوراد کو پڑھا کرو۔ (مناقب المحبوبین)

Marfat.com

ایک دفعہ مولوی عبداللہ احمد پوری نے دریافت کیا کہ یا حضرت یہ دو تین دفعہ جو آپ دُعا طلبی کرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟

فرمایا اس کا باعث اور سبب عجز ہے۔ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

"اَلدّعا مخ العبادۃ" "ادعا ھو العبادۃ"

(دُعا مغز عبادت ہے۔) (دُعا عبادت ہے۔)

"لیس شیء اکرم عند اللہ تعالیٰ من الدعا"

(اللہ کے نزدیک دُعا سے زیادہ محترم شے کوئی نہیں ہے)

اور یہ عجز کا طریقہ ہے کہ خالقِ حقیقی سے بار بار دُعا طلبی کی جائے۔ (خاتم سلیمانی)

حضرت اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی دو مہریں تھیں۔

ایک کا سجع مبارک یہ تھا:

"ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ"

اور دوسری کا:

اے نظام در رعائت دلہا بکوش

دین را بدنیا مفروش

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مہر مبارک کا سجع:

"سُلیمان سرافراز نورِ محمد است" ص ۱۰۵

ایک شخص نے عرض کیا مجھ سے سوائے پانچ وقت کی نماز کے اور کوئی نیک کام نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جو کوئی اس زمانہ میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرے، وہ ولی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں بے دینی بہت ہے۔ ص ۱۴۷

Marfat.com

فرمایا درود تنجینا، شغل وقوف قلبی اور پاس انفاس پر مداومت کرنی چاہیئے یہ تینوں چیزیں سالک کے لئے بہت ضروری ہیں۔

نیز فرمایا جو کوئی بھی کلمہ شریف پڑھتا ہے نیک بخت ہے۔ صہ ۱۵۱

فرمایا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکر تمام جہر اوراد و وظائف سے بہتر ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ" صہ ۱۵۱

حضرت قبلہ تمام وظائف کی نسبت کلمہ شریف کا ذکر جہر بہت لوگوں کو تلقین فرماتے تھے۔ کیونکہ ذکر "لا الٰہ الا اللہ" سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت بہت جلد پیدا ہوتی ہے۔

بعض دوستوں نے کلمہ شریف "لا الٰہ الا اللہ" کا جہر شروع کیا ان کی آواز سُن کر آپ نے فرمایا یہ لوگ جہر غلط طریقہ سے کر رہے ہیں۔ ہر ضرب میں اسم مبارک "اللہ" کی "ہا" کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ ایک ضرب لا الٰہ کی ہا پر لگائی اور دوسری اسم "اللہ" کی۔ اس طرح دو ضربیں صحیح لگا کے فرمایا ذکر یوں کرنا چاہیئے کہ اس کے سُننے سے دل میں ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔ صہ ۱۵۲

فرمایا کہ ہر مصیبت و بلا جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے اس کو درود شریف رفع کر دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ"

دوسرے اپنی توفیق کے مطابق صدقہ دینا چاہیئے کیونکہ

"لانّ الصدقۃ یرد البلاء"

(صدقہ بلا کو دور کرتا ہے) صہ ۲۷

Marfat.com

ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز میری آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی ہے۔
فرمایا درود شریف پڑھا کرو۔ درود شریف کی برکت سے حق تعالیٰ تم کو بینائی دے دیں گے۔
میرے ایک جاننے والے کی بینائی کم ہو گئی۔ اس نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ نو لاکھ دفعہ پڑھا تھا کہ حق تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کی روشنائی لوٹا دی۔ ص۱۱۳

فرمایا طوفانِ نوح کے وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی کے نہ ٹھہرنے کی وجہ سے حیران تھے۔ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے درود پڑھا تو کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی۔ نیز آپ نے یہ شعر پڑھا:

سید الکونین ختم المرسلین آخر آمد بود فخر الاولین ص۱۲۸

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے قبلہ دو جہاں! ہم نے دو کروڑ سولہ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا ہے۔ اب آپ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائیں اور بارش نازل فرمائیں۔
فرمایا ہم نے صاحبِ درود یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا ہے۔ حضورِ اقدس غور فرمائیں گے۔ ص۱۳۰

ڈیرہ اسماعیل خاں کے نواب نے درخواست گزاری کہ اے قبلہ دو جہاں میرے بعض دشمن مجھ سے میرا ملک چھیننے کے درپے ہیں۔ آپ کی باطنی امداد اور دستگیری کی ضرورت ہے۔ توجہ فرمائیں انجام بخیر ہو۔
حضرت قبلہ نے جواب میں لکھا۔ ایک لاکھ مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین لاکھ مرتبہ

Marfat.com

درود شریف پڑھا جائے۔ لیکن پڑھنے والے نیکوکار درویش ہونے چاہئیں۔ اُمید ہے دشمن آپ پر غالب نہیں آئے گا۔ آپ بہر حال خاطر جمع رکھیں۔ ص ۱۳۰

گڑھی بختیار خاں کے دوستوں نے عرض کیا کہ اے قبلۂ دوجہاں! وباء سے بہت لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ دُعا فرمائیں حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اس وبا کو دُور فرمائیں۔

فرمایا ایک لاکھ مرتبہ سُورت فاتحہ پڑھی جائے۔ اُمید ہے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ وبا کو دُور فرمائیں گے۔ ص ۱۳۰

حضرت قبلہ قدس سرّہٗ نماز مغرب اور نماز تہجد کے بعد لُنگی یا کسی اور کپڑے کا دامن اپنے گلے میں ڈال کر اور سرِ مُبارک برہنہ کر کے، حضرت قبلۂ عالم کی طرف مُنہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور نیاز مندی سے رُوحانی طور پر امداد طلب کرتے۔ تقریباً تین چار لمحے تک ایک سو بار یا شیخ حضرت خواجہ نور محمد، ایک سو بار یا مولانا حضرت خواجہ نور محمد اور چند بار "کن لی مددیا شیخ" کہتے۔ اس کے بعد اوراد میں مشغول ہو جاتے۔ ص ۱۱۱

ایک روز مؤلف "نافع السالکین" نے قرآن شریف یاد کرنے کے بارے میں اجازت چاہی۔

تو آپ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ پیر مُریدوں کو تمام وظائف سے منع کرتے ہیں سوائے ایک وظیفہ کے اور کچھ نہیں بتلاتے۔ چنانچہ حضرت قبلہ قدس سرّہٗ نے بندہ کو خواب اور بیداری میں بارہا کہا ہے کہ ذکر جانی بہت کرو کیونکہ یہ سریع الاثر ہے۔ ص ۱۰۸

حضرت غوثِ زماں رحؒ کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب کبھی کو کوئی مُشکل پیش آتی اور دُعا کے لیے عرض کرتا تو آپ اس سے فرماتے کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کے

Marfat.com

ایصالِ ثواب کے واسطے ایک گائے ذبح کر کے خیرات کرو۔ اور اگر گائے موجود نہ ہوتی تو اسے فرماتے کہ گائے کی قیمت پانچ چھ روپے ادا کر دو تاکہ کہیں سے خرید کر حضرت قبلۂ عالم کی خانقاہ شریف میں ذبح کر کے خانقاہ کے فقراء اور مساکین میں اس کا گوشت بطور خیرات تقسیم کیا جاوے۔ اس طرح جس کسی کو کوئی مشکل پیش آتی بحکمِ خدا اور بوسیلہ شیخ عظام پوری ہوتی۔ ص۸۵

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی یہ دعا بھی منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ ارزقنا ایمانًا مستقیمًا وعملًا صالحًا ولسانًا ذاکرًا وخلقًا حسنًا۔

اَللّٰھُمَّ احفظنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ۔ ص۱۵

فرمایا جس کسی کو کوئی مشکل پیش آئے وہ یوں کہے کہ

اے خداوند نیک مردوں اور عورتوں کے طفیل میری مشکل آسان فرما حق تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرمائیں گے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز بندے نے اجمیر شریف میں سات روز تک اپنی درخواست حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیری حاجت سنگھڑ شریف میں پوری ہوگی، خواجہ محمد سلیمان کے پاس جا! میری حاجت یہ ہے کہ میرا قرض ادا ہو جائے۔ نیز مجھے بیعت فرمائیے۔

حضرت نے اسے بیعت فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد تین بار سورۂ مزمل پڑھ لیا کرو۔ حق تعالیٰ تمہارے قرض کی ادائیگی کی صورت پیدا فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب اپنے گھر چلے جاؤ۔ ص۱۰۱

فرمایا: سالک کو چاہیئے کہ مخلوقِ خدا کے واسطے دعا کرتا رہے، لوگوں پر

Marfat.com

شفیق بن کر رہے ہے اور حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز کرتا رہے۔ کیونکہ دوسرے کے حق میں دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ ص ۳۶

ایک سال بارش نہ ہوئی لوگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کے واسطے بہت عاجزی و زاری کی۔

فرمایا: نیک اور نمازی عورتیں نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد جمع ہو کر دعا کریں حق سبحانہ و تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائیں گے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور بارانِ رحمت نازل ہوئی۔

نیز فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیوہ عورتوں کے گھر جا کر ان سے دعا کرواتے ص ۱۴۴

اور دعا جو حضرت قبلہ ہر فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ پڑھا کرتے تھے اور تینوں مرتبہ ہاتھ مبارک منہ پر پھیرا کرتے تھے، یہ ہے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ
وَجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ

سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص کے بعد دعا مذکور ہی پڑھا کرتے تھے۔ ص ۱۰۵

ایک روز میاں محب اللہ ہندوستانی نے عرض کیا کہ غریب نواز! میرے بھائی نے کہا تھا کہ میرے واسطے کوئی ایسا وظیفہ پوچھ کر آنا جس سے حق سبحانہ و تعالیٰ مجھے اپنی محبت نصیب فرمائیں۔

فرمایا ہر نماز کے بعد ایک ہزار بار "اللہ الصمد" پڑھ لیا کرے اسے حق تعالیٰ کی محبت نصیب ہو گی۔ ص ۱۴۱

Marfat.com

ایک بار جب ملک سنگھڑ میں ٹڈی دل کا حملہ ہوا اور کھیتی اور سبزہ کا نقصان ہوا تو مزارعین نے حضرت قبلہ کی جناب میں دعا کے واسطے بہت زاری کی۔

فرمایا کہ میری طرف سے حضرت قبلۂ عالمؒ کے ایصالِ ثواب کے لئے ایک آثار خشک میوہ خیرات کیا جاوے۔ اُمید ہے کہ میرے شیخ کی برکت سے مصیبت ٹل جائے گی۔

حاضرین اور غائبین میں سے جو کوئی حضرت قبلہ کے پاس آکر نذر مذکور مقرر کر جاتا۔ حکمِ الٰہی سے اس کی کھیتی کا کچھ نقصان نہ ہوتا۔ مگر جس شخص نے اپنے آپ کو دعا سے مستغنی رکھا اس کی کھیتی کو ٹڈی نے ختم کر دیا۔ کسی نے کہا کہ اُمید ہے کوئی شخص بھی مقررہ نذر گزارنے میں کوتاہی نہیں کرے گا۔

فرمایا اگر کسی نے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کی بھی تو اللہ والوں کو اللہ نے اس کا بدلہ لینے کی طاقت دے رکھی ہے، وہ اپنی چیز کو نہیں چھوڑتے۔ ص۶۴-۶۵

ایک شخص نے عرض کیا کہ جب ختم شریف میں سورہ الم نشرح پڑھی جائے تو ہر دفعہ شروع میں بسم اللہ شریف پڑھی جائے؟

فرمایا پہلے ایک دفعہ پڑھنا کافی ہے۔

مسبعات عشر کے بارے میں یہی سوال پوچھا گیا تو فرمایا ایک بار کافی ہے۔ ص۱۴۶

ایک شخص نے عرض کیا غریب نواز! میں دشمنوں کے خوف سے بہت پریشان ہوں۔ کوئی وظیفہ پڑھنے کے واسطے بتلادیں تاکہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہوں۔

فرمایا ہر نماز کے بعد "یا ناصِرُ یا نَصِیرُ" سات سو بار پڑھ لیا کرو۔ ص۱۴۷

نیز ایک شخص نے عرض کیا غریب نواز میری روزی تنگ ہے۔ کوئی وظیفہ بتلا دیں کہ میری روزی فراخ ہو جائے۔

Marfat.com

فرمایا اسم "یاکریم" ہر نماز کے بعد سو بار پڑھ لیا کرو۔ صہ ۱۴۷

نیز ایک شخص نے عرض کیا ایسا وظیفہ بتلائیں جس کے پڑھنے سے حق تعالیٰ خطرات کو دُور فرمائیں۔

فرمایا ہر نماز کے بعد سو بار اسم "یَاغَفُورُ" پڑھ لیا کرو۔ صہ ۱۴۷

منزل: تعمیرِ انسانیّت۔

فرمایا چونکہ حق تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ بنایا ہے،

"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط" (۲:۳۰)

(اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے ربّ نے فرشتوں سے میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب)۔

اس لئے یہ جس طرف بھی توجہ کرتا ہے، کمال حاصل کر لیتا ہے اور جس شے میں مستغرق ہوتا ہے، عین وہی شے بن جاتا ہے۔ صہ ۲۳

یعنی جس کام میں منہمک ہوتا ہے، ایسے محو ہو جاتا ہے کہ اپنے وجود کو اس کے وجود میں مضمحل کر کے خود وہی کچھ ہو جاتا ہے۔ صہ ۸۸-۸۹

فرمایا حکماء یونان کو اس قدر دل کی صفائی حاصل تھی کہ شاگرد مشرق میں ہوتا تھا اور استاد مغرب میں بیٹھ کر اسے تعلیم دیتا۔ ایسی صفائی جو پیغمبروں پر ایمان لائے بغیر ہو استدراج کہلاتی ہے اور کافروں کو بھی میسّر ہے۔ مگر بندۂ مومن کا کمال تو بس یہ ہے کہ شرعی احکام کی بجا آوری میں محکم ہو اور غیر مشروع کاموں سے دُور رہے۔ کیونکہ صرف ایک کام جو خلافِ شریعت ہو بندہ کو مرتبۂ ولایت

Marfat.com

سے نیچے گرا دیتا ہے۔ ص۱۱۲

قلب و روح کی ظلمت نفس سے صفائی اور روح کی کمالیت متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ اور جب یہ کمال حاصل کر لیتی ہے تو اس کے بعد "روح" جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتی ہے۔ ص۱۱۳

فرمایا: تمام مومن اسماء جمالی کے مظہر ہیں اور کافر اسماء جلالی کے۔ ہر ہر مظہر، اسماء الٰہی میں سے کسی نہ کسی اسم کے تابع ہے اور اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا۔ چنانچہ اس بارہ میں نص قاطع ہے:

"مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (۱۱:۵۶)

(کوئی جاندار بھی ایسا نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے پکڑا ہوا ہے اسے پیشانی کے بالوں سے۔ بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔)

"كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ" (۳۰:۳۲)

(تمام گروہ اپنے اپنے حال میں خوش ہیں۔)

اور یہ حدیث شریف:

"لا تتحرّك ذرّة الا باذن الله"

(ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا۔)

سب اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نیز فرمایا:

تمام حقائق و ممکنات حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وجود میں آئے اور پھیلے، جیسے تمام اسماء اور افعال اپنے مصدر سے مشتق ہیں اور جس طرح تمام اعداد ایک کے عدد سے بنے ہیں۔ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ذات

Marfat.com

باری تعالیٰ سے موجود ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"انا من نور الله والکل من نوری"

(میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سب میرے نور سے) صہ ۱۵

فرمایا کہ "فقرات شریف" میں لکھا ہوا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے لیکن مختار ہونے میں اختیار نہیں رکھتا۔

نیز فرمایا ایک درویش ہمیشہ حق تعالیٰ سے توبہ کی توفیق کی دعا کیا کرتا تھا۔ مطلب یہ کہ بندہ افعال کی نسبت اپنی طرف نہ کرے کیونکہ ہر کام کا فاعلِ حقیقی حق تعالیٰ ہی ہے۔ مگر ادب کا تقاضا یہ ہے کہ نیک کام کو تو حق تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کیا جائے لیکن برے کام کو نفس اور شیطان سے۔ تاکہ شیطان کی طرح مستحق لعنت نہ ہو جائے۔ جس نے کہا:

قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي ... (۷:۱۶)

کہنے لگا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے مایوس کر دیا۔

اور حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے ادب کو ملحوظ رکھا اور کہا:

"قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ" (۷:۲۳)

(دونوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لئے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔)

اس وجہ سے وہ بخشش و مغفرت اور دونوں جہانوں میں عزت و اکرام کے مستحق ہو گئے۔ چنانچہ نصِ صریح ہے:

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ

وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ (۴:۷۹)

Marfat.com

(جو پہنچے آپ کو بھلائی سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچے آپ کو تکلیف سو وہ آپ کی طرف سے ہے۔) ص ۴۸

ایک شخص نے عرض کیا میں نے کتاب "سلک سلوک" کا مطالعہ کیا ہے اس میں جو صفات مذکور ہیں میں ان میں سے کوئی بھی اپنے اندر نہیں پاتا۔
فرمایا آدمی بننا بہت مشکل ہے۔ ص ۱۴۱

آپ فرمایا کرتے تھے: آدمی بہت کم ہیں۔ اکثر لوگوں کی صورتیں تو انسانوں جیسی ہیں لیکن انسانوں جیسی عادات و خصائل سے عاری ہیں۔
آدمیت اور انسانیت تو عمدہ اخلاق اور اچھے اعمال کا نام ہے۔ جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور متابعتِ رسول دو چیزوں کا مرکب ہے:
۱۔ جن امور سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، ان کو نہ کیا جائے۔ اور
۲۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، ان کو پورا کیا جائے۔ ص ۸۶

بات چلی کہ حق جل وعلا نے انسانِ کامل میں اپنا "سر" چھپا رکھا ہے:
فرمایا حدیثِ قدسی میں آیا ہے:
"الانسان سری وانا سرہ"
(آدمی میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔) ص ۱۰۲

نیز فرمایا انسان تو بس انبیاء اور اولیاء ہی ہیں باقی سب چار پائے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ پھر یہ آیت مبارک پڑھی:

Marfat.com

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ (۷:۱۷۹)

وُہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ صہ ۱۸۱

سالک کے لئے متفرق ہدایات۔

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ
دین کا غم کھائے کیونکہ یہ دونو جہانوں کا مقصود ہے۔ صہ ۲۷

اپنی سیرت یعنی برے اخلاق کو دُرست کرنے کی فکر کرے نہ کہ صُورت یعنی ظاہری عبادات۔ کیونکہ یقینِ کامل اس کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ صہ ۲۵

جو بھی اسے تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے۔ حق تعالیٰ یہ نعمت اپنے خاص بندوں کو عنائیت فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

"اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم علی غیرہ"

(سب سے زیادہ اور سخت مصیبتیں انبیاء پر آتی ہیں، پھر اولیاء پر اور پھر دُوسروں پر) صہ ۴۲

فرمایا: فقراء کا کام ہے کہ ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھے اور اس کے واسطے دُعا کرے۔ صہ ۸۴

نیز فرمایا جو کام حق تعالیٰ کرتے ہیں اس میں مخلوق کی بہتری ہوا ہوتی ہے اور نقصان کی نسبت نفع زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس ذاتِ پاک کا کوئی کام بے فائدہ نہیں ہوتا اور حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان بلکہ ارحم الرّحمین ہیں۔ صہ ۸۴

Marfat.com

نیز فرمایا سالک کو چاہیئے کہ اپنے باطن کو تمام بُرے اخلاق سے پاک کرے اس کے بعد جو کچھ اس کی زبان پر آئے گا وُہ مؤثر ہوگا۔ ص۱۰۲

فرمایا ہمارا کام بدوں کے ساتھ بھی نیکی کرنا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: "احسن الی من اسا"

(بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کر) ص۱۰۵

نیز فرمایا سالک کو چاہیئے کہ
اپنے آپ کو موجود نہ سمجھے کیونکہ محققین کے نزدیک یہ خیال اکبر الکبائر ہے۔ ص۵۷

فرمایا حضرت قبلہ عالم قدس سرّہٗ کے مُریدین عجیب تارک الدنیا لوگ تھے کہ دُنیاداروں کی صحبت سے سخت متنفر تھے۔ آپ اپنے ایک مُرید کے گھر گئے جو عالم اور مدرس تھے۔ عیالدار تھے اور بڑی تنگی سے گزر بسر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کہ میں بہاول خاں سے تمہارا وظیفہ مقرر کرا دیتا ہوں۔ جواباً عرض کیا اے قبلہ من! میرا وظیفہ آپ حق تعالیٰ سے مقرر کروا دیں کیونکہ فقیر کا دُنیادار کے دروازے پر جانا ذلت ہے۔ حدیث ہے:

"اذا رایت الامیر بباب الفقیر فنعم الامیر واذا رایت الفقیر بباب الامیر فبئس الفقیر"

اگر تو کسی امیر کو فقیر کے دروازے پر دیکھے تو وُہ بہت اچھا امیر ہے اور اگر فقیر کو امیر کے دروازے پر دیکھے تو جان کہ یہ بہت برا فقیر ہے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا غِنَاءَ الْقَلْبِ بِحُرْمَۃِ الشَّیْخِ۔ ص ۹۵

بات چلی کہ بہت سے درویش ایسے ہیں کہ جو لباس میں چھپے ہوئے ہیں فرمایا! جو کوئی جوگیوں کا لباس رکھتا ہو اس کا انکار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے صاحبانِ دِل ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا ہے۔ بلکہ ہر شخص کی خدمت اور تعظیم کرنی چاہیئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔

"مَنْ خَدَمَ خُدِمَ"

(جس نے خدمت کی وُہ مخدوم ہوا) ص ۱۰۳

فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ لباسِ صُوفیانہ رکھے کیونکہ صُوفیاء کا لباس ایک خاص تاثیر رکھتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"من تشبہ بقوم فھو منھم"

(جو کسی قوم کی مشابہت بناتا ہے وُہ اسی میں سے ہوتا ہے۔) ص ۳۶-۳۷

فرمایا کہ صحتِ بدنی تمام دُنیاوی نعمتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ دینی و دُنیاوی کاموں کا دار و مدار صحتِ بدنی پر ہے۔

پھر فرمایا:

چرا نالا کسے از تنگ دستی — کہ گنج بیکراں است تندرستی ص ۱۲۳

دائرہ دین پناہ کے مولوی محمد احسن ولد مولوی عثمان امان اللہ نے ایک روز عرض کیا غریب نواز! بعض لوگ صحابہ کرامؓ کے حق میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ہم لوگوں کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔

فرمایا! ہر طرف کُفر کی حکومت ہے۔ بدمذہبوں کو خُدا تعالیٰ غرق کرے۔

Marfat.com

یہ وقت صبر و سکوت کا ہے۔ صنا

فرمایا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں سے نعمت ملی۔ اس نعمت سے مراد وُہ استغناء کلی ہے جو ماسویٰ اللہ سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے۔ صنؔ

فرمایا کہ غیبت کرنا تو چوری کرنے سے بھی زیادہ بُرا ہے کیونکہ چور چرائے ہوئے مال سے فائدہ تو اٹھا لیتا ہے مگر غیبت کرنے والے کے تو انجانے میں نیک اعمال بھی برباد ہو جاتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط (۴۹: ۱۲)

اور ایک دُوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے مکروہ تو سمجھتے ہو)

نیز فرمایا غیبت ہے پیٹھ پیچھے ایسی بات کرنا جسے اگر منہ پر کیا جائے تو اُسے سخت غصّہ آئے۔ صنؔ

فرمایا تین چیزیں عورتوں کے لئے جائز نہیں۔ ایک نبوت، دُوسرے شیخیت اور تیسرے قضاء کیونکہ یہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہیں۔

پھر یہ حدیث شریف بیان فرمائی:

"الامور معتبرة بالخواتیم"

(ہر چیز کا اعتبار اس کے خاتمے پر ہے۔) صـ۸۷

ایک روز قاضی نور محمد نے مُسلمان اور عادل حاکم کے لئے دُعا کی درخواست

Marfat.com

کی تو فرمایا حاکم تو حق تعالیٰ ہی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

"اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ۝ (۸:۹۵)

(کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم۔) صہ ۲۸

فرمایا زیتون کی تسبیح پر پڑھنا مستحب ہے۔

پتھر کی تسبیح پر پڑھنا منع ہے کیونکہ یہ دل کو سخت کر دیتی ہے نیز تسبیح کو کلائی پر لپیٹنا اور گلے میں ڈالنا نحوست کا سبب ہے۔ اور کپڑے کو اُلٹا کر سینا بھی ادبار کے اسباب میں سے ہے۔ صہ ۵۶

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ کسی کی عیب جوئی نہ کرے۔ تاکہ

۱۔ کوئی اس کی عیب جوئی نہ کرے۔ اور

۲۔ سب لوگ اس سے خوش رہیں۔ صہ ۲۷

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ اپنے عیب دیکھنے کی وجہ سے دُوسروں کے عیب دیکھنے سے آنکھ بند رکھے۔ کیونکہ اسی سعادت میں حق تعالیٰ کی رضامندی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"طوبیٰ لمن شغل عینہ من عیوب النّاس"

(خوشخبری ہے اس کے لئے جس کی آنکھ اپنے عیب دیکھنے کے لبسب دُوسروں کے عیب نہیں دیکھتی۔)

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جو کوئی لوگوں کے عیب ظاہر کرنے میں کوشش کرتا ہے اسے دونوں جہانوں میں دردناک عذاب میں مُبتلا کیا جاتا ہے۔

چنانچہ آیت مُبارکہ ہے۔

Marfat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط (۲۴ : ۱۹)

(بیشک وہ لوگ جو یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے دُنیا و آخرت میں) ص ۳۸

فرمایا ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری دِل وجان سے کرنی چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ والدین کعبۃ اللہ کی مانند ہیں۔

نیز فرمایا جسے والدین رد کر دیں وہ ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کا رد کیا ہوا مقبول ہو سکتا ہے۔ لیکن عاقِ والدین کبھی مقبول نہیں ہوتا۔

"نعوذ باللہ من ذالک"۔ ص ۳۱۹

فرمایا کہ دُنیاداروں کی صحبت سے دُور رہنے میں سلامتی ہے اور ان کے قرب میں ہلاکتِ جان کا خطرہ ہے۔ اس ارشاد کے بعد یہ مصرع پڑھا

؎ قُربِ سُلطاں آتشِ سوزاں بود !

(سُلطان کا قُرب بھڑکتی ہوئی آگ ہوتا ہے۔)

اصحابِ صفہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ان کے جسم اور زمین کے درمیان کوئی اور چیز حائل ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"ومن ترک ثوبا جمالا وھو قادر علی لبسہ البسہ اللہ تعالیٰ حلل الجنۃ"

(جس نے اچھا لباس پہننا ترک کیا حالانکہ وہ اس پر قادر ہے تو حق تعالیٰ اسے جنت کے حلے پہنائیں گے۔)

کہا گیا ہے کہ جب حضرت ابو درداءؓ فوت ہوئے تو آپ کے کپڑوں میں چالیس پیوند پائے گئے حالانکہ آپ کی بخشش چار ہزار تھی۔

Marfat.com

رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا :

" نوّروا قلوبکم بلباس التّصوف انه منزلة فی الدُنیا و نورٌ فی الاٰخرة وایاکم ان تفسدوا دینکم بحمد النّاس وثنائهم "

(اپنے دِلوں کو لباسِ تصوّف سے منوّر کر لو۔ کیونکہ یہ دُنیا میں باعث قدر و منزلت ہے اور آخرت میں نُور ہے۔ اور خبردار اپنے دین کو لوگوں کی تعریف اور ثناء سے خراب نہ کر لینا۔) صہ ۱۲۷-۱۲۸

فرمایا انسان کی حقیقت و اصلیت بغیر معاملہ کئے معلوم نہیں ہو سکتی کہ آیا نیک ہے یا برا ہے۔ اور یہ حدیث شریف بیان فرمائی :

" المرء یعرف بالمعاملة " صہ ۱۳۸

فرمایا ناشکری کی صفت انسان میں جبلّی ہے لیکن اگر کوئی انسان شاکر و صابر ہووے تو اس کی نعمت میں اضافہ اور اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے :

" لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ... " (۱۴:۷) اور " اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ " (۲:۱۵۳)

(اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں ان میں مزید اضافہ کر دوں گا) (اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) صہ ۱۴۸

نیز فرمایا : کہ جب سالک کو حق سبحانہ و تعالیٰ رات دن کی روزی بغیر سوال کے اور بغیر کسی کی احتیاج کے نصیب فرمائیں تو چاہیئے کہ اس کا شکر بجا لائے۔ کہ اس نے اپنے غیر کے دروازے کا محتاج نہیں کیا۔ صہ ۱۴۲

Marfat.com

سید جلال الدین قدس سرّہ کی خدمت میں ایک روز صرف ایک پیسہ نذرانہ پیش کیا گیا۔ آپ نے خادم کو کہا کہ حق تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیئے کہ اس نے یہ پیسہ ہمارے پاس پہنچایا مگر ہمیں اس واسطے غیر کے دروازے کا محتاج نہیں بنایا۔ صـ ۱۴۲

کچھ بات چل کر جس کسی کو کوئی مصیبت پہنچے چاہیئے کہ وہ صبر کرے اور جزع و فزع نہ کرے، ورنہ تقدیر حق تعالیٰ کہتی ہے کہ تجھے ایک اور بلا میں مبتلا کروں گی جس سے تجھے پہلی مصیبت بھول جائے گی۔

حضرت قبلہ نے دو واقعات اس کے مطابق بیان فرمائے۔

نیز فرمایا جو کوئی صبر نہ کرے، اس کو مصیبت پر مصیبت پیش آتی ہے۔ مگر جو کوئی صبر کرتا ہے وہ اس مصیبت سے بھی نجات پا لیتا ہے اور حق تعالیٰ اُسے اجرِ عظیم بھی عطا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o (۲:۱۵۳)

(اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔) صـ ۱۰۱

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ یہ چار چیزیں اپنے اوپر لازم کرے تاکہ کامل ہو جائے: تھوڑا کھانا، تھوڑا بولنا، تھوڑا سونا اور تھوڑا ملنا جلنا۔ صـ ۲۶

حضرت قبلہ نے فرمایا:

ایک عام اور خاص شخص کے درمیان فرق صرف اتنا ہے۔ کہ جو کوئی خداوند تعالیٰ کے دیئے رزق پر قناعت کرتا ہے، اور اس کے دل میں زیادتی کی طلب اور حرص نہیں ہوتی وہ خواص میں سے ہوتا ہے۔ اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ عوام میں سے ہوتا ہے۔ صـ ۳۰-۳۱

Marfat.com

فرمایا کہ خاصانِ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام مخلوق سے زیادہ گنہگار سمجھتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ نیک آدمی وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ گنہگار سمجھے۔ اور برا آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھے۔ ص ۱۰۷

ہمارے پیروں کا کہنا ہے شبِ فاقہ درویش کے لئے نعمت ہے۔ اسے غنیمت جانو۔

"لَیْلَۃُ الْفَاقَۃِ لِلْفَقِیْرِ لَیْلَۃُ الْمِعْرَاجِ"

شکر باید کرد ص ۹۳

نوٹ:۔ جیسا کہ گزشتہ باب کے آخری صفحہ پر تفصیلاً عرض کیا جا چکا ہے، مندرجہ بالا اقتباسات بالعموم حضرت غوث زمانؒ کے اقوال پر مبنی کتاب ۴۹ "نافع السالکین" سے لئے گئے ہیں۔ یہ فارسی ملفوظ مطبع مرتضوی دہلی سے ۱۸۹۲ء میں شائع ہوا۔ ہر قول کے آخر میں اس کا صفحہ نمبر درج ہے تاکہ قاری کو کتاب ہذا کے متن تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

Marfat.com

باب ⑬

خلفاءِ عظّام

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا:

۱- مَیں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں (۲ : ۳۰)۔

۲- مَیں بشر کو کھنکھناتی مٹی سے (جو پہلے سیاہ بدبودار کیچڑ تھی) پیدا کرنے والا ہوں۔ جب مَیں اسے بنا سنوار چکوں اور اپنی طرف سے خاص روح بھی پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا (۱۵ : ۲۸-۲۹) نیز اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کے بہترین مدارج میں پیدا فرمایا (۹۵ : ۴)۔ پہلے صنعت گری کی انتہا کر دی اور پھر پاکیزہ رزق عطا فرمایا (۴۰ : ۶۴)۔ جو وہ نہیں جانتا تھا، اسے بتلایا (۹۶ : ۵)۔ اسے بولنا سکھایا (۵۵ : ۴)۔ انگنت خوبیوں اور لاتعداد امکانات سے اسے آراستہ کیا (۱۲ : ۳۲ - ۳۴، ۱۶ : ۱۴)۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی دسترس میں رکھ دی (۳۱ : ۲۰، ۴۵ : ۱۳)۔ پیدائش کی غرض و غائیت بتلا دی (۵۱ : ۵۶، ۶۷ : ۲)۔ مخلوق میں سے بہترین اور بدترین کی نشاندہی کر دی (۹۸ : ۶-۷)۔ اور حد تو یہ ہے کہ اسے اس کے کھلے دشمن سے بھی آگاہ کر دیا (۱۷ : ۵۳، ۳۵ : ۲۹)۔

لہٰذا خلافت کا یہ دستور اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اور اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو قرآن حکیم نے اس منصب اعلیٰ کے ضروری لوازمات اور خدوخال بھی ان آیات میں کھول کے رکھ دیئے ہیں۔

تمام انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے۔ سب کو حکم اور علم بخشا گیا تھا۔ (۲۱ : ۷۹)، لیکن ہر پیغمبر کی اپنی منفرد اور نرالی شان بھی تھی (۲ : ۲۵۳)۔ مثلاً

Marfat.com

حضرت داؤدؑ کو زمین میں خلیفہ مقرر کرتے ہوئے حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ مبنی بر انصاف کیا کرو اور ہوائے نفس کی پیروی نہ کیا کرو (۳۸ : ۲۶)۔ پہاڑوں اور پرندوں کو آپؑ کا ایسا تابع بنا دیا کہ وہ آپؑ کے ساتھ مل کر تسبیح کیا کرتے تھے (۲۱ : ۷۹ ؛ ۳۸ : ۱۸) طاقتور اتنے کہ لوہا بھی آپؑ کے ہاتھوں میں موم بن جاتا (۳۴ : ۱۰-۱۱)۔

اللہ کے محبوب اور آخری رسول ہونے کے ناطے سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہی نہیں بلکہ خلیفۂ اعظم ہیں۔ کیونکہ معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاس بلا کر خلعتِ خلافت اور جبۂ فقر عطا فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحابؓ آپؐ کے خلیفہ تھے اور خلیفہ بھی ایسے کہ جس کسی نے ایمان کی حالت میں انہیں دیکھا تابعی ہوا جس نے ان کی اتباع کی فلاح پا گیا۔ اور اس بات سے کسی کو کلام نہیں کہ کوئی غوث و ابدال ان کی گردِ تک کو نہیں چھو سکتا۔ نتیجتاً

— حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔

— خیر و برکت اور عدل و احسان کا دور دورہ تھا۔ اور

— بچہ بچہ بلکہ ذرہ ذرہ علم و حکمت کا گہوارا تھا۔

غرضیکہ مادیت کا قلع قمع ہو گیا تھا اور روحانیت کا چرچا تھا۔

لہٰذا قرآن و سنت کے مطابق خلافت کا یہ سلسلہ روزِ آفرینش سے قائم ہے بعد میں آنے والی نسلوں تک یہ فیضِ عام کیسے پہنچا یہ ایک لمبی داستان ہے جس کی سلسلہ بندی کا اندازہ پہلے باب سے بخوبی ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ ایسے ہی دست بدست، قیامت تک جاری رہے گا۔ حالانکہ شیخ حسن محمدؒ خلافت کی سات قسمیں بیان کرتے ہیں۔ لیکن "مخزنِ چشت" کے مطابق زیادہ تر مشائخ میں مروجہ اس کی دو ہی قسمیں ہیں۔

۱۔ جب مرشد کسی مرید کو اس کے مجاہدے، ریاضت اور اہلیت کی بنیاد پر خلافت سے سرفراز فرمائے تو یہ خلافتِ صغریٰ ہو گی۔

۲۔ مگر جب مرشد کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل تقاضا کیا جائے کہ فلاں

Marfat.com

شخص کو خلافت دے دو تو اسے خلافتِ کبریٰ سے موسوم کیا جائے گا۔
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اپنی خلافت کسی اور کے سپرد کرنا چاہتے تھے۔ مگر غیب سے آواز آئی کہ ذرا صبر کرو، نظام الدین بدایونی پہنچ رہے ہیں چنانچہ امرِ الٰہی کے مطابق انہیں خلافت عطا کر دی گئی۔

اہلیتِ خلیفہ کے بارے میں حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ کا کہنا ہے کہ ایک دن حضرت بابا صاحبؒ نے مجھ سے یوں فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے تجھے علم، عشق اور عقل عنایت فرمائے ہیں اور جو شخص اِن تینوں خصوصیات کا حامل ہو اسے مشائخ کی خلافت سزاوار ہے۔

خلیفہ کی کچھ صفات حضرت محبوبِ الٰہیؒ ہی کے عطا کردہ اور "نظامی بنسری" میں درج خلافت نامے سے بھی ظاہر ہوتی ہیں جو انہوں نے سید محی الدین کاشانیؒ کو لکھ کر دیا تھا۔

" بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

چاہیئے کہ تارکِ دُنیا ہو جاؤ۔ دُنیا اور اہلِ دُنیا کی طرف میلان نہ رکھو۔ اور گاؤں جاگیر قبول نہ کرو۔ اور بادشاہوں سے صلہ نہ لو۔ اگر مُسافر تمہارے ہاں آئیں اور تمہارے پاس ان کو کھلانے کے لئے کچھ نہ ہو تو اِس حالت کو غنیمت جانو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت تصور کرو۔ پس اگر تم نے ایسا کیا جس کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اور جس کی نسبت میرا گمان ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔ تب تم میرے خلیفہ ہو۔"

خلافت کی صفات میں علم بنیادی شرط ہے۔ جو شے مومن کے لئے فرض قرار دے دی گئی ہو، مومنین کے خلیفہ کے لئے اور بھی لازمی ہو جاتی ہے۔ شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ کا مکتوبات میں ارشاد ہے کہ اہلِ علم کو خلافت دینے سے مقصود یہ ہے کہ اس کی صحبت میں گمراہی رواج نہ پائے۔

بعض ملفوظات میں خلافت کے لئے چار صفات کا ہونا لازمی لکھا ہے۔ فتوح

Marfat.com

کو جمع نہ کرے، امراء و سلاطین سے پرہیز کرے، وظائف یا جاگیریں قبول نہ کرے اور ملازمتِ شاہی سے اجتناب کرے۔

علامہ اقبالؒ اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت شیرِ خدا حضرت علی بن ابی طالبؓ کو ملی، جن سے یہ نعمت حسنین کریمینؓ اور خواجہ حسن بصریؒ کو عطا ہوئی اور ان سے ۲۹ واسطوں سے ہوتی ہوئی محبّ النبی مولانا فخر الدین دہلویؒ اور پھر قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ تک پہنچی۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایماء پر اسے غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کو تفویض فرمائی۔

ایک عالمِ باعمل، زاہدِ باصفا اور عارفِ باکمال ہونے کی بدولت حضرت خواجہ حافظ محمد سلیمان تونسویؒ اپنے وقت کے نہایت معروف اور ہردلعزیز بزرگ تھے۔ مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے ہاں عقیدتمندوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا۔ آپ بفضلِ تعالیٰ باسٹھ سال تک تلقین و ارشاد میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ یوں تشنگانِ معرفت کی تین پشتوں نے، دور دراز سے آ آ کر، آپ کے ہاں ہفتوں بلکہ مہینوں قیام کیا۔ جس جس کو آپ لائقِ ارشاد پاتے، اس کی قدر کرتے ہوئے اسے خلافت و اجازت دے کر رشد و ہدایت کے کام پر مامور فرماتے۔ بعض کو تو اس رازداری اور سرعت سے نوازا کہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہوئی۔ نیز اخفائے احوال اہل اللہ کا شیوہ رہا ہے۔ اور کچھ نے خلیفہ مولوی محمد سعیدؒ کی طرح، بالاجازت درس و تدریس کو مشیخیت پر ترجیح دی۔ خدا معلوم کتنے گوہرِ نایاب وقت کے گرداب کے نیچے دب کے رہ گئے۔ دریں حالات تمام تذکرہ نگار متفق ہیں کہ حضرت غوثِ زماںؒ کے خلفاءِ عظام کی مکمل فہرست تیار کرنا بہت مشکل کام ہے۔

ہاں جس جس کو آپ نے خلعتِ خلافت عطا کی سب کے سب کاملین میں

ہیں کچھ کے نامِ نامی مختلف تذکروں میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ ان کے حوالہ جات سمیت یہاں انہیں تاریخ وار جمع کرنے کی کوشش ناتمام کی جارہی ہے۔ مگر یاد رہے چونکہ اس فہرست کی اساس ہی نامکمل گوشواروں پر ہے، اور وہ بھی جو دستیاب ہو سکے، اس لئے اس کا حتمی یا مکمل ہونا کسی طور ممکن نہیں۔

(۴۶)

خلفاء کی اس فہرست کا افتتاح ۱۲۷۸ھ میں مکمل ہونے والی حاجی نجم الدین سلیمانیؒ کی مشہورِ زمانہ فارسی تالیف "مناقب المحبوبین" سے ہورہا ہے۔ جو اس موضوع پر مفصل ترین، قدیم ترین اور ثقہ ترین ملفوظ ہے اور اکثر متأخرین نے اس سے استفادہ بھی کیا ہے۔

"مناقب المحبوبین" کے مطابق — دیگر حوالہ جات بمطابق کتابیات

خلفاءِ عظام کے اسمائے گرامی

	۳۹	۴۷	[illegible]	۲۹	۱۵	۳۹	۱۳	۵	۱۲
۱۔ مولانا محمد باران کلاچویؒ	✓	۱		۱		۳	۳		۱
۲۔ مولانا محمد علی مکھڈیؒ	✓	۲		۲		۶	۴	۴	۱
۳۔ حافظ سید محمد علی خیر آبادیؒ	✓	۳		۳		۵	✓	۵	۳
۴۔ مولانا احمد تونسویؒ		۴		۴			✓		۲
۵۔ صاحبزادہ گل محمد صاحبؒ				۵					
۶۔ خواجہ اللہ بخش صاحبؒ سجادہ نشین حضرتؒ				۶		۱	۱	۲	
۷۔ صاحبزادہ نور بخشؒ سجادہ نشین نبیرہ حضرت قبلہ عالم مہارویؒ				۸		۴	✓		
۸۔ ان کے سگے بھائی: قطب الدینؒ				۹			✓		

Marfat.com

	٣٩	١٤	[illegible]	٢٩	١٥	٢٩	١٣	٥	
۹۔ ان کے والدِ محترم: خواجہ محمودؒ صاحبؒ[1]		١١		١٠					
۱۰۔ خواجہ محمود کے چھوٹے بھائی: غلام فریدؒ صاحبؒ				١١					
۱۱۔ مولوی نورِ جہانیاں بہاولپوریؒ		٣		١٢			✓		
۱۲۔ مولوی شہسوارؒ سکنہ نواحی مہار شریف		٥		١٣			✓		
۱۳۔ حاجی بختاورؒ		١٢		١٤			✓		
۱۴۔ حافظ برخوردارؒ		١٣		١٥			✓		
۱۵۔ مولوی سرفراز چشتیؒ اولادِ حضرت گنجشکرؒ سکنہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں				١٦			✓		
۱۶۔ میاں عبدالشکور صاحبؒ خیرآبادیؒ قبر تونسہ شریف میں صاحبزادہ گل محمدؒ کے پاس ہے۔	✓	٦		١٧			✓		
۱۷۔ سردار خاں ولائتیؒ				١٨			✓		
۱۸۔ حسن شاہ قندھاریؒ / ترمذیؒ		٨		١٩			✓	٩	
۱۹۔ ولی اللہ خراسانیؒ				٢٠			✓	١٠	
۲۰۔ ولی محمدؒ المشہور پنجیری والہ				٢١			✓		
۲۱۔ مولوی محمد حیات پنجابی ثم دہلویؒ	✓	١		٢٢		١١	✓		٧
۲۲۔ مولوی میاں حسن عسکری صاحبؒ دہلویؒ	✓			٢٦		١٠			٨
۲۳۔ میر فضل علی صاحب جھجریؒ				٢٧			✓		
۲۴۔ مولوی قیام الدین دہلویؒ	✓			٢٨			✓		
۲۵۔ مولوی شرف الدین سوتریؒ				٢٣			✓		
۲۶۔ شیخ احمد مدنیؒ				٢٤		١٣	✓	٦	

[1] یہ درگاہ مُعلّٰی حضرت قبلۂ عالمؒ کے تیسرے سجادہ نشین خواجہ میاں محمود مہارویؒ ہیں جنہیں کبھی حضرت خواجہ محمودؒ بھی لکھا گیا ہے (مؤلف)۔

Marfat.com

	۳۹	۴۷	[illegible]	۲۹	۱۵	۴۹	۱۳	۵	۱۲
۲۷۔ مولوی صالح محمدؒ تونسویؒ				۲۵			✓		
۲۸۔ مولوی علی محمدؒ : امام حضرتؒ				۲۶			✓		
۲۹۔ میاں عبداللطیف چنیا پٹنیؒ				۲۷			✓		
۳۰۔ صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب نبیرہ حضرت مولانا فخر الدینؒ	✓	۹		۲۸		۲	۲		
۳۱۔ مولوی نور محمدؒ ملتانیؒ : امام مسجد حمام				۲۹			✓		
۳۲۔ حافظ نور الدین ڈھڈیؒ : سکنہ نواح مہار شریف				۳۰			✓		
۳۳۔ مولوی امام الدین ڈھڈیؒ : مجذوب				۳۲			✓		
۳۴۔ نور احمد سندھیؒ				۳۳			✓		
۳۵۔ غلام محمد شیرانیؒ							✓		
۳۶۔ نور عالمؒ : سکنہ نواح سکھڈ							✓		
۳۷۔ فاضل شاہ کشمیریؒ						۱۶	✓	۸	۵
۳۸۔ امیر الدینؒ بن فضل کشمیری							✓		
۳۹۔ سید شیر شاہ پاکپٹنیؒ نبیرہ مولانا بدر الدین اسحٰقؒ							✓		
۴۰۔ سید مستان شاہ خراسانیؒ						۱۴	✓	۷	
۴۱۔ مولوی ابوالحسن لانگھویؒ : نواح سنگھڑ شریف		۷					✓		
۴۲۔ تقی محمد لانگھویؒ							✓		
۴۳۔ مولوی قادر بخشؒ		۲					✓		
۴۴۔ مولوی حافظ عنایت طغیرویؒ : نواح مہار شریف							✓		
۴۵۔ مولوی غلام رسول طغیرویؒ							✓		
۴۶۔ فیض اللہ شاہ جہیویؒ							✓		
۴۷۔ مولوی نظام الدینؒ : سکنہ نواح لاہور							✓		

Marfat.com

	۳۹	۴۷	[illegible]	۲۹	۱۵	۴۹	۱۳	۵	[illegible]
۴۸۔ حافظ گوہرؒ									
۴۹۔ میاں دلیل خانپوریؒ							✓		
۵۰۔ مولوی محمد حسین جوانؒ							✓		
۵۱۔ مولوی محمد یار جہناویؒ							✓		
۵۲۔ غلام محمد اُوجینیؒ							✓		
۵۳۔ حافظ غلام رسولؒ: نواسہ مولوی نور محمدؒ نارووالہ				۳۹			✓		
۵۴۔ سہجل خانؒ: سکنہ ہنڈی									
۵۵۔ غلام محمد ملغانیؒ									
۵۶۔ غلام رسول خان ہاکوافغانؒ حضرتؒ کے خادم خاص			✓						
۵۷۔ محمد اکرمؒ: حضرتؒ کے نذر بردار و خادم خاص							✓		
۵۸۔ مولوی شمس الدینؒ: سکنہ ساہیوال				۷		۹	۵	۱	۲
۵۹۔ مولوی عبد الرحمنؒ: سکنہ مترا نواحی بہار شریف									
۶۰۔ مولوی عبد الرحمنؒ، حضرتؒ کے مؤذن۔									
۶۱۔ مولوی امام الدینؒ: مصنف "نافع السالکین"۔				۳۵		۱۲	✓		
۶۲۔ مولوی محبوب عالم صورت بندریؒ							✓		
۶۳۔ میاں نظام الدینؒ جو بنبی چلے گئے۔						۱۵	✓		
۶۴۔ شرف الدین کردستانیؒ							✓		
۶۵۔ غلام محمد رسول پوریؒ									
۶۶۔ غلام محمد بلاول بٹنیؒ									
۶۷۔ فقیر نجم الدینؒ: مصنف "مناقب المحبوبین"۔		۱۲		۳۴		۷	✓		۴
۶۸۔ مولوی محمد امینؒ			✓						

"مناقب المحبوبین" ہی کے مکمل اُردو ترجمہ (۳۶) صفحہ ۳۷۸ پر بر سبیل تذکرہ

Marfat.com

یہ آخری نام بھی دیکھنے میں آتا ہے۔

چند وضاحتیں

ا۔ قارئینِ کرام کی سہولت کے لئے مندرجۂ بالا گوشوارے میں درج اڑسٹھ ۶۸ نامِ نامی بعد میں تصنیف ہونے والی جس جس کتاب میں نظر آئے ان کا انہی کے نمبرِ شمار کے تحت اندراج ان کے سامنے متعلقہ کالم میں کر دیا گیا ہے۔

ب۔ مگر اضافی نام ان کے حوالہ جات کے تحت فرداً فرداً نیچے پیش کئے جا رہے ہیں۔ البتہ اِس فہرست میں بھی گوشوارے کے نمبر شمار کو جاری رکھا گیا ہے۔

ج۔ حوالہ جات کا نمبر ہمارے باب: "کتابیات" کے عین مطابق ہے۔

۳۹

لکھائی میں "مناقب المحبوبین" کی ہمعصر ہونے کے باوجود "قصرِ عارفاں" کو چھپائی کے لئے لگ بھگ ایک صدی تک اِنتظار کرنا پڑا۔ یوں اِس گمنام فارسی تصنیف میں درج حضرت غوثِ زماںؒ کے پندرہ[15] خلفاءِ عظام میں سے یہ سات نام نہ تو مندرجۂ بالا فہرست میں شامل ہیں اور نہ ہی بعد والے کسی ملفوظ میں ملتے ہیں:

۶۹۔ سیّد شاہ فضل علی جہجریؒ
۷۰۔ شاہ شرف الدین ہروانیؒ
۷۱۔ شاہ عبداللہ سبحانہٗ فتح آبادیؒ
۷۲۔ مولوی شاہ احمد الدین ابدالؒ
۷۳۔ شاہ عبدالرحمٰن قادری ملانویؒ
۷۴۔ مولوی جلال الدین ظاہرؒ

Marfat.com

۷۵۔ محمد عظیم خان ؒ

(۴۷)

دہلی سے ۱۲۸۸ھ میں شائع ہونے والا "مناقب سلیمانی" حضرت غوث زمان ؒ پر چھپنے والا شاید پہلا فارسی رسالہ ہے، جس میں چاروں اکابرین کے علاوہ چودہ ۱۴ دوسرے خلفاء کے بھی مختصر احوال درج ہیں۔ البتہ یہ دو نام نئے لگتے ہیں:

۷۶۔ صاحبزادہ غلام نبی مہاروی ؒ نبیرہ حضرت قبلۂ عالم ؒ

۷۷۔ مولوی عبدالرحمٰن ؒ ساکن کلھروا

۷۸۶

مکتوب

از تونسہ شریف
۲۰-۳-۸۶

محترم المقام انتصار احمد حسنی سلیمانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی کے بعد عرض ہے

حضرت خواجہ شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ کے مزید خلیفوں کے نام حاضر خدمت ہیں
نمبر۱ میاں ولی اللہ خوستی نمبر۲ میاں محمد مڑل نمبر۳ مولوی نصر اللہ بگی نمبر۴ مولوی نور محمد دیروی نمبر۵ میاں نصرت نمبر۶ میاں سردار غزنوی نمبر۷ غلام رسول ماکوا افغان نمبر۸ مولوی محمد عمر صاحب کولسوی ابد امجد مولوی صالح محمد صاحب مصنف سیرت سلیمان نمبر۹ مولوی محمد امین صاحب کولسوی نمبر۱۰ سید یوسف شاہ اولاد ایشان یمین علیہ الرحمۃ
یہ خلفا کے نام مولوی غلام حیدر صاحب کے لکھے ہوئے ملفوظ میں درج ہیں
نمبر۱۱ میاں اللہ داد سیو صاحب لورے والے کے نزدیک ان کا مزار ہے صاحب اولاد تھے
نمبر۱۲ سید قدرت اللہ شاہ دیرہ اسماعیل خان

والسلام محمد رمضان چشتی نظامی

ملفوظ

مولوی غلام حیدرؒ کے ملفوظ میں درج حضرت غوث زماںؒ کے دس خلفاء کے ناموں میں سے نمبر ۵۶ اور نمبر ۶۸ اوپر آچکے ہیں جبکہ مندرجہ ذیل پہلی بار دیکھنے میں آئے ہیں:

۷۸۔ میاں ولی اللہ خوستیؒ

۷۹۔ میاں محمد مڑلؒ

۸۰۔ مولوی نصراللہ بکلیؒ

۸۱۔ مولوی نور محمد دیرویؒ

۸۲۔ میاں نصرتؒ

۸۳۔ میاں سردار غزنویؒ

۸۴۔ مولوی محمد عمر تونسویؒ جدِ امجد مولوی صالح محمدؒ

۸۵۔ سید یوسف شاہ اولاد ابن یمینؒ

۲۹

۱۳۱۲ھ میں لکھی جانے والی "مرآۃ السالکین" میں درج خلفائے حضرت غوث زماںؒ کے اُنتالیس ۳۹ نام "مناقب المحبوبین" کے مطابق اور گوشوارے میں دیئے جا چکے ہیں سوائے مندرجہ ذیل ایک نام کے۔ اس کا ذکر کسی دوسری تصنیف میں بھی نہیں ملا۔

۸۶۔ مولوی ضیاء الدین چنیوٹیؒ

Marfat.com

(۱۶)

"خاتمِ سلیمانی" میں درج سترسٹھ ۶۷ نام "مناقب المحبوبین" کے ناموں کے عین مطابق ہیں۔ مولوی ا۔ب۔ بلوچ کی یہ کتاب ۱۳۲۵ھ میں چھپی تھی۔

(۲)

پروفیسر خلیق احمد نظامی کی مایہ ناز کتاب "تاریخ مشائخ چشت" ۵۳-۱۹۵۲ء میں تیار ہوئی۔ اس میں درج خلفائے سلیمانی کے ترسیٹھ ۶۳ نام "مناقب المحبوبین" میں درج ناموں سے مختلف نہیں۔

(۱۵)

۱۹۵۶ء میں چھپنے والی "حیات سلیمان تونسوی" میں حضرت غوث زماں کے خلفاء کا باقاعدہ اندراج تو نہیں ہے لیکن اس کے صفحہ ۱۴۱ پر آپ کے ایک خلیفہ مجاز کا ذکر برسبیل تذکرہ آیا ہے جس کا نام اوپر نمبر ۸۴ پر آچکا ہے۔

۸۴۔ مولوی محمد عمر تونسوی

(۴۹)

"تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی" دراصل صاحبِ تذکرہ کے مواعظ پر مبنی اور آپ ہی کے ایک خلیفہ مجاز جناب امام الدین کی تصنیف "نافع السالکین" کا سو سال بعد ۱۳۸۰ھ میں شائع ہونے والا اردو ترجمہ ہے جس میں مترجم صاحبزادہ محمد حسین للٰہی نے حضرت غوثِ زماں کے مختصر حالاتِ زندگی کا اضافہ کیا ہے۔ یہاں پیش کردہ آپ کے سولہ ۱۶ مشہور خلفاء میں یہ نام بھی درج ہے:

۸۷۔ مولانا فیض بخش للٰہی

Marfat.com

(۱۲)

۱۳۸۳ھ میں مکمل ہونے والا مقالہ "حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی" صاحبزادہ محمد رفیع الدین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں حضرت غوث زماں کے خلفاء کے چھپن ۵۶ نام درج ہیں، جو "مناقب المحبوبین" کی فہرست کے مطابق ہیں، صرف یہ ایک نام اضافی ہے:

۸۸۔ خواجہ احمد میروی

(۵)

تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان) جلد اول حکیم محمد عبد الحکیم شرف قادری نے ۱۳۹۶ھ میں ترتیب دی۔ اس میں درج ۱۷۸ نامور مشائخ میں حضرت غوث زماں کا مختصر ذکر بھی شامل ہے جہاں درج گیارہ" خلفاء کے ناموں میں حوالہ نمبر (۳۹) اور (۱۳) والے درج ذیل دونو اضافی نام بھی شامل ہیں۔

۸۸۔ حضرت خواجہ احمد میروی

۸۷۔ فیض بخش (بیکانیر)

(۴۲)

حوالہ نمبر (۳۹) کی طرح خواجہ شمس الدین سیالوی کے ملفوظات پر مبنی کتاب "مرآۃ العاشقین" کا اردو ترجمہ بھی اس فارسی کتاب کی تصنیف کے لگ بھگ سو سال بعد ۱۳۹۷ھ میں منظر عام پر آیا۔ صاحبزادہ مردلوی کے ترجمہ کے صفحہ ۶۹ پر حضرت غوث زماں کے درج ذیل خلیفہ کا نام برسبیل تذکرہ ملتا ہے جو کسی دوسری فہرست میں شامل نہیں:

۸۹۔ مولوی احمد دین

Marfat.com

۱۲

حضرت غوثِ زماںؒ کے چند چیدہ چیدہ خلفاء اور خلفاء در خلفاء کے تذکروں پر مبنی "حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ تونسوی اور ان کے خلفاء" ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی کی تحقیق اور تصنیف ہے جو ۱۳۹۹ھ میں شائع ہوئی۔ روحانی خلفاء کی فہرست میں چودہ[۱۴] نام شامل ہیں۔ خلیفہ نمبر ۸۷ کے علاوہ یہ چار نام مندرجہ بالا کسی فہرست میں شامل نہیں۔

۹۰۔ مولوی سرفراز خاں فریدیؒ۔ ڈیرہ اسماعیل خاں۔
۹۱۔ سید امام علی شاہؒ۔ جبی (ضلع سرگودھا)
۹۲۔ مولوی دیدار بخشؒ پاکپٹنی
۹۳۔ مولوی محمد حسین پشاوری ثم تونسویؒ
مصنف "حسام الاسلام"

نیز بر سبیل تذکرہ بھی کچھ خلفاء کے اسمائے گرامی اِدھر اُدھر بکھرے پڑے ہیں۔ البتہ صفحہ ۲۹۲ پر درج خلفاء میں یہ ایک نام پہلے دیکھنے میں نہیں آیا:

۹۴۔ مولوی الٰہی بخشؒ

۸

"تذکرہ خواجگانِ تونسوی" پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی نے ۱۴۰۶ھ میں شائع کی۔ اس میں درج حضرت غوثِ زماںؒ کے خلفاء کے ستر سٹھ[۶۷] نام "مناقب المحبوبین" والی فہرست کے عین مطابق ہیں۔ ایک نام اضافی ہے۔ اس کا اندراج نمبر ۷۶ کے تحت اوپر ہو چکا ہے۔

۷۶۔ دادا غلام نبی صاحبؒ

Marfat.com

۱۴

"حضورِ قبلۂ عالم" دراصل خواجہ نور محمد مہاروی کے احوال و مناقب پر جدید ترین اور مفصل ترین کتاب ہے جسے پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی نے ۱۴۱۲ھ میں طبع کروایا۔ اس میں حضرت غوثِ زماں کے کچھ خلفاء کے نام بشمول حضرت قبلۂ عالم کے درج ذیل نبیرہ کے بھی دیکھنے میں آتے ہیں:

۹۵۔ صاحبزادہ امام بخش ولد حضرت غلام فرید مہاروی

مکتوب

مندرجہ ذیل دو خلفاء سلیمانی کے نام نامی جناب محمد رمضان معینی نظامی نے تونسہ شریف سے ارسال کئے (دیکھئے صفحہ ۳۷۹)

۹۶۔ میاں اللہ داد سہو نواحی بورے والا
۹۷۔ سید قدرت اللہ شاہ ڈیرہ اسماعیل خاں

۹۸۔ پیر عبدالغفور شاہ ولد پیر محمد فضل شاہ مدفن جبانہ (ضلع جھنگ) آپ کے بیٹے اور سجادہ نشین پیر محمد یوسف شاہ نے آپ کی سوانح حیات شائع کروائی ہے۔

۹۹۔ مولوی غلام رسول جنجر بہاولپوری

آئندہ صفحوں پر چند خلفاء کے مختصر احوال و کوائف پیش کئے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت خلیفہ محمد باران خان کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ محمد باراں کلاچوی حضرت غوث زماںؒ کے اکمل خلفاء اور اعظم یاروں میں سے تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے اور صاحب وجد و حال۔ آپ کا مولد کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) تھا۔ والدِ گرامی کا نام نور محمد تھا، جو پٹھانوں کے ایک معزز قبیلہ کے فرد تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم موضع وہوا (ڈیرہ غازی خان) میں مولوی عثمان صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد ڈیرہ غازی خان کے ایک مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے استاد کچھ عرصہ بعد مہار شریف منتقل ہو گئے تو آپ بھی ساتھ ہی چلے گئے۔ مہار شریف میں قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ سے رابطہ پیدا ہوا۔ جو کچھ اپنے استاد محترم سے پڑھتے، اُسے حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں جا کر سناتے۔

انہی ایام میں ایک دن خلیفہ محمد باراںؒ نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ پہلے تحصیل علم کریں۔ خلیفہ صاحبؒ مہار شریف سے واپس آ گئے اور حضرت قبلۂ عالمؒ کے حکم سے کوٹ مٹھن چلے گئے۔ وہاں حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ سے سات سال علومِ ظاہری کی تحصیل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں حضرت غوث زماںؒ حضرت قبلۂ عالمؒ سے بیعت کر کے دہلی شریف حاضری دے کر اور مہار شریف میں کچھ عرصہ ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔

جب خلیفہ محمد باراںؒ تعلیم سے فارغ ہوئے تو پھر مہار شریف بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا۔ کچھ دیر صبر کرو، ابھی تمہارا دوست نہیں آیا۔ جب حضرت غوث زماںؒ تونسہ سے مہار شریف آئے اور چند روز رہ کر واپس وطن جانے لگے تو حضرت قبلۂ عالمؒ آپ کو الوداع کہنے کے لئے مہار شریف کے نالۂ مغربی تک تشریف لائے۔ اور وہاں خشک نالہ میں حضرت غوث زماںؒ کی چادر بچھا کر بیٹھ گئے اور حضرت غوث زماںؒ کو بھی بٹھا لیا اور کسی آدمی کو بھیجا کہ

Marfat.com

خلیفہ محمد باراںؒ کو بلا لائے۔ وہ آئے تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے اُن کا ہاتھ حضرت غوثِ زماںؒ کے ہاتھ میں دے دیا اور خلیفہ صاحب سے فرمایا کہ تمہارا پیر یہ ہے ان سے مرید ہو جاؤ اور غوثِ زماںؒ سے فرمایا کہ میاں صاحب یہ آپ کا خلیفہ ہے اِن پر توجہ فرمائیں۔ پھر دونوں کو رُخصت کر دیا۔ خلیفہ صاحب نے وہیں عرض کیا کہ مجھے بیعت کر لیں۔ آپ نے ادب سے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبا کر انہیں اشارہ سے فرمایا کہ اِس جگہ بیعت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے اور آگے جا کر رات کے وقت انہیں بیعت کیا۔

وہاں سے آپ حضرت غوثِ زماںؒ کے ساتھ گڑگوجی میں آ گئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جب حضرت غوثِ زماںؒ تونسہ شریف میں مستقل طور پر ہجرت کر آئے تو آپ بھی اپنے پیر و مرشدؒ کی معیت میں تونسہ شریف آ گئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔

صاحبِ مناقبِ سلیمانی نے لکھا ہے کہ

"آپ کی ریاضت اور آپ کا مجاہدہ بے حدوحساب تھا۔ حضرت خواجۂ عالی جناب (حضرت غوثِ زماںؒ) نے آپ کو "فریدِ ثانی" کا لقب عطا کیا تھا۔ آپ ترکِ دُنیا اور تجرید میں مرتبۂ اعلیٰ و مقامِ بلند پر فائز تھے۔"

چنانچہ کچھ عرصہ بعد ہی حضرت غوثِ زماںؒ نے آپ کو نعمتِ خلافت سے سرفراز فرما دیا۔ حاجی نجم الدینؒ نے مناقب المحبوبین میں تحریر فرمایا ہے کہ "مولانا محمد باراں صاحبؒ حضرت غوثِ زماںؒ کے کامل ترین خلفاء اور یارانِ خاص میں سے تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی کے عالمِ بے بدل تھے اور صاحبِ وجد و سماع تھے۔ آپ کے احوال بہت عالی تھے۔ آپ کے کشف و کرامات کے واقعات بے حدوحساب تھے۔"

مؤلفِ مناقبِ سلیمانی نے لکھا ہے کہ

"قدوۃ العرفا، زبدۃ الصلحا، صاحبِ حالات و مقامات، کامل الریاضت والمجاہدات، مہبط انوارِ حق سبحان، خلیفہ محمد باراں رحمۃ اللہ علیہ والغفران، اول کسے است کہ بہ بیعتِ مبارکِ حضرت خواجہ (محمد سلیمانؒ) رسیدہ و نخستیں عطائے خلافت از جانبِ جناب بہ او گردیدہ۔"

Marfat.com

(یعنی مولانا محمد باراںؒ وہ شخصیت ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور سب سے پہلے خلافت کی نعمت بھی آپ ہی کو عطا ہوئی۔)

حضرت غوثِ زمانؒ کا دستور تھا کہ جب حضرت قبلۂ عالمؒ کی خانقاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو خلیفہ صاحب کو اپنی جگہ پر تونسہ شریف میں قائم مقام کر جاتے۔ ایک دفعہ تونسہ شریف میں خراسانیوں کی فوج کی آمد کی خبر سے خوف وہراس پیدا ہوا۔ تو حضرت غوثِ زمانؒ کے حرم میں بھی یہ خبر پہنچی۔ اُنہوں نے خلیفہ صاحب سے کہلوا بھیجا کہ اُونٹ کرایہ پر مہیا کرادیں تاکہ ہم پہاڑ پر چلے جائیں۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ خراسانی تونسہ شریف میں نہیں آئیں گے۔ اور آخر یہی ہُوا کہ خراسانیوں کی فوج تونسہ شریف سے بالا بالا گزر گئی۔ جب حضرت غوثِ زمانؒ واپس تشریف لائے تو حضرت مائی صاحبہ نے خلیفہ صاحب کی کرامت کا ذکر کیا۔ آپ جب باہر تشریف لائے تو خلیفہ صاحب کو فرمایا:

"میاں صاحب یہاں اپنی کرامت کا اظہار نہ کیا کریں۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ موافقت کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہا کریں۔"

ایک دفعہ جناب نواب شیر محمد خان والیٔ ڈیرہ اسماعیل خاں نے حضرت غوثِ زمانؒ کو اپنے ہاں دعوت پر بلایا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ "ہم آنے سے معذور ہیں۔ البتہ ہم خلیفہ محمد باراں کو اپنی جگہ بھیج رہے ہیں۔" خلیفہ صاحبؒ حسب الارشاد وہاں گئے اور دو دن قیام کیا۔ نواب صاحب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس ڈیرہ کی حکومت میری اولاد میں رہے۔ مجھے یہ عہدنامہ لکھ کر عطا فرمائیں۔ خلیفہ صاحبؒ نے فرمایا "بہتر ہے، ہم لکھ دیتے ہیں۔ انشاء اللہ سات پشت تک اس جگہ کی حکومت وسرداری تیری اولاد میں رہے گی مگر تو بھی ہمیں یہ عہدنامہ لکھ دے کہ تو ہرگز زنا نہیں کرے گا، رعایا پر ظلم نہیں کرے گا۔ اور شریعت پر قائم رہے گا۔ نواب مذکور بہت عیاش وظالم تھا اس نے مجبوراً لکھ دیا۔ مگر چند دنوں کے بعد ہی اس نے بدعہدی کی۔ جب خلیفہ صاحبؒ کو خبر ہوئی تو وہ عہدنامہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ابھی چند دن نہ گزرے تھے کہ نواب سکھوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور اس کی حکومت تباہ ہوگئی۔

خلیفہ صاحبؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام خان محمد تھا۔ جو حضرت غوثِ زمانؒ

Marfat.com

مُرید اور بہت زاہد و عابد تھے۔ دوسرے بیٹے کا نام صالح محمدؒ تھا، جو اپنے والد صاحبؒ کی قائم مقام و سجادہ نشین ہوئے۔

خلیفہ محمد یارانؒ کا وصال ۲۸، ربیع الاول ۱۲۵۴ھ (۲۲، جون ۱۸۳۸ء) کو بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ آپ کا مزارِ مُبارک کلاچی شریف میں ہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ دریا کلاچی کے قریب آ گیا۔ آپ نے اپنے فرزندوں اور مریدوں کو خواب میں فرمایا میرا تابوت یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرو۔ میاں صالح محمدؒ نے سنگھڑ شریف خط لکھا حضرتِ ثانی جناب خواجہ اللہ بخشؒ خود وہاں تشریف لے گئے اور صندوق نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیا۔ چنانچہ اسی شہر میں دوسری جگہ آپ کی خانقاہ تیار ہوئی، جو آج تک مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولوی محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم علومِ ظاہری و باطنی اور صاحبِ وجد و سماع تھے۔ آپ حضرت غوثِ زمانؒ کے خلفائے اعظم میں سے تھے۔ قصرِ عارفاں کے مؤلف احمد علی صاحبؒ (مریدِ خاص حضرت سید حافظ علی خیرآبادیؒ) نے آپ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ

"مولانا شاہ محمد علی مکھڈیؒ، جن کو علم و فضل میں کمال اور علومِ عقل و نقل میں تبحر کا مقام حاصل تھا، طبعِ موزوں اور فکرِ رسا کے ساتھ ساتھ طریقت میں بلند استعداد کے مالک تھے۔ سخاوت و رضا اور صبر و تحمل و صفا میں عالی مقام تھے۔ اور تعلیم و تدریس میں اپنے طالب علموں کے لئے مانندِ اکسیر تھے۔"

ڈاکٹر محمد حسین للہی صاحب اپنے تحقیقی مقالہ (حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور اُن کے خلفاء) میں لکھتے ہیں کہ "آپ کے آباؤ اجداد کا اصل وطن بٹالہ (موجودہ مشرقی پنجاب در ہند) ہے۔ آپ

Marfat.com

بٹالہ میں ۱۱۶۴ھ / ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نسباً قریشی اور حضرت شاہ غلام علی بٹالوی (وصال ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء) کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت شاہ غلام علیؒ بٹالہ سے دہلی چلے گئے وہیں کے ہو رہے اور مولانا محمد علیؒ مکھڈ (ضلع کیمبلپور) آگئے اور یہیں کے ہو رہے۔"

یہاں آکر آپ نے مولانا محکم الدین مکھڈی کی خدمت میں رہ کر علوم کی تکمیل کی۔ اپنے اُستاد کے وصال کے بعد آپ ہی اِس دینی مدرسہ میں اُن کے جانشین مقرر ہوئے۔ آپ نے تمام عمر تدریس جاری رکھا۔ یہاں تک کہ آپ کے دارالعلوم کی شہرت نزدیک و دُور پھیل گئی۔

عمر کے ایک خاص حصّہ میں آپ کے دل میں طلبِ خُدا کا جذبہ بیدار ہوا۔ جہاں کسی بزرگ کا نام سُنتے، وہاں جاتے اور اُن کی صحبت میں رہتے۔ بالآخر سنگھڑ شریف پہنچے اور حضرت غوثِ زمان سے بیعت ہو گئے۔ چھ ماہ حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت و صحبت میں رہے پھر رُتبۂ تکمیل تک پہنچ کر خرقۂ خلافت پہنا اور واپس مکھڈ چلے گئے۔ ساری عمر یہ دستور رہا کہ عمر رسیدہ ہو اور کمالِ ضعف کے باوجود ہر سال تونسہ شریف آتے اور حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت میں رہتے۔ حضرت غوثِ زمانؒ نے ایک دن اِن کے حق میں فرمایا:

"مولوی صاحب ضعیف ہو گئے ہیں مگر عشق جوان ہے، جو انہیں ہر سال یہاں لے آتا ہے۔"

مولوی صاحبؒ شاعر بھی تھے۔ فارسی اور پنجابی دونوں زبانوں میں غزل کہتے تھے۔ آپ کا کلام بہت ہے۔ ایک دفعہ تہجد کے وقت میاں احمد قوال حضرت غوثِ زمانؒ کے بنگلہ شریف میں جنابِ حافظ شیرازی کی یہ غزل گا رہے تھے:

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز　　ساقیٔ ما نہ رفت خانہ ہنوز

(ترجمہ۔ رات کی شراب سے میں اب تک مست ہوں۔ ہمارا ساقی ابھی گھر نہیں گیا)

مولوی صاحبؒ کو اِس غزل پر بہت ذوق ہوا۔ اس غزل پر خود ایک غزل کہی، جس کا ایک شعر:

یار در جورِ دلبرانہ ہنوز　　آتشم مے زند زبانہ ہنوز

(ترجمہ۔ یار ابھی تک محبوبانہ ظلم کر رہا ہے۔ میری آگ ابھی تک شعلے پیدا کر رہی ہے)

مولوی صاحبؒ کی ایک اور غزل بہت مشہور ہے جس کا پہلا شعر ہے

Marfat.com

شہید تیرِ آں تُرکم کہ از ابرو کماں دارد
خدنگ از دستِ آں خوردم کہ از مژگاں سناں دارد

(ترجمہ: مَیں اُس ترک کے تیر کا شہید ہُوں جو ابرو کی کمان رکھتا ہے۔ اور مَیں نے ایسے محبوب کے ہاتھ سے تیر کھایا ہے جو مژگان کے نیزے رکھتا ہے۔)

حضرت غوثِ زمانؒ کو یہ غزل بہت پسند تھی۔ بلکہ جس دن ماہِ شوال میں مولوی صاحبؒ کے ...ال کی خبر حضرت غوثِ زمانؒ کے پاس تونسہ شریف پہنچی تو آپ نے مولوی صاحبؒ کے بارے میں ...ت سے توصیفی کلمات فرمائے۔ آپ نے زبانِ مُبارک سے فرمایا کہ مولوی صاحبؒ "معروف اللہ" ...ے۔ پھر فرمایا مولوی صاحب نے کیسی اچھی غزل کہی ہے اور اِس غزل کا یہ شعر کتنا عُمدہ ہے:۔

حدیثِ عشقِ یُوسف را کجا دانند اخوانش
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

(ترجمہ: عشقِ یُوسف کی حکایت کو اُس کے بھائی کیسے جان سکتے ہیں۔ اس کا حال تو زلیخا سے پُوچھو وُہ اِس واقعہ کی تفصیل شرح و بسط سے بیان کر سکتی ہے۔)

حضرت مولوی صاحبؒ کا ۲۹ رمضان المبارک ۱۲۵۳ھ (۲۷ دسمبر ۱۸۳۷ء) بروز جمعرات وصال ہُوا۔ ...کے خلفاء بے شمار تھے۔ اُن میں سے مولوی محمد عابد صاحبؒ آپ کے وصال کے بعد سجادہ پر ...ے۔ جب مولوی محمد عابد صاحبؒ کا وصال ہو گیا تو آپ کے دوسرے خلیفہ مولوی زین الدین صاحبؒ ...نشین ہُوئے۔

حضرت مولوی صاحبؒ نے نہ کوئی اولاد چھوڑی نہ کوئی تصنیف۔ البتہ آپ کے ملفوظات فارسی ...ذکرۃ المحبوب کے نام سے موجود ہیں اور اُردو میں تذکرۃ الولی کے نام سے۔ حضرت مولوی صاحبؒ ...ارِ مُبارک مکھڈ شریف میں آج بھی زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔

Marfat.com

حضرت حافظ سید محمد علی شاہ صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ سید محمد علی صاحب خیر آبادیؒ حضرت غوثِ زماںؒ کے اوّلین و اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ خیر آباد (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ کا مولد موضع کھری نزد خیر آباد (اودھ) تھا۔ والدِ گرامی کا نام مولوی سید شمس الدینؒ تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک اور اُن سے اوپر امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد میں حضرت شیخ سعد خیر آبادیؒ کا نام نامی بھی آتا ہے۔ جو حضرت شاہ مینا لکھنویؒ کے خلیفہ تھے۔ علم و عرفان میں آپ کا خاندان ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔

حافظ صاحبؒ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد مزید تعلیم شاہ جہاں پور، دہلی شریف اور حرمین الشریفین میں حاصل کی اور تکمیل حضرت غوثِ زماںؒ کے پاس کی۔

مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ علومِ ظاہری کے حصول کے بعد جب حافظ صاحبؒ میں طلب پیدا ہوئی تو آپ دہلی آئے۔ چودہ برس حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خانقاہ کی جاروب کشی نیز خانقاہ کی مسجد میں مشک سے پانی لاتے تھے اور خانقاہ کے بیت الخلا بھی صاف کرتے تھے۔ رات کے وقت مزارِ اقدس پر بیٹھ کر قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ اسی ریاضت و مجاہدہ میں چودہ برس گزر گئے۔ آخر ایک رات حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے فرمایا:

"تونسہ شریف جاؤ جو ملک سنگھڑ میں ہے اور وہاں جاکر حضرت خواجہ سلیمان صاحبؒ جو اس زمانہ میں خاندانِ چشتیہ کے وارث ہیں، کے مرید ہو جاؤ۔ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہوگا۔"

حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی خانقاہ کے چند خادمان پاک تین شریف کے عرس پر جا رہے تھے آپ بھی ساتھ ہو گئے۔ عرس مبارک پر حضرت غوثِ زماںؒ بھی پاک تین شریف تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب خادمانِ مذکور حضرت غوثِ زماںؒ کی زیارت کے لئے گئے تو آپ نے خود پوچھا

شخص محمد علی فلاں شکل وصورت کا تمہارے ساتھ آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں حضور آیا ہے۔ بس آپ نے طلب فرمایا۔ مرید کیا اور ساتھ ہی سنگھڑ شریف لے آئے۔ حافظ صاحبؒ سترہ سال کے قریب سنگھڑ شریف میں تحصیلِ علومِ ظاہری وباطنی اور ریاضتِ شاقہ ومجاہدہ میں مشغول رہے۔ آخر حضرت غوثِ زماںؒ کی توجہ سے درجۂ تکمیل کو پہنچے اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

قیامِ تونسہ شریف کے زمانہ کا ایک واقعہ حافظ صاحبؒ کے مقامِ فقر کی نشاندہی کرتا ہے اور وہ یوں ہے کہ ایک دفعہ حافظ صاحبؒ احمد پور کی طرف تشریف لے گئے تھے کہ اتنے میں نواب بہاول خان (والیٔ بہاولپور) کو خبر ہوئی۔ اس نے آپ کی زیارت وقدم بوسی کا ارادہ کیا۔ آپ کو پتہ چلا کہ نواب صاحب آرہے ہیں تو وہاں سے واپس چل پڑے اور تونسہ شریف پہنچ گئے۔

نواب بہاول خان نے مولوی قادر بخش صاحب کی طرف شکایت کا خط لکھا۔ مولوی قادر بخش صاحب، نواب بہاول خان کلاں کے وزرأ میں سے تھے۔ مگر مدت سے دنیا ترک کر کے حضرتِ غوثِ زماںؒ کی خدمت میں آگئے تھے۔ یہاں تک کہ خلافت سے مشرف ہو گئے تھے۔

مولوی صاحب مذکور نے حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں تمام واقعہ بیان کیا کہ نواب صاحب نے اس طرح شکایت کا خط لکھا ہے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا "مولوی فقرا ایسے ہوتے ہیں کہ دنیاداروں اور امیروں سے ملاقات نہیں کرتے۔ شاہ صاحب نے بہت اچھا کیا۔"

سترہ سال تونسہ شریف میں حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت وصحبتِ عالیہ میں رہ کر اور خلافت کی نعمت سے مشرف ہو کر حضرت صاحبؒ دہلی چلے گئے۔ آپ کے آنے کے بعد مخلوق آپ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوتی مگر آپ نے کسی کو بیعت نہ کیا۔

مناقبِ حافظیہ میں ہے کہ خلافت کے بعد جب آپ نے کسی کو بھی سلسلہ میں داخل نہ کیا تو حضرت غوثِ زماںؒ نے پوچھا کہ آپ لوگوں کو مرید کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے عرض کیا کہ

"اہلِ ہند بغایت مبتلائے معاصی ہستند بدیں سبب داخلِ سلسلہ نہ کردم۔"

(اہلِ ہند گناہوں میں بہت زیادہ مبتلا ہیں۔ اس وجہ سے داخلِ سلسلہ نہیں کیا۔)

حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا:

"تم کو اس سے کیا کام۔ میں نے تمہیں اجازت دی ہے۔ نیک ہوں یا برے۔

Marfat.com

میرے ہیں۔ میں اُن کا ذمہ دار ہُوں"

شیخ و مُرشدؒ کے اِس فرمان کے بعد حافظ صاحبؒ نے عام اجازت دے دی۔ چنانچہ پنجاب، اودھ، دکن اور سندھ کے ہزاروں لاکھوں لوگ آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کر کے سلسلہ میں داخل ہُوئے۔

قصرِ عارفاں (تصنیف مولوی احمد علی صاحب مرید حضرت سید محمد علی صاحب خیر آبادیؒ) میں مرقوم ہے :

"آپ کے روحانی کمالات کی اس قدر شہرت ہے کہ آپ کے فضائل کی وضاحت اور تشریح کی قطعاً حاجت نہیں ہے۔ اِس لئے کہ لاکھوں آدمی عرب و عجم سے آکر آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کر کے اور مُرید ہو کر سلسلہ میں داخل ہُوئے ہیں"

حرمین الشریفین کے قیام کے زمانہ میں وہیں آپ نے شادی کی۔ ایک بیٹا پیدا ہُوا جس کا نام محمد مدنی رکھا۔ وہاں سے جب ہندوستان روانہ ہُوئے تو راستہ میں آپ کی زوجہ اور آپ کا بیٹا فوت ہو گئے۔ آپ سیدھے دہلی آئے۔ پھر سنگھر شریف حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ کچھ مُدت رہ کر خیر آباد آگئے۔ پھر حیدر آباد دکن گئے اور وہاں کچھ مُدت رہے۔ جہاں ہزارہا مخلوق آپ کی مُرید ہُوئی۔ وہاں کے اکثر عُلماء نے آپ سے مثنوی مولانا رومؒ کا درس لیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی طرح مثنوی کوئی نہیں پڑھاتا تھا۔

حافظ صاحبؒ شعر بھی کہتے تھے، مشتاق تخلص کرتے تھے۔ آپ نے بہت سی غزلیات اور رُباعیات کہیں۔ ایک غزل کے دو شعر درج کئے جاتے ہیں :

دلم بربود جانانے کہ آنی دلستاں دارد
شکر لب خندہ نمکینی خمارِ سیکشاں دارد
بیا مشتاق زیں بگذر تو خاکِ پائے سلیمانؒ شو!
کہ ہر کس از جمالِ اُو کمالِ بے کراں دارد

(ترجمہ۔ میرا دل ایک ایسے محبوب نے چھین لیا ہے جو دل کو موہ لینے

Marfat.com

والی شان رکھتا ہے۔ جس کے لب میٹھے ہیں اور ہنسی نمکین ہے اور وہ میکشوں کا خمار رکھتا ہے۔ اے مشتاق تو اس محبوب کو چھوڑ اور سلیمان (خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ) کا غلام ہو جا۔ کہ ہر شخص اس کے جمال سے بے اندازہ کمال حاصل کر لیتا ہے۔)

حافظ صاحبؒ نے دہلی میں آکر دوسری شادی کی تھی مگر اس سے بھی اولاد نہیں تھی۔ اس لئے جب آپ کا ۱۸ ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ (۲۱ستمبر ۱۸۵۰ء) کو وصال ہوا تو آپ کے برادر زادہ حافظ سید محمد اسلم صاحبؒ سجادہ نشین ہوئے۔ حافظ صاحبؒ کا مزار کھیڑی میں ہے، جو خیر آباد کے قریب مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولانا احمد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی مولوی احمدؒ تھا۔ والد صاحبؒ کا نام نامی مولوی نور محمدؒ تھا، جو حضرت مولانا نور محمد نارووالہ صاحبؒ کے مریدوں میں سے تھے۔ جائے ولادت تونسہ شریف ہے۔ آپ عالم علوم ظاہری و باطنی، صاحب کشف و کرامت اور صاحب وجد و سماع تھے۔ آپ حضرت غوث زمانؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ مدت مدید تک حضرت غوث زمانؒ کے امام رہے۔ پھر یہ حالت ہو گئی کہ ہر وقت محویت تمام آپ پر غالب رہتی۔ یہاں تک کہ عین نماز میں گریہ و زاری کرتے۔ تب حضرت غوث زمانؒ نے ان کی جگہ مولوی علی محمد صاحب کو اپنا امام مقرر کیا۔

آپ کا مکان حضرت غوث زمانؒ کی جلوہ گاہ کے قریب مشرق کی جانب تھا۔ آپ کی مجلس میں بہت لوگ آتے تھے۔ لنگر بھی جاری تھا حضرت غوث زمانؒ ان کی شہرت اور ان کی مجلس کی رونق سے بہت خوش ہو کر فرمایا:

Marfat.com

"اَلحمدُ للہ باوجود مُرشد خلیفہ ایں چنیں صاحبِ شہرت پیدا شد"
(اللہ کا شکر ہے کہ مُرشد کے ہوتے ہوئے اُس کا ایسا صاحبِ شہرت خلیفہ موجود ہے۔)

بایں ہمہ علماء کو شکایت تھی کہ مولوی احمد صاحبؒ پاسِ شریعت بہت کم کرتے ہیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے مولوی صاحبؒ کو پیغام بھجوایا کہ "خُدا کا خوف کریں اور شریعت پر پختہ رہیں۔" اِس تنبیہ کے باوجود جب مولوی صاحبؒ نے شریعت کی پاسداری نہ کی تو حضرت غوثِ زماںؒ نے مولوی نُورجہانیاں صاحب سے فرمایا کہ

"حضرت مولانا فخرِ جہاں دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ اگر مُرید سے بارہ سال تک خطا ہوتی رہے تو پیر کو چاہیئے کہ تحمل کرے کہ شاید باز آجائے اور توبہ کرلے۔ اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اس کا حال سلب کرلے۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک دفعہ مولوی صاحبؒ نے محفلِ رقص و سرود منعقد کی اور خود وجد و حال کیا حضرت غوثِ زماںؒ کو خبر ہوئی تو سخت ناراض ہوئے۔ پس اُس دن کے بعد مولوی صاحبؒ کا حال سلب ہوگیا۔ آخر مولوی صاحبؒ نے توبہ کی اور معافی طلب کی۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے معاف فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر وہی مدارج عطا فرما دیئے۔

قصرِ عارفاں میں آپ کے احوال و مناقب میں لکھا ہے کہ

"آپ (غوثِ زماںؒ) کے خلفاء میں سے قوی الاحوال حضرت مولوی شاہ احمد دین ابدال قدس سرہٗ تھے۔ آپ دینی علوم میں ایک بحرِ بیکراں تھے۔ اذکار اشغال۔ تعلیمِ طالبان۔ ریاضات اور اَعمال و افکار میں کامل و یکتا تھے۔ آپ نے اولیاء کرام کے کئی رسالوں کی شرح لکھی جو شطحاتِ اولیاء پر مشتمل تھے۔"

مولوی صاحبؒ بڑے بااخلاق تھے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ اور خورد و بزرگ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مثنوی مولانا رومؒ، فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کے گویا آپ حافظ تھے۔ ترکِ دُنیا میں تمام یاروں پر سبقت لے گئے تھے۔ ہر ماہ اپنے مکان کا تمام سامان راہِ خُدا میں لُٹا دیتے تھے۔
ابتدائے سلوک میں آپ نے شادی کی تھی مگر پھر طلاق دے دی اور نکاحِ ثانی نہ کیا۔ آپ کے

Marfat.com

کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ کے مرید بہت زیادہ تھے جنہوں نے آپ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کئے۔

آپ کا وصال ۱۷ شوال ۱۲۷۲ھ (۲۲ جون ۱۸۵۶ء) کو ہوا۔ تونسہ شریف کے بڑے قبرستان میں اُس مردِ درویش کی آخری آرام گاہ بنی جس کے بارے میں حاجی نجم الدین سلیمانی "مناقب المحبوبین" میں یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

"مستغرقِ بحرِ وحدت و غریقِ دریائے معرفت آں نہنگ لجۂ توحید سرگروہ فرقۂ اہلِ تجرید و تفرید، محرمِ رازِ احد حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ"

اسی قبرستان میں حضرت غوثِ زماںؒ کے فرزندانِ عالی قدر حضرت خواجہ گل محمد صاحبؒ، خواجہ درویش محمد صاحبؒ کے مزاراتِ مبارک ہیں اور حضراتِ تونسوی کی قبورِ مبارک ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے برادرزادہ مولوی غلام نبی صاحبؒ آپ کے قائم مقام و سجادہ نشین بنے۔

صاحبزادہ حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ

حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ حضرت غوثِ زماںؒ کے فرزندِ اکبر، مریدِ خاص و خلیفۂ مجاز تھے۔ چونکہ دیگر پسران شادی سے پہلے اور آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں واصل بحق ہو گئے تھے اس لئے خانقاہِ سلیمانی کی سجادگی اعلیحضرت تونسویؒ سے براہِ راست ان ہی کے بڑے بیٹے حضرت شاہ اللہ بخش تونسویؒ کو پہنچی۔ آپ کی ذکر اذکار میں مشغولیت اور سماع سے شغف قابلِ ستائش اور قابلِ تقلید تھا۔ منکسر المزاج اتنے کہ صاحبزادگی اور بزرگی سے قطع نظر بابا کے درویشوں میں گھل مل جایا کرتے تھے۔

آپ کی جود و سخا ضرب المثل تھی۔

آپ کا مفصل تذکرہ باب "پسماندگان" کے تحت پہلے گزر چکا ہے۔

Marfat.com

خلیفہ اعظم حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوثِ زمانؒ کے خلفائے عظام میں آپ کا مقام سب سے بلند اور نمایاں ہے
آپ کو دو طرفہ فیض ملا ہے، نسبی بھی اور حسبی بھی۔ آپ حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ کے فرزند اکبر
ہیں۔ آپ حضرت غوثِ زمانؒ کے پوتے ہیں۔ آپ حضرت غوثِ زمانؒ کے مرید ہیں۔ آپ
حضرت غوثِ زمانؒ کی مراد ہیں۔ آپ حضرت غوثِ زمانؒ کے وارثِ نعمت ہیں اور صاحب
سجادہ بھی۔ مزید برآں صاحبِ مقام "نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ" بھی آپ ہی ہیں:

گوہر درج سعادت، اختر برج شرف
آسمانِ مکرمت کے ماہتاب پرضیا
نیرِ چرخِ حقیقت خواجہ اللہ بخشؒ:
آپ کو اللہ نے بخشا ہے ایسا مرتبا

آپ کی ولادتِ باسعادت ماہِ ذوالحجہ ۱۲۴۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی تاریخِ ولادت ہے:

"زہے بیدار بخت"

حضرت غوثِ زمانؒ کے ارشادِ گرامی کے مطابق آپ کو تعلیم کے لئے مولوی محمد امین صاحب
کے سپرد کیا گیا، جن سے آپ نے قرآن حکیم، عربی و فارسی، صرف ونحو اور تفسیر وحدیث کی تعلیم
حاصل کی۔ تصوف کی چند کتابیں حضرت غوثِ زمانؒ سے بھی پڑھیں۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد حضرت غوثِ زمانؒ کے دستِ مبارک پر سلسلۂ
عالیہ چشتیہ میں داخل ہوئے۔ مرید ہونے کے بعد شب و روز کی ریاضت و عبادت اور شیخ و
مرشد کی نظرِ کیمیا اثر کے طفیل بہت جلد ایسے مقامِ بلند تک پہنچ گئے کہ حضرت غوثِ زمانؒ نے
اپنی دلائل الخیرات عطا فرما کر حکم دیا کہ "میری جانب سے اب تو پڑھا کر اور مریدوں کے شجروں

Marfat.com

پر بھی میری جانب سے تُو ہی دستخط کر دیا کر"۔ یہی وُہ مقام ہے، جسے فنا فی الشیخ کہا جاتا ہے:

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری!

اجازت کے بعد خلافت اور اتمامِ نعمت کا مقام اُس وقت حاصل ہُوا، جب ماہِ صفر ۱۲۶۷ھ کی ساتویں شب نمازِ تہجد کے وقت حضرت غوثِ زمانؒ نے اپنے وصال سے چند لمحات قبل آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا "تُو کون ہے"؟ میاں صالح محمدؒ نے عرض کیا، قبلہ یہ آپ کے صاحبزادہ گُل محمد صاحبؒ کا بیٹا اللہ بخش ہے، توجہ کا وقت ہے۔ اُس وقت آپ نے عرض کیا:

"بابا من از تو ہیچ نمے خواہم، بس ہمیں خواہم کہ
نعلینِ فقیرانِ ترا راست کنم"

(بابا میں آپ سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ صرف یہ چاہتا
ہوں کہ آپ کے درویشوں کے جُوتے سیدھے کرتا رہوں۔)

حضرت غوثِ زمانؒ یہ بات سُن کر بہت خُوش ہُوئے اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا،

"وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"

(اور مَیں نے اِس میں اپنی رُوح پھونک دی)

پھر فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مرادِ من ہم چنیں بود۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ مقبولِ حق خواہی شد"

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میری مراد بھی یہی تھی۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ مقبولِ حق کا مقام حاصل ہوگا۔)

حقیقت یہی ہے کہ سب مرید تھے مگر آپ غوثِ زمانؒ کی مراد تھے۔ سب خلیفہ تھے مگر آپ مقبولِ حق تھے۔

مناقب المحبوبین میں ہے کہ حضرت غوثِ زمانؒ کے وصال کے بعد سوئم کے دن جب فاتحہ سوئم سے فارغ ہُوئے تو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کو حضرت غوثِ زمانؒ کے سجادہ پر بٹھایا گیا۔ پہلے حضرت غوثِ زمانؒ کا کُرتہ اور ٹوپی آپ کو پہنائی گئی۔ پھر حضرت قبلۂ عالمؒ کا رُوئی دار ٹوپ اِس ٹوپی کے اُوپر پہنایا گیا۔ پھر اس ٹوپ کے اوپر میاں

Marfat.com

غلام نظام الدین دہلویؒ فرزند حضرت غلام نصیر الدین کالے میاں صاحبؒ (فرزند حضرت میاں غلام قطب الدین دہلویؒ بن فخرِ جہاں حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ) نے سبز پگڑی اپنے دستِ مبارک سے باندھی۔ پھر خادمانِ اجمیر شریف نے حضرت خواجۂ بزرگؒ (خواجۂ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ) کی درگاہ شریف کی پگڑی آپ کے سر پر باندھی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی بارگاہوں کی دستاریں بالترتیب آپ کے سر پر باندھی گئیں۔ اور یوں آپ رونق افروزِ تختِ سلیمانی ہوئے"۔

حصولِ نعمتِ خلافت و سجادگی کے بعد آپ واقعی اس شعر کے مطابق بن گئے جو شعر حضرت غوثِ زمانؒ وصال کے وقت بار بار پڑھ رہے تھے:

آہن کہ بہ پارس آشنا شد
فی الحال بصورتِ طلا شد

آپ ہمہ تن مجاہدہ واشغال میں مصروف ہو گئے۔ حضرت غوثِ زمانؒ کے معولات کو اپنا وظیفہ بنالیا۔ ہر سال چشتیاں شریف میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرسِ مبارک میں صدہا درویشوں کے ساتھ حاضری دیتے تھے اور ہر دوسرے سال پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے عرسِ مبارک میں شرکت کرتے تھے۔ دونوں مقاماتِ مبارکہ پر ہزارہا مخلوق آپ کی مرید ہوتی تھی اور اتنی فتوحات پہنچتی تھیں کہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

سجادہ نشین بننے کے تین سال بعد ۱۲۷۰ھ میں آپ صدہا درویشوں کے ساتھ ہندوستان کی زیارات کے لئے روانہ ہوئے سب سے پہلے چشتیاں شریف اور مہاراں شریف حاضر ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کی اولادِ عالی مقام سے خواجہ غلام فخر الدین مہارویؒ اور خواجہ امام بخش مہارویؒ کو اپنے ہمراہ لیا۔ ناگور شریف کی زیارت کی پھر اجمیر شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جے پور میں حضرت مولانا ضیاء الدین جے پوریؒ (خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ) کی خانقاہ میں حاضری دینے کے بعد دہلی شریف حاضر ہو گئے۔

Marfat.com

یہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی حضرت مولانا نصیر الدین چراغ دہلویؒ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ، حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ اور دیگر خواجگانِ چشت کے مزارات پر حاضری دی۔

شاہِ دہلی بہادر شاہ ظفر قدم بوسی کے لئے حاضر ہُوا۔ دہلی کی اِتنی مخلوق مرید ہُوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی۔ شاہی خاندان کے بے شمار افراد مرد اور عورتیں آپ سے بیعت ہوئے۔

چار جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ کو آپ بہت سے رفقاء کے ساتھ حج مُبارک پر روانہ ہُوئے۔ تونسہ شریف سے مُلتان، لاہور، دہلی، اجمیر شریف، اورنگ آباد شریف ہوتے ہُوئے بمبئی سے سوار ہوئے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں تقریباً ڈیڑھ ماہ، جدہ میں ایک ماہ اور مدینہ طیبہ میں تقریباً دو ماہ قیام کیا۔ پھر حج ادا کیا اور ۲۷ محرم سن ۱۳۰۰ھ کو واپس تونسہ شریف لے آئے۔

آپ نے حضرت غوثِ زماںؒ کی جانشینی کا حق اِس طرح ادا کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے فرمایا "خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد سُلیمان کی توجہ سے تمام اوصاف میں سب سے سبقت لے گئے۔ یُوں معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت خواجہ تونسویؒ کا دوبارہ ظہور ہُوا ہے۔"

جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ میں آپ بیمار ہُوئے۔ بہت علاج کیا مگر صحت کمزور سے کمزور ہوتی چلی گئی۔ آخر ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ (۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء) بروز ہفتہ بوقتِ نمازِ فجر وصال فرما گئے۔ اُس وقت آپ کی عمر ۸۷ برس تھی۔ روضۂ عالیہ سُلیمانیہ میں آپ کا مزارِ مُبارک بنا۔

آپ کے مادہ ہائے تاریخِ وصال یہ ہیں:

۱۔ "چراغِ جہاں بجھ گیا ہے"

۲۔ گفتا "نہفت ابرِ اجل آفتابِ دیں"

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند عطا کئے تھے۔ (۱) حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ، (۲) حضرت میاں احمدؒ (۳) حضرت خواجہ محمود تونسویؒ

Marfat.com

آپ کے بے شمار خلفاء اور مریدانِ مجاز تھے، جن کے اسمائے گرامی مختلف ملفوظات تصانیف اور تذکروں میں موجود ہیں۔ آپ کے فرزندوں میں سے حضرت میاں احمدؒ تو آپ کی زندگی ہی میں ۱۲۹۷ھ میں وصال فرما گئے تھے، جن کی قبر مبارک روضۂ عالیہ سلیمانیہ میں ہے۔ آپ نے اپنے دونوں صاحبزادگان حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ اور حضرت خواجہ محمود تونسویؒ کو بھی خلافت و اجازت عطا فرمائی تھی، جن سے آگے سلسلۂ عالیہ کے فیوض جاری ہوئے۔ فرزندِ اکبر حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔

حضرت خواجہ نور بخش مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمود صاحب مہارویؒ کے فرزندِ اکبر تھے۔ اپنے والدِ گرامیؒ کے وصال کے بعد درگاہِ معلّٰی چشتیاں شریف کے سجادہ نشینِ چہارم کی حیثیت سے حضرت قبلۂ عالمؒ کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔

گلشنِ ابرار میں ہے کہ آپ سعادت نقش اور مروّت منش تھے۔ غوثِ زماں، سلطانِ متوکلاں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ خلافت کی نعمتِ عظمیٰ بھی عطا ہوئی۔ آپ کو اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ قلبی عقیدت اور پختہ ارادت تھی۔ جملہ پیر بھائیوں کی بھی بہت عزت کرتے تھے۔

مروّت آپ کا شیوہ تھا۔ ہر چھوٹے بڑے، ادنیٰ اعلیٰ کے ساتھ یکساں محبت و اخلاق سے پیش آتے تھے۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے مطابق ہمیشہ اوراد و وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۵ ماہ شعبان ۱۲۸۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام قطب الدین مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمود صاحب مہاروی ؒ کے فرزندِ دوئم تھے۔ جملہ علوم عقلی و نقلی کی تحصیل کے بعد تکمیل علومِ باطنی حضرت غوثِ زماں ؒ سے کی۔ حضرتِ غوثِ زماں ؒ سے ہی ارادت تھی اور نعمتِ خلافت بھی آپ ہی سے حاصل کی تھی۔ مدتِ مدید اور عرصۂ بعید ان کی خدمتِ عالیہ میں رہ کر فیضِ صحبت سے استفادہ کیا۔ تکمیل کے بعد اپنے معمولات اور طلبہ کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔

صبح و شام اوراد و نوافل، تلاوت، دلائل الخیرات، درود مستغاث، صوم و صلوٰۃ اور خشوع و خضوع سے کام تھا۔ مسکینوں کے بڑے ہمدرد و غمگسار تھے۔ دنیا کے تمام تر علائق سے آزاد و پاک تھے۔ آپ کا مشرب حقیقی رنگ میں صوفیانہ تھا اور آپ کا تعلق ہر شخص سے نہایت ہی مخلصانہ تھا۔ آپ کا وصال ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۷۷ھ کو ہوا۔ آپ کی تاریخ وصال "غلام قطب الدین" سے نکلتی ہے۔

حضرت خواجہ محمود صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی ؒ کے پوتے اور حضرت خواجہ نور احمد مہاروی ؒ کے فرزندِ اکبر تھے۔ درگاہِ معلیٰ چشتیاں شریف میں اپنے والد گرامی ؒ کے بعد سجادہ نشین بنے۔ آپ نے مسند نشینی کے مقدس فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کیا۔ ہر خاص و عام کو اپنے فیض سے مستفیض فرمایا۔ آپ مسکینوں اور غریبوں کے حال پر بے حد شفقت فرمایا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کی زبانِ مبارک میں بہت تاثیر عطا کی تھی۔ جو فرماتے پورا ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

آپ کی بیعتِ ارادت حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ (کوٹ مٹھن شریف) سے تھی اُن ہی سے سعادت اَزل اور نعمتِ لم یزلی حاصل کی تھی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کے دیگر خلفاءؒ کی صحبت سے بھی فیوض حاصل کئے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے بھی آپ کو خلافت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کا وصال دس رمضان المبارک ۱۲۶۶ھ کو ہوا۔ آپؒ کے بعد فرزندِ اکبر حضرت خواجہ نور بخش مہارویؒ سجادہ نشین بنے۔

حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ نور احمد مہارویؒ کے فرزندِ دوئم ہیں اور مؤلفِ گلشنِ ابرار و مخزنِ چشت حضرت خواجہ امام بخش مہارویؒ کے والدِگرامی۔ بچپن میں ہی اپنے والدِگرامیؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔ حفظِ کلامِ پاک کے بعد مولانا محمد بخش صاحب سے علوم حاصل کئے۔ حضرت حافظ محمد جمال ملتانیؒ آپ کو اپنا بیٹا کہتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔

حضرت خواجہ خدا بخش خیرپوریؒ سے نعمتِ باطنی و اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کے دیگر خلفائے عظامؒ سے بھی فیضِ باطنی حاصل کیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے بھی نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کی تمام عمر اپنے بزرگوں کی مطابقت، احیائے سنّت، اوراد و وظائف تلاوتِ قرآنِ پاک، تبلیغِ دین اور خدمتِ خلق میں صرف ہوئی۔ ہزاروں نے آپ سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کئے۔

Marfat.com

حضرت مولوی نورِ جہانیاں بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب محمد حسن خان صاحب میرانی)

آپ حضرت مولانا محمد اسد اللہ صاحب مہاروی ثم بہاول پوری کے اکلوتے فرزند تھے۔ سالِ ولادت غالباً ۱۲۰۰ھ ہے۔ آپ کے والدِ ماجد ایک جید عالم تھے۔ تکمیلِ علوم نقلیہ و عقلیہ اپنے والدِ گرامیؒ سے کی۔ نیز حافظ غلام مرتضیٰؒ چیلاواہنی سے بھی تعلیم حاصل کی۔ حافظ غلام مرتضیٰؒ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے خلیفہ حافظ غلام حسن بھٹیؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔

اپنے والدِ گرامیؒ کے وصال کے بعد اُن کی مسندِ درس سنبھالی۔ آپ کے مدرسہ کی تعلیم کا دُور دُور شہرہ ہوگیا۔ حضرت مولانا غلام رسولؒ چترؒ بہاول پوری بھی اِسی مدرسہ کے فیض یافتہ تھے۔ مشہور ہے کہ ریاست بہاول پور میں قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ نے فقر و معرفت کی شمع روشن کر کے طالبانِ حق کو مسندِ ولایت پر بٹھایا اور مولانا نورِ جہانیاں صاحب بہاول پوریؒ نے علم و ہدایت کی مسند پر بٹھایا۔

آپ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نامدار خلفاء میں سے تھے۔ حاجی نجم الدین سلیمانی مصنف مناقب المحبوبین جب پہلی بار تونسہ شریف حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے تو پہلے بہاول پور میں مولوی نورِ جہانیاں صاحبؒ کے پاس بہاولپور حاضر ہوئے۔ آپکے بارے میں حاجی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "میں نے ان کی طرح کا خلیق اور عاشق مرد کسی کو نہیں دیکھا۔ بہت صالح تھے۔ مجھے بہت تسلی دی اور راہنمائی فرمائی۔"

اپنے والد حضرت مولانا محمد اسد اللہ صاحب مہارویؒ کے وصال کے بعد جامع مسجد بہاولپور کی امامت کے فرائض آپ نے سنبھالے اور آخری وقت تک یہ فرائض بخوبی سرانجام دیئے۔

آپ نے نوّے سال کی عمر پاکر ۱۲۹۰ھ میں وصال فرمایا۔ قبرستان ملوک شاہؒ غازی قادری، عقب نور محل، بہاول پور میں اپنے والد صاحبؒ کے پہلو میں آسودۂ خوابِ ابدی ہیں۔

سالِ وصال اُن کا یُوں لکھو حسنؔ!
جنت نشین ہوگئے نورِ جہانیاںؒ
۱۲۹۰ھ

Marfat.com

حضرت حافظ برخوردار رحمۃ اللہ علیہ

آپ تارکُ الدنیا تھے۔ تنہائی کو دوست رکھتے تھے۔ خوفِ الٰہی اُلیسار کھتے تھے کہ کسی نے اُن کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ حضرت خواجہ غوث زماںؒ کے مرید خاص تھے اور صاحبِ اجازت بھی۔ تقویٰ و ترک میں شانِ مخصوص رکھتے تھے۔

حضرت عبدالشکور خان رحمۃ اللہ علیہ

افغان قوم سے تھے اور خیر آباد کے رہنے والے تھے۔ آپ نے عمر کا بیشتر وقت حضرت حافظ محمد علی شاہ خیر آبادیؒ کی رفاقت میں، حضرت غوث زماںؒ کی خدمت میں تونسہ شریف میں گزارا۔ اہلِ شرع تھے اور صاحبِ تقویٰ و توکل۔

حضرت سید حسن شاہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ولایتِ کابل کے عظیم الشان سید خاندان سے تھے۔ خواب میں حضرت غوث زماںؒ کی زیارت کی۔ وہاں سے تونسہ شریف آئے۔ آپ کی خدمت میں رہے اور خلافت وصحبت سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

مولانا شاہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے تحصیلِ علوم کے بعد حضرت قاضی محمد عاقلؒ سے سلوک کی منزلیں طے کیں۔ لیکن بعد میں حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ ایک عرصہ تک اُردو بازار کے ایک گوشے میں شاہی قلعہ (دہلی) کے سامنے والی مسجد میں قیام پذیر رہے۔ آپ کی ذات سے بہت سے علمی اور روحانی آثار یادگارِ زمانہ ہیں۔ آپ کے بعد مولوی حافظ محمد عبدالرحمٰن جو آپ کے نامور شاگرد اور مریدِ خاص تھے، سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت شاہ محمد حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ محمد صابر بخشؒ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ آپ کو شاہ محمد نصیر الدینؒ اور شاہ غلام ساداتؒ (اپنے باپ اور دادا) سے روحانی نعمت ورثہ میں ملی تھی۔ شاہ غلام ساداتؒ حضرت شاہ محمد نصیر صابری قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے، جنہیں حضرت شیخ محمد چشتی اور حضرت شیخ ابراہیم رامپوریؒ سے فیض ملا تھا۔

حضرت شاہ محمد حسن عسکریؒ اگرچہ مختلف حضراتِ روحانیت سے تربیت یافتہ تھے مگر جس طرح قاعدہ ہے کہ جب آفتاب جہاں تاب اُفقِ مشرق سے طلوع ہوتا ہے، تو کائنات کے ذرہ ذرہ کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ تمام جمادات، نباتات، افرادِ بنی آدم اور تمام جاندار چیزیں سورج کے پرتو سے متاثر ہوتی ہیں۔ آپ بھی حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نعمتِ اجازت اور نعمتِ خلافت سے ملبوس ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ شہادت عطا کی اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

Marfat.com

حضرت مولوی قیام الدین رحمتہ اللہ علیہ

حضرتؒ کے خلفاء میں سے مولوی قیام الدین قدس سرہٗ بڑے عالم فاضل تھے۔ آپ صاحبِ وقار تھے اور عجز وانکسار وبذل وایثار کے مالک تھے۔ ایک عرصہ تک مسجد کانغذیاں میں درس وتدریس میں مصروف رہے۔

حضرت سیّد احمد مدنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سیّد احمد مدنی صاحبؒ خادمِ حرمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تو تونسہ شریف جا، جو ملک سنگھڑ میں ہے اور وہاں جاکر حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ سے بیعت کر"

سیّد احمد مدنی صاحبؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ پاک کے مطابق اسی روز روانہ ہوگئے اس طویل سفر کی تمام صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے ذوق وشوق میں چلتے چلتے آخر ایک دن سنگھڑ شریف پہنچ گئے۔

حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوئے۔ مدینہ منورہ کے بہت سے تبرکات اور اشیائے نذرونیاز ونقد وزر حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمتِ عالیہ میں بطور ہدیہ نذرانہ پیش کئے۔

حضرت غوثِ زمانؒ نے حضرت مدنی صاحبؒ کو تمام اوصاف حمیدہ سے متصف پاکر اور عالم وفاضل وسیدومدنی جان کر توجہ خاص فرمائی۔ یہاں تک کہ خلافت کی نعمت عطا فرما کر مدینہ طیبہ بھیج دیا۔

اور یوں بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں بھی فیضانِ سلیمانی جاری ہوگیا۔

Marfat.com

حضرت میاں غلام نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(عرف کالے میاں صاحبؒ)

حضرت میاں غلام نصیر الدین دہلویؒ حضرت غوثِ زماںؒ کے دادا پیر فخرِ جہاں حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے پوتے تھے اور میاں غلام قطب الدین دہلویؒ کے فرزند۔ اپنے والد گرامیؒ کے وصال (۸ محرم ۱۲۳۳ھ) کے وصال کے بعد حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ کے سجادہ پر جلوہ افروز ہوئے دہلی میں آپ ہر حلقہ میں عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ امیر و غریب اور خواص و عوام سب آپ کا ادب کرتے تھے۔ شاہِ دہلی بہادر شاہ ظفر کو آپ سے بے حد عقیدت تھی جس کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے:

نظام خانہ، فخرِ جہاںؒ تمہیں تو ہو
قیامِ سلسلہ و خاندان تمہیں تو ہو
تمہارے در پر جھکا کر سر ارادت خلق
کہے ہے، کعبۂ امن و اماں داماں تمہیں تو ہو

سجادہ پر کچھ عرصہ بیٹھنے کے بعد آپ کے دل میں تکمیل نعمتِ باطنی کا جذبہ پیدا ہوا۔ آپ کے والد گرامی میاں غلام قطب الدینؒ بھی سجادہ نشین بننے کے بعد قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد نعمتِ باطنی کی تکمیل کی تھی۔ اپنے والد گرامیؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ دہلی شریف سے سیدھے تونسہ شریف پہنچے اور اپنے آپ کو تکمیل کے لئے حضرت غوثِ زماںؒ کے سپرد کر دیا۔

مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ "جس وقت حضرت میاں کالے صاحبؒ کو شوقِ خدا غالب آیا تو پہلے توبۃ النصوح کر کے اور تمام علائقِ دنیا ترک کر کے حج مبارک کے لئے گئے پھر مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر واپس آ کر سنگھڑ شریف (تونسہ شریف) میں حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں رہنے لگے اور ریاضت و

Marfat.com

مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کا کام تکمیل تک پہنچا اور مقصودِ اصلی حاصل ہوا۔

حضرت غوثِ زماںؒ آپ پر بہت توجہ فرماتے تھے۔ نمازِ فجر کے بعد عین مشغول و مراقبہ میں انہیں اپنے حجرہ میں چاشت تک بٹھاتے اور بعض اسرار و رموز کی باتیں بتاتے۔ نمازِ ظہر کے بعد تلاوتِ قرآن سے فارغ ہو کر خود میاں کالے صاحبؒ کے ڈیرہ پر تشریف لے جاتے تھے۔ اُس وقت اپنے ماضی کے احوال اور اپنے اسرار میاں کالے صاحبؒ کے سامنے بیان کرتے تھے۔

حضرت میاں نور جہانیاں چشتی محمودیؒ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین درگاہِ معلیٰ چشتیاں شریف) سے منقول ہے کہ جب میاں کالے صاحبؒ کا کام تکمیل تک پہنچ گیا تو حضرت غوثِ زماںؒ آپ کو دہلی رخصت کرنے سے قبل چشتیاں شریف لائے اور درگاہِ معلیٰ میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارکہ میں خصوصی دعا کی اور حضور قبلۂ عالمؒ سے خصوصی توجہ کی درخواست کی چند روزہ قیام و حاضری و زیارت کے بعد جب میاں کالے صاحبؒ رخصت ہو کر دہلی جانے لگے تو درگاہِ معلیٰ میں روضہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا کہ

"دہلی سے جیسا کالا آیا تھا، ویسا ہی کالا واپس جا رہا تھا۔ الحمد للہ کہ قبلۂ عالمؒ نے غوثِ زماںؒ کے طفیل ساری سیاہی دُور فرما دی ہے"

چشتیاں شریف اور تونسہ شریف سے روحانی طور پر مالا مال ہو کر آپ واپس لوٹے۔ دہلی کی گلی قاسم جان میں آپ کی حویلی (خانقاہ) تھی، جو بعد میں احاطہ کالے صاحب کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہیں امراء و بادشاہ بھی حاضر ہوتے تھے اور غریب و فقراء بھی۔ آثار الصنادید میں سر سید نے یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

اس زمانے میں ایسا نامی گرامی شیخ نہیں ہے۔ حضورِ والا اور تمام سلاطین و جمیع امرأ عظام آپ کے نہایت معتقد ہیں۔"

آپ کا وصال ۱۵ صفر ۱۲۶۲ھ کو ہوا۔ قبرستان قطب صاحبؒ میں آپ کا مزارِ مبارک مرجعِ خلائق ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزندِ اکبر میاں غلام نظام الدینؒ سجادہ نشین پر بیٹھے۔ آپ کی حضرت غوثِ زماںؒ سے بھی بیعت تھی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ سید محمد فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت غوثِ زماںؒ کے اعظم خلفاء میں سے تھے اور ظاہری و باطنی علوم میں حدِ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا جو سلسلۂ نقشبندیہ سے نسبت رکھتے تھے۔

علومِ ظاہری کے حصول کے بعد آپ نے علومِ باطنی کی طرف توجہ کی۔ طلبِ صادق آپ کو کشاں کشاں منزلِ مراد کی طرف لے جا رہی تھی۔ "نافع السالکین" میں مرقوم ہے کہ،

"ایک مرتبہ آپ کو خواب میں اُن کے پیرو مرشد کی شکل دکھائی گئی جس کے بعد آپ اس صورت کی تلاش میں نکلے۔ سب سے پہلے مکھڈ شریف پہنچے یہاں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے خلیفہ حضرت مولوی محمد علی مکھڈویؒ کے فیوض و برکات کا چرچا تھا۔ آپ کو یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جس بزرگ ہستی کی زیارت خواب میں کرائی گئی تھی وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔"

"آپ نے وہیں سُنا کہ حضرت مولوی محمد علی مکھڈویؒ اپنے مرشدِ پاک حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ بھی ان کے ساتھ تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ جب دربارِ سلیمانی میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ نے اہلاً و سہلاً فرما کر اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرما لیا۔"

صاحبزادہ سید افضال احمد شاہ دامت برکاتہٗ سے اور طرح منقول ہے کہ:

"مکھڈ شریف کے بعد آپ سیال شریف تشریف لے گئے۔ اُس وقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ اپنے پیرو مرشد کی زیارت کے لئے تونسہ شریف

Marfat.com

جا رہے تھے۔ آپ اس خیال سے کہ اس بزرگ ہستی کے پیر و مرشد کی زیارت کرتے ہیں، اُن کے ساتھ ہو لئے۔ جب حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کی خواب میں زیارت حاصل ہوئی تھی۔ حضرت غوثِ زماںؒ بھی آپ کے انتظار میں تھے۔ خوش آمدید کہا اور اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر لیا۔"

آپ کی خلافت کے بارے میں "نافع السالکین" میں لکھا ہے کہ حضرت سید فاضل شاہؒ نے ایک بار خود ارشاد فرمایا کہ:

"میں ایک مرتبہ اپنے شیخ خواجہ محمد سُلیمان قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کیلئے گیا۔ چند دن خدمت میں گزارے۔ رخصت کے وقت حضرتؒ کی قدم بوسی کی اور عرض کیا۔ "غریب نواز مجھے رخصت عطا فرمایئے۔" حضرت غوثِ زماںؒ نے ارشاد فرمایا، میرے قریب آؤ۔" جب میں قریب ہوا تو حضرت غوثِ زماںؒ مجھ سے بغل گیر ہوئے اور اپنا سینۂ مبارک میرے سینہ سے ملا اور چھوڑ دیا۔ میں حضرتؒ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا "میرے قریب آؤ۔" میں قریب ہوا تو پھر اسی طرح مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے چھوڑ دیا۔ اسی طرح تین بار بغل گیر ہوئے اور فرمایا "جاؤ تمہیں اجازت ہے۔"

فیضِ خدا کہ بر دلِ آگاہ مے رسد
اَے دل بہوش باش کہ ناگاہ مے رسد

"سخنِ نغز" میں مرقوم ہے کہ "حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ قدس سرہٗ العزیز شریعت اور طریقت دونوں کے نقیب تھے۔ علمِ باطن کے ساتھ ساتھ علمِ ظاہر کا بھی وافر حصہ رکھتے تھے۔ علم سے محبت آج تک ان کے خلفاء کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ شریعت کی پابندی آپ کا عزیز ترین مسلک تھا اور آپ کے خلفاء بھی شریعت کو طریقت کا لازمہ سمجھتے تھے۔ آپ جب بھی کسی کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرماتے تھے تو اس سے ارکانِ اسلام کی پابندی کا عہد لیتے تھے۔"

Marfat.com

نافع الراسخین میں لکھا ہے کہ،

"دست بیعت جناب ولائیت مآب بے شک و بلاریب دست بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ چراکہ مستقیم بر شریعت نبوی بلکہ یک سر موئے مخالف از شریعت نہ ورزیدے وہر آنکس کہ مستقیم بر شریعت باشد عین ولائیت ہمیں باشد۔" (یعنی شریعت پر مستقیم ہونا ہی عین ولائیت ہے۔)

حضرت خواجہ محمد فاضل شاہؒ چشتیہ سلیمانیہ سلسلہ کے ایک بلند پایہ عالم دین اور عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ "نافع الراسخین" محمد زعفرانؒ کی فارسی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ "سخن نغز" کے نام سے بدرالجی صاحب نے کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ نافع الراسخین کے مصنف آپ کے پیر بھائی تھے اور مجاز بھی۔ اس نسخہ ملفوظات میں آپ کے مختصر احوال و مناقب ہیں، اور آپ کی چند خاص کرامات کا ذکر بھی ہے۔

ایک خاص کرامت کا ذکر صاحبزادہ انقال احمد شاہ صاحب نے اپنے مکتوب گرامی میں کیا ہے:

حضرت خواجہ محمد فاضل شاہؒ کا وصال ۳۰ شعبان کو ہوا تھا۔ مگر حضرت کریم شاہ اللہ بخش تونسویؒ نے آپ کے سالانہ عرس مبارک کی تاریخیں ۲۷، ۲۸، ۲۹ شعبان مقرر کی تھیں۔ ایک دفعہ سجادہ نشین اول حضرت سید عبداللہ شاہ حج مبارک کے لئے گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے واپسی میں تاخیر ہوئی۔ عرس مبارک کے ایام قریب تھے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے خلیفۂ اول کے صاحبزادے گڑھی شریف میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہیں پریشانی لاحق ہوئی کہ اگر عبداللہ شاہ صاحبؒ تشریف نہ لائے تو عرس کیسے ہوگا۔ رات کو خواب میں حضرت خواجہ محمد فاضل شاہؒ نے انہیں فرمایا کہ اول تو عبداللہ شاہ آجائیں گے۔ اور اگر وہ نہ آئے تو میں خود قبر سے باہر آکر عرس کا اہتمام کروں گا۔ کیونکہ یہ تاریخیں میرے پیرزادے کی مقرر کردہ ہیں۔"

حضرت خواجہ محمد فاضل شاہؒ اپنی ان تمام باطنی قوتوں کو اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ

Marfat.com

محمد سلیمان تونسویؒ کی شفقت اور توجہ کا اعجاز سمجھتے تھے۔ آپ کی اس عقیدت کا اظہار اس شعر سے بخوبی ہوتا ہے۔

کیمیائیست عجب بندگیٔ پیرِ مغاں
خاکِ او گشتم و چندیں درجاتم دادند

حضرت خواجہ محمد فاضل شاہؒ کا وصال ۲۰ شعبان ۱۲۹۰ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک واہ کینٹ کے قریب موضع گڑھی افغاناں (ضلع راولپنڈی) میں واقع ہے اور مرجع خواص و عوام ہے۔ آپ نے اپنے دو برادر زادوں خواجہ محمد عبداللہ شاہؒ اور خواجہ احمد شاہ مجذوبؒ کو اپنی اولاد کی طرح پالا۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس لئے اپنا خصوصی باطنی فیض خواجہ احمد شاہ مجذوبؒ کو سونپا۔ بعد میں حضرت پیر پٹھانؒ کے حکم کے تحت خواجہ احمد شاہ مجذوبؒ فتح جنگ سے چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع اجوآلا میں تشریف لائے اور مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے۔ وہیں آپ کا مزارِ مبارک ہے۔ گڑھی شریف میں آپ کے وصال کے بعد آپ کے برادر زادہ خواجہ محمد عبداللہ شاہؒ سجادہ نشین بنے یہ انہیں حضرت کریم شاہ اللہ بخش تونسویؒ سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔

Marfat.com

حضرت مولوی ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ نواحی تونسہ شریف کے رہنے والے تھے۔ حافظ کلام ربانی تھے علوم سلوک حضرت غوثِ زمان ؒ سے حاصل کئے۔ اکثر اوقات اپنے آپ کو تعلیم علوم میں مصروف رکھتے تھے۔

حضرت مولوی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی قادر بخش ؒ پہلے تونسہ شریف میں نواب محمد صادق خان والی بہاولپور کے مختارِ کار تھے۔ سب کچھ ترک کر کے حضرت غوثِ زمان ؒ کے آستانہ مبارک میں ساری زندگی بسر کر دی۔ حضرت غوثِ زمان ؒ نے آپ کو خلافت بھی عطا کی۔ آپ کو یہ مقامِ خاص حاصل تھا کہ حضرت غوثِ زمان ؒ کی مہر شریف ہمیشہ آپ کے پاس رہتی تھی۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ حضرت غوثِ زمان ؒ کے خلفائے عظام میں سے تھے۔ تبلیغ دین اور اشاعتِ سلسلہ میں آپ کا نام نامی سنہری حروف میں لکھے جانے

Marfat.com

کے قائل ہے۔ تیرھویں صدی ہجری کے اواخر میں سیال شریف کی خانقاہ مرجع خواص و عوام تھی۔ آپ نے ایک ایسا مرکز شریعت و طریقت قائم کیا جس کا فیض دور و نزدیک پھیلا اور ایک جہان کو منور کر گیا۔ جلال پور شریف، گولڑہ شریف، چاچڑ شریف، مروالہ شریف بھیرہ شریف اور دیگر خانقاہوں کے چراغ اسی آفتاب معرفت سے روشن ہوئے، جن کا فیضان نور آج بھی جاری ہے۔

آپ ۱۲۱۴ھ میں موضع سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں محمد یار تھا۔ آپ کا نام شمس الدین ہے اور لقب شمس العارفین۔ ابتدائی تعلیم سیال شریف اور موضع میکی ڈھوک (کھیل پور) میں حاصل کی حدیث کی سند حافظ دراز کابلی سے حاصل کی۔ تکمیل علوم ظاہری مولوی محمد علی مکھڈی سے کی اور اسی مدرسہ میں استاد گرامی قدر نے آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔

مولوی محمد علی مکھڈیؒ جب تلاش مرشد میں غوث زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تونسہ شریف گئے تو آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔ آپ اس وقت اٹھارہ سال کے تھے۔ دونوں استاد و شاگرد حضرت غوث زماںؒ کے مرید ہو گئے اور پھر بعد میں نعمت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

آپ کو حضرت غوث زماںؒ نے ۱۲۵۰ھ میں خلافت عطا کی، جس وقت آپ کی عمر چھتیس ۳۶ سال کی تھی۔ ۱۲۶۰ھ میں سیال شریف کی خانقاہ ایک بہت عظیم اسلامی درسگاہ اور مرکز رشد و ہدایت کی شکل اختیار کر گئی جس کا روحانی فیض آج تک جاری ہے۔

آپ کو اپنے مرشد پاک حضرت غوث زماںؒ سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ خدمت شیخ کی یہ کیفیت تھی کہ مہار شریف کے سفر میں حضرت غوث زماںؒ کا سامان اپنے کاندھوں پر رکھ کر سواری کے آگے آگے پیدل چلتے تھے۔

اے شانہ اگر سر نہ نہی در تہ آرہ!
ہرگز بہ سر زلف نگارے نہ رسی
تا خاک تُرا کوزہ نہ سازند کلالاں!
ہرگز بہ لب لعل نگارے نہ رسی

عقیدت کا یہ حال تھا کہ ایک بار تونسہ شریف میں حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے اور لوگ بھی تھے۔ اتنے میں کوئی بزرگ ملنے آئے اور حضرت غوثِ زماںؒ سے چند باتیں کرنے کے بعد رخصت ہو گئے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے حاضرین سے فرمایا کہ "یہ خضر ہیں۔ ان سے ملنا چاہو تو باہر جا کر مل لو۔" سب بھاگے مگر آپ بیٹھے رہے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے پوچھا آپ نہیں گئے۔ عرض کیا کہ "میرے خضر تو آپ ہیں مجھے اور کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کی زیارت کر رہا ہوں جس کی زیارت کے لئے خضر آتا ہے۔"

حضرت غوثِ زماںؒ نے خوش ہو کر فرمایا:

"اللہ سائیں! میرے سیال نوں رنگ لائیں۔"

(والدِ گرامی) حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صدری سلیمانیؒ (مرید حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ و خلیفہ مجاز حضرت میاں محمد عبدالصمد فخری زبیری سیلمی دہلویؒ) سے منقول ہے کہ "جس دن حضرت غوثِ زماںؒ نے آپ کو خلافت عطا کی تو اپنے حجرہ مبارکہ کا دروازہ بند کر دیا۔ شیخ و مرید دونوں کچھ دیر اندر رہے۔ مخلوق باہر کھڑی تھی۔ جب دروازہ کھلا تو دونوں باہر آئے مگر کوئی پہچان نہیں رہا تھا کہ حضرت غوثِ زماںؒ کون ہیں اور حضرت پیر سیال کون ہیں۔ پریشانی بڑھی تو کسی محرمِ راز نے کہا کہ جس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ہے وہ حضرت غوثِ زماںؒ ہیں اور جس کی آنکھوں میں آنسو ہیں وہ پیر سیالؒ ہے۔ اور یوں آپ کا لقب سلیمانِ ثانی ہوا۔"

اسی مضمون کا ایک واقعہ حضرت پیر سید کرم شاہ صاحب دامت برکاتہٗ نے ماہنامہ "ضیائے حرم" کے شمس العارفین نمبر میں یوں تحریر کیا ہے:

"اپنے شیخ سے کامل درجہ کی محبت نے باطن کو تو ہم رنگ کر ہی دیا تھا۔ ظاہری شکل و صورت میں بھی ایسی مماثلت پیدا ہو گئی تھی کہ حضرتؒ کو دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ اس نے حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کی زیارت کی ہے۔ آپ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں جب تونسہ شریف حاضر ہوئے تو آستانہ

Marfat.com

عالیہ کے تالاب پر تشریف فرما تھے۔ جس نے دیکھا یہی سمجھا کہ حضرت پیر پٹھانؒ تشریف فرما ہیں۔ کسی خادم نے دوڑ کر حضرت خواجہ کریم تونسویؒ کی خدمت میں گذارش کر دی کہ قبلہ میں اپنی آنکھوں سے حضرت پیر پٹھانؒ کو تالاب پر بیٹھے دیکھ کر آیا ہوں۔ حضرت خواجہ کریمؒ نے سُن کر فرمایا:

"پتہ چلتا ہے کہ مولوی سیالوی آ گئے ہیں۔"

تاریخ مشائخ چشت میں ہے کہ "شیخ سیالویؒ کا اخلاق بہت بلند تھا۔ ہر آنے والے سے خلوص و محبت کا اظہار کرتے تھے۔ شریعت کے معاملہ میں بہت سخت گیر تھے۔ سماع بالمزامیر سے اجتناب کُلّی کرتے تھے۔"

۲۲ صفر ۱۳۰۰ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ نمازِ جنازہ حضرت مولوی معظم الدین مرولویؒ نے پڑھائی۔ آپ کے عبادت خانہ میں آپ کا مزارِ مبارک بنا۔ مفتی غلام سرور لاہوری صاحب خزینۃ الاصفیا نے تاریخ لکھی:

چو سرور جُست تاریخش ز ہاتف!
بگفتا "شمسِ اوجِ علم و دیں رفت"

آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ محمد دین سیالویؒ سجادہ نشین بنے۔ اُن کی بیعتِ ارادت و خلافت اپنے والدِ گرامیؒ سے تھی۔ مزید براں حضرت غوثِ زمانؒ کے سجادہ نشینِ اوّل حضرت خواجۂ کریم شاہ اللہ بخش تونسویؒ نے بھی انہیں خلعتِ خلافت اور دستارِ فقر سے سرفراز فرمایا تھا۔

Marfat.com

مولوی غلام محمدؐ رسول پوری رحمۃ اللہ علیہ

(از مولوی محمد رمضان معینی تونسوی)

آپ کا اصل وطن ضلع بیہ تھا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ساہیوال میں رہے۔ اور پھر رسول پور میں جا بسے۔ ایک دفعہ بہاول نگر کا ایک لالیکا سردار آپ سے سخت ناراض ہو گیا اور مشتعل ہو کر آپ کا گھر بار اور سامان چھین لیا۔ اس بے سروسامانی کے عالم میں کسی نے مشورہ دیا کہ تونسہ شریف جاؤ۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تمہاری مشکل حل کر دیں گے۔ آپ تونسہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ اُدھر تونسہ شریف میں حضرت غوث زماںؒ وضو کر رہے تھے۔ حضرتؒ نے خلافِ معمول تین لوٹوں سے وضو کیا۔ خادم نے وجہ پوچھی تو فرمایا ایک مصیبت کا مارا میرے پاس آ رہا ہے۔ اس کے انتظار میں وضو میں دیر لگائی ہے۔

اتنے میں مولوی غلام محمد صاحب تونسہ شریف حاضر ہو گئے اور اپنی بپتا سنائی۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے اس لالیکا سردار کو خط لکھا کہ اس شخص کا سب کچھ واپس کر دو، ورنہ تمہارا سب کچھ برباد ہو جائے گا۔ آپ یہ خط لے کر اس سردار کے پاس گئے۔ اس نے بوسہ دیا، آنکھوں پر لگایا اور سب کچھ واپس کر دیا۔ آپ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے۔ تونسہ شریف آئے، بیعت ہوئے اور حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد حضرتؒ نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرما دی۔ آپ واپس رسول پور آ گئے۔

رسول پور سے ہجرت کر کے ملتان چلے گئے اور وہاں مسجد گوندی والی میں قیام کیا۔ اسے مسکن بنایا اور اسے آباد کر کے رشد و ہدایت کا مرکز بنا دیا۔ آپ کا وصال ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ کو ہوا۔ آخری آرام گاہ اور مزارِ مبارک مسجد مذکورہ میں ہے۔

Marfat.com

حضرت حاجی نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(مؤلف مناقب المحبوبین)

آپ کا نام محمد نجم الدین تھا۔ حاجی صاحب کے نام سے مشہور ہوئے حضرت سلطان التارکین حمید الدین ناگوریؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام حضرت شیخ احمد بخشؒ تھا جو ولیٔ کامل تھے۔ آپ کی ولادت ۴ رمضان المبارک ۱۲۳۴ھ (۲۶ جون ۱۸۱۹ء) کو بلدہ جوجھنوں میں ہوئی۔ یہ قصبہ جے پور کے مضافات میں دہلی سے ۸۰ کوس کے فاصلہ پر ہے۔

چار پانچ سال کی عمر میں مکتب گئے۔ قرآن پاک ختم کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر تک چند فارسی کی کتابیں اور کتب فقہ پڑھیں۔ ایک دفعہ آپ شاہ حبیب اللہ قادری صاحب کی تصنیف انیس العارفین پڑھ رہے تھے جس میں بہت سے مسائل سلوک درج تھے۔ اس کے مطالعہ سے آپ کے دل میں جذبۂ یادِ الٰہی پیدا ہوگیا اور یادِ الٰہی میں معروف ہوگئے۔ اسی کتاب میں لکھا تھا:

خواجگی بے پیر بودن کار ناداناں بود
ہر کرا پیرے نباشد پیر او شیطاں بود

(ترجمہ:۔ بغیر پیر کے خواجگی اختیار کرنا نادانوں کا کام ہے۔ جس کا کوئی پیر نہ ہو۔ اس کا پیر شیطان ہوتا ہے)

پس آپ کے دل میں مرشد کامل کی طلب پیدا ہوئی۔ اپنے گھر سے اجمیر شریف چلے گئے۔ وہاں عرس مبارک میں شرکت کی اور وہیں معتکف رہے اور مرشدِ کامل کے حصول کے لئے دعا کرتے رہے۔ آخر ایک رات خواب میں کسی نے کہا کہ خواجہ سلیمانؒ کا مرید ہوجا۔ اطمینان نہ ہوا اس لئے کہ نام تو مل گیا مگر مقام کا کوئی اشارہ نہ تھا۔

اجمیر شریف سے روانہ ہو کر حاجی صاحبؒ ناگور میں آئے اور اپنے جدِ بزرگوار سلطان التارکین کے ہاں معتکف ہوئے۔ ایک رات زیارت ہوئی۔ حاجی صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت میری

فرمائیں کہ مُرشدِ کامل مل جائے۔ آپ نے فرمایا "اے بیٹے یہ تیرھویں صدی ہجری کا دور ہے۔ اس وقت مُرشدِ کامل کہاں۔ البتہ ایک ہیں جن کا نام محمد سُلیمان ہے۔ وُہ بزرگِ کامل ہیں کہ ہزارہا مخلوق ان کی مرید ہوتی ہے۔ اور اپنے مقصود کو پہنچتی ہے۔ ان کے پاس جا کہ تیرا حصّہ وہاں ہے۔"

حاجی صاحب ناگور سے چل کر بیکانیر، بہاولپور، ملتان ہوتے ہُوئے ۱۲ شعبان ۱۲۵۰ھ (۱۴ دسمبر ۱۸۳۴ء) کو تونسہ شریف پہنچ کر حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

خُود فرماتے ہیں،

"میں بنگلہ شریف میں چلا گیا اور دو زانو ہو کر باادب بیٹھ گیا۔ کافی دیر کے بعد آپ نے مراقبہ سے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا اور فرمایا "بیا اے مردِ ہندوستانی ہندی ہستی" (ترجمہ: اے ہندوستانی آ۔ تو ہندی ہے نا) میں نے کہا۔ ہاں۔ اسی وقت آپ نے یہ شعر پڑھا:

ہندو ہے بُت پرست مسلماں خُدا پرست!
ہم بندے ہیں اسی کے جو ہے آشنا پرست

پھر فرمایا کیسے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا "نہ طلبِ دُنیا دارم نہ طلبِ عقبےٰ دارم۔ طالبِ خدا ہستم۔ خدا را مے خواہم" (ترجمہ: نہ دُنیا کی طلب ہے، نہ عقبیٰ کی۔ طلبِ خُدا ہے، خُدا کا طالب ہُوں۔) میری پُشت پر اپنا دستِ مُبارک مارا اور فرمایا "آفریں صد آفریں۔ مرد ہو۔ پھر فرمایا کہ تُو وُہ ہے ــــ جو کسی کا بھیجا ہُوا آیا ہے" میں نے عرض کیا کہ "مجھے میرے جدِ بزرگوار سُلطان التارکینؒ نے بھیجا ہے۔" فرمایا "مرحبا فی الحال بیٹھو۔ مغرب کے وقت تمہیں بیعت کریں گے۔"

حضرت غوثِ زماںؒ سے بیعت ہونے کے بعد حاجی صاحب حسب الارشاد مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ چند سلوک کی کتابیں آداب الطالبین۔ سیر الاولیاء، کشکول، لوائح جامی، مرقع، عشرہ کاملہ عربی، رسالہ تقسیمِ اوقات، دیوانِ حافظ، گلشنِ راز اور فقرات وغیرہ بھی آپ سے پڑھیں۔ حاجی صاحبؒ کو حضرت غوثِ زماںؒ سے اس قدر عشق تھا کہ ایک لمحہ بھی حضرت غوثِ زماںؒ کی صحبت و زیارت کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ تین ماہ تک تونسہ شریف میں رہے۔ پھر آپ کے ساتھ تاج سرور میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے عُرسِ مُبارک میں شرکت کی۔ وہاں سے حضرت غوثِ زماںؒ

Marfat.com

پاک پتن شریف روانہ ہوئے اور حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے عرس مبارک میں شرکت کی۔ حاجی صاحب بھی ہمراہ تھے۔

سات محرم کو پاکپتن شریف میں خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے کلاہِ مبارک، پیراہن اور خرقہ خاص عنایت کرتے ہوئے فرمایا" ہمارے خاندان میں دو کتابیں ہیں ایک کشکول۔ دوسرے مرقع۔ جب خلافت دیتے ہیں تو ان کتابوں کی بھی اجازت دیتے ہیں۔
اس کے بعد حضرت غوثِ زماںؒ تونسہ شریف کی طرف روانہ ہوگئے اور حاجی صاحب اپنے وطن چلے گئے۔ پھر یہ دستور بنالیا تھا کہ سال کے بارہ مہینوں کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ایک حصہ تونسہ شریف ایک حصہ اجمیر شریف، ایک حصہ دہلی شریف اور ایک حصہ اپنے گھر میں رہتے تھے۔

حضرت غوثِ زماںؒ نے ایک مرتبہ حاجی صاحبؒ کے بارے میں فرمایا،

"ہندوستان سے میرے پاس سینکڑوں لوگ آئے۔ مگر سچے طالبانِ راہِ خدا دو ہی آدمی آئے۔ ایک شاہ صاحب (حافظ محمد علی خیرآبادیؒ) اور دوسرے نجم الدین (حاجی نجم الدین سلیمانیؒ)۔"

حاجی صاحبؒ اسی طرح چھ مرتبہ تونسہ شریف حاضر ہوئے۔ آخری مرتبہ جب واپس آئے تو حج کی تیاری کی۔ جس رات روانگی تھی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت غوثِ زماںؒ فرمارہے ہیں:

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید

(اے لوگو جو حج گئے ہو تم کہاں ہو کہاں ہو۔ محبوب تو اسی جگہ ہے۔ آجاؤ۔ آجاؤ۔)

خیر پھر جانے کی اجازت مل گئی تو حاجی صاحبؒ روانہ ہوگئے۔ حج مبارک اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ حج وزیارت کے بعد واپس کر تونسہ شریف حاضر ہوئے۔ اسی طرح ۱۲۵۳ھ سے لے کر ۱۲۶۷ھ تک چودہ سال حاجی صاحبؒ سنگھڑ شریف میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے وصال کے وقت بھی موجود تھے۔ وصال کے بعد بھی تین مرتبہ تونسہ شریف حاضری دی۔

Marfat.com

حاجی صاحبؒ کی نظم و نثر میں بے شمار تصانیف ہیں۔ ان میں سے زیادہ مقبولیت مناقب المحبوبین کو حاصل ہوئی۔ ۱۲۸۷ھ میں اجمیر شریف کے عرس مبارک میں شرکت کے بعد اپنے وطن پہنچے تو بیمار ہو گئے۔ آپ کا وصال ۱۹ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ (۱۳ دسمبر ۱۸۷۰ء) کو ہوا۔ مزار مبارک فتح پور راجپوتانہ میں ہے۔ آپ کے وصال کے بعد سب سے بڑے فرزند مولوی محمد نصیر الدین شاہؒ سجادہ نشین بنے۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن قادری رانوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے مشہور خلفاء میں سے ایک حضرت شاہ عبدالرحمٰن قادری رانویؒ تھے۔ آپ اگرچہ دوسرے سلسلہ ہائے تصوف سے بھی استفادہ کرتے تھے۔ مگر حضرت شاہ تونسویؒ نے آپ کو اجازت اور کلاہ خلافت عنایت فرمائی تھی۔ آپ کا چہرہ نورانی اور دل درد سے مالا مال تھا۔ آپ عالم بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔ آپ کو تصوف اور سوز درویشی کا مذاق بدرجہ اتم تھا۔

مولانا جلال الدین طاہر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ایک مولانا جلال الدین طاہرؒ ہیں۔ آپ ایک طرف طلبہ کو درس و تدریس میں مصروف رکھتے تھے اور دوسری طرف اہل باطن کو خصوصاً طور پر باطنی علوم سے آشنا کرانے میں مشغول رہتے ہیں۔

Marfat.com

خان محمد عظیم خاں قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مریدوں میں سے ایک مرید صادق خان محمد عظیم خاںؒ بھی تھے، آپ فنافی الشیخ کے مقام پر تھے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی شخص آپ کے مرشد کا نام زبان پر لاتا تو آپ بے تاب اور نیم بسمل ہو جاتے۔

ایک صبح حضرت شاہ محمد سلیمانؒ آپ کو اپنے حجرہ میں لے گئے، گلے لگایا اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "محمد عظیم ہمارا بھائی ہے۔ وہ پاک سیرت انسان ہے"؛

مرا بہ سادہ دلی ہائے من تواں بخشید
خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم!

حضرت مولوی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

آپ کلہرا کے رہنے والے تھے۔ تمام علوم معقول و منقول میں شانِ عظیم کے مالک تھے۔ اکثر درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ غلام نبی مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

(منقول از میاں عبدالصمد مہاروی دامت برکاۃ)

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے سب سے بڑے فرزند حضرت خواجہ نور الصمد شہیدؒ تھے، جو درگاہِ معلّٰی کے سجادہ نشینِ اوّل تھے۔ حضرت شہید صاحبؒ کے فرزندِ دوم حافظ غلام نبی مہارویؒ تھے۔ آپ قرآن پاک اور دلائل الخیرات کے حافظ تھے۔ صاحبزادگان مہاروی میں سے سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت غوثِ زماںؒ سے بیعت کی تھی۔

بعد ازاں آپ نے اپنے خواہرزادگان حضرت خواجہ نور بخش مہارویؒ (سجادہ نشینِ چہارم)، حضرت مولانا قطب الدین مہارویؒ اور حضرت میاں فخر الدین مہارویؒ کو بھی حضرت غوثِ زماںؒ سے بیعت کرایا۔

خاندانِ مہاروی میں سے اوّلین مرید ہونے کا شرف آپ کو ہی حاصل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت غوثِ زماںؒ نے آپ پر خصوصی شفقت فرمائی اور نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خاندانِ مہاروی میں سے حضرت غوثِ زماںؒ کے سب سے پہلے مرید اور سب سے پہلے خلیفہ آپ ہی ہیں۔

حضرت قبلۂ عالمؒ نے حضرت غوثِ زماںؒ کو وہ تمام خاص الخاص اوراد و وظائف عطا فرما دیئے تھے، جو انہیں فخرِ جہاں حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ سے عطا ہوئے تھے۔ ان اوراد اور وظائف میں ایک خاص درود پاک بھی تھا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے وہ خاص درودِ پاک آپ کو عطا کیا اور بکثرت پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ منقول ہے کہ اس درودِ پاک کی برکت سے آپ کو لیلۃ القدر دیکھنا نصیب ہوئی، کمالِ بندگی کی اُس صورت میں جس کی طرف حکیم الاُمّت علامہ اقبالؒ نے اشارہ کیا ہے کہ:

"کمالِ بندگی دیدارِ یار است"

آپ کے فرزندِ اکبر حضرت میاں عبدالغفور مہاروی سلیمانیؒ نے عرض کیا "باباسائیں،

لیلۃ القدر پانے کے بعد آپ نے کیا دُعا مانگی تھی؟" آپ نے فرمایا "بندہ تا بجیز تہجد کے وقت حالتِ قیام ہی میں تھا۔ نمازِ تہجد ترک کر کے کچھ مانگنے سے مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آئی، اس لئے مشغولِ نماز ہی رہا۔"

آپ کو حضرت غوثِ زماں سے بے حد وحساب محبت وعقیدت تھی۔ آپ نے درگاہِ معلّٰی کے صدر دروازہ کے قریب چاہ کے شرقی جانب اپنے پیر و مرشد کے قیام کے لئے دو کمرے کچے تعمیر کرائے تھے، جن میں حضرت غوثِ زماں ایامِ زیارت و عرس مبارک میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ اللہ بخش تونسوی نے اپنے دورِ خلافت میں وہیں قریب ہی شیش محل کے نام سے ایک خوب صورت اور بلند و بالا سہ منزل عمارت تعمیر کرائی تھی، مگر کبھی کبھی مذکورہ بالا کچے کمروں میں بھی قیام کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہاں میرے دادا پیر پٹھان قیام فرمایا کرتے تھے، اِس لئے یہ حجرے میرے لئے قابلِ احترام اور باعثِ برکت ہیں۔

حضرت حافظ غلام نبی مہاروی سلیمانی حضرت قبلۂ عالم کے عرس مبارک پر آئے ہوئے تھے۔ یکم ذوالحجہ ۱۲۵۵ھ کو شدید بخار ہوا۔ دو ذوالحجہ کو طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ حضرت غوثِ زماں عرس مبارک میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ علالت کا سن کر آپ کے پاس مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ نزاکتِ حال دیکھ کر فرمایا "صاحبزادہ صاحب اپنے پیرانِ عظام کو یاد کرو۔" آپ نے آخری لمحات میں عرض کیا:

"آپ میرے پیر و مرشد ہیں، مجھے یاد ہیں اور میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔"

اتنا فرما کر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کا سجع مبارک یہ تھا:

"غلام نبی را بدوزخ چہ کار"

آپ کے بعد فرزندِ اکبر میاں عبدالغفور مہاروی سلیمانی آپ کے جانشین بنے۔ گلشنِ ابرار میں ہے کہ آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد اپنے پیر و مرشد کے ساتھ کمال اعتقاد رکھتے تھے۔ اپنے پیر بھائیوں کو نہایت

Marfat.com

ت اور پیار کی نظر کے ساتھ دیکھتے تھے حضرت غوثِ زماںؒ بھی اِن کے حق میں بے حد
فقت اور مہربانی مبذول فرماتے تھے؛ بلکہ انہیں اپنے تمام ہم زمان بزرگوں سے زیادہ
احبِ مرتبہ جانتے تھے۔

دو ماہ ذوالحجہ ۱۲۵۵ھ آپ کی تاریخِ وصال ہے، جو ان اشعار سے برآمد ہوتی ہے:

با نورِ صمد خلفِ خدا داد
در حبِ غلامِ نبی زاد؛
پیرش چوں بوقتِ نزع برسید
در بیرِ خدا و ہم نبی دید
سالِ وصالش سروش گفتہ
با دیدنِ پیر جاں بہ بخشید

حضرت خواجہ فیض بخش للّہی رحمۃ اللہ علیہ

(از حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور اُن کے خلفاء تصنیف ڈاکٹر محمد حسین للّہی)

حضرت خواجہ فیض بخش للّہؒ (ضلع جہلم) کے مقام پر ۱۲۲۰ھ کے قریب پیدا ہوئے آپ
والدِ گرامی مولانا کلیم اللہؒ ملتان کے اُس تمیمی انصاری خاندان کے معزز فرد تھے، جو ملتان
ے ہجرت کے بعد یہاں آکر آباد ہوا اور اس گاؤں للّہ کی بنیاد رکھی۔ مولانا کلیم اللہ تمیمی انصاریؒ
الم تھے اور اِس علاقہ کے قاضی اور سردار تھے۔

خواجہ فیض بخشؒ نے قرآنِ پاک حفظ کرنے کے بعد فارسی و عربی کی ابتدائی درسی کتب
لوں سے پڑھیں۔ پھر گجرات (کاٹھیاواڑ) چلے گئے۔ وہاں علومِ دینی کی تکمیل کی۔ وہاں

Marfat.com

سے دہلی چلے گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا اور تکمیل کے بعد سندِ حدیث حاصل کی۔

علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد علومِ باطنی کی طرف توجہ کی۔ قیامِ دہلی کے دوران سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت ہونے کی دلی خواہش تھی مگر یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ہو گیا۔ اُن کے وصال کے بعد آپ نے مولانا غلام محی الدین قصوری نقشبندی مجددیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور سلوک و تصوف کی منازل طے کرنے کے بعد خلافت حاصل کی۔

"تذکرہ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ" میں مرقوم ہے کہ "آپ کا رجحان مسلکِ وحدت الوجود کی طرف تھا اور اس پر اطمینان چاہتے تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کا آفتابِ شہرت نصف النہار پر تھا چنانچہ خواجہ فیض بخشؒ، خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے حالات و کمالات سُن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہی کے ہو رہے۔"

حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت میں رہ کر آپ نے سلوک سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی منازل طے کیں۔ یہاں تک کہ خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ خلافت عطا کرنے کے بعد حضرت غوثِ زمانؒ نے آپ کو بیکانیر جانے کا حکم دیا۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق بیکانیر میں جا کر سلسلۂ درس و تدریس اور رشد و ہدایت جاری کر دیا۔ اس علاقہ کے بہت سے لوگوں نے آپ سے علومِ ظاہری و باطنی حاصل کئے اور ایک کثیر تعداد حلقۂ ارادت میں بھی داخل ہوئی۔ بیکانیر میں پانچ سال قیام کے بعد آپ حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔

حضرت غوثِ زمانؒ نے خصوصی توجہ فرمائی اور لڈر شریف میں قیام کا حکم دیا۔ آپ مستقل طور پر لڈر شریف میں آ گئے۔ یہاں آ کر ایک دینی درس گاہ قائم کی۔ یعنی رشد و ہدایت اور درس و تدریس کا ایسا مرکز قائم کیا، جس سے دُور و نزدیک دینِ اسلام اور سلسلۂ چشتیہ کی روشنی پھیل گئی۔

آپ کے تمام افعال و اعمال سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے اور مسلکِ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کا رکھتے تھے۔ غلبۂ عشقِ الٰہی کی وجہ سے رات رات بھر عبادت میں مشغول رہتے۔ آخری عمر میں استغراقی کیفیت کا غلبہ ہو گیا تھا۔ دُنیا اور اہلِ دُنیا سے

ستغنی تھے۔ اس لئے آپ عوام میں "تارک الدنیا" کے لقب سے مشہور تھے۔"

اسی استغراقی کیفیت میں آخری ایام گزارنے کے بعد ۲۶ ذیقعد ۱۲۸۲ھ کو ذکرِ جہر کرتے ہوئے وصال فرمایا۔ مسجد کے پہلو میں اپنے ہی عبادت خانہ میں آپ کا مزار مبارک بنا، جو مرجع خلائق ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ ناصر الدینؒ سجادہ نشین بنے، جنہیں حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ نے خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(از تصنیف پیر محمد یوسف شاہؒ)

حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہؒ کا سلسلۂ نسب سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام پیر محمد فضل شاہؒ تھا اور آپ کا اصلی وطن جھوک ضلع ڈیرہ غازی تھا۔ حضرت پیر محمد فضل شاہ قریشی ہاشمیؒ غوثِ زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مرید تھے اور اکثر اوقات اپنے پیرو مرشدؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا "فضل شاہ تجھے مبارک ہو کہ تیرے گھر میں ایک ولی کامل پیدا ہونے والا ہے"۔ اس بشارت کے بعد سید عبدالغفور شاہ ۱۲۴۲ھ پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی آپ کو چھوٹی عمر میں ہی حضرت غوثِ زماںؒ کی خدمت میں تونسہ شریف لے گئے اور بیعت کے لئے عرض کیا۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے

Marfat.com

معرفت عطا فرمائی اور بیعت فرما کر اپنی خلافت سے بھی سرفراز فرما دیا۔ آپ کی عمر پچیس سال کی تھی جب حضرت غوثِ زماںؒ کا وصال ہو گیا۔

وصال کی خبر سن کر آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اسی حالت میں روتے روتے سو گئے تو حضرت غوثِ زماںؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا "میں زندہ ہوں۔ تیرا کام اسی طرح کرتا رہوں گا، جس طرح زندگی میں کرتا تھا۔" آپ نے عرض کیا غریب نواز آپ تو زندہ ہیں مگر میری آنکھیں آپ کو دیکھ نہیں سکتیں۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے اسی وقت علمِ عرفان کی بارش فرما دی۔

حضرت غوثِ زماںؒ کے روحانی اشارہ کے مطابق آپ احمد پور شرقیہ میں حضرت عبداللہ شاہ قادری گیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خاندانِ قادریہ کی خلافت و نعمت حاصل کی۔ اس کے بعد کافی عرصہ دشت و صحرا نوردی میں گزارے۔ پھر شیخ فاضل و شور کوٹ سے ہوتے ہوئے مڈ جبانہ (ضلع جھنگ) میں تشریف لائے۔ اور حضرت غوثِ زماںؒ کے ارشادِ گرامی کے مطابق یہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔

آپ تقریباً پچاس برس اسی مقام پر اپنے حجرہ میں قیام پذیر رہے اور مخلوقِ خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔ ایک دفعہ کسی نے عرض کیا کہ حضرت خدا تعالیٰ کے راضی ہونے کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر تو خدا تعالیٰ کی ہر مصیبت اور بلا پر راضی ہے تو جان لے کہ خدا تعالیٰ تجھ پر راضی ہے۔

آپ کا وصال ۱۰ صفر ۱۳۲۸ھ (۲۱ فروری ۱۹۱۰ء) بروز پیر مبارک تھا۔ وہیں مڈ شریف میں آپ کا مزار مبارک بنا، جو آج بھی مرجعِ خلائق ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند عطا کئے۔ خواجہ نور محمد شاہ، خواجہ محمد یوسف شاہ اور میاں اللہ بخش شاہ۔

آپ کے وصال کے بعد فرزندِ ثانی خواجہ پیر محمد یوسف شاہؒ سجادہ نشین بنے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ امام بخش مہاروی رحمتہ اللہ علیہ

(از مخزن چشت)

آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۱۲۴۲ھ میں بروز جمعتہ المبارک ایام عاشورہ میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں حضرت خدا بخش خیر پوری کے دست مبارک پر ۳، ذوالحجہ ۱۲۴۷ھ بروز پیر عرس مبارک قبلۂ عالم کی تقریب میں بیعت کی۔ غوث زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی و دیگر صدہا مشائخ علماء اور حضرات موجود تھے۔ سات سال کی عمر میں حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری نے تجدید بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ حضرت قبلۂ عالم کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی نے ۱۲۶۶ھ میں حضرت قبلۂ عالم کے مزار مبارک پر اپنی طرف سے نعمت و اجازت عطا کی اور فرمایا کہ خرقۂ خلافت و خلعت معمولہ آپ کو اپنے شیخ سے ملے گا۔ (حضرت شیخ خواجہ خدا بخش خیر پوری کا وصال اُس وقت ہو گیا تھا، جب خواجہ امام بخش کی عمر آٹھ سال کی تھی۔) اس مقصد کے پیش نظر آپ کو حضرت خواجہ خدا بخش کے عرس مبارک پر خیر پور روانہ کر دیا۔ وہاں آپ روضہ شریف میں حاضر تھے کہ حضرت خیر پوری کے خادم خاص عبدالخالق خان افغان نے زرکنار لنگی اور قیمتی انگرکھا پیش کیا کہ حضرت خیر پوری نے مجھے یہ خلعت آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ یوں اپنے شیخ و مرشد سے بھی آپ کو خرقۂ خلافت مل گیا۔

ایک دفعہ آپ تبلیغی دورہ کے بعد مہار شریف واپس آ رہے تھے۔ ابھی دو تین دن کی مسافت باقی تھی کہ رات کو خواب میں غوث زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب جلد میری طرف آؤ۔ آپ تونسہ شریف حاضر ہو گئے اور آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ اس عرصہ میں آپ نے حضرت پیر پٹھان سے توفیقیہ شریف (تصنیف خواجہ خدا بخش خیر پوری) کا درس لیا۔

Marfat.com

ایک دن بیمار ہو گئے۔ بیماری بڑھتی چلی گئی۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب بھی موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید پوشاک آپ کے سپرد کی اور فرمایا یہ امانت امام بخش کے سپرد کر دینا۔

صبح آپ خواب پر غور فرما رہے تھے کہ حضرت پیر پٹھان کی طرف سے خادم خاص جوڑا لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب کا حکم ہے کہ آپ غسل فرما کر یہ نیا جوڑا پہن لیں۔ آپ نے غسل فرمایا۔ جوڑا پہنا۔ صحت بھی بالکل ٹھیک ہو گئی۔ پھر آپ نے اجازت چاہی۔

رخصت کے وقت عرض کیا کہ آپ مہار شریف تشریف نہیں لا سکتے۔ وہاں بہت سے لوگ مرد و خواتین آپ سے بیعت کی خواہش رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنا پیراہن منگوایا۔ صندل کے پانی میں دست مبارک بھگو کر پیراہن پر پنجہ مبارک ثبت کر دیا اور فرمایا کہ اس کی آستین میں اپنا بازو ڈال کر جس کو بیعت کرو گے وہ میری بیعت ہو گا۔

حقیقت ہے کہ جو نعمت خواجہ خدا بخش مہاروی کو اپنے والد گرامی خواجہ غلام فرید مہاروی اور اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری سے ملی تھی، اس کی تکمیل غوثِ زمان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نے فرمائی۔ اجازت بیعت کا یہ واقعہ "گلشن ابرار" میں زیادہ وضاحت سے بیان ہوا ہے۔

خواجہ امام بخش مہاروی کا علمی تبحر محتاجِ بیان نہیں۔ آپ کی تصانیف اس کی گواہ ہیں جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ گلشن ابرار ۲۔ مخزن چشت ۳۔ مکتوبات ۴۔ دیوانِ عاجز ۵۔ گنج گنج

آپ کا وصال ۲۰ صفر ۱۳۰۰ھ کو ہوا۔ درگاہِ معلیٰ حضرت قبلہ عالم کے احاطہ میں روضۂ مقدسہ سے متصل مغربی جانب اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

حضرت مولوی غلام رسول چنڑ بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ

(از مقالہ محمد حسن خان میرانی)

حضرت مولوی غلام رسول چنڑ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۰ھ میں موضع خانو والی تحصیل و ضلع بہاول پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا مولوی محمد حسین چنڑ بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ خاص اور محرم راز تھے۔

حضرت مولوی غلام رسولؒ نے مدرسہ مولوی نور جہانیاں بہاول پور میں تعلیم حاصل کی اور تکمیلِ علومِ عقلیہ و نقلیہ کر کے فخرِ روزگار ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے مسندِ درس و تدریس کو رونق بخشی۔ آپ کی علمی ضیاء سے ریاست بہاول پور اور مضافات درخشاں ہوئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طرح روحانی فیض کا سلسلہ ریاست بہاول پور اور مضافات میں قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ سے جاری ہوا۔ اسی طرح علم عربی اور دینیات کی تعلیم کا سلسلہ ریاست میں آپ کی برکت و مساعی جمیلہ سے جاری ہوا۔

آپ حضرت غوثِ زمانؒ کے مرید خاص تھے اور خلیفہ جلیل القدر بھی۔ حضرت غوث زمانؒ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں مرید بنے اور مجاز بھی۔ آپ کے محاسن و مناقب بے شمار ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہاں درج کیا جا رہا ہے، جس سے آپ کے محاسن و مناقب اور مقامات و درویشی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

آپ اور نواب محمد بہاول خان والئی بہاول پور دونوں ایک دفعہ حضرت غوث زمانؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ نواب صاحب موصوف بھی حضرت غوث زمانؒ کے مرید تھے۔ نواب صاحب نے حضرت غوثِ زمانؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کی صحبت بوجہ دوری بہت کم حاصل ہوتی ہے اور مولوی غلام رسول صاحب اگرچہ قریب ہیں مگر وقت نہیں دیتے۔ میری اصلاح کس طرح ہو۔

حضرت غوث زمانؒ نے مولوی صاحبؒ سے فرمایا کہ: "نواب صاحب کی اصلاح

Marfat.com

ساری ریاست کی اصلاح ہے۔ آپ نواب صاحب پر توجہ فرمائیں اور وقت دیا کریں مولوی صاحبؒ نے عرض کیا کہ نواب صاحب جب آتے ہیں حشم وخدم شاہی لے کر آتے ہیں۔ اِس سے طلبہ میں حُبِ جاہ پیدا ہوتی ہے۔ نیز۔ یہ اوقاتِ درس میں آتے ہیں۔ نواب صاحب کو وقت دینے میں اسباق ضائع ہوتے ہیں۔ آخرالامر یہ فیصلہ ہُوا کہ نواب صاحب جب آئیں۔ پُرانی نہر کے کھنڈر پر فلاں درخت کے نیچے تشریف رکھیں اور مجھے بُلالیا کریں۔ اِس میں نہ اسباق کا نقصان ہوگا اور نہ طلبہ میں حبِ جاہ پیدا ہونے کا خطرہ رہے گا۔ چنانچہ مدت تک اس پر عمل ہوتا رہا۔

آپ نے تمام عمر رشد وہدایت اور درس وتدریس میں بسر کی۔ آپ کے احوال ومناقب اور خوارق وکرامات کے متعلق بہت سے واقعات زبان زدِ عوام ہیں۔ علماء اور صالحین میں آپ کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ آپ نے تقریباً ستر برس کی عمر میں بتاریخ ۱۹ ربیع الآخر سن۱۲۹۰ھ وصال فرمایا۔ خانقاہِ ملوک شاہ غازیؒ میں آپ کا مزارِ مبارک مرجع خواص وعوام ہے۔ صاحبِ مقالہ محمد حسن صاحب میرانی بہاولپوری نے تاریخِ وصال نکالی ہے

سالِ رحلتؒ کی حسن ہے فکر کیا
آپ ہیں شیخِ زماں، سلطانِ دیں

۱۲۹۰ھ

حضرت حاجی بختاور رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایامِ قدیم اور زمانِ مدید تک جنابِ ملا تک ملک (حضرت غوث زمانؒ) کی خدمت میں رہے۔ آپ محرمِ حریم خاص تھے۔ شب وروز حضوری میں رہتے تھے۔ حضرت غوث زمانؒ سے نسبتِ خاص حاصل تھی۔ خلافت واجازت بھی عطا ہوئی تھی مگر کسی کو بیعت نہیں کیا تھا۔

Marfat.com

باب ۱۴

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ

خانقاہِ سلیمانی اور لنگر شریف پہلے حضرت غوث زمانؒ کے گاؤں درگ میں ان کے آبائی مکانوں کو درست کر کے جاری ہوئے لیکن مرشد پاکؒ کی منشاء کے مطابق جلد ہی انہیں ایک نسبتاً غیر معروف دِہ "تونسہ" میں منتقل کر دیا گیا۔ یوں معتقدین راستے کی صعوبتوں سے بچے اور خود شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کو اپنے ہم قوموں کی نہ ختم ہونے والی حاسدانہ مزاحمتوں سے بھی چھٹکارا مل گیا۔

خواجہ نور محمد مہارویؒ کے عرس سے واپسی پر حضرت غوث زمانؒ نے تونسہ میں رہائش کے لئے پہلے اونچی دیواروں والا کچا دالان تیار کروایا، پھر نور خان بلوچ کو بھیج کر وطن سے اہلِ خانہ کو بلوایا۔ بعدازاں عبادت کے لئے ایک حجرہ، فقراء کے لئے علیحدہ مجلس خانہ اور ایک تین دیواروں والی بغیر چھت کی مسجد بنوائی جس کی مشرقی جانب کچہری اور قیلولہ کے لئے ایک چوبی چھپر بھی ڈلوایا۔ پہلا مکان صاحبزادہ گل محمدؒ کی شادی پہ تعمیر ہوا۔ پھر مہمانوں کے گھوڑوں کے لئے اصطبل بنے۔ میاں برخوردار چاکی نے مسجد کی دیواروں پر چھت ڈلوادی۔ آہستہ آہستہ آپ کے جید خلفاء نے خانقاہ کے اندر اپنے اپنے حجروں میں مدرسے قائم کر لئے، جو انہی کے ناموں سے موسوم ہونے لگے۔ مدرسہ مولوی محمد عمرؒ، مدرسہ مولوی الٰہی بخشؒ، مولوی احمدؒ صاحب کا بنگلہ وغیرہ کا ذکر مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کے تحت لنگر کو مزید مستحکم اور منظم کرنے کے لئے خلیفہ محمد بارانؒ نے ایک دالان اور تین حجرے تیار کروائے۔ ایک رنگین بنگلہ اور ایک کنواں الف خاں افغان بختیار نے نذر کئے۔ یوں جھونپڑے اور مکانات بنتے ہی چلے گئے اور دیکھتے

Marfat.com

ہی دیکھتے ویرانے کی جگہ ایک سادہ مگر پُروقار بستی نے لے لی جہاں علم و معرفت کے پروانے دور و نزدیک سے مجتمع ہوتے اور اپنی اپنی مُراد کو پہنچتے تھے۔

حضرت غوثِ زماںؒ کے پوتے اور پہلے سجادہ نشین شاہ اللہ بخش تونسویؒ ۱۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور اِسی خانقاہ کے پاکیزہ ماحول میں پروان بھی چڑھے۔ آپ نے اپنے والد خواجہ گل محمدؒ کو شب و روز یا تو یادِ خُدا میں مشغول پایا یا پھر درویشوں کی خدمت میں مصروف دیکھا۔ ان کے وصال کے وقت حضرت ثانیؒ کی عمر صرف اُنیس (19) برس تھی، اور سجادۂ سلیمانی پر آپ چھبیس (26) سال کے سن میں متمکن ہوئے۔ "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي" کے نتیجہ میں اعلیٰ پوشاک اور قیمتی گھوڑوں سے صرفِ نظر کر کے آپ نے سادہ کُرتہ اور نیلا تہبند اپنایا۔ چشتیاں شریف، ناگور شریف اور اجمیر شریف سے ہوتے ہوئے بیسیوں ساتھیوں کے ساتھ دہلی شریف حاضر ہوئے۔ ہر جگہ صاحبزادگان اور عقیدتمندوں کے پرتپاک اور پُرخلوص خیر مقدم نے آپ کو اپنے جدِ امجد کے اعلیٰ اور ارفع مقام سے مزید آگاہ کیا۔ اِسی طرح حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی کایا ہی پلٹ گئی۔ دونوں سفروں کے دوران ہزاروں تشنگانِ بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر ہوتے ہی چلے گئے۔

حضرت ثانیؒ کو رب تعالیٰ نے روحانیت کے ساتھ ساتھ انتظامی امور میں کمال اور تعمیرات کا وافر ذوق و شوق عطا فرمایا تھا۔ درویشوں کی ضروریات اور زائرین کی مشکلات سے بخوبی آگاہ تھے۔ طلباء کی دشواریاں آپ کی لطیف طبع پر گراں گزرتی تھیں۔ مہمانوں کو بھی آپ زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنا چاہتے تھے تاکہ دین کے سیکھنے اور سکھلانے میں کسی قسم کی دِقت یا رکاوٹ پیش نہ آئے۔ لہٰذا جوں جوں آپ کے دادا جانؒ کے خلفاء رحلت فرماتے گئے آپ ان کے کچے اور تنگ مدرسوں کو گرا کے پکی اینٹوں کے فراخ آستانوں میں تبدیل کرتے گئے۔ لنگر سے فائدہ اُٹھانے والے غریب لوگ آپ کے ان تعمیراتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ حلال اور طیب روزی کمانے کے مواقع فراہم کرنا آپ کے طویل المدت تعمیراتی پروگرام کا ایک اہم جزو تھا۔ ضرورت کے مطابق عمارتیں بھی بنتی چلی گئیں اور خام مزدور راسخ العقیدہ

Marfat.com

پختہ کاریگروں کی شکل میں باعزت روزی کمانے کے قابل بھی ہوتے چلے گئے۔

مدرسے، مہمان سرائے، لنگر خانے، رہائشی مکانات اور مسافر خانوں کے ساتھ ساتھ رفاہِ عامہ کے کاموں کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی گئی۔ چاہِ دو راہٹ بنا اور اس سے پانی کی ترسیل کا انتظام کیا گیا۔ گو پرانی مسجد کی جگہ تو ایک کشادہ مسجد نے اعلحضرت تونسویؒ ہی کے وقت میں لے لی تھی مگر اس میں برآمدہ و صحن کی توسیع اور تزئین و زیبائش کا کام مزید پچاس۵۰ سال تک جاری رہا۔ داداجانؒ کے درویشوں کے جوتے سیدھے کرنا آپ نے مانگ کر لیا تھا۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کو اس کی توفیق بھی بے بہا عطا فرمائی۔

حسنِ ظن ہے اور نہ حسنِ اتفاق بلکہ حسنِ تدبیر ہے کہ داخلے کے دونو بڑے دروازے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی شرقی جانب واقع ہیں۔ لہٰذا شمال مشرقی یا جنوب مشرقی دروازے سے آنے والا ہر زائر، طہارت خانوں سے حسبِ ضرورت فائدہ اٹھاتا ہوا، سب سے پہلے ایک لگ بھگ سوا دو ہزار مربع فٹ مگر مستطیل بڑی ٹائلوں کے پکے فرش والے صحن میں پہنچتا ہے جس کی مغربی لمبائی کے عین وسط میں واقع خوبصورت جامع مسجد سلیمانی اسے نہایت خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتی ہے۔ یہاں مزین صحنِ مسجد کے شمالاً جنوباً واقع ۲۴×۲۴ فٹ مربع پانی کے دو حوض اسے دعوتِ وضو دیتے ہیں اس طرح جسمانی آلودگیوں سے پاک اور تر و تازہ ہو کے زائر سب سے پہلے اپنے خالق و مالک کے حضور سجدۂ شکر بجالاتا ہے (خاکہ نمبر ۱، ۲)

سرائے بہاروی اور سرائے حیدرآبادی کے حجرے علی الترتیب اس صحنِ مسجد کی شمال مغربی اور شمال مشرقی حدود کا تعین کرتے ہیں، جنوبی جانب اعلحضرتؒ کے پڑپوتے کا آستانہ محمودیہ ہے۔ صحنِ مسجد کے متوازی مگر مغرب کی جانب وسیع و عریض دالانوں، ابداریوں اور محفل خانوں کے درمیان عظیم الشان روضۂ سلیمانی ہے۔ جس کے کشادہ جنوبی صحن کو مسجد کے جنوبی صحن سے چاندی والا مصری ٹائلوں والا صدر دروازہ ملاتا ہے۔ اس دروازے پر استادہ گھنٹہ گھر ہر پندرہ منٹ بعد وقت گزرنے اور موت کے قرب کا احساس دلاتا رہتا ہے۔ صاحبِ مزار کے قدموں میں ایک پُرشکوہ

Marfat.com

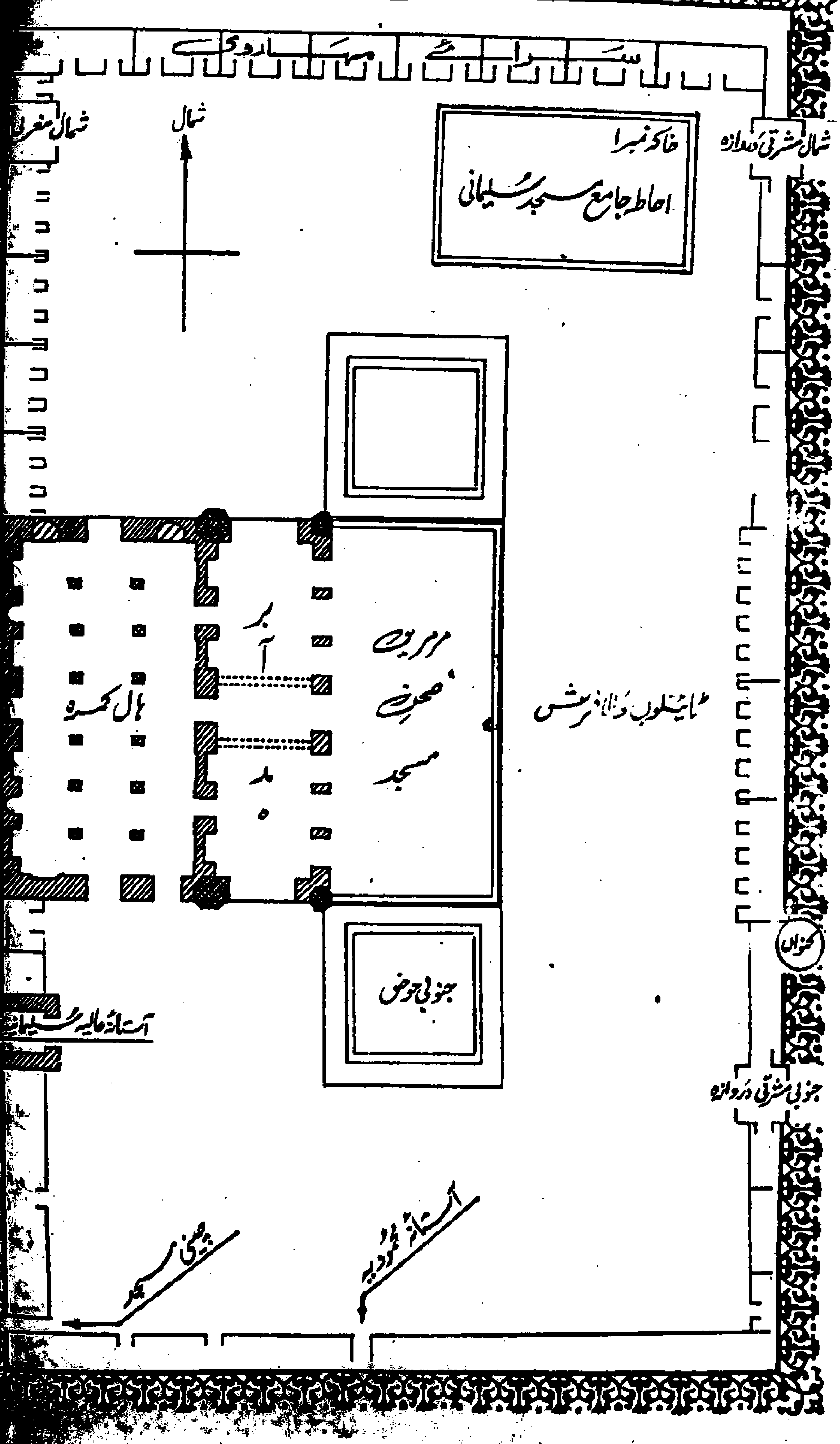
سرائے مہاروی
شمال
خاکہ نمبرا
احاطہ جامع مسجد سلیمانی
شمال مشرقی دروازہ
برآمدہ
ہال کمرہ
مرمریں صحن مسجد
ٹائیلوں والا فرش
جنوبی حوض
کنواں
آستانہ عالیہ سلیمانیہ
جنوبی مشرقی دروازہ
آستانہ محمودیہ

Marfat.com

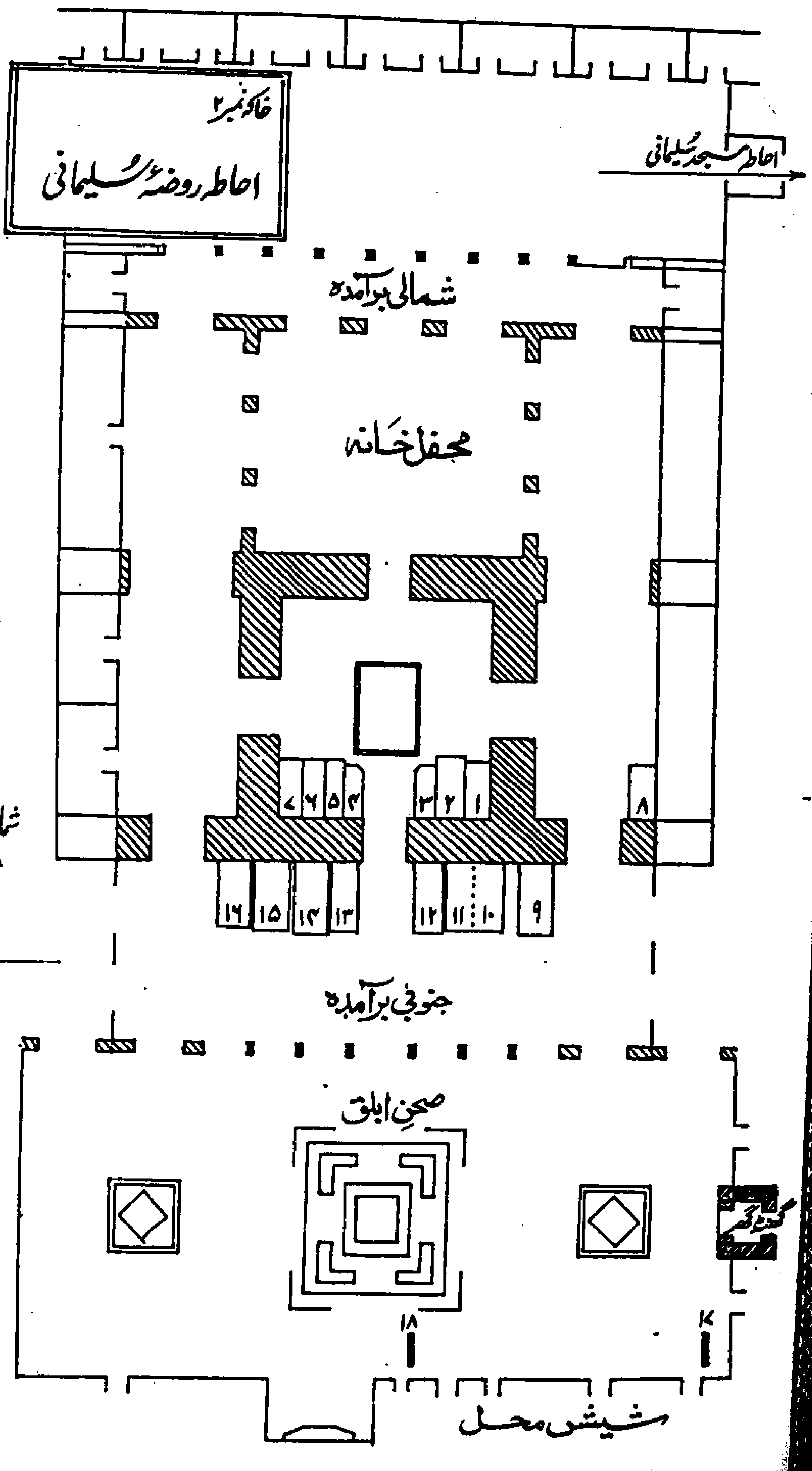
خاکہ نمبر ۲
احاطہ روضۂ سلیمانی
احاطہ مسجد سلیمانی
شمالی برآمدہ
محفل خانہ
۷ ۶ ۵ ۴
۳ ۲ ۱
۸
۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳
۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹
شمال
جنوبی برآمدہ
صحنِ ابلق
۱۸
۱۷
شیش محل

Marfat.com

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے آسودگانِ عالی مقام

نمبر شمار خاکہ نمبر ۲ کے مطابق

۱۔ صاحبزادہ حافظ احمدؒ ولد خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ	
۲۔ خواجہ اللہ بخشؒ ولد خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ	۲۹ رجمادی الاول ۱۳۱۹ھ
۳۔ خواجہ حافظ غلام سدید الدینؒ ولد خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ	۱۲ شوال ۱۲۷۹ھ
۴۔ خواجہ خان محمدؒ ولد خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ	۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ
۵۔ خواجہ محمد حامدؒ ولد خواجہ حافظ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۲۳ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ
۶۔ خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ ولد خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ	۱۵ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ
۷۔ خواجہ خیر محمدؒ ولد خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ	
۸۔ خواجہ غلام زکریاؒ ولد خواجہ حافظ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ
۹۔ خواجہ غلام مجتبیٰؒ ولد خواجہ حافظ احمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ	
۱۰۔ خواجہ حافظ احمد ثانیؒ ولد خواجہ حافظ محمد محمود رحمۃ اللہ علیہ	۳ ذوالحجہ ۱۳۳۶ھ
۱۱۔ صاحبزادہ غلام فرید شہیدؒ ولد خواجہ حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۳۸ھ
۱۲۔ صاحبزادہ غلام عباسؒ ولد خواجہ غلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ	۴ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ
۱۳۔ صاحبزادہ حامد حسنؒ ولد خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	یکم شعبان ۱۳۸۸ھ
۱۴۔ میاں عبداللہؒ ولد خواجہ حافظ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	
۱۵۔ خواجہ حافظ محمد یوسفؒ ولد خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ رجب ۱۴۰۶ھ
۱۶۔ خواجہ غلام اللہ بخشؒ ولد خواجہ حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ رجمادی الاول ۱۴۱۳ھ
۱۷۔ خلیفہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ	
۱۸۔ حافظ محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ	

Marfat.com

پانچ منزلہ شیش محل اِس عہدِ رفتہ کی یاد تازہ کرتا ہے، جب درویشوں کے اِس جمِ غفیر میں شامل ہونے کے لئے امراء و رؤسا بے تاب ہُوا کرتے تھے۔ یُوں ہر آنے والے کا ذوق و شوق آستانہ عالیہ کی دھڑکنوں میں اضافہ کرتا تھا۔ اور صحنِ مسجد کی جنوب مغربی نکڑ سے ایک تنگ اور تاریک راستہ زائر کو ایک چھوٹی سی خوبصورت مگر نجی قسم کی چینی مسجد کی طرف لے جاتا ہے جس نے خدا معلوم کس کس کو اپنے خالق و مالک سے کیا کیا کہتے سُنتے دیکھا ہے۔

چونکہ یہ دِلآویز عمارتوں کا مجموعہ کم از کم پچاس سال کے طویل عرصہ میں قسط وار معرضِ وجود میں آتا رہا تھا، اِس لئے اِن کا محل وقوع، باہمی ربط، قد و قامت اور تناسب وضع قطع ان کی منصوبہ بندی کرنے والوں کی دُور بینی، بالغ نظری اور فنی مہارت کی مُنہ بولتی تصویر ہیں۔ ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی ان کی آن بان اور آرائش و زیبائش میں بے معلوم سا فرق پڑا ہے۔ بروقت اور مناسب دیکھ بھال ہر حال اشد ضروری ہے۔

(۱)

جامع مسجد سُلیمانی

اس کی اہمیت، افادیت، مرکزیت اور دِل آویزی کو دیکھتے ہُوئے اگر مسجدِ سُلیمانی کو آستانہ عالیہ سُلیمانیہ کا دِل مان لیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہال کمرہ، برآمدہ اور صحن اس کے تین اہم جُز ہیں جو اسی ترتیب سے یکے بعد دیگرے معرضِ وجود میں آئے۔ کچی مسجد کو شہید کر کے ہال کمرے کی تعمیر تو حضرت غوثِ زمانؒ کے وقت ہی میں ہوگئی تھی جس کی تصدیق ہال کمرے کو برآمدے سے ملانے والے وسطی دروازے کی چوکھاٹ کے اوپر اور سنگ مرمر کی جالی والے روزن کے نیچے درج تاریخی قطعہ سے بخوبی ہوتی ہے۔ ایک ہی سطر میں لکھے ہُوئے یہ چھ مصرعے کمرے کی طرف سے بخوبی پڑھے جا سکتے ہیں:

بنا کرد ایں مسجدِ محترم | A | محمد بہاول بصدقِ تمام
بے قطب الاقطاب فخرِ انام | | سُلیمان حشمت امام ہمام

بسال اتمام ش خرد گفت زود   فطوبیٰ لبیت کبیت الحرام
۱۲۶۱ھ

اسی کمرے کے شمال۔ اور جنوب۔ مشرق کونوں سے اُٹھتے ہوئے بڑے، زیادہ اُونچے اور کم آراستہ مینار گواہ ہیں کہ ڈیڑھ سو سال قبل اس مسجد کی کُل کائنات بس یہ ہال کمرہ ہی تھی۔ مگر بعد کی پیوند کاری کچھ اس مہارت سے عمل میں آئی کہ آج اس کا پتہ چلانا بھی مشکل ہے۔ سامنے والے دونو چھوٹے مینار جن پر ملتانی کاشی کے کام والی گہرے نیلے رنگ کی ٹائلیں آویزاں ہیں۔ گذشتہ صدی کے شروع کی اضافت ہیں جو برآمدے کی قطعی تکمیل کی نشاندہی کرتے ہیں مرمریں صحن بعد میں بنا جبکہ اس کے گرداگرد بڑی ٹائلوں کا فرش غالباً ۱۳۹۳ھ میں تیار ہوا۔

مسجد کی زیبائش و آرائش کی تکمیل پر کہی گئی متعدد تاریخوں میں مولوی عزیز الدین صاحب بہاولپوریؒ کی یہ تاریخ جو ہال کمرے کو برآمدے سے ملانے والے وسطی دروازے کی شمالی جانب درج ہے، کتنی حسب حال ہے:

شاہ اللہ بخش شیخ فقر و دیں   شہہ سلیماں راست کے مسند نشیں
بہر رضائے خدا حب رسول   مسجدے آراست سنگین و حسین
B
صرف کردہ مال وافر زیب داد   چون ورا بانقش و آیات مبین
از سر انصاف گفتہ چرخ پیر   من ندیدم مسجدے فرخ چنیں
۱۳۰۹

مسجد سلیمانی کے دیدہ زیب نقش و نگار اپنی مثال آپ ہیں لیکن اس کے اندر اور باہر مرقوم لکھائیوں کا موقع اور محل کے مطابق چناؤ اور انہیں نہایت ادب سے اُونچی سطح پر متناسب قلم سے بہت خوشخط طریقے سے لکھنا، تبلیغی افادیت کے ساتھ ساتھ اس کی زیبائش اور آرائش کو بھی چار چاند لگاتے ہیں پھول نما شکلوں میں پیش کردہ آیات اور سورتیں تو خطاطی کے ایسے دیدہ زیب اور نادر شاہکار ہیں کہ ان کی ایک رنگین اٹلس تیار ہونی چاہیئے۔ دراصل یہ پیشکش ایک کھلی کتاب کی مانند ہے جس سے چشتیہ مسلک کا کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق صاف ظاہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

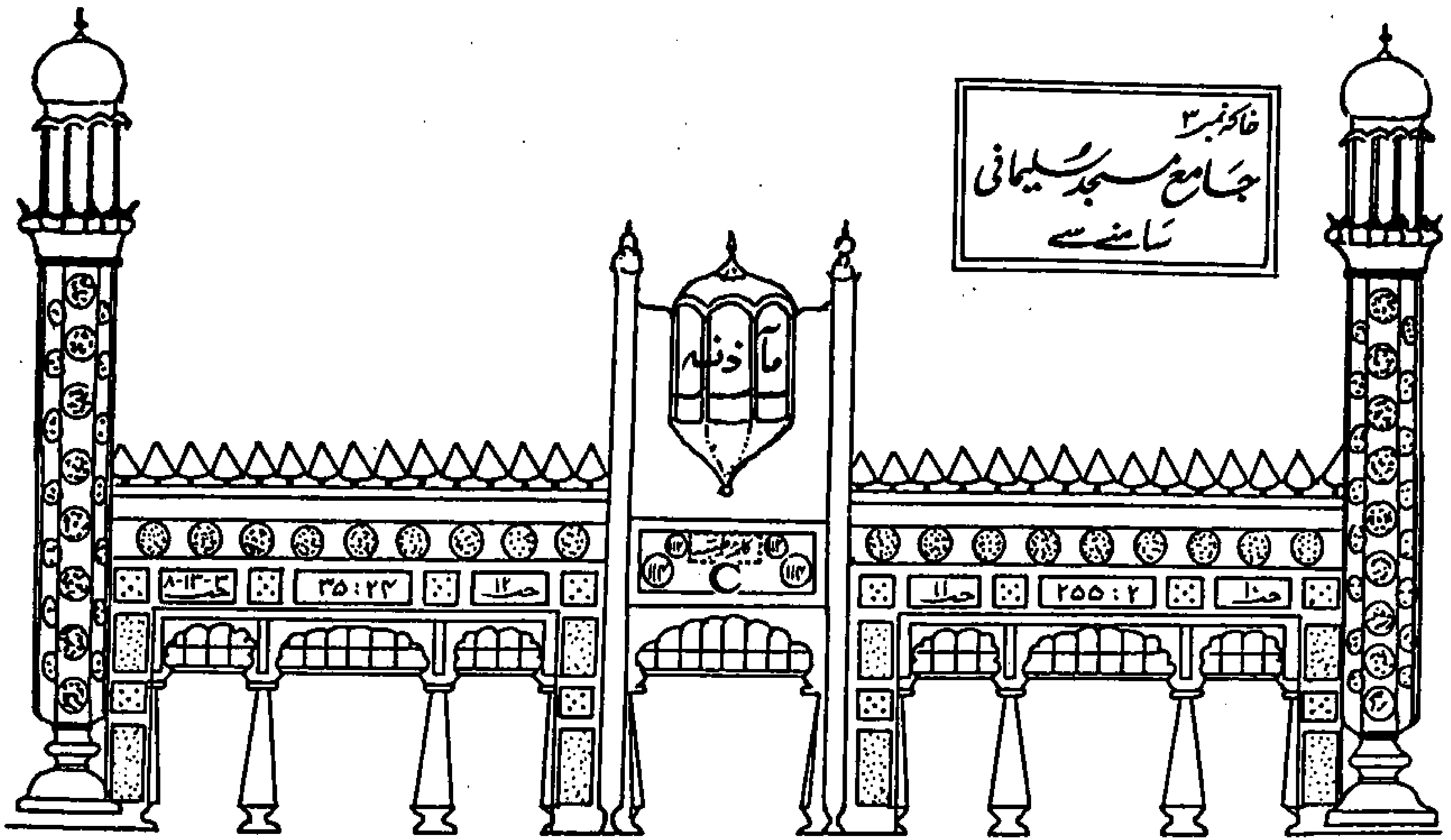

Marfat.com

سجادہ نشینِ خامس خواجہ خان محمد تونسویؒ کی بروقت توجہ کی بدولت ہال کمرے کے نقش ونگار تو از سرِ نو تابندہ نظر آنے لگے ہیں۔ لیکن باقی تمام قطعات وقت کے ساتھ ساتھ مدھم ہونا بلکہ مٹنا شروع ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا محفوظ کرنا آج کی اہم ضرورت ہے اکابرین نے اس خانقاہ کی تاریخ بنائی، بزرگوں نے اسے بنتے دیکھا۔ اور اسے آنے والی نسلوں تک پہنچانا اب ہمارا فرض ہے۔ مسجد کے اندر اور باہر لکھی ہوئی تمام عبارتوں کی افادیت اور اہمیت مسلّم لیکن سوا دو سو آیاتِ قرآنی، سولہ احادیثِ مبارکہ، اتنے ہی تاریخی قطعات، ایک سو اسمائے حسنیٰ، دو سو اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، صلوٰۃ وسلام، دعائیں، اشعار وغیرہ کا جوں کا توں پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ البتہ ان کے محل وقوع سمیت درج ذیل طریقہ سے انہیں آنے والے وقتوں کے لئے محفوظ ضرور کیا جا رہا ہے:۔

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں مسجد سلیمانی سے متعلقہ میرے تمام خاکے نہ تو ہر طرح سے مکمل ہیں اور نہ ہی فنی لحاظ سے بے عیب۔ لیکن یہ مبتنیہ تختیوں کی نشاندہی ضرور کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں مختلف عبارتوں کا محل وقوع جاننے کے لئے بخوبی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

درج ذیل معروضات اگر قاری کے پیشِ نظر رہیں تو ان خاکوں سے فائدہ اٹھانا اور بھی آسان ہو سکتا ہے۔ یہاں مختلف قسم کی لکھائیوں کا اندراج کچھ اس طرح سے ہے :۔

ا۔ قرآنی اقتباسات کو ان کے مکمل حوالہ جات کی شکل میں بصورت سورت نمبر : آیت نمبر درج کیا جا رہا ہے۔ مثلاً پوری آیت الکرسی کو محض "۲ : ۲۵۵" ہندسوں سے اس کی مقررہ تختی پر ظاہر کیا گیا ہے۔ نیز

ا۔ مکمل سورت کے نمبر شمار کو قوسین کے اندر دکھایا گیا ہے۔ جیسے سورۃ الاخلاص ۱۱۲ کو متعلقہ جگہ پر صرف "(۱۱۲)" ہی لکھا گیا ہے۔

ب۔ جہاں بھی سورت پھول نما شکل میں پیش کی گئی ہے وہاں اس کے نمبر کو

ایک بیضے کے اندر دکھایا گیا ہے۔ جیسے "(۱۱۲)"

ج۔ تمام آیاتِ مبارکہ کی ایک مکمل فہرست بھی بطور تتمہ پیش کی جا رہی ہے۔

۲۔ اسی طرح تمام احادیثِ مقدسہ کی ایک مکمل فہرست بھی اِس باب کے آخر میں دیکھی جا سکتی ہے، جس میں ہر اندراج کو علیحدہ نمبر شمار دیا گیا ہے۔ اور خاکوں کے اندر جہاں جہاں یہ احادیث لکھی ہوئی ہیں، وہاں یہی نمبر بصورت "ح۲" لکھ دیئے گئے ہیں۔

۳۔ اسمائے حُسنیٰ کے لئے خاص خاکے تیار کئے گئے ہیں، جو اپنی وضاحت آپ کرتے ہیں۔

۴۔ اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تختیوں کو نشان "ص" سے ظاہر کیا گیا ہے۔ جبکہ ان کی تختیوں کے حساب سے مکمل فہرست بھی ترتیب وار پیش کی جا رہی ہے۔

۵۔ حقیقت اور عقیدت کے آئینہ دار تاریخی قطعات چونکہ پڑھائی کی روانی میں آ سکتے ہیں اسلئے انہیں بالعموم آخر میں درج کیا گیا ہے۔ البتہ ان کا نمبر شمار انگریزی حروفِ ابجد سے لیا گیا ہے۔ خاکوں میں ان کے لئے مخصوص جگہ کو مستطیل نما چوکھٹوں سے ظاہر کر کے متعلقہ حروف کو ان کے اندر دکھا دیا گیا ہے جیسے : Z ۔

۶۔ چونکہ دروازوں کے ارد گرد اور ان کی محرابوں کے نیچے درج بہت سی لکھائیوں کا متعلقہ خاکوں کے اندر دکھانا خاصا مشکل تھا اس لئے ان کا مُوکّا تحریریں کا اس بیانیہ کے دوران فرداً فرداً ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہی حال اسی قسم کی دیگر بچی کھچی لکھائیوں کا ہے جو کسی وجہ سے متذکرہ فہرستوں میں شامل نہیں ہو سکیں۔

مرمریں صحنِ مسجد

سامنے سے مسجدِ سلیمانی اتنی دیدہ زیب اور دلکش ہے کہ رحیم یار خاں کی جامع مسجد بھونگ نے بھی اِس سے ملتے جلتے تین محرابوں والے ماذنہ کے بنانے کا اہتمام

Marfat.com

کیا ہے۔ سفید سنگِ مرمر کے سات خوبصورت محراب، مرمریں صحنِ مسجد کو اس کے وسیع و عریض برآمدے سے ملاتے ہیں۔ قدرے باہر کو نکلا ہوا اس کا صدر دروازہ مقابلتاً زیادہ کشادہ اور نسبتاً زیادہ اونچا ہے۔ اس پر استادہ ماذنہ اور دو طرفہ برجیاں اسے مزید نمایاں کر دیتے ہیں۔ اس کی مستطیل تختی کے اوپر جلی حروف میں کندہ کلمۂ طیبہ توحید و رسالت کی نہایت مؤثر اور واضح ترجمانی کرتا ہے۔ جس کے گرداگرد پھول نما شکلوں اور سیسہ بھرے لفظوں میں کندہ سورتیں (۱۱۲) اور (۱۱۴)، دو طرفہ نگینوں کا سا تاثر دیتی ہیں اور ان کے درمیان کندہ مولوی محمد حسین صاحبؒ کا قطعہ بلا مبالغہ موزوں ترین قطعۂ تاریخ ہے جو اس وقت کی یاد تازہ کرتا ہے جب حضرتِ ثانیؒ نے مسجدِ سلیمانی کو ایک اُجلے بلکہ چمکتے دمکتے برآمدے سے مزین فرمایا تھا:

بنامِ ایزد زہی مسجد پر از نور ۔۔۔ زنورِ حق ہمیشہ باد معمور!
چو جستم سالِ تاریخش خرد گفت ۔۔۔ مبارک بیتِ او نورٌ علیٰ نور
۱۳۰۴ھ

دودھیا محرابوں کے اوپر اور ساتھ والے دونو میناروں پر آویزاں ملتانی کاشی کے کام والی گہرے نیلے رنگ کی پھولدار ٹائیلیں، رنگوں کے دیدہ زیب امتزاج کی بہترین مثال پیش کرتی ہیں۔ مسجد کی پیشانی پر رقم دیگر لکھائیوں کی وضاحت خاکہ نمبر ۳ میں کر دی گئی ہے۔ یوں دو جڑواں حوضوں کے درمیان واقع پینسٹھ [۶۵] × تیس [۳۰] فٹ پیمائش کا مرمریں صحنِ مسجد طہارت اور پاکیزگی کی درخشندہ مثال پیش کرتا ہے۔ سیاہ رنگ کی متوازی پٹیاں اسے سات ایک جیسی سیدھی صفوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔

مسجد کا ہال کمرہ:-

مسجد کا ہال کمرہ جو کچی مسجد کی جگہ ۱۲۶۱ھ میں تعمیر ہوا، شمالاً جنوباً چھپن [۵۶] اور شرقاً غرباً اکتیس [۳۱] فٹ ہے۔ اس کی ساڑھے چار [۴½] فٹ چوڑی دیواریں پختہ چھوٹی اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں، جن پر اوپر تلے دو چھتیں ہیں۔ نچلی چوبی چھت بارہ [۱۲] بنے سنورے ستونوں پر استادہ، بتیس [۳۲] مضبوط شہتیروں پر قائم ہے۔ لکڑی کی چھوٹی بڑی مختلف الشکل

Marfat.com

اور رنگ برنگی ٹکڑیاں اس کی تزئین و آرائش کو مزید نمایاں کرتی ہیں۔ کمرے کی مغربی جانب چار بڑی الماریاں اور تین محرابیں ہیں۔ جنوبی طرف دو دروازے ہیں جو چاندی والے دروازے کی طرف کھلتے ہیں۔ جنوب مشرقی دروازے سے دیوار کے بیچوں بیچ سیڑھیاں ہیں جو مسجد کی چھت سے ہوتی ہوئی گھنٹہ گھر میں جا کھلتی ہیں۔ مشرق میں واقع تینوں دروازے برآمدے میں کھلتے ہیں جبکہ شمالی دروازہ مستقلاً بند ہے اور اس کے مغربی اور مشرقی جانب دو گہرے طاق ہیں (خاکہ نمبر ۴)۔

کمرے کے چاروں طرف قدِ آدم تک رنگ برنگے پھول اور بیلیں اور نمازی کے آگے پیچھے چھ چھ اور دائیں بائیں تین تین کشادہ روشندان، کھلی فضا کا سا تاثر دیتے ہیں۔ نیز کمرے کی دہری چھت اور چوڑی دیواریں سخت موسموں کو معتدل بنانے میں خاصی امداد کرتے ہیں۔

ایک ہی کمرے میں ایک ہی جیسے بارہ ستونوں کے چاروں طرف ایک جیسی مخصوص لکھایاں ہر دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہتیں۔ تکرار اور وہ بھی اڑتالیس (۴۸) بار۔ سب سے اوپر پھول نما شکل میں کلمہ طیبہ۔ پھر دائیں بائیں مہرِ نبوت کی شکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں گھرا ہوا لفظ "اللہ" اوپر نیچے دو بار لکھا ہے جبکہ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور چاروں خلفائے راشدینؓ کے نام نامی ایک منفرد انداز سے ایک دوسرے میں یوں پیوست ہیں کہ "محمدﷺ" کی د سے ہی عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ کی ع ایک ساتھ نکال لی گئی ہیں۔ اور شیخین کے ناموں کی آخری ر بھی سانجھی ہے۔ اس انوکھے نقش کو ایک ہی "یا" سے شروع کر کے ایک ہی مشترک "مدد ے" پر بند کیا گیا ہے (دیکھئے تصویر)۔ یا اور مدد ے الفاظ کے بغیر یہی چھاپ روضہ شریف کے اندر مگر بہت اونچا اور چاروں روشندانوں کے نیچے بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ چشتیہ مسلک کی اعتقادی اساس کے علاوہ یہ نشان اس کے دستور العمل کی کتنی خوبصورت نشاندہی کرتا ہے۔

لیکن ہال کمرے کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی لکھایاں ہیں۔ خاکہ نمبر ۴ سے

Marfat.com

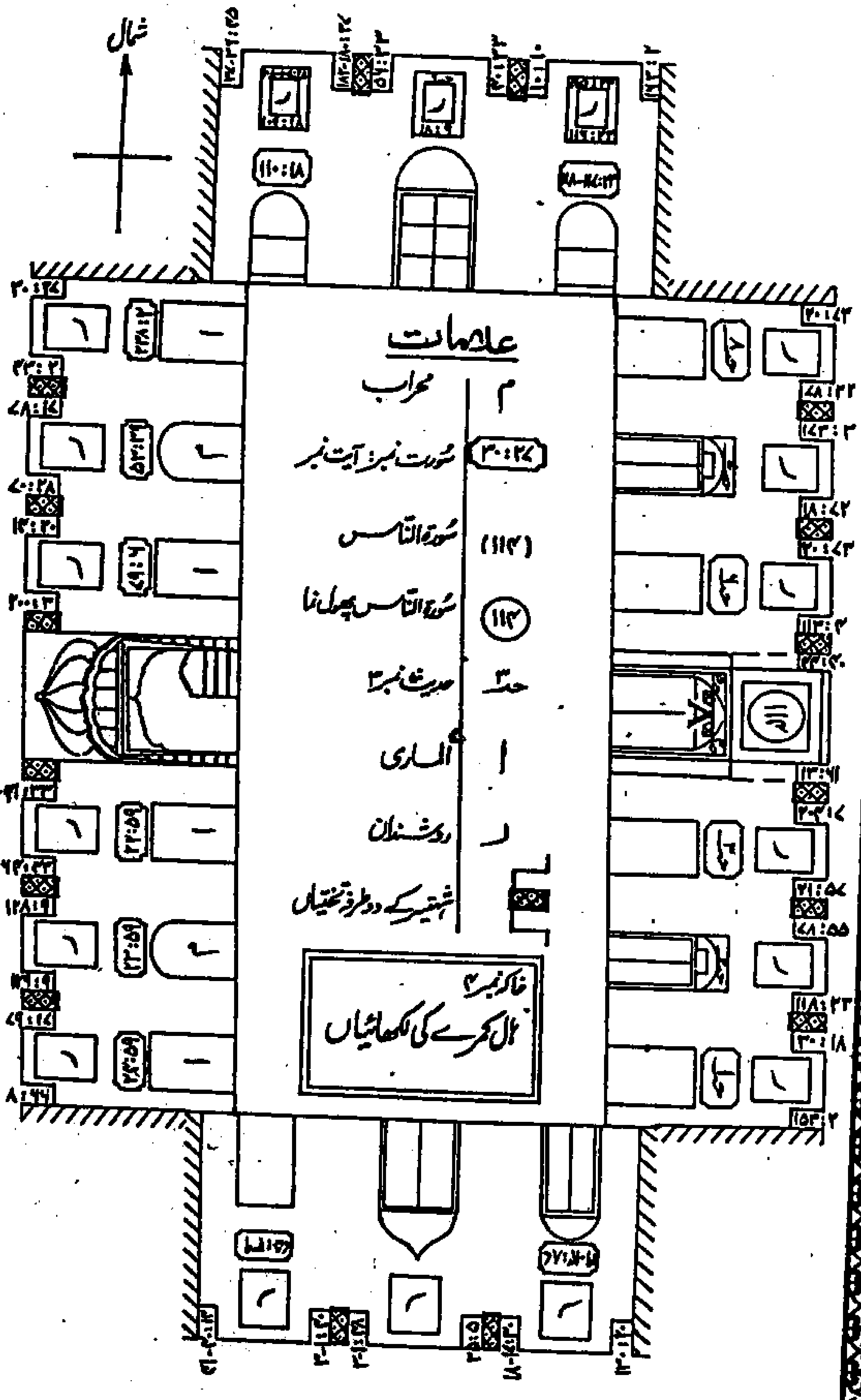
شمال
علامات
محراب م
سورت نمبر: آیت نمبر ۳۰:۲۷
سورۃ الناس (۱۱۴)
سورۃ الناس پھول نما ۱۱۴
حدیث نمبر۳ حد۳
الماری ا
روشندان ر
شہتیر کے دو طرفہ تختیاں
خاکہ نمبر۲
ہال کمرے کی لکھائیاں

Marfat.com

ظاہر ہے کہ کمرے کے اندر الماریں، محرابوں اور طاقوں وغیرہ کے اوپر باقاعدہ تختیاں صرف چودہ ہیں۔ لہٰذا اس کے سولہ کے سولہ شہتیروں کے ستقروں کے گرداگرد اٹھائیس کھڑی مستطیلیں اور شمالی دیوار کے نسبتاً چھوٹے روشندانوں کے اوپر نیچے مزید چھ جگہیں بھی لکھائیوں کے لئے موزوں کر لی گئی ہیں۔ اسی طرح کمرے کی زیادہ چوڑی دیواروں کی بدولت اس کے تمام محرابوں کی نچلی گولائیوں میں بھی رکھنے کے لئے کافی گنجائش نکال لی گئی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہر جگہ کے لئے مناسب لکھائی ہے اور ہر لکھائی کے لئے مناسب جگہ۔

ہال کمرے کی چاروں دیواروں پر مرقوم لکھائیوں کی اکثریت کو تو اپنے اپنے مقام سمیت خاکہ نمبر ۴ میں مجملاً دکھا دیا گیا ہے۔ آیاتِ بینات کی مکمل فہرست سے بھی حسبِ ضرورت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ البتہ متن کے لئے قرآنِ حکیم یا احادیثِ مبارکہ کی فہرست کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا۔

ہال کمرے کی **مغربی دیوار** پر سب سے نمایاں چیز، طلائی نقش و نگار سے مزین محرابِ مسجد ہے۔ اس کی قبلہ رخ لمبائی ساڑھے تین، چوڑائی ساڑھے پانچ اور اونچائی لگ بھگ دس فٹ ہے۔ اس کی تینوں دیواریں بالکل سیدھی، گوشہ دار اور نقش و نگار سے کلیتاً پاک ہیں۔ اس کی گنبد نما چھت کے نیچے شمال اور جنوب کی طرف یہ ثنائیہ کلمات مرقوم ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

جبکہ مغربی اور مشرقی جانب یہ قاعدہ کلیہ درج ہے:

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۴۰:۱۲۔

اس زیرِ استعمال محراب کے ماتھے پر تسمیہ کے تکرارِ مکرر کے بعد دو طرفہ لکھی یہ آیتِ تسلیم و رضا کا بنیادی سبق یاد دلاتی ہے:

فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۲:۱۴۴

اور نیچے دو ہی بار سنہرے لفظوں میں مرقوم ہے، امن و آشتی کا یہ آفاقی پیغام:

Marfat.com

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا" ۳ : ۹۷۔

اس کمرے کی جنوبی دیوار میں صرف دو دروازے ہیں جو گھنٹہ گھر کی طرف کھلتے ہیں۔ اس کے مغربی دروازے کی محراب پر رقم ہے :

ایک ایک بار یا قاضِیَ الحَاجَات اور یا کَافِیَ المُهِمَّات۔

دو بار یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِرْحَمْنَا۔ دو بار هُوَ الْکَرِیْم وَالرَّحِیْم۔

چار بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ اور چار ہی بار یہ پیچیدہ سی شکل : هُوَ یَا اللّٰهُ الْمُحَمَّد بنائی ہوئی ہے۔ جنوبی دیوار پر الماری اور طاق نہیں ہیں۔ یہاں رقم ہے۔

یَا حَبِیْبَ الْاِلٰهِ خُذْ بِیَدِیْ مَا لِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ

اس کمرے کی مشرقی دیوار میں واقع تینوں دروازے برآمدے میں کھلتے ہیں۔ برآمدہ بننے سے پیشتر اس کا وسطی دروازہ جو مقابلتاً اونچا اور کشادہ ہے پوری مسجد کا صدر دروازہ ہوا کرتا تھا۔ الماریاں اور طاق یہاں بھی نہیں ہیں۔

اس کے جنوبی دروازے کی محرابی کے نیچے آیات ۱۴ : ۴۰۔۴۱ رقم ہیں۔ درمیان میں الٹا سیدھا کر کے چار مرتبہ رقم ہے "یا فتّاح"۔ اور سامنے چار دفعہ لکھا ہے۔ هُوَ الْکَرِیْم۔ دو مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ عَزَّ اِسْمُهٗ۔ اور چار دفعہ مرقوم ہے یا اللّٰهُ هُوَ الرَّحِیْم۔

مشرقی دیوار کے وسطی دروازے کی محراب کے اوپر چھت سے ملتی ہوئی ایک وسیع و عریض تختی ہے جس پر مع تسمیہ کے پوری سورۃ النّاس (۱۱۴) گول چکر میں اس طرح رقم ہے کہ اس کے آٹھوں "س" ایک جیسے گول اور ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں۔ نیز اس کی محراب میں نصب مرمریں جالی والے روزن کے دائیں بائیں علی الترتیب حدؔ اور حدؔ رقم ہیں۔

اسی دیوار کے شمالی دروازے کی محرابی کے درمیان بھی اس کے جنوبی جوڑ کی طرح الٹا سیدھا کر کے چار مرتبہ رقم ہے "یا فتّاح" پھر سامنے دو دفعہ لکھا ہے هُوَ الْکَرِیْم دو مرتبہ هُوَ الْعَزِیْز۔ ایک دفعہ یا اللّٰهُ هُوَ الرَّحِیْم۔ ایک مرتبہ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم اور دو دفعہ رقم ہے اَللّٰهُ اَکْبَرُ عَزَّ اِسْمُهٗ۔ اور دروازے کی چوکھٹ کے نیچے آیت ۲ : ۱۸۵

ہال کمرے کی شمالی دیوار میں واقع الکوتے اور مستقل طور پر بند دروازے کی محراب میں جنوبی دیوار کے مغربی دروازے کی مانند رقم ہیں: یاقاضی الحاجات اور یا کافی المہمات۔ نیز دو دفعہ لکھا ہے۔ ھوالکریم الرحیم اور ٤ دفعہ یا ارحم الراحمین ارحمنا۔ چار دفعہ لکھا ہے سبحان ربی الاعلی اور چار ہی بار یہ گچھا سا بنایا ہوا ہے: ھو یا محمد اللہ۔

اس دروازے کے گرد والے دونوں طاق کافی فراخ ہیں اور ان میں قرآن پاک سمیت ضرورت کی چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ مشرقی طاق کی محرابی پر یہ شعر درج ہیں:

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او
یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

جبکہ مغربی طاق کی محراب پر یہ کلمات لکھے ہیں:

فسہل یا الٰہی کل صعب بحرمۃ سید الابرار
ایں بیت برائے کفایت مہمات ۳ سہ بار گوید۔

مسجد کا برآمدہ:۔

مسجد سلیمانی کا چھپن ۵۶ × سترہ ۱۷ فٹ برآمدہ ہال کمرے اور مرمریں صحن کے درمیان واقع ہے۔ نیز شمالاً جنوباً دو بڑے محراب اسے وسیع تر ٹائلوں والے صحن سے بھی ملاتے ہیں۔ چھوٹے بڑے بارہ ۱۲ دروازے کھلنے کے باوجود اس میں درج لکھائیاں حجم، اہمیت اور دلکشی کے لحاظ سے ہال کمرے کی لکھائیوں سے ہرگز کم نہیں۔ چاروں دیواروں پر دستیاب جگہ اور ان پر مرقوم آیات وغیرہ کا مجموعی جائزہ تو خاکہ نمبر ۵ میں بخوبی ہو جاتا ہے۔ تاہم دیگر لکھائیوں کا تذکرہ بھی قارئین کرام کی دلچسپی سے خالی

Marfat.com

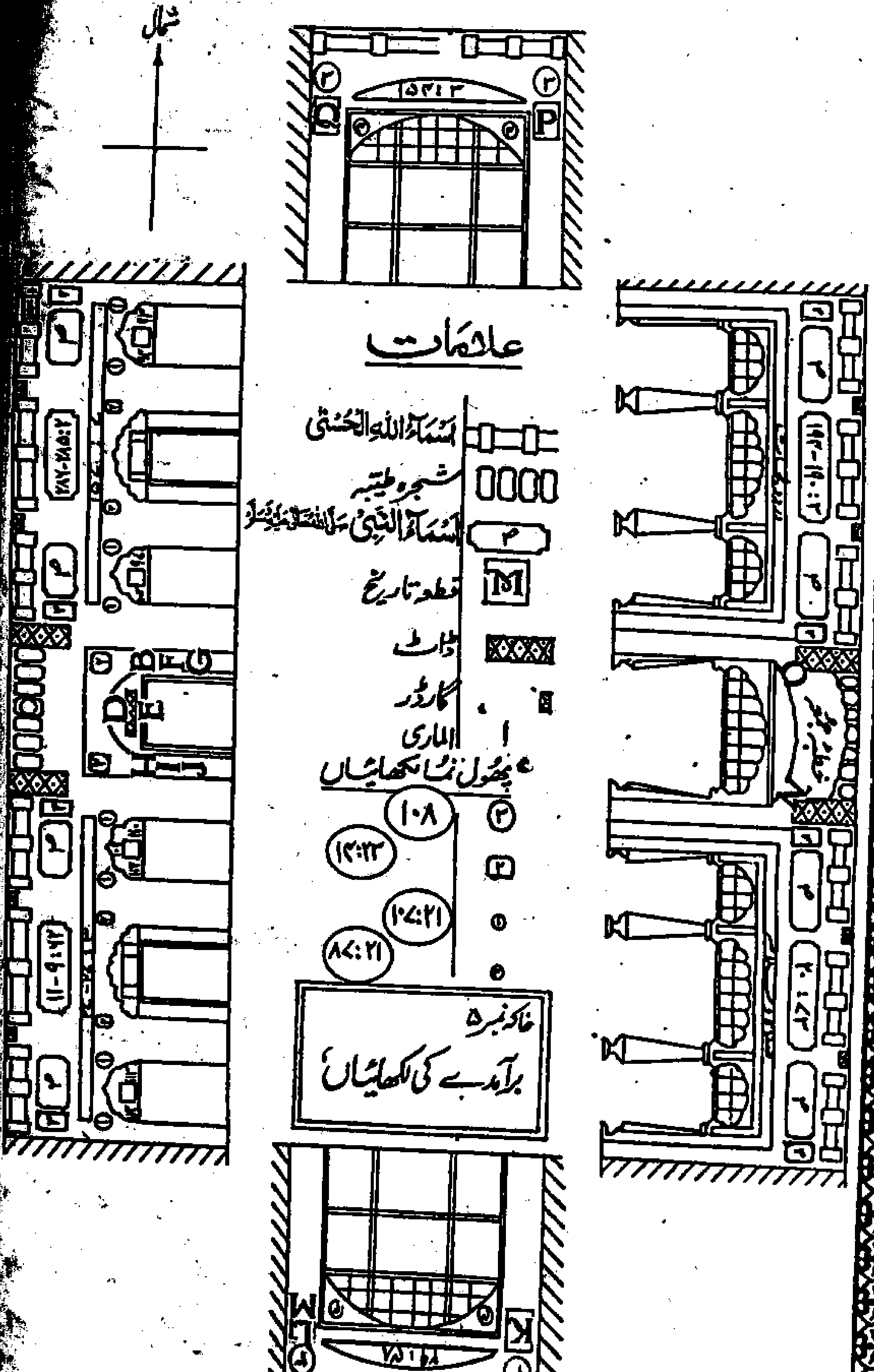
شمال
علامات
اسماء اللہ الحسنیٰ
شجرہ طیبہ
اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قطعہ تاریخ
ڈاٹ
کارڈر
الماری
پھول نما لکھائیاں
خاکہ نمبر ۵
برآمدے کی لکھائیاں

نہیں ہوگا۔

شرقاً غرباً استادہ اینٹوں سے بنے ہوئے دو مضبوط ڈاٹوں نے برآمدے کی چھت کو تین غیر مساوی حصوں میں اِس طرح بانٹ رکھا ہے کہ دو نو وسطی دروازوں کے درمیان واقع اس کا چھوٹا مُستطیل شکل کا درمیانہ حصہ مُقابلتاً اُونچا ہے۔ ادھر اس کے ایک جیسے شمالی اور جنوبی بڑے حصوں کو ۲ دو ۲ دو گارڈر مزید ۳ تین ۳ تین ایک جیسے لمبوترے خانوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ جہاں جہاں برآمدے کی چھت اس کی کسی دیوار، ڈاٹ یا گارڈر سے ملتی ہے وہاں ان کے مقامِ اتصال کو مخصوص لکھائیوں کے لئے ہموار اور گول کر لیا گیا ہے۔

برآمدے کی چھت کے شمالی اور جنوبی ۶ چھ ۶ چھ خانوں کی اس سب سے اُونچی جگہ کو اسماءِ حُسنیٰ کے لئے مختص کر لیا گیا ہے۔ ان کا افتتاح تسمیہ اور حد ۱۵ کے ساتھ جنوبی حصے کے شمال مغربی کونے سے ہوتا ہے۔ خوبصورت عربی رسم الخط میں لکھے ہر دو یا تین ناموں کے بعد وقفہ اس سے بھی زیادہ دیدہ زیب الفاظ میں "جَلَّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ" لکھی تختیاں کرتی ہیں۔ جیسا کہ خاکہ نمبر ۶ اور ۷ سے ظاہر ہے، ان ناموں کو "ال" اور حرفِ ندا "یا" ہر دو طریق سے شروع کیا گیا ہے۔ متعلقہ خاکوں میں خالی جگہیں ناموں کے مٹنے یا غیر واضح ہونے کی وجہ سے ہیں۔

اِسی طرح ایک فٹ مربع ۳۶ چھتیس چاندی کے بیضوی پترے اِس چھت کی وسطی مُستطیل کے چاروں طرف آویزاں ہیں۔ جن پر عربی رسم الخط اور سُنہری حروف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ مرقوم ہے۔ مغربی طرف سے اسے بھی تسمیہ ہی سے شروع کر کے واپس اِسی جگہ پر حضرت غوثِ زماںؒ پر ختم کیا گیا ہے (خاکہ نمبر ۸)۔ مندرجہ القاب کو اس باب کے آخر میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔

برآمدے کی مغربی دیوار پر رقم اکثر لکھائیاں تو خاکہ نمبر ۵ میں دکھائی جا چکی ہیں لہٰذا اَب صرف باقی ماندہ لکھائیوں کا ذکر کیا جائے گا، جو زیادہ تر اس کے تینوں دروازوں کے اِرد گِرد لکھی ہوئی ہیں۔

Marfat.com

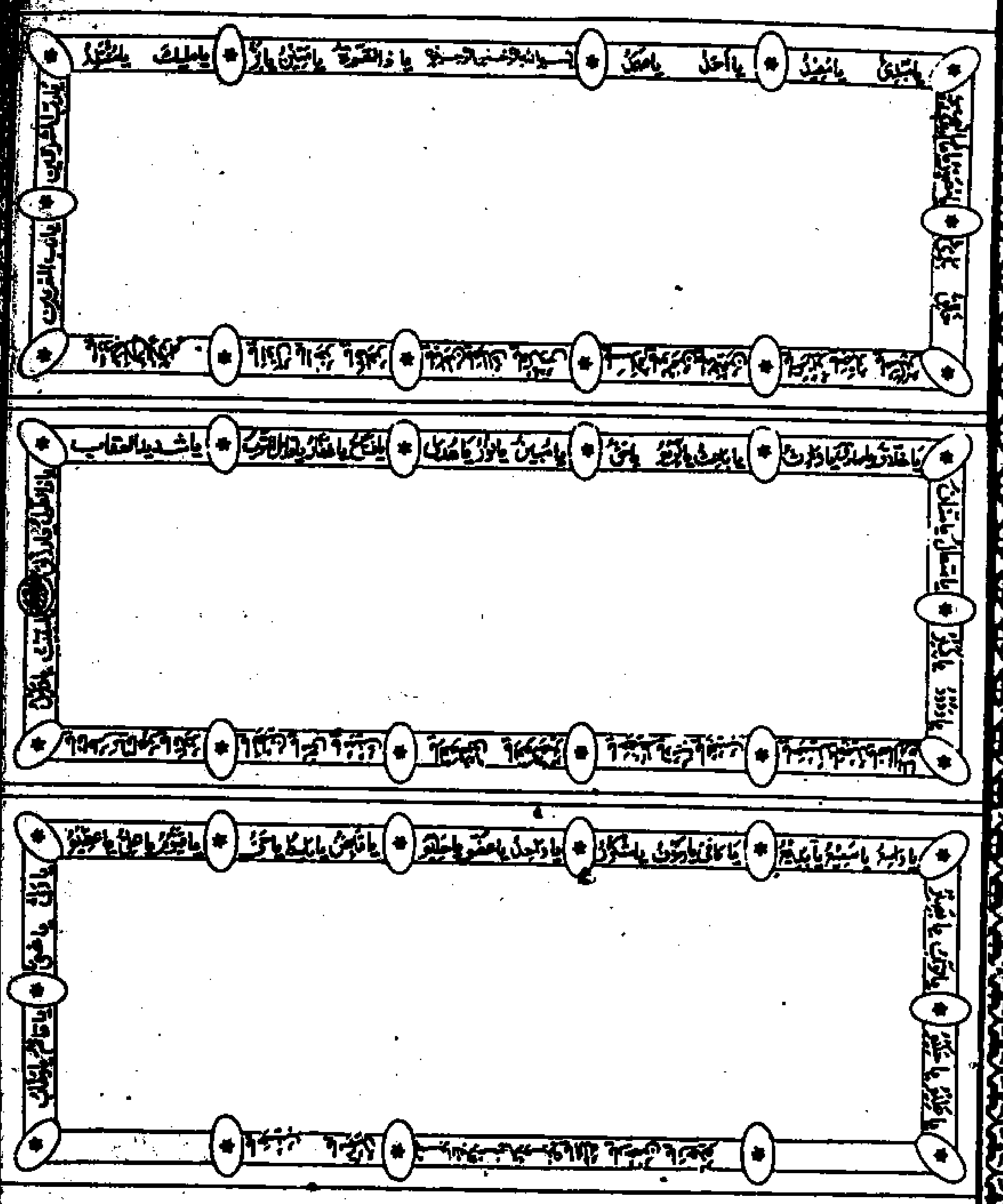

خاکہ نمبر ۶

اسماء اللہ الحسنیٰ

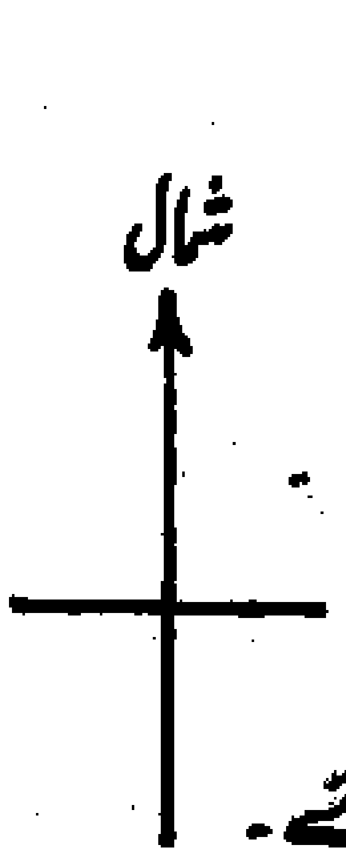

برآمدہ مسجد کے شمالی بڑے حصے کی

چھت (سقف) پر مرقوم

* یہاں جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ لکھا ہے۔

Marfat.com

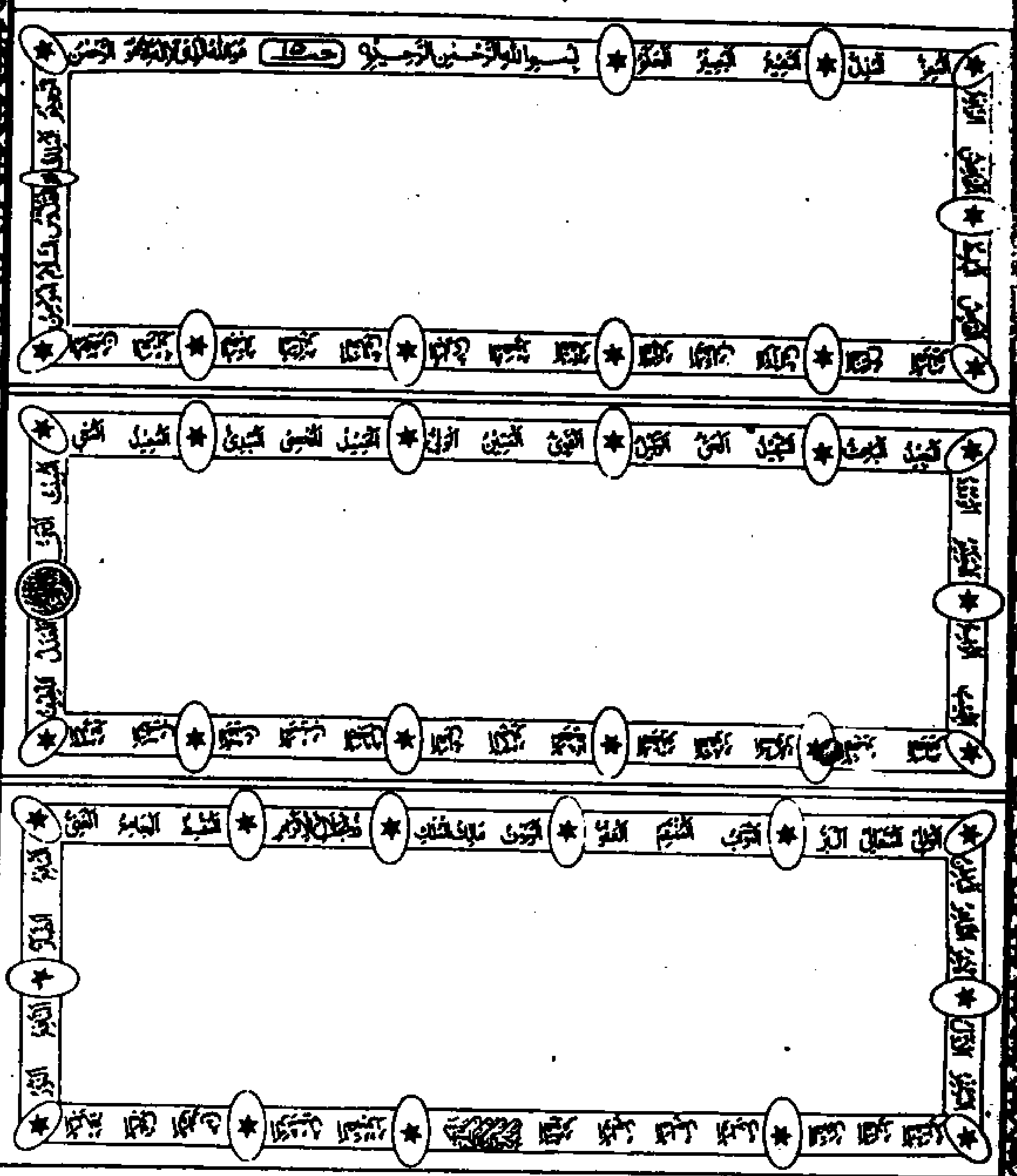

خاکہ نمبر ۷

اسمآء اللہ الحسنیٰ

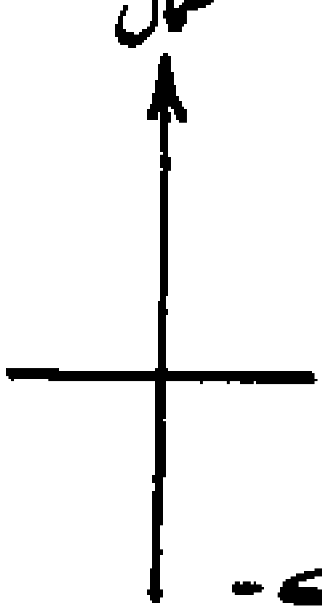

برآمدۂ مسجد کے جنوبی بڑے حصے کی

چھت (سقف) پر مرقوم

یہاں جل جلالہ و عمّ نوالہ لکھا ہے۔

Marfat.com

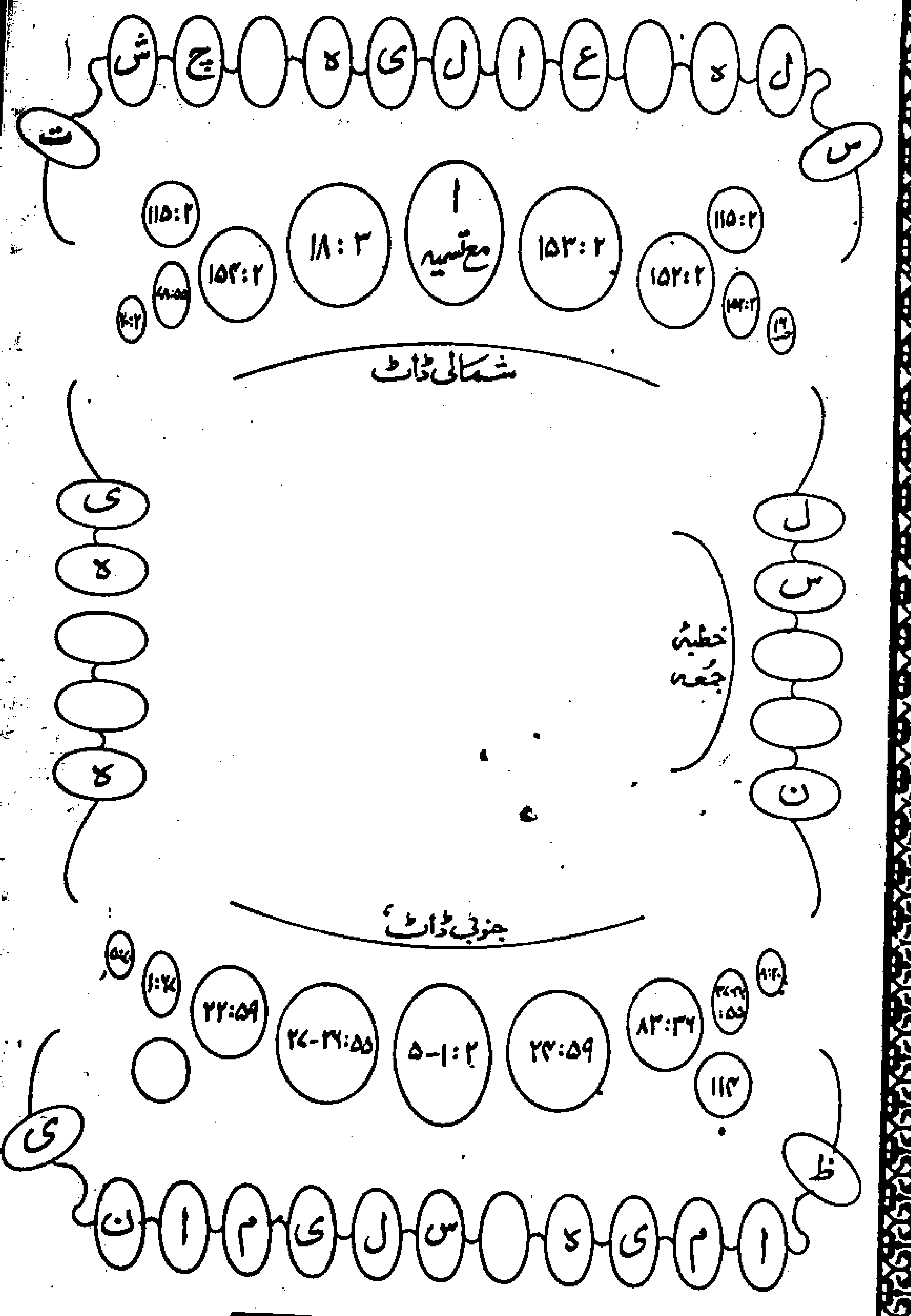

خاکہ نمبر ۸

برآمدے کا وسطی مستطیل حصہ

چاروں طرف مرقوم لکھائیاں

Marfat.com

اس دیوار کے شمالی دروازے کی چوکھاٹ کے اُوپر یہ اشعار درج ہیں ؎

دو بامداد کراید کسی بخدمت شاہ　　سیوم بر آئنہ دوری کند بلطف نگاہ
امید ہست پرستند کان مخلص را　　کہ نا امید نہ کردند ز آستان اِلٰہ

نیز اسی دروازے پر یہ اشعار بھی لکھے ہوئے ہیں ؎

بطاعت بنہ چہرہ بر آستاں　　کہ اینست سجادہ راستاں
اگر بندہ سر بریں در بنہ　　کلاہ خداوندی از سر بنہ
بہ درگاہِ فرمانِدۂ ذوالجلال　　تو درویش پیش تو انگہ بنال

اور

جز شکر تو ہیچ نتوانم کرد　　احسان تیرا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے　　یک شکر تو از ھزار نتوانم کرد

برآمدے کی مغربی دیوار کا وسطی دروازہ لکھائیوں کے حساب سے سب سے گنجان آباد اور اہم ہے۔ یہاں اتنی زیادہ لکھائیاں ہیں کہ نہ تو انہیں خاکوں میں ڈھالا جا سکا، اور نہ ہی اس بیانیہ میں ان کے مقام کا صحیح تعین ہو سکا۔ اس لئے ان کے صرف اندراج ہی پر اکتفا کیا جائے گا:

سب سے اُوپر" افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" لکھا ہے پھر یہ عبارتیں بڑے طریقے اور سلیقے سے یکے بعد دیگرے درج ہیں۔ کچھ کا تو دو طرفہ تکرار بھی کیا گیا ہے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ	۱۴:۲۳
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	۲۳:۵۹
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ	۴:۱۴
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	۴:۱۱
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا	۱۰۴:۴
هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ	۶۰:۵۵

Marfat.com

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۳ : ۶۵

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۱۱۸ : ۲۳

سُبْحَانَكَ مَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ

سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

سُبْحَانَكَ مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ

یہ شعر بھی خوب ہے:

لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَہ

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَاَبْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَہ

یہ استغاثہ:

یَا عَبْدَ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہ

اور پھر یہ صلوٰۃ و سلام:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا تَاجَ الْحَرَمَیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْن

بہت سے تاریخی قطعات بھی یہاں مرقوم ہیں۔ سامنے اور سب سے اوپر صاحبزادہ کریم بخش صاحب بہاروی کے یہ اشعار برآمدے کی تزئین و آرائش کی تکمیل پر لکھے گئے تھے:

بنا کرد مسجد شہہ دین متین | D | خداوند فردوس صد آفریں!
چو پرسیدم از سال ہاتف بگفت | | چنیں مسجدے نیست بر روئے زمیں

۱۳۰۹ھ

نیچے چوکھاٹ کی لکڑی کو کرید کر ابھرے ہوئے الفاظ میں یہ قطعہ درج ہے۔

مسجدی از پئے امام ہدیٰ | E | رکن دولہ ز صدق راست نمود
سال تاریخ او بگوش دلم | | ہاتفے۔ خانۂ خدا فرمود

۱۲۶۱ھ

Marfat.com

اسی وسطی دروازے کے شمالی یعنی دائیں طرف یکے بعد دیگرے مولوی عزیزالدین صاحب کے دو قطعے درج ہیں۔ B اوپر دیا جا چکا ہے، جبکہ دوسرا یہ ہے:

مرشد ما کہ ہست مظہر حق — فیض او ہست در جہان مطلق
مسجد مرمری بنا فرمود — بس عجب پیش مسجد اسبق
از نقوش و طلاء و آیاتش — زینتی طرفہ داد و ہم رونق
حوضِ ثانی و چاہ دہ در دہ — F فرش سنگین بصحن او ابلق
مثلِ او نیست در ہمہ عالم — ہاتفم گفت سال او الیق
مفسدان را برون نماء و بگو — مثلہا فی البلاد لم یخلق

نیچے مولوی احمد خاں تونسوی کا یہ قطعہ ہے:

ہر سجدہ الیست معراج در صحن مسجد شیخ — G ہر گوشہ الیست جنت الحق بہ معبد شیخ
زسالِ او بگفتا ہاتف زغیب تاریخ — باللہ ندیدہ ام چون زیب المساجد شیخ

ہال کمرے کے اسی وسطی دروازے کے جنوبی یعنی بائیں طرف اوپر مولوی محمد حسین تونسویؒ کی یہ تاریخیں ہیں، پہلی:

نبیؐ بانی مسجد را جزا گفت — بتعمیرش خدا خود را انما گفت
بامرِ حق زحضرت گشتہ تعمیر — H بتعمیل ہم آنچہ مصطفےٰ گفت
بنامِ ایزد عجب زیبا بنائے — کہ ہر بینندہ اش خوش واہ واہ گفت
زہاتف کردم استفسار تاریخ — مبارک مسجد و فرخ بنا گفت

۱۳۰۹ھ

دوسری:

بسعیِ شیخ الہ بخش پیرے — مکمل شد منازلہائے کثیرے
خصوصاً ایں عبادتگاہ عالم — I کہ شد از جملہ آنہا منیرے
چو تاریخش بپرسیدم زہاتف — بگفتا مسجدِ دو بے نظیرے

اور نیچے مولوی عزیزالدینؒ کی یہ نظم لکھی ہے:

Marfat.com

سیدالخلق مظہر المولےٰ — شیخ ما مدظلہ الاعلےٰ!!
مسجد مرمری کی دیکھ فضا — بیڈرے سائیں نے ایہ عجیب بنا
عمر مسجداً عدیل قبا؛ — چوں بنا کرد مسجد زیبا
باغ چشم زمانہ میں پھولا — جڈن موہنی بنائی ہے چرچا
ہاتف الغیب قال لی سنہ — آمدہ خوش نداز سطح فلک
بولا رضواں بھی دیکھ اس کی جھلک — چھوٹے وڈے دے منہ تھیں ہے یہ دعا
المتیں اسس علی التقوی — موضع قدسی و قبول دعا!
ہے یہ گل گل بہشت کا نقشہ — شالا خواجہ رہے اگاں صدا

برآمدے کی مغربی دیوار میں واقع جنوبی دروازے پر اضافی لکھائیوں میں یہ اشعار ہیں:

۱۔ باز باش ای باب رحمت تا ابد — بارگاہ ما لہ کفواً احد
باز باش ای باب بر جویائی باب — تا رسد از تو فسو اندر لباب
پس کجا زارد کجا نالد لیئم — گر تو نپذیری بحر نیک ای کریم
در قبول آرند شاہاں نیک وبد — چوں قبول آرند نیود نیز رد

یہ شعر چوکھاٹ کی نچلی طرف رقم ہیں:

۲۔ بہتر ے در قبول فرمان است — ترک فرماں دلیل حرماں است
ہر کہ سیمائی داستاں دارد؛ — سر خدمت بر آستاں دارد

اور دروازے اور روشندان کی چوکھاٹ پر رقم ہے یہ رباعی:

۳۔ مپندار ازاں در کہ ہرگز نہ بست — کہ نومید گردد بر آوردہ دست
ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز — بیا تا بدرگاہ مسکیں نواز

برآمدے کی جنوبی دیوار پر خاکہ نمبر میں درج لکھائیوں کے علاوہ صرف دو تاریخی قطعات ہیں۔ مشرقی طرف مولوی عزیز الدین بہاولپوری کے یہ اشعار لکھے ہیں:

ہر کہ مسجد بنا نمود از جہد — انما گفت حق نبی ما لبشود
خواجہ الٰہ بخش مسجد خوب — پیش آں مسجد قدیم افزود

Marfat.com

ہر دو را باکمال حسن اندود!	K	خوش زآیات نقشہائے وطلا
بے بدل خانۂ خدا فرمود		سال اتمام نقش ہاتف غیب

۱۳۰۹ھ

جبکہ مغربی کونہ میں بھی انہی کے کہے ہوئے یہ دو لو قطعے لکھے ہیں:

بآیات ونقش طلائی کثیر	L	منقش چوں شد مسجد دلپذیر
بتاریخ اوقبلۂ بے نظیر		عزیزا زپئ سال اتمام گفت

۱۳۰۹ھ

اور دوسرا یہ ہے:

مبارک مسجد از شیخ طریقت	M	مرتب چوں شدہ بازیب زینت
بہر جانب نمونہ ہشت جنت!		ندامی کرد ہاتف بہر سالش

۱۳۰۹ھ

برآمدے کی مشرقی دیوار پر درج اضافی لکھائیوں کو بھی اس کے مغربی مثنی کی طرح جنوبی وسطی اور شمالی حصوں میں علیحدہ علیحدہ زیر بحث لایا جائے گا۔

اِس کے جنوبی حصّے کے تینوں دروازوں کے اوپر صلوٰۃ وسلام جن الفاظ میں رقم ہے انہیں اس باب کے آخر میں پیش کیا جا رہا ہے۔

برآمدے کی مشرقی دیوار کے وسطی حصّے میں مسجد کا صدر دروازہ کھلتا ہے۔ اس کے اُوپر شجرہ طیبہ کے درمیان مکمل "خطبۂ جمعہ" رقم ہے، جسے برآمدے میں کھڑے ہو کر بخوبی پڑھا جاسکتا ہے۔ حضرت ثانیؒ کے وقت سے رائج یہ خطبہ گذشتہ سو سال سے زائرین کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے علاوہ چند قرآنی آیات، نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام اور کافۃ الصّحابہؓ ان کی کامل اتباع کرنے والوں اور عام مسلمانوں کے لئے دعائیں شامل ہیں۔ چاروں خلفاءِ راشدینؓ کے اسمائے گرامی تو ہال کمرے کے "بارہ کے ۱۲ بارہ ستونوں کے ہر چہار طرف ایک ذو معنی انداز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں، اس لئے یہاں اختصار کے پیش نظر ان کا تذکرہ "سیما الاربعۃ المتناسبۃ" کے جامع الفاظ سے کیا گیا ہے۔ اور خطبہ کے دونوں طرف موٹے قلم سے اَللّٰہُ اَکْبَر لکھا ہے۔ خطبہ کے نیچے اور چوکھاٹ سے اُوپر یہ شعر ایک ہی سطر

Marfat.com

میں درج ہیں:

درویش و غنی بندہ ایں خاک درند — و آنہا کہ غنی ترند محتاج ترند

بدبخت کسیکہ سر نباید — زیں در کہ درے دگر نباید

خطبہ جمعہ کے جنوبی طرف مولوی عزیز الدین کے یہ اشعار رقم ہیں:

حین عمّر مسجداً اللہ بخش — مرشد الآفاق مدظلہ

غیث الانام غیاث العالم — ان تائید الشریعۃ فعلہ

مثلہ فی المصحف کالشجرۃ — حیث تاتی کل حین اکلہ

ثم زوقہ بانواع الطلا — والنصوص والنقوش کلہ

قلت من راس الادب دار الحبیب — لیس فی الآفاق واللہ مثلہ

N

جبکہ محرابی کی شمالی بحر میں فارسی کے یہ اشعار درج ہیں:

حبیب خدا خواجہ اللہ بخش — ہمہ نعمتش کردہ اللہ بخش

شرافت نجابت ولائت تمام — شہہ چشتیاں مرجع خاص و عام

بشکرانہ ہائے ادائے نعم — مساجد بسی ساختہ محترم

منقش نمودہ بسعی جمیل — بتاریخش ازمن درافشانی است

چنیں مسجدے بی بدل بعدیل — زہے مسجد ایں کعبہ ثانی است

O

اور مشرقی دیوار ہی کے شمالی حصہ کے تینوں دروازوں کے اوپر ۱۳۰۹ھ اس باب کے آخر میں محفوظ کیا ہوا درود نجات لکھا ہوا ہے۔ باقی سب لکھائیاں خاکہ نمبر ۵ کے مطابق ہیں۔

برآمدے کی شمالی دیوار بھی بالکل اس کی جنوبی دیوار کی طرح ہے، اور اس پر بھی خاکہ نمبر میں دکھائی گئی لکھائیوں کے علاوہ صرف دو طرفہ تاریخی قطعات ہی ہیں۔

مشرقی جانب مولوی محمد صدیق کا تحریر کردہ یہ قطعہ ہے:

بحمد اللہ رواق و مسجد پاک — منقش گشت مثل طاق افلاک

زبس خوبی کہ از روئے مبین است — تو گوئی روضۂ خلد بریں است

Marfat.com

P

اگر نقاش چیں آید دریں طاق | بحیرت جفت گردد و زخرد طاق
بسعی دستگیر قطب عالم | کہ الٰہ بخش وارد اسم اعظم
مزین گشت ایں طاق زرساندود | کہ از روئے ناظریں را فرحت اندوز
بتاریخ تمامش عقل فرمود | ہزار و سہ صد ونہ بروے افزود
۱۳۰۹ھ

جبکہ یہ تاریخ مغربی جانب لکھی ہے:

بنام ہد اشاہ الٰہ بخش | خور چشتیان قبلۂ مومنین
بہ تخت سلیمان شہہ ملک چشت | بصد عز و شاں است مسند نشین
جہاں یکسر از فیض او پرنوا! | نہادہ بر آں آستانہ جبیں
برائے رضائی خدائے کریم | پے نصر دین رسول امین!
بنا مسجد از سنگ مرمر نمود | عجب پیش آن مسجد اولیں

Q

بآیات و آب طلا و نقوش | شدہ ہر دو رنگین بطرز حسین
اگرچہ زانجم فرا کردہ چشم | ہمہ عمر گردید چرخ برین
ندیدہ بگیتی ہمہ عمر خود | چنیں مسجد دلکش و دلنشین
چو دید اینچنیں مسجد بے نظیر | فلک گفت احسنت آفرین
ہر انکس کہ دیدہ شدہ در نظر | چو تصویر دیوار حیرت قرین
بسال تمامش ندائے نمود! | سروش زبالائے عرش بریں
ادا ساز ورے و نماز نیاز | کہ عفوی کند ارحم الراحمین

اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد کے برآمدے کی مشرقی اور مغربی دیواروں پر ایک جیسی آٹھ آٹھ چھوٹی
بڑی تختیاں آمنے سامنے واقع ہیں، جیس خاکہ نمبر ۵ میں نشان "۴" سے

Marfat.com

واضح کیا گیا ہے۔ یہ صرف اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہیں۔ ان چار صفحوں میں ان سولہ[۱۶] تختیوں پر لکھے اسماءِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صرف برآمدے کے دونو بڑے حصوں کی مشرق اور مغربی دیواروں پر دستیاب چار[۴] چار باقاعدہ تختیوں ہی تک محدود ہیں۔ الماریوں اور محرابوں سے اُوپر والی یہ تختیاں اپنے گرد والی تختیوں سے کئی گنا بڑی اور بہت کشادہ ہیں۔ یوں برآمدے کے شمالی اور جنوبی بڑے حصے چار[۴] چار بڑی اور اتنی ہی چھوٹی تختیاں ان مُبارک ناموں کے لئے فراہم کرتے ہیں۔ ہر ہر اندراج کے بعد باریک قلم سے یہ دُعائیہ ﷺ بھی لکھا ہُوا ہے۔ ان چھوٹی بڑی سولہ[۱۶] تختیوں پر رقم اسماءِ مُبارکہ کی تختی وار ترتیب کچھ اس طرح ہے:

ان بابرکت ناموں کا افتتاح برآمدے کے شمالی حصّہ کی مغربی دیوار پر واقع شمالی ترین چھوٹی تختی پر رقم حدا سے کیا گیا ہے۔

هٰذا أسماء سيدنا ونبينا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم ماءتان وواحد ثنى هٰذه

پھر اس سے جنوبی جانب والی بڑی تختی پر تسمیہ کے بعد یہ چھبیس[۲۶] اسمائے گرامی درج ذیل طریقے پر لکھے ہوئے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	محمد ﷺ	احمد ﷺ	حامد ﷺ	محمود ﷺ	احید ﷺ	وحید ﷺ	ماح ﷺ	حاشر ﷺ	
عاقب ﷺ	طٰہٰ ﷺ	یٰس ﷺ	طاہر ﷺ	مطہر ﷺ	طیب ﷺ	سید ﷺ	رسول ﷺ	نبی ﷺ	رسول الرحمۃ ﷺ
قیم ﷺ	جامع ﷺ	مقتفی ﷺ	مقفی ﷺ	رسول الملاحم ﷺ	رسول الراحۃ ﷺ	کامل ﷺ	اکلیل ﷺ		

یہاں شمالی دروازے کے اُوپر والی بڑی تختی پر آیات ۲: ۲۸۵-۲۸۶ رقم ہیں۔ جبکہ اس سے اگلی بڑی تختی ان بائیس[۲۲] بابرکت ناموں سے مزین ہے۔

Marfat.com

رسول	مزمل	عبداللہ	حبیب اللہ	صفی اللہ	نجی اللہ	کلیم اللہ	
خاتم الانبیاء	خاتم الرسل	محیی	منجی	مذکر	ناصر	منصور	نبی الرحمۃ
نبی التوبۃ	حریص علیکم	معلوم	شہیر	شاہد	شہید	مشہود	

شمالی حصے اور مغربی دیوار کی جنوبی ترین چھوٹی تختی پر یہ تین[۳] اسمائے نبوی لکھے ہوئے ہیں۔

بشیر	مبشر	نذیر

شمالی حصے ہی کی مشرقی دیوار کی جنوبی ترین چھوٹی تختی پر صرف دو[۲] نام نامی رقم ہیں۔

منیر	نور

پھر اس سے شمالی طرف والی بڑی تختی پر یہ چھبیس[۲۶] اسمائے گرامی درج ہیں۔

سراج	مصباح	ہدیٰ	مہدی	منیر	داع	مدعو	مجیب	مجاب	
عفو	ولی	حق	قوی	امین	مامون	کریم	مکرم	مکین	متین
مبین	مؤمل	وصول	ذو قوۃ	ذو حرمۃ	ذو مکانۃ	ذو عز			

آیات ۳ : ۱۹۰ - ۱۹۴ اگلی بڑی تختی پر لکھی ہیں۔ جبکہ اس سے شمالی جانب والی بڑی تختی پر لکھے ہیں یہ اٹھارہ[۱۸] بابرکت نام:

ذو فضل	مطیع	مطاع	قدم صدق	رحمۃ	بشریٰ	غوث
غیث	غیاث	نعمۃ اللہ	ہدیۃ اللہ	عروۃ وثقیٰ	صراط اللہ	
صراط مستقیم	ذکر اللہ	حزب اللہ	سیف اللہ	النجم الثاقب		

برآمدے کے شمالی حصے کی مشرقی دیوار کی شمالی ترین اور آخری چھوٹی تختی پر یہ تین[۳] نام نامی درج ہیں۔

مصطفیٰ	مجتبیٰ	منتقیٰ

Marfat.com

برآمدے کے جنوبی حصے والی آٹھوں تختیوں کی تقسیم اور ترتیب بھی ہو بہو اس کے شمالی حصے کی طرح ہے۔ یہاں بھی شروع اس کی مغربی دیوار میں واقع شمالی ترین چھوٹی تختی سے اور تسمیہ ہی سے کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پھر جنوبی جانب والی اگلی بڑی تختی پر اکیس[۲۱] اسمائے گرامی اس ترتیب سے درج ہیں۔

أُمّيّ ﷺ	مُحَمَّد ﷺ	أَحِيد ﷺ	جَبَّار ﷺ	أَبُو الْقَاسِم ﷺ	أَبُو الطَّاهِر ﷺ	أَبُو الطَّيِّب ﷺ		
أَبُو إِبْرَاهِيم ﷺ	مُشَفَّع ﷺ	شَفِيع ﷺ	صَالِح ﷺ	مُصْلِح ﷺ	مُهَيْمِن ﷺ	صَادِق ﷺ	مُصَدِّق ﷺ	صِدْق ﷺ
سَيِّدُ الْمُرْسَلِين ﷺ	إِمَامُ الْمُتَّقِين ﷺ	قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِين ﷺ	خَلِيلُ الرَّحْمٰن ﷺ	بَرّ ﷺ				

اگلی اور جنوبی دروازے کے اوپر والی تختی پر لکھی ہیں آیات ۴۲ : ۹-۱۱ جبکہ اس سے بھی جنوبی بڑی تختی ان اکتالیس[۴۱] اسمائے مبارکہ سے مزین ہے۔

مُبَرَّأ ﷺ	وَجِيه ﷺ	نَصِيح ﷺ	نَاصِح ﷺ	وَكِيل ﷺ	مُتَوَكِّل ﷺ	كَفِيل ﷺ	شَفِيق ﷺ	مُقِيمُ السُّنَّة ﷺ	مُقَدَّس ﷺ	
رُوحُ الْقُدُس ﷺ	رُوحُ الْحَقّ ﷺ	[illegible] ﷺ	رُوحُ الْقِسْط ﷺ	كَافٍ ﷺ	مُكْتَفٍ ﷺ	بَالِغ ﷺ	مُبَلِّغ ﷺ	شَافٍ ﷺ	وَاصِل ﷺ	مَوْصُول ﷺ
سَابِق ﷺ	سَائِق ﷺ	هَادٍ ﷺ	مُهْدٍ ﷺ	مُقَدَّم ﷺ	عَزِيز ﷺ	فَاضِل ﷺ	مُفَضَّل ﷺ	فَاتِح ﷺ	مِفْتَاح ﷺ	مِفْتَاحُ الرَّحْمَة ﷺ

جنوبی حصے کی مغربی دیوار کی جنوبی ترین اور آخری چھوٹی تختی پر صرف تین[۳] نامِ نامی درج ہیں۔

مِفْتَاحُ الْجَنَّة ﷺ	عَلَمُ الْإِيمَان ﷺ	عَلَمُ الْيَقِين ﷺ

ادھر جنوبی حصے ہی کی مشرقی دیوار کی جنوبی ترین چھوٹی تختی پر یہ دو[۲] مبارک نام اوپر نیچے لکھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

دلیل الخیرات	مصحح الحسنات

اٹھارہ [۱۸] اسمائے مبارکہ درج ہیں اس سے شمالی جانب والی بڑی تختی پر۔

مقیل العثرات صفوح عن الزلات صاحب الشفاعة صاحب المقام صاحب القدم مخصوص بالعز
مخصوص بالمجد مخصوص بالشرف صاحب الوسیلة صاحب السیف صاحب الفضیلة صاحب الازار صاحب الحجة
صاحب الرداء صاحب الدرجة الرفیعة صاحب التاج صاحب المغفر صاحب اللواء

اس سے اگلی شمالی بڑی تختی پر لکھی ہوئی ہے آیت ۷۳:۲۰ اور اس سے بھی شمالی اگلی بڑی تختی پر یہ اکیس [۲۱] اسمائے گرامی درج ہیں۔

صاحب المعراج صاحب القضیب صاحب البراق صاحب الخاتم صاحب العلامة صاحب البرهان
صاحب اللسان صاحب البیان مطهر الجنان رءوف رحیم اذن خیر صحیح الاسلام سید الکونین
عین النعیم عین الغر سعد الله سعد الخلق خطیب الامم علم الهدی کاشف الکرب رافع الرتب

اور برآمدے کے جنوبی حصے کی شرقی دیوار کی شمالی ترین چھوٹی تختی پر یہ تین [۳] نام درج ہیں۔

عز العرب	صاحب الفرج	کریم المخرج

ضمیمہ

قرآنی آیات:	صفحہ ۴۶۶	صلوٰۃ وسلام:	صفحہ ۴۷۴
احادیث مبارکہ:	صفحہ ۴۶۹	خطباتِ جمعہ:	صفحہ ۴۷۵
شجرہ طیبہ:	صفحہ ۴۷۲	درودِ نجات:	صفحہ ۴۷۹

Marfat.com

مسجدِ سلیمانی میں آیاتِ قرآنی کی مکمل فہرست

نمبر شمار	مقام	سورت نمبر	آیت نمبر	کیفیت
	صحنِ مسجد			
۱	دیوار	۲ :	۲۵۵	
۲	〃	۲۴ :	۳۵	
۳-۶	〃	(۱۱۲)		
۷-۱۲	〃	(۱۱۴)		
	ہال کمرہ			
۱۳	محراب	۴۰ :	۱۲	نامکمل
۱۴	〃	۲ :	۱۴۴	نامکمل
۱۵	〃	۳ :	۹۷	نامکمل
۱۶	مغربی دیوار	۲۷ :	۳۰	
۱۷	〃	۲ :	۴۳	
۱۸	〃	۱۷ :	۷۸	
۱۹	〃	۲۹ :	۷۰	
۲۰	〃	۲۰ :	۱۴	
۲۱	〃	۳ :	۲۰۰	
۲۲-۲۳	〃	۳۳ :	۴۱-۴۲	
۲۴	〃	۴۳ :	۶۴	
۲۵	〃	۹ :	۱۲۸	
۲۶	〃	۹ :	۱۲۹	
۲۷	مغربی دیوار	۱۷ :	۷۹	
۲۸	〃	۶۶ :	۸	نامکمل
۲۹	〃	۲ :	۲۳۸	
۳۰	〃	۳۹ :	۵۳	
۳۱	〃	۶ :	۷۹	
۳۲	〃	۵۹ :	۲۲	
۳۳	〃	۵۹ :	۲۳	
۳۴	〃	۵۹ :	۲۴	
۳۵-۳۶	جنوبی دیوار	۱۴ :	۴۰-۴۱	
۳۷-۳۹	〃	۴۰ :	۱-۳	
۴۰-۴۲	〃	۴۸ :	۱-۳	
۴۳	〃	۵ :	۳۵	
۴۴-۴۵	〃	۳۰ :	۱۷-۱۸	
۴۶	〃	۲۰ :	۱۳	
۴۷	〃	۳۹ :	۷۵	
۴۸-۵۳	〃	۸۷ :	۱۴-۱۹	
۵۴	مشرقی دیوار	۲۰ :	۱۵۳	
۵۵	〃	۱۱ :	۳۰	
۵۶	〃	۲۳ :	۱۱۸	نامکم
۵۷	〃	۵۵ :	۷۸	
۵۸	〃	۵۷ :	۲۱	نا

Marfat.com

۵۹ مشرقی دیوار ۷ : ۲۰۴
۶۰ 〃 ۶۱ : ۱۳ نامکمل
۶۶-۶۱ 〃 (۱۱۴)
۶۷ 〃 ۴۰ : ۴۴ نامکمل
۶۸ 〃 ۴ : ۱۱۳ نامکمل
۶۹ 〃 ۷۳ : ۲۰ نامکمل
۷۰ 〃 ۷۲ : ۱۸
۷۱ 〃 ۳ : ۱۷۳ نامکمل
۷۲ 〃 ۲۲ : ۷۸ نامکمل
۷۳ 〃 ۷۳ : ۲۰ نامکمل
۷۵-۷۴ جنوبی در ۱۴ : ۴۰، ۴۱
۷۶ شمالی در ۳ : ۱۸۵
۷۷ شمالی دیوار ۲ : ۱۶۳
۷۸ 〃 ۱۰ : ۱۰
۷۹ 〃 ۳۳ : ۴۰
۸۰ 〃 ۳۳ : ۵۶
۸۳-۸۱ 〃 ۳۷ : ۱۹۰-۱۸۲
۸۵-۸۴ 〃 ۴۵ : ۳۶-۳۷
۸۶ 〃 ۲۳ : ۱۱۵
۸۷ 〃 ۲۳ : ۱۱۶
۸۹-۸۸ 〃 ۲۳ : ۱۱۷-۱۱۸
۹۰ 〃 ۹ : ۱۸
۹۲-۹۱ 〃 ۱۸ : ۱۰۶-۱۰۸

۹۳ شمالی دیوار ۱۸ : ۱۰۹
۹۴ 〃 ۱۸ : ۱۱۰

برآمدہ

۹۶-۹۵ مغربی دیوار ۲ : ۲۸۵-۲۸۶
۹۷ ۷ : ۱۵۷
۹۸ ۶۲ : ۱۰-۱۱
۱۰۰-۹۹ ۳ : ۲۶-۲۷
۱۰۱ الماریوں پر (۲۱ : ۱۰۷) ۸ دفعہ
۱۱۲-۱۰۲ 〃 (۹۳)
۱۲۰-۱۱۳ 〃 (۹۴)
۱۲۵-۱۲۱ 〃 (۹۷)
۱۲۸-۱۲۶ 〃 (۱۰۳)
۱۳۴-۱۲۹ 〃 (۱۰۹)
۱۳۷-۱۳۵ 〃 (۱۱۰)
۱۴۱-۱۳۸ 〃 (۱۱۲)
۱۴۶-۱۴۲ 〃 (۱۱۳)
۱۵۲-۱۴۷ 〃 (۱۱۴)
۱۵۳ دروازوں پہ ۳ : ۱۴ ناممکل ۶ دفعہ
۱۵۴ وسطی در ۵۵ : ۲۲ ناممکل
۱۵۵ 〃 ۱۴ : ۴ ناممکل
۱۵۶ 〃 ۱۱ : ۳ ناممکل
۱۵۷ 〃 ۴ : ۱۰۴ ناممکل
۱۵۸ ۵۵ : ۶۰ ناممکل
۱۵۹ 〃 ۶۵ : ۳ ناممکل

Marfat.com

۱٦۰		۲۳ : ۱۱۸	نامکمل
۱٦۱-۱٦۳	جنوبی طوار	۱۰۸	۲ دفعہ
۱٦۴	〃	۲۱:۸۷	نامکمل ۲ دفعہ
۱٦۵	〃	۴۸ : ۲۹	
۱٦٦	مشرقی دیوار	۷۳: ۲۰	
۱٦۷-۱۷۱	〃	۳ : ۱۹۰-۱۹۴	
۱۷۲-۱۷۴	شمالی دیوار	۱۰۸	۲ دفعہ
۱۷۵		۲۱:۸۷	نامکمل ۲ دفعہ
۱۷٦		۳ : ۱۵۴	
۱۷۷	شمالی ٹوات	۲:۱۱۵	۲ دفعہ
۱۷۸		۴۰:۱۲	نامکمل
۱۷۹		۲:۱۵۲	
۱۸۰		۲:۱۵۳	
۱۸۱-۱۸۷		۱	
۱۸۸		۳:۱۸	

۱۸۹		۲:۱۵۴	
۱۹۰		۵۵:۷۸	
۱۹۱		۲:۲۰	نامکمل
۱۹۲-۱۹۹	جنوبی ٹوات	۹۴	
۲۰۰-۲۰۵		۱۱۴	
۲۰٦	〃	۲:۲۵۵	نامکمل
۲۰۷-۲۰۸	〃	۵۵:۲٦-۲۷	
۲۰۹	〃	۳٦:۸۳	
۲۱۰		۵۹:۲۳	
۲۱۵	〃	۲:۱-۵	
۲۱٦-۲۱۷	〃	۵۵:۲٦-۲۷	
۲۱۸	〃	۵۹:۲۲	
۲۱۹	〃	٦۷:۱	
۲۲۰	〃	۷۰:۵	

تکرار سے قطع نظر سترہ [۱۷] پوری سورتوں سمیت 'مسجد سلیمانی' کے اندر اور باہر چھوٹی بڑی کل دو سو بیس [۲۲۰] آیاتِ قرآنی مرقوم ہیں۔ البتہ چوبیس [۲۴] آیات ایسی ہیں جن کے صرف جیدہ جیدہ حصے ہی لئے گئے ہیں۔ ان تمام آیاتِ بینات کی جگہ کا تعین متعلقہ خاکوں کی مدد سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

آٹھ مکمل سورتیں اور اکیس [۲۱] دیگر قطعات کو جنہیں بیضوں کے اندر دکھایا گیا ہے، نہایت دیدہ زیب پھولوں اور گلدستوں کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ خطاطی کے ان نادر نمونوں کو محفوظ کرنا ازبس ضروری ہے۔

Marfat.com

احادیث مبارکہ

ح۱ قالَ کانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم:
"لَا یَقْدُمُ مِن سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِی الضُّحٰی فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِیهِ" (متفق علیہ)

ح۲ قالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
"مَنْ اَتَی الْمَسْجِدَ لِشَیْءٍ فَهُوَ حَظُّهٗ"

ح۳ قالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
"مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ کُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ" (متفق علیہ)

ح۴ قالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:
"صَلٰوۃُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً"

ح۵ قالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:
"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ"

ح۶ قالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
"یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْهِمْ حَاجَةٌ"
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

Marfat.com

حے قَالَ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم:

"مَنْ بَنیٰ مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ"

"متفق علیہ"

حہ۸ قَالَ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم:

"بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ"

(روایت ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ عن سہل بن سعد و انس رض)

حہ۹ قَالَ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم:

"اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ"

فَاِنَّ اللہ یقول

حہ۱۰ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ:

مَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَھَّرُ فَیُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ یَعْمِدُ اِلٰی مَسْجِدٍ مِنْ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا کَتَبَ اللہ تَعَالٰی لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ یَخْطُوْھَا حَسَنَۃً وَرَفَعَہٗ بِھَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْہُ بِھَا سَیِّئَۃً وَلَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنْھَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یُؤْتٰی بِہٖ یُھَادٰی بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ حَتّٰی یُقَامَ فِی الصَّفِّ

حہ۱۱ ھٰذِہٖ اَسْمَاءُ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم مِائَتَانِ وَّ وَاحِدٌ وَھِیَ ھٰذِہٖ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ اَحْمَدُ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ...... اِلٰی اٰخِرِہٖ

Marfat.com

ح۱۱ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ تعالیٰ غدًا مُسلمًا فلیُحافِظْ علٰی ھٰذہِ الصَّلوٰتِ الخَمْسِ حَیْثُ یُنادیٰ بِھِنَّ فاِنَّ اللّٰہ تعالیٰ شرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الھُدیٰ وَاِنَّ ھُنَّ مِنْ سُنَنِ الھُدیٰ ولو اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فی بیوتکم کما یُصَلِّی ھٰذا المُتَخَلِّفُ فی بیتہٖ لترکتم سُنَّۃَ نبیکم ولو ترکتم سُنَّۃَ نبیکم لَضَلَلْتُمْ

ح۱۲ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِنَّ ھاتَیْنِ الصَّلوٰتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلوٰتِ علی المُنافِقِیْنَ ولو تعلمون ما فیھما لَاَتَیْتُمُوْھُما ولو حَبْوًا علی الرُّکَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الاَوَّلَ علٰی مِثْلِ صَفِّ الملٰئِکۃِ ولو علمتم .. فَضِیْلَتَہٗ لَابْتَدَرْتُمُوْہُ

وَقَالَ مَنْ سَمِعَ النِّداءَ فلم یُجِبْہُ فلا صلوٰۃ لہٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ

ح۱۴ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام:

اِذا دخل اَحَدُکُمُ المسجدَ فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس

ح۱۵ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"تسعۃ وتسعین اسماء مَنْ حفظھا دخل جنۃ"

ح۱۶ مَنْ قالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذی لا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحیُّ القیُّوْمُ واَتُوْبُ اِلَیْہِ غُفِرَ لَہٗ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ۵ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

فھذہ سلسلتی من مشائخی فی الطریقۃ الچشتیۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین

۱ الٰہی بحرمت سید الکونین و رسول الثقلین حضرت محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

۲ الٰہی بحرمت مدینۃ العلوم والمطالب امام المشارق والمغارب امیر المومنین وامام الاشجعین
علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

۳ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابی النصر الحسن البصری الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابی الفضل عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابی الفیض فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ امان الارض حضرت خواجہ سلطان ابراھیم الادھم البلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ امین الدین ابی ھبیرۃ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ سر سلسلہ چشتیان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ ابی اسحاق الشامی الچشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ قدوۃ الحق والدین حضرت خواجہ ابی احمد بن فرسنافۃ الچشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۲ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ ناصر الحق والدین حضرت خواجہ ابی محمد ابن احمد الچشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت ناصر الحق والدین خواجہ ابی یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الحق والدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ مقتداء اہل عرفان حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ قطب العارفین سند الموحدین حضرت خواجہ بزرگ معین الحق والدین
حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

۱۸ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ برہان چشتیان شہید المحبۃ حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار اوشی کاکی
چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حریق المحبۃ امام العارفین سلطان الزاہدین حضرت خواجہ فرید الحق والدین
مسعود گنج شکر اجودھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۰ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ سلطان العاشقین رحمۃ للعالمین محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الحق والدین
محمد بن احمد بداونی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ مستغرق بحر شہود شمس العارفین حضرت خواجہ نصیر الحق والدین
محمود چراغ دہلوی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ کمال الحق والدین المشہور بعلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ سراج الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ علم الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمود یعرف شیخ راجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ جمال الحق والدین یعرف شیخ جمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ قطب الاولیاء شیخ الاتقیاء حضرت شیخ حسن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ مظہر اللہ التام الصمد حضرت شیخ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ فرد الحقیقۃ قطب المدینۃ الشریفۃ حضرت خواجہ شیخ یحییٰ المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ المتخلق باخلاق اللہ المتصف باوصاف اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ
جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ سراج الواصلین فخر العاشقین حضرت شیخ نظام الحق والدین اورنگ آبادی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ فخر الاولین والآخرین محب النبی ومحبوب رب العلمین حضرت خواجہ
شیخ فخر الدین محمد اورنگ آبادی ثم جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ سراج السالکین شمس العارفین غریب نواز خواجہ خواجگان حضرت خواجہ
نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴ الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ معین السالکین فرید العاشقین فخر التارکین شمس العارفین غربا نواز
المتوکل علی الرحمٰن حضرت محمد سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

صلوٰۃ وسلام

الصلوٰۃ والسلام علیک	یا رسول اللہ !
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا خلیل اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا نبی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا صفی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا خیر خلق اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا من اختارہ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا من ارسلہ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا من شرفہ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا من کرمہ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا من عظمہ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا امام المتقین
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا خاتم النبیین
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا شفیع المذنبین
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا محبوب رب العلمین
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا تاج الحرمین
الصلوٰۃ والسلام علیک	یا جد الحسن والحسین

"یہ برآمدے کی مشرقی دیوار کے جنوبی حصے کے تینوں مرمریں دروں کے اوپر ایک ہی لمبی سطر میں درج ہیں۔ جبکہ آخری دو نو سطریں برآمدے کی مغربی دیوار کے درمیان واقع بڑے دروازے پر لکھی ہوئی ہیں۔"

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

پہلا خطبہ جمعہ :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْھَجَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ ذِکْرُہٗ وَعِرْفَانُہٗ ۞ وَاَدْرَکَ ذُنُوْبَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ عَفْوُہٗ وَغُفْرَانُہٗ ۞ وَاَھْلَکَ جُمُوْعَ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ قَھْرُہٗ وَسُلْطَانُہٗ ۞ وَتَعَالٰی عَنْ سِمَۃِ الْحُدُوْثِ وَشَیْنِ الْعُیُوْبِ شَانُہٗ ۞ سُبْحَانَہٗ فَھُوَ رَاحِمُ الْخَلْقِ وَرَحْمَانُہٗ ۞ نَحْمَدُہٗ عَلٰی اَیَادِیْہِ حَمْدًا یَّقْتَرِنُ بِہٖ رِضْوَانُہٗ ۞ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْمُنَزَّلُ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ قُرْاٰنُہٗ ۞ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنِ اتَّبَعَھُمْ بِاِحْسَانٍ وَعَلَی اللّٰہِ تُکْلَانُہٗ ۞ اَمَّا بَعْدُ

فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرُ الْھُدٰی ھُدٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ۞ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ

Marfat.com

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ
اعوذ باللّٰه مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِيْٓ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ
جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ؕ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ؕ اِنَّهٗ تَعَالٰى
جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ بنشیند وجلسہ کند

دُوسرا خُطبہ جُمعہ :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ؕ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ؕ وَمَنْ
يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى وَصَامَ

Marfat.com

وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ
وَقَامَ ٭ اَيُّهَا النَّاسُ اَنْفَقْتُمْ خُلَاصَةَ اَيَّامِكُمْ فِى
اِكْتِسَابِ اٰثَامِكُمْ طَلَبَ الدِّرْهَمِ وَالدِّيْنَارِ وَهُمَا
يَقُوْدَانِكُمْ اِلَى النَّارِ ٭ اِعْلَمُوْا اَنَّ الدُّنْيَا دَارٌ دَائِرَةٌ
وَلَذَّتُهَا فَانِيَةٌ وَّطَاعَتُهَا بَاقِيَةٌ وَّحَاصِلُهَا فَوْتٌ وَّاٰخِرُهَا
مَوْتٌ ٭ اِخْوَانِىْ بَدَنٌ ضَعِيْفٌ وَّسَفَرٌ طَوِيْلٌ وَّزَادٌ قَلِيْلٌ
وَبَحْرٌ عَمِيْقٌ وَّصِرَاطٌ دَقِيْقٌ وَّنَارٌ حَرِيْقٌ وَّمِيْزَانٌ عَدِيْلٌ
وَالْحَاكِمُ رَبٌّ جَلِيْلٌ ٭ وَالْقِيَامَةُ قَرِيْبٌ يَقُوْلُ الْجَنَّةُ
وَعْدِىْ وَعْدِىْ وَيَقُوْلُ الْكَعْبَةُ زَوَّارِىْ زَوَّارِىْ وَيَقُوْلُ
كُلُّ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَّنَبِىٍّ مُرْسَلٍ نَفْسِىْ نَفْسِىْ وَيَقُوْلُ
رَسُوْلُنَا وَشَفِيْعُنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَبِّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ
وَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ حَبِيْبِىْ حَبِيْبِىْ لَكَ
وَلِاُمَّتِكَ وَعْدِىْ وَاَحَدِىْ اُنْظُرْ مَا اَفْعَلُ بِكَ وَبِهِمْ
سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ٭
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اَرْضٰى وَلَوْ كَانَ

Marfat.com

وَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِی فِی النَّارِ وَیَقُوْلُ یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ
الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۞ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
سَیِّدِ الْجَمَاعَۃِ فَاتِحِ بَابِ الشَّفَاعَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَکَافَّۃِ
الصَّحَابَۃِ سِیَّمَا الْاَرْبَعَۃِ الْمُتَنَاسِبَۃِ وَعَلَی التَّابِعِیْنَ
لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ
اَجْمَعِیْنَ۞ فرد و آید اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِبَقَاءِ
سَلْطَنَۃِ عَبْدِکَ الرَّاجِیْ یَرْجُوْ شَفَاعَۃَ النَّبِیِّ الْحَجَّازِی
سُلْطَانُ الزَّمَانِ۞ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا
لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۞ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ
مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
وَاخْذُلْ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۞ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۞

Marfat.com

اُذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ط

یہ خطبۂ جمعہ صدر دروازے کی محرابی پر شجرہ طیبہ اور چوکھاٹ کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ اسے برآمدے میں کھڑے ہو کر آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے۔

دُرود نجات :-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ

Marfat.com

۲

روضہ حضرت غوثِ زماںؒ

جہاں سرائیکی، پشتو، فارسی، سندھی، پنجابی اور اُردو بولنے والوں کا ملاپ ہوتا ہے وہاں اک جھونپڑے میں بیٹھ کر نصف صدی تک اِک مردِ کہستانی نے ہزاروں بلکہ لاکھوں دِلوں پر بلا شرکتِ غیرے حکومت کی۔ یُوں تیرھویں صدی ہجری نے تونسہ شریف کو رُوحانی دُنیا کے نقشے پر رقم ہوتے دیکھا۔ وُہ جگہ جہاں غوثِ زماں شاہ محمد سُلیمان تونسویؒ زندگی بھر مصروفِ عبادت رہے آخرِ کار آپ کا مدفن بنی۔ ظاہری زندگی میں تو یہ سرکیوں کا ایک معمُولی جھونپڑا ہی تھا، جو شاید آج تک محفُوظ ہے، مگر بعد والوں نے پہلے اِس پر ایک قبہ دیکھا جسے گرا کے پھر ایک عالیشان روضہ تعمیر کیا گیا۔

مسجدِ سُلیمانی کے مغربی جانب نواب بہاولپور نے پچاس یا ساٹھ ہزار رُوپے کی خطیر رقم خرچ کر کے تین منزلہ روضۂ سُلیمانی تعمیر کروایا۔ اس کی نچلی منزل چوراس اور لگ بھگ چالیس فٹ مربع ہے، جس کی دیواروں کی چوڑائی چھ فٹ سے تجاوز کرتی ہے۔ دوسری منزل آٹھ کونوں والی ہے جبکہ اس کی سفید قبہ نما بلند ترین تیسری منزل دُور و نزدیک سے اس ٹِبّے کی نشاندہی کرتی ہے جہاں آنے والا کبھی محرُوم نہیں رہتا۔

روضہ شریف کی اندرُونی تزئین و آرائش قابلِ دید ہے۔ چاروں دیواریں حدِ نظر تک نقش و نگار سے اَٹی پڑی ہیں اور چھت کے بیل بُوٹے اتنے جاذبِ نظر ہیں کہ انہیں دیکھتے دیکھتے آنکھ نہیں تھکتی۔ سفید زمین پر آٹھوں کونوں سے اُٹھتی ہُوئی مُختلف شکلوں کی رنگ برنگی آٹھ آٹھ کیاریاں بنانے والوں کی فنی پختگی کا مُنہ بولتا ثبُوت ہیں۔ گولائی میں بنے ہُوئے بیسیوں روشندان اور ان کے نیچے کھڑکیاں بالکل اصلی اور زیرِ استعمال ہونے کا تاثر دیتے ہیں۔

آنے اور جانے کے لئے ایک ہی دروازہ ہے جو صاحبِ مزار کے قدموں کی طرف جنوب میں واقع ہے۔ مزار شریف پر سنگِ مرمر کی ایک نہایت متناسب بارہ دری بنی ہُوئی ہے، جو قیمتی پتھروں، رنگ برنگے شیشوں اور سنہرے نقش و نگار سے مزین

Marfat.com

ہے۔ گہرے بادامی رنگ کے اور سفید فٹ مربع سائز کے پتھروں کا فرش ماحول کی تابناکی میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ دیواروں کے نقش و نگار، مشرقی و مغربی دیواروں پر دائیں بائیں لکھے کتبوں یا مغربی اور مشرقی طاقوں میں نصب سفید پتھر کی خوبصورت جالیوں کی ایک سے ہوش رہتی ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ہر شخص اپنے گردو پیش سے ہٹ کر اپنے اندر زیادہ متوجہ اور گم ہو۔

روضہ شریف کی مشرقی کھڑکی پر رقم یہ عبارت اس کی تعمیر کے کوائف ان الفاظ میں بیان کرتی ہے "آغاز و اتمام ایں روضہ شریف بدستکاری محمد حیات بنا ساکن بلدہ ملتان بمحلہ کلالاں و نقش طرازی الٰہی بخش نقاش صورت یافتہ ۱۲۷۰"

روضہ شریف کی مغربی کھڑکی پر یہ قطعہ تاریخ مرقوم ہے۔

زہی روضہ فرخ بنا نوبہار | بفردوس وایں روضہ فرق ایں است
چو خلد بریں پر ز نقش و نگار | کہ آں ہر سماں وایں بر زمیں

زسال تماشش خرد پی قصور
تعجب کناں گفت وہ باغ نور

اور روضہ شریف کی مغربی دیوار پر لکھے جنوبی قطعہ کا آخری شعر مندرجہ بالا کوائف کی تائید یوں کرتا ہے:

آمد سروش و گفت کہ ذات العماد پاک
ہر کس ازاں کہ ایں نہم ہشت منظر است

۱۶۔ شہر رجب المرجب ۱۲۷۰ھ اوستاد محمد حیات بنا

لیکن روضہ شریف کی تکمیل کو بشمول اس کی اتنی دیدہ زیب اور وسیع تزئین و آرائش کے، یقیناً کافی عرصہ لگا ہوگا جس کی شہادت اس کے مرمریں قبہ کے باہر چاروں روشندانوں کے نیچے موٹے ہندسوں میں لکھی تاریخ ۱۳۰۶ھ سے بخوبی ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت تونسویؒ کے بعد ان کے سایہ عاطفت میں دفن ہونے والے،

Marfat.com

سولہ[16] خوش بختوں میں آپ کے دو[2] پوتے، دو[2] پڑپوتے، چوتھی پشت کے پانچ[5] پانچویں پشت کے چار[4] اور چھٹی پشت کے دو[2] بزرگ شامل ہیں جن کی وضاحت خاکہ نمبر ۱ سے ملحقہ فہرست میں بالتفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ مختصراً

خواجہ گل محمدؒ کے دو بیٹے: شاہ اللہ بخشؒ اور خواجہ خیر محمدؒ	پوتے
شاہ اللہ بخشؒ کے دو بیٹے: حافظ محمد موسیٰؒ اور صاحبزادہ حافظ احمدؒ	پڑپوتے
حافظ محمد موسیٰؒ کے تین بیٹے: خواجہ محمد حامدؒ، خواجہ غلام زکریاؒ اور میاں عبداللہؒ	چوتھی پشت
حافظ محمد محمودؒ کے دو بیٹے: خواجہ احمد ثانیؒ اور خواجہ غلام فرید شہیدؒ	"
حافظ احمد ثانیؒ کا ایک بیٹا: خواجہ غلام مجتبیٰؒ	پانچویں پشت
خواجہ محمد حامدؒ کے تین بیٹے: حافظ سدید الدینؒ، خواجہ خان محمدؒ، حافظ محمد یوسفؒ	"
خواجہ غلام زکریاؒ کا ایک بیٹا: صاحبزادہ غلام عباسؒ	"
خواجہ خان محمدؒ کا ایک بیٹا: خواجہ حامد حسنؒ	چھٹی پشت
حافظ محمد یوسفؒ کا ایک بیٹا: خواجہ غلام اللہ بخشؒ	"

اعلیحضرتؒ کے بیٹے خواجہ گل محمدؒ بڑے قبرستان میں اور پڑپوتے حافظ محمد محمودؒ آستانہ محمودیہ میں دفن ہیں۔

روضہ شریف سے ملحقہ جنوبی برآمدہ اور مجلس خانہ ایک ہی وسیع و عریض صحن کی طرح ہیں، جن کے جنوب میں شیش محل اور مشرق میں گھنٹہ گھر واقع ہیں۔ ان کے نہایت خوبصورت ابلق فرش اور ان پر جیومیٹری کے طریقے سے بنے ہوئے چند اکلیدسی خاکے دیدہ زیب بچھونوں کا سا تاثر دیتے ہیں جن پر ناگہاں بیٹھنے کو جی مچلتا ہے۔ انہیں بھی محمد بہاول خاں والی بہاولپور نے اسّی ہزار روپیہ کی لاگت سے تعمیر کرایا تھا۔

اعلیحضرت تونسویؒ کے ایک خادمِ خاص جناب حافظ محمد اکرمؒ شیش محل والی طرف درمیان میں اور خلیفہ نور محمد اسی وسیع صحن کے جنوب مشرقی کونے میں آسودہ ہیں۔ حضرت غوثِ زمانؒ کی اولاد امجاد کی نمازِ جنازہ بھی اسی صحن میں ادا کی جاتی ہے البتہ دیگر متوسلین کی میتیں نمازِ جنازہ کی غرض سے مجلس خانے والے بڑے دروازے

Marfat.com

دہلیز پر رکھ دی جاتی ہیں جبکہ نمازی بڑی ٹائیلوں والے صحن مسجد میں اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔

اس جنوبی صحن اور شیش محل کے درمیان چند بظاہر غیر مستعمل کمرے ہیں جن کے مقفل دروازے روضہ شریف کی طرف سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور جہاں بقول خواجہ دلنواز حضرت ثانیؒ نے حضرت غوث زمانؒ کے اس جھونپڑے کو جس میں آپ عبادت کیا کرتے تھے اپنے اصل مقام سے اٹھوا کے نصب کرا دیا تھا۔ اس جھونپڑے کے دروازے میں وہ سوراخ بھی موجود ہے جس میں سے احمد قوال نے جھانک کے کالو جن کو شاہ سلیمان تونسویؒ کو سماع سناتے دیکھا تھا۔

ان ہی میں ایک حضرت ثانی کا عبادت خانہ بھی ہے جہاں ایک ستون کے سہارے کھڑے ہوکر آپ گھنٹوں محوِ عبادت رہا کرتے تھے۔

ان عبادت خانوں کے عقب میں کچھ مائی صاحبان کے مزارات ہیں۔

روضہ شریف کے مشرقی و مغربی جانب دو سترہ۱۷ سترہ فٹ چوڑے برآمدے اور شمالی جانب چالیس۴۰ × چالیس۴۰ فٹ سائز کا ایک نہایت خوبصورت محفل خانہ جہاں روضہ شریف کی آن بان اور شان و شوکت میں اضافہ کرتے ہیں وہاں اسے محفوظ اور مستحکم کرنے میں بھی خاصی مدد دیتے ہیں۔ سردیوں میں آنے والے عرسوں کی محافل یہاں ہی منعقد ہوتی ہیں اس کی روضہ شریف والی جنوبی دیوار کے نقش و نگار بڑے دیدہ زیب ہیں۔ دیگر تینوں طرف تین۳ تین۳ دروازے گرد والے برآمدوں کو بھی بوقتِ ضرورت محفل خانے کا حصہ بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

ان کارآمد تعمیراتی اضافوں کا سہرا نواب غلام مصطفےٰ خاں خاکوانی کے سر ہے جنہوں نے ساٹھ۶۰ ہزار روپیہ لاگت سے انہیں بڑی محبت سے تعمیر کروایا۔

روضہ حضرت غوث زماں کے دیگر آسودگانِ عظام کی مکمل فہرست تو صفحہ ۴۲۸ پر

Marfat.com

پیش کی جا چکی ہے۔ اور ان حضرات کے مخصوص مزارات کا تعین بھی اسی سے متعلقہ خاکہ نمبر ۲ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ ہماری کم مائیگی کی حد ہے کہ ہمیں تو ان سب حضرات کے تاریخ ہائے وصال بھی دستیاب نہیں۔

آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادگان عالی مقام

پہلے سجادہ نشین:۔ سجادہ نشین اول، کریم ابن کریم، حضرت ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مناقب خلفائے ذی احتشام کے باب میں دے دیئے گئے ہیں۔

دوسرے سجادہ نشین:۔ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے دوسرے سجادہ نشین حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹ ربیع الاول ۱۲۶۹ھ (یکم جنوری ۱۸۵۳ء) کو ہوئی۔ چھوٹی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا۔ علوم عقلی و نقلی کے حصول کے بعد مجاہدہ ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ چالیس سال اپنے والد و مرشد حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہ کر علوم باطنی کی تکمیل کی اور روحانیت و خلافت کے بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہو گئے۔

آپ نہایت کم گو اور شیریں زبان تھے۔ شریعت کی پابندی بہت سختی سے کرتے تھے۔ ہر نماز کے لئے تازہ غسل فرماتے۔ ماہ رمضان المبارک میں خود قرآن پاک سناتے۔ ہر رات ایک قرآن پاک ختم کرتے۔ دس پارے جامع مسجد میں، دس پارے چینی مسجد میں اور دس پارے خانقاہ شریف میں۔

آپ ۱۵ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ (۱۰ فروری ۱۹۰۶ء) کو مختصر علالت کے بعد وصال فرما گئے۔ آپ کو روضہ مبارک کے اندر جنوب مغربی کونہ میں حضرت خواجہ خیر محمد تونسوی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔

Marfat.com

۱۔ حضرت خواجہ محمد حامدؒ ۔۔۔ ۲۔ حضرت خواجہ غلام زکریاؒ
۳۔ حضرت خواجہ عبداللہؒ ۔۔۔ ۴۔ حضرت خواجہ یوسفؒ

تیسرے سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے تیسرے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ (۲۳ دسمبر ۱۸۷۵ء) کو ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل مولوی خدا بخش صاحب سے کی اور روحانی تربیت اپنے دادا جانؒ اور والد گرامیؒ سے حاصل کی۔ حضرت ثانی صاحبؒ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ پیار سے آپ کو حامی کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت ثانی صاحبؒ ضعیف ہو گئے تو آپ پانچوں وقت نماز کے لئے ان کا دست مبارک پکڑ کر مسجد میں لاتے اور دعائیں حاصل کرتے۔

ایک دن حضرت ثانی صاحبؒ نے آپ کو اپنی تسبیح عطا فرمائی نیز آپ کو خانقاہ شریف میں سجادہ پر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ ذیقعد ۱۳۲۳ھ میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ چشتیاں شریف حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس مبارک میں آخری بار شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو وہیں حضرت قبلۂ عالمؒ کے روضۂ مبارک کے اندر آپ کو خلافت عطا فرما دی۔

آپ تقریباً ستائیس برس تخت سلیمانی پر جلوہ افروز رہے اور ایک عالم کو فیض یاب فرمایا۔ آپ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد و انتظام بہت محبت و عقیدت سے کرتے تھے۔ لنگر شریف کا دروازہ ہر کس و ناکس کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ آپ نے رشد و ہدایت کا فریضہ بھی خوب سرانجام دیا۔ لاکھوں کو راہ راست کی تلقین کی اور منزل مقصود تک پہنچایا۔ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ میں آپ حضرت قبلۂ عالمؒ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے چشتیاں شریف تشریف لے گئے۔ وہیں بیمار ہو گئے۔ اسی علالت میں ہی دہلی شریف اور پاکپتن شریف کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ تونسہ شریف واپس پہنچے اور ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ (۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء) کو وصال فرما گئے۔

Marfat.com

جنابِ خواجہ حامد بشد شہید شنو

۱۳۵۰

آپ کو روضۂ مبارک میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا آپکے تین بیٹے تھے۔

۱۔ حضرت خواجہ حافظ سدیدالدینؒ ۲۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ ۳۔ حضرت خواجہ محمد یوسفؒ

چوتھے سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے چوتھے سجادہ نشین حضرت خواجہ حافظ سدیدالدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ (۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء) کو ہوئی۔ علومِ ظاہری کی تکمیل کرنے کے بعد اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حامدؒ سے باطنی علوم کی تکمیل کی اور خلافت حاصل کی۔ آپ بھی اپنے دادا جانؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں قرآن پاک کے تین تین ختم سناتے تھے۔ آپ نے تقریباً تیس برس مسندِ خلافت کو رونق بخشی اور ایک عالم کو فیض پہنچایا۔ احیائے اسلام، توسیعِ سلسلہ اور تعمیرِ پاکستان میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں آپ کو اپنے آباؤ اجداد اور مشائخ عظام سے بے پناہ عقیدت تھی جو آپ کے اس طبع زاد شعر سے عیاں ہے:

زلطفِ شاہِ سلیمانؒ ز نورؒ و فخر الدینؒ
سگے نِست خاکِ درِ حامدیؒ ، سدیدالدینؒ

آپ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ میں بیمار ہوئے۔ جب بیماری نے شدت اختیار کی تو لاہور میں ایک ماہ کے قریب زیرِ علاج رہے۔ جب افاقہ نہ ہوا تو آپ تونسہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے مگر ابھی راستہ میں ہی تھے کہ پیغام آ پہنچا۔ ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ (۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء) کو آپ وصال فرما گئے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی، اس لئے آپ کے حقیقی برادرِ خورد حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ مسند نشین ہوئے۔

Marfat.com

پانچویں سجادہ نشین

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے پانچویں سجادہ نشین خواجہ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ (۲۶ فروری ۱۹۱۶ء) کو ہوئی۔ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر علوم باطنی کی تکمیل اپنے والد گرامیؒ سے کی اور خلافت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۵ شوال ۱۳۷۹ھ کو مسند سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے۔

آپ شکل و صورت، عادات و اطوار اور سیرت کردار میں حضرت غوث زمانؒ کا مکمل نمونہ تھے۔ آپ نے فیض سلیمانی کو خوب جاری کیا۔ لاکھوں افراد نے سلسلہ میں داخل ہو کر رشد و ہدایت حاصل کی۔ آپ شریعت اسلامیہ کی پابندی اور مسلک چشتیہ کی مطابقت کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہر ایک کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔ اپنے دور میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں آپ کی ذات زندہ کرامت تھی۔

آپ متعدد بار حج مبرور اور زیارت مقبول کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ ہندوستان، افغانستان، ایران، عراق اور دیگر ممالک میں جملہ اولیائے کرام اور خواجگان چشت کی زیارات سے بارہا مشرف ہوئے اور ہر قسم کی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ آپ کے دور میں آستانہ عالیہ سلیمانیہ کا فیضان روحانی اسی طرح جاری رہا جس طرح آپ کے بزرگان کرامؒ کے زمانہ میں جاری تھا۔

آپ ایک عرصہ سے فشار خون اور ذیابیطس کے امراض میں مبتلا تھے مگر فکر مند نہ تھے۔ اپریل ۱۹۷۹ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ کچھ عرصہ زیر علاج رہے اور آخر جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ (۴ مئی ۱۹۷۹ء) کو واصل بحق ہو گئے۔ آپ کو روضہ شریف میں حضرت خواجہ محمد حامدؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین فرزند عطا کئے۔

۱۔ خواجہ حامد حسنؒ جن کا یکم شعبان ۱۳۸۸ھ کو وصال ہو گیا۔

۲۔ خواجہ خالد حسنؒ جو بچپن میں وصال کر گئے۔

Marfat.com

۳۔ خواجہ عطاء اللہ صاحب دامت برکاتہٗ جو اس وقت سجادہ نشین ہیں۔

چھٹے سجادہ نشین

آستانۂ عالیہ سُلیمانیہ کے چھٹے سجادہ نشین حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی دامت برکاتہٗ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو ہوئی۔ منقول ہے کہ آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجۂ دلنوازؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ فرما رہے ہیں کہ "اے خان محمد تمہارے اب جو فرزند پیدا ہوگا، اُس کا نام عطاء اللہ رکھنا۔"

حسبِ دستورِ خانداں مقررہ وقت پر آپ کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا۔ آپ کی بیعتِ ارادت حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسویؒ سے ہے۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے انہیں مانگا تھا کہ مجھے دے دیں۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ میں اس کی تربیت کروں گا۔ اِس لحاظ سے آپ حضرت حافظ صاحبؒ کے مرید بھی ہیں اور مُراد بھی۔

حضرت خواجۂ دلنوازؒ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی آپ کو تحریری طور پر خلافت و سجادگی عطا کر دی تھی۔ اور عُرس مبارک کے موقع پر دستار بندی بھی کرا دی تھی۔ دستار بندی پاکپتن شریف کے اُس وقت کے سجادہ نشین حضرت دیوان قطب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔ حضرت خواجۂ دلنوازؒ کے وصال کے بعد تیسرے دِن حسبِ دستورِ خاندان۔ ۶ مئی ۱۹۷۹ء کو آستانۂ عالیہ سُلیمانیہ میں محفلِ قُل شریف ہوئی جس میں آپ کی دستار بندی کی گئی۔ اسجادہ سُلیمانی پر بٹھایا گیا اور دُعائے خیر کی گئی۔

آپ پندرہ سال سے سجادۂ سلیمانی پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ نے سجادہ نشین بننے کے بعد حج و عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ ہر سال اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ کے مطابق پاکپتن شریف اور چشتیاں شریف حاضر ہوتے ہیں۔

سلسلہ کی تنظیم، ترویج و توسیع میں آپ ہمہ وقت سرگرمِ عمل رہتے ہیں نیز آستانۂ عالیہ کے نظم و نسق کے علاوہ اس کی عمارتوں کی دیکھ بھال، ان میں تراسیم، ضروری مرمت اور تزئین و زیبائش کی طرف بھی آپ کی توجہ ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کو درج ذیل دو فرزند عطا فرمائے ہیں:۔

۱۔ خواجہ محمد خرم ذیشان علی عطا۔ ۲۔ خواجہ علی عباس۔

جسے آخری اور مستقل آرام کی جگہ روضہ حضرت غوث زمان کے اندر یا باہر میسر آ جائے اسے اور کیا چاہیئے۔ یہ حضرات بلاشبہ خوش قسمت بھی ہیں۔ اور باعث صد احترام بھی۔ ہمارے لئے تو ان کا ذکر خیر بھی باعث خیر و برکت ہے جو زیر نظر "تذکرہ" کے باب "پسماندگان" اور دیگر عنوانات کے تحت دیکھا جا سکتا ہے۔ اور جہاں ان کے باہمی رشتوں کے علاوہ ان کی اولاد امجاد کے ذکر کو بھی ایک حد تک محفوظ کر لیا گیا ہے۔ البتہ اس چیدہ اور برگزیدہ گروہ میں سب سے آخر میں شامل ہونے والوں کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے۔

حضرت خواجہ غلام زکریا سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا نام مبارک غلام زکریا اور لقب قطب تونسہ ہے آپکی بیعت ارادت اپنے دادا جان حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ عالم و فاضل، زاہد و عابد، پیکر اخلاص اور منبع جود و سخا تھا۔ ہر وقت عشق رسول میں ڈوبے رہتے تھے۔ جونہی نام مبارک آتا گریہ طاری ہو جاتا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت عشق کی حد تک تھی۔ آخری عمر میں جب چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے سے معذور تھے، تب بھی چشتیاں شریف حاضر ہوتے تھے۔

آپ نے سلسلۂ عالیہ سلیمانیہ کے فیض کو خوب جاری رکھا۔ ہر جگہ آپ کے مریدین اور عقیدت مند موجود تھے۔ آپ کا وصال ۹۵ برس کی عمر میں ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ کو ہوا۔ مزار مبارک آستانہ عالیہ سلیمانیہ (برآمدہ) میں ہے۔ "قطب تونسہ آن ہنچا خلد میں" تاریخ وصال ہے، جو غلام محمد نظامی صاحب نے نکالی ہے۔ آپ کے فرزندان عالی

Marfat.com

مقام سے بھی سلسلۂ فیض جاری ہے۔ فرزندانِ گرامی کے نام یہ ہیں: خواجہ غلام یحییٰ، خواجہ غلام الیاس، خواجہ غلام یونس، خواجہ غلام سلیمان، خواجہ غلام عباس، خواجہ غلام ہندال، خواجہ عبدالوہاب، خواجہ حافظ عبدالمناف اور خواجہ عبدالمطلب۔

حضرت خواجہ محمد یوسف سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند تھے۔ آپ نے علومِ ظاہری و باطنی کی تعلیم آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں ہی حاصل کی۔ آپ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ عالیہ سلیمانیہ کے فیض کو جاری رکھا۔ آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ کافی تھا۔ آپ نے تونسہ شریف میں بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔

آپ کا وصال دس رجب ۱۳۹۸ھ کو ہوا۔ مزارِ مبارک آستانہ عالیہ سلیمانیہ (برآمدہ) میں ہے۔ آپ کو اللہ نے دو فرزند عطا کئے۔ بڑے صاحبزادہ خواجہ اللہ بخشؒ اور چھوٹے خواجہ محمد مسعود صاحب۔ صاحبزادہ خواجہ اللہ بخشؒ کا وصال ۱۱ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ کو ہو گیا۔ مزارِ مبارک آستانہ عالیہ سلیمانیہ (برآمدہ) میں ہے۔ آپ کے بڑے فرزند صاحبزادہ عبدالحامد علی صاحب قائم مقام ہیں۔

(۳)

شیش محل

روضہ شریف کے عین جنوب میں واقع ایک عظیم الشان پانچ منزلہ شیش محل چھوٹے بڑے باون کمروں پر مشتمل ہے۔ گذشتہ صدی کے شروع میں یہ عظیم عمارت

مہمان خانہ حضرتِ ثانیؒ کی تمام مصروفیات کی آماجگاہ ہُوا کرتا تھا خصوصی محافل، انتظامی مجلسیں، وفود سے مُلاقاتیں جیسے اہم امور یہیں سرانجام پاتے۔ نچلی دونو منزلیں مہمانوں کے لئے مخصوص تھیں، جبکہ زمینی منزل پر واقع سردکمرہ آپ کے ذاتی استعمال میں تھا۔ اس سے ملحقہ جنوبی کمرہ میں ایک چھوٹا سا تالاب ہے، اور تالاب کے مغربی جانب ایک حجرہ ہے جہاں آپ کا وصال ہُوا تھا۔

تیسری منزل پر جانے کے لئے شمال اور جنوب میں دو کشادہ اور آرام دہ سیڑھیاں ہیں۔ یہاں مغرب کے علاوہ تین[۳] طرف سے سنگِ مرمر کی تین[۳] تین[۳] محرابیوں والے تین[۳] برآمدوں میں گھِرا ہُوا ایک بہت بڑا "میلاد شریف" والا کمرہ ہے جہاں ربیع الاوّل کی سات اور بارہ[۱۲] تاریخوں کو خصوصی محافلِ میلاد منعقد ہوتی تھیں، جن میں شرکت کے لئے لوگ خاص اہتمام کرتے۔ اس کے جنوبی وسطی دروازے کے باہر یہ شعر رقم ہے:

محمد عربی کآبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او

جبکہ اسی کمرے کی مغربی درمیانی محرابی پر شیش محل کی تاریخ ان الفاظ میں لکھی ہے۔

وارثِ مسندِ سُلیمانی ‌ ‌ ‌ نائبِ غوث و قُطبِ ربانی!
مستحقِ خلافتِ کبریٰ ‌ ‌ ‌ یادگارِ وراثتِ آباء!!
سّرِ قولِ نفختُ راخزوں ‌ ‌ ‌ وز نفختُ دلش شدہ دوش
چو حذیفہ زسرش آگاہ! ‌ ‌ ‌ چوں اویس است در محبت شہا
خواجہ خواجگاں جنیدِ زماں ‌ ‌ ‌ شبلی وقت و آصفِ دوراں
خواجہ اللہ بخش ذوتقویٰ ‌ ‌ ‌ سالکاں را امام راہ ھدیٰ
نیک طالع زبخت بیدار ‌ ‌ ‌ در ہمہ کار طالعش یار است
داشت در دل کہ قصرِ خرم وخوش ‌ ‌ ‌ ساختہ آید و بود دلکش
کرد تعمیر قصرِ خرم وخوب ‌ ‌ ‌ بے بدل بے نظیر و بس مرغوب

Marfat.com

ندھد کس نشاں بروی زمیں | کہ کسے دیدہ است قصر چنیں
سالِ تاریخ قصر خوب و عجیب | ہاتفم گفت دہ عجیب و غریب
۱۳۱۴ھ | ۱۳۱۴ھ

شیش محل کی چوتھی منزل کے چاروں کونوں پر چار چھوٹے چھوٹے دالان ہیں یہاں تین چھوٹے کمروں اور مشرقی سنگِ مرمر کی محرابوں والے برآمدے کے درمیان ایک بڑا کمرہ ہے۔ اس کمرے کی غربی اور شرقی دیواروں پر دو قدآدم سے بلند آئینے آویزاں ہیں جن کے سامنے کھڑا آدمی آگے اور پیچھے دونو طرف اپنے جسم کو سر سے پاؤں تک بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ شاندار آئینوں ہی کی وجہ سے اس عمارت کا نام شیش محل مشہور ہے۔

پانچویں اور آخری منزل لکڑی کے ایک کمرے کی صورت میں ہُوا کرتی تھی جس کی چھت چادر کی بنی ہوئی تھی۔ ۱۳۸۲ھ میں آنے والے ایک طوفان نے اسے اکھاڑ کے دور پھینک دیا تھا۔ آج صرف لکڑی کا ایک جنگلہ باقی ہے۔

(۴) چاہِ دوراہٹ

جمعرات ۱۷، ربیع الاول ۱۳۰۵ھ صبح کو صاحبزادہ حافظ محمد موسیٰ سمیت اہلِ خاندان، علماء، فقراء اور درویشوں نے مِل جُل کر صحنِ مسجد کے جنوب مشرقی دروازے کے پاس ایک کنواں کھودنا شروع کیا۔ کتنا ایمان افروز منظر ہوگا۔ اسلامی اخوت اپنی مدد آپ اور امدادِ باہمی کا یہ عملی مظاہرہ کیسا دِلربا ہوگا جب ہر شریکِ کار کی زبان پر ذکر بھی جاری تھا اور دِلوں میں خدمت کا شوق بھی بے بہا تھا۔ سالہاسال تک اس پر دوراہٹ چلتے رہے: ایک کا پانی آستانہ عالیہ کی ضروریات پوری کرتا جبکہ دوسرا اہالیانِ شہر اور مضافات کے لوگوں کی خدمت پر مامور تھا۔ اس کا پانی زمین دوز پائپوں کے ذریعے لنگر شریف اور مسجدوں کے تالابوں تک پہنچایا جاتا۔ گو بلدیہ کی واٹر سپلائی سکیم نے اس کی اہمیت اور ضرورت کو کچھ ماند کر دیا تھا۔ مگر حال ہی میں جناب فاروق پراچہ صاحب کے نصب کردہ ٹیوب ویل نے اس کی افادیت کو پھر سے دوبالا کر دیا ہے۔

Marfat.com

کنوئیں سے ملحقہ تہہ خانہ اور سرد خانہ گو آج کسی حد تک بے توجہی کا شکار ہیں لیکن بجلی آنے سے پہلے ان کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ کون نہیں کر سکتا۔

اس کے ساتھ ہی وہ کمرے ہیں جہاں عام طور پر کراچی اور حیدرآباد کے زائرین و معتقدین قیام کرتے ہیں۔

یہ چاہِ دوراہٹ بھی حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے سنہری دور کی یادگار ہے۔

(۵)

گھنٹہ گھر

مقابلتاً زیادہ گہرے حوضِ مسجد کے مغربی جانب روضہ شریف کا چاندی والا صدر دروازہ ہے۔ چوکور شکل کا یہ چار منزلہ اور چار ہی گھڑیوں والا گھنٹہ گھر اسی دروازے پر استادہ ہے۔ اس کی دوسری منزل سنگِ مرمر کی ہے۔ اور مسجدِ سلیمانی کی طرز پر اس سے اوپر ملتانی کاشی کے کام والی گہرے نیلے رنگ کی پھولدار ٹائیلیں ان دونو عمارتوں کو روضہ شریف سے ہم آہنگ کرتی ہیں۔ گہرے نیلے رنگ اور سفید سنگِ مرمر کا یہ دلکش امتزاج ان تینوں عمارتوں میں یکسانیت اور ربط پیدا کرتا ہے۔ گھنٹہ گھر کی گھڑیوں کا وقت دھوپ کے مطابق صحیح کیا جاتا ہے۔ یہاں نمازیں ختم شریف اور دیگر محافل اسی سلیمانی وقت کے مطابق منعقد ہوتی ہیں۔ ہر پندرہ (15) منٹ بعد ایک دھیما گجر بجتا ہے مگر گھنٹے کی آواز خاصی اونچی ہے جسے دور تک سنا جا سکتا ہے۔

گھنٹہ گھر کی گھڑیوں کے نیچے یہ اشعار رقم ہیں۔ مشرق اور مغرب کی طرف :

زاحمد الدین یافت چو تعلیم خوب
فن صنعت فضل خاں لانگری

ساعت نو ساخت و سال او عزیز
گفت ہست آئینہ ساعت گھری

Marfat.com

جنوبی طرف:

آنکہ خاک را بنظر کیمیا کند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کند

دردم نہفتہ بہ ز طبیبان مدعی!
باشد کہ از خزانۂ غیبم دوا کند

اور شمالی طرف برآمدہ مسجد کے شمالی دروازے والی یہ رباعی لکھی ہے:

جز شکر تو ہیچ نتوانم کرد | احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر تن من زبان شود ہر موئے | یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

(۶) چینی مسجد

مسجد سلیمانی کے بڑے ٹائیلوں والے صحن کے جنوب مغربی کونے سے ایک تنگ اور تاریک راستہ شیش محل کے نیچے سے گزر کر اس کے مغربی جانب ایک کچے صحن میں جا کھلتا ہے۔ یہاں ایک مختصر سی مگر بہت ہی خوبصورت چینی مسجد ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک نچلی چھت والا چھوٹا سا تین درہ برآمدہ، اتنا ہی چھوٹا صحن اور انہی سے متناسب ایک حوض اس کی کل کائنات ہیں۔ مگر خوش خط لکھائیوں اور دیدہ زیب نقش و نگار میں یہ مسجد سلیمانی کا تصویر چہ نظر آتی ہے۔ اس کا غیر معمولی پرسکون اور پرکیف ماحول مراقبہ اور تخلیہ کے لئے نہایت موزوں ہے کیونکہ راز و نیاز کے لئے درکار نظافت، لطافت، اور خاموشی کی یہاں ریل پیل ہے۔ خدا معلوم گذشتہ سوا سو سال میں کون کون اور کس کس حال میں یہاں محو مراقبہ یا محو تہجد یا محو اعتکاف رہا ہو گا۔

باہر صحن کی طرف سے دیکھیں تو برآمدے کی درمیانی محراب کے اوپر یہ کتبۂ تاریخ سب کے دلوں کی ترجمانی کرتا ہے۔

سُبحانَکَ یا ربّ لکَ الحمدُ والثّنا | این مسجد یست یا کہ بود ندائے کعبہ
سال عمارتش چو محمد حسین جست | ہاتف ز غیب گفت زہے خانۂ خدا
۱۲۸۴

خدّامِ آستانہ

آستانہ عالیہ سُلیمانیہ اور شیش محل کے درمیانی صحن میں دو گمنام مدفن بھی زائرین کی توجہ کا مرکز ہیں۔

باخبر حضرات جانتے ہیں کہ مغربی قبر حافظ محمد اکرم صاحبؒ کی ہے جو حضرت غوث زماںؒ کے خادمِ خاص تھے۔ آپ کینجر ضلع مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے اور اعلیحضرت تونسویؒ کو وضو کرانے کی سعادت انہیں حاصل رہی۔ خلافت یافتہ اور نذر بردار بھی تھے۔ روضہ شریف کی تعمیر کے بعد آپ خادم یا خلیفہ یادربانِ درگاہی کے نام سے مشہور ہُوئے۔ شاہ اللہ بخش تونسویؒ کے دَور میں وصال ہُوا اور وَہیں دفن ہُوئے۔

خلیفہ محمد اکرمؒ کے بعد جمال الدین صاحب کچھ عرصہ آستانۂ عالیہ کی دربانی پر مامور رہے۔ ان کے بعد لگ بھگ نصف صدی تک یہ اعزاز مولوی اللہ بخش صاحب کے بیٹوں خلیفہ محمد یار اور خلیفہ احمد یار کے ذمّے رہا۔

خلیفہ احمد یار کے بیٹے خلیفہ نُور محمد نے، اپنے بڑے بھائی خلیفہ رحیم بخش صاحب کے قول کے مُطابق، درگاہِ سُلیمانی میں کُل ستّر سال تک یہ خدمت سرانجام دی: پندرہ بیس سال اپنے چچا خلیفہ محمد یار کے ساتھ اور پھر پچپن بیس برس اپنے والدِ گرامی کی معیت میں۔ حال ہی میں وفات پائی اور درگاہِ سُلیمانی کے جنوبی صحن کے جنوب مشرقی کونے میں دفن ہُوئے۔

Marfat.com

ایک حدیث پاک

"کل نسب وحسب ینقطع یوم القیامۃ الا حسبی ونسبی
اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون لی"

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے:
قیامت کے روز سب حسب ونسب ختم ہو جائے گا سوائے میرے حسب و نسب کے، میری اولاد کی عزت کرو۔ جو نیک ہیں اللہ کی خاطر اور جو نیک نہیں میری خاطر۔

"مولوی دیدار بخش صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک درویش احمد خاں ملی زئی نے جو حضرت غوث زمانؒ کا مرید تھا مجھے بتایا کہ حضرت صاحبؒ نے مجھ سے فرمایا
اے احمد خاں! میرے تمام مریدوں کو دوست رکھ اور ان کے بارے میں حسن ظن رکھ، اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کے حق میں فرمایا ہے کہ میری اولاد کی تکریم کرو، جو نیک ہیں ان کی اللہ کے لئے اور جو نیک نہیں ان کی میرے لئے۔
میں کہتا ہوں کہ اس حدیث پاک کے مطابق میرے مریدوں کے بارے میں بھی اچھا گمان رہنا چاہیئے۔"

مناقب المحبوبین، مکمل اردو ترجمہ، ص۴۲ و ص۴۳۶

Marfat.com

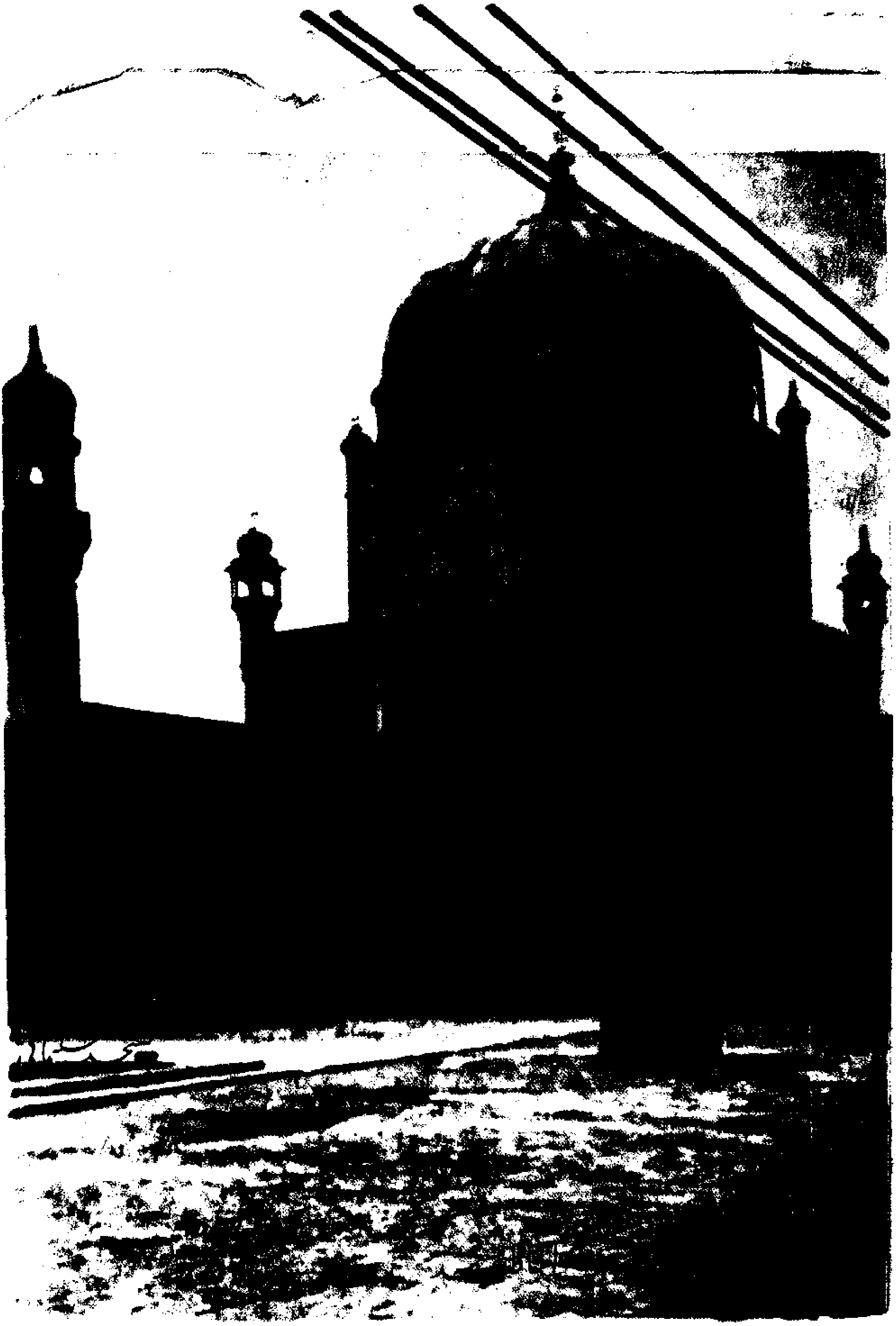

شمالی مشرقی دروازے سے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کا ایک منظر

Marfat.com

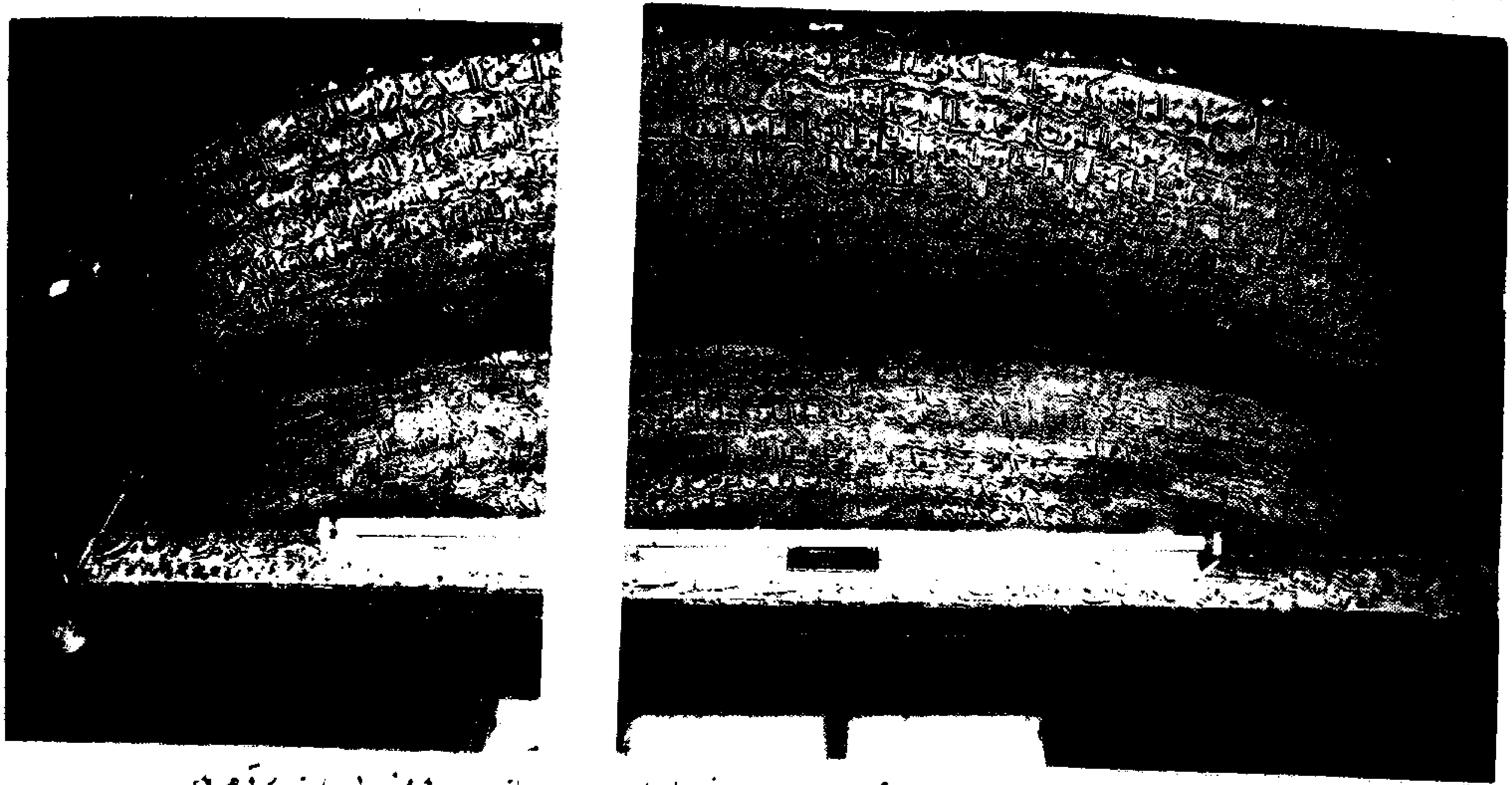

برآمدے کو مسجد سلیمانی کے مرمریں صحن سے ملانے والے صدر دروازے کی مغربی جانب مرقوم ہیں۔
اوپر خطبات جمعہ ص ۴۷۵ - ۴۰۹ اور نیچے ایک تاریخی قطعہ مطابق ص ۴۵۹ - ۴۶۰

Marfat.com

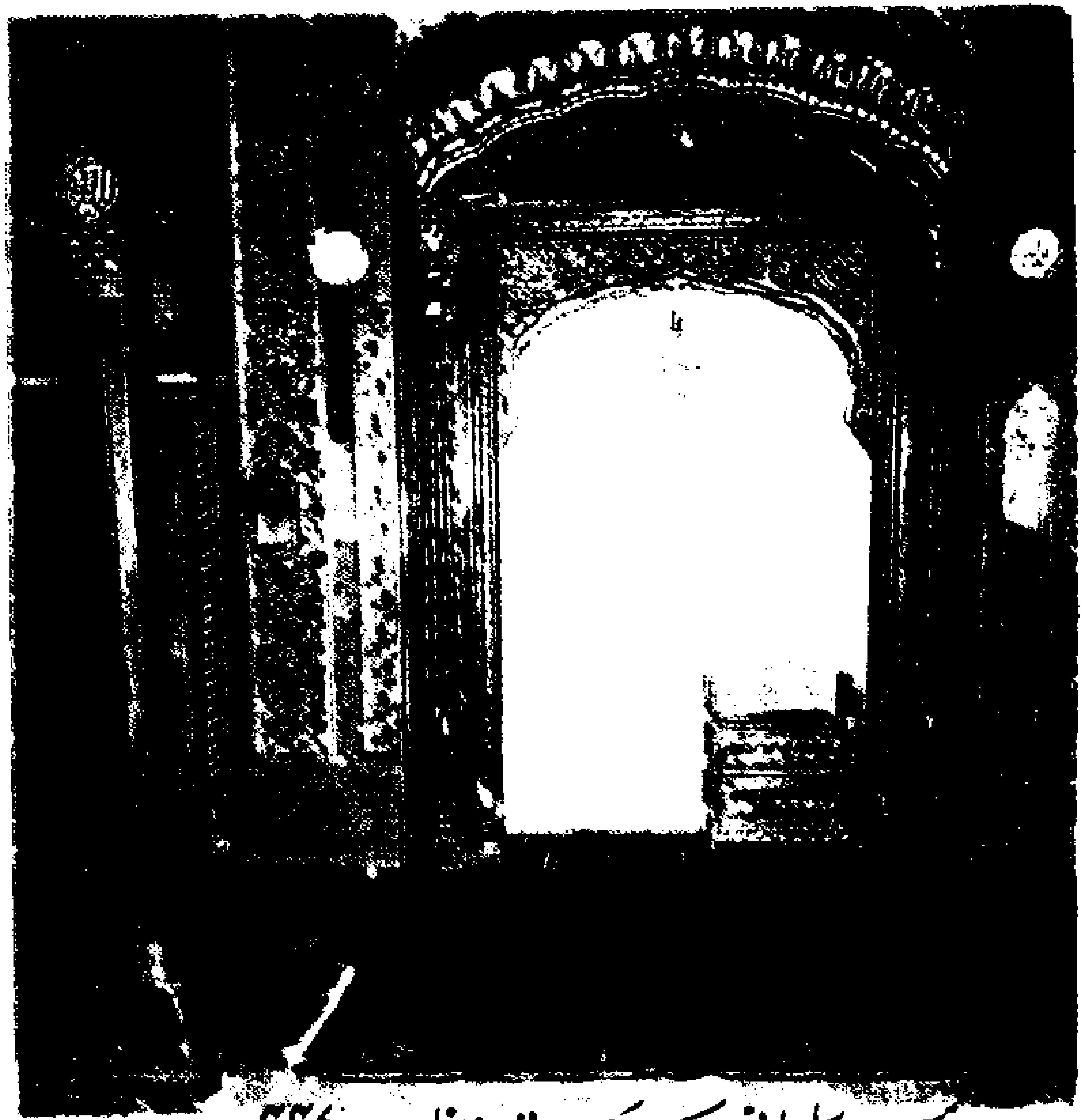

مسجدِ سلیمانی کے اندرونی مناظر ص۴۴۷

چھت کو رنگ برنگی ٹکڑیوں سے سجایا گیا ہے۔ ہر ستون کے چاروں
طرف دکھائی گئی مخصوص لکھائیاں۔ دائیں طرف ایک بڑا روشندان
اور اس کے نیچے آیات لکھی تختی۔ (ص۴۴۵-۴۶۴)

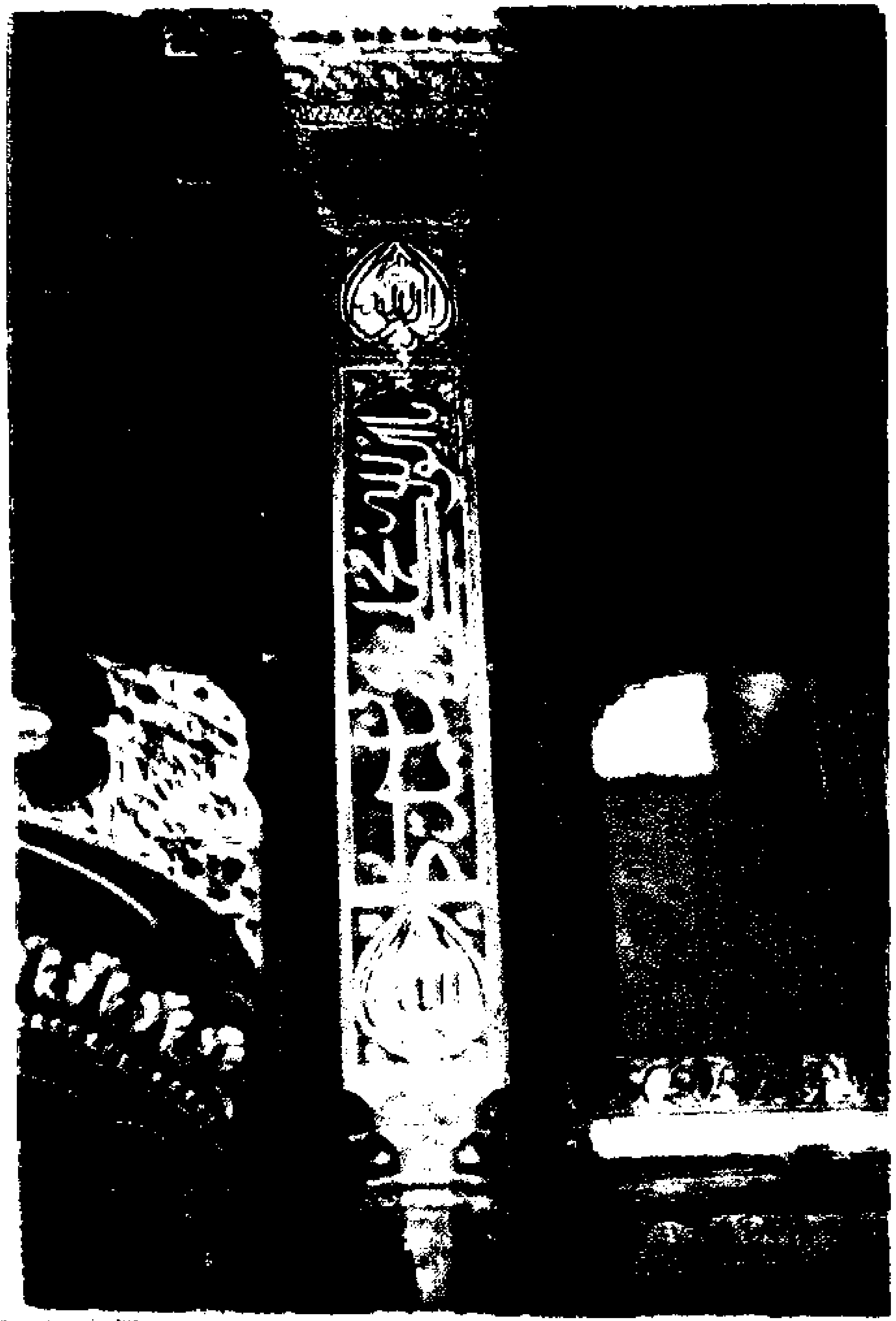

Marfat.com

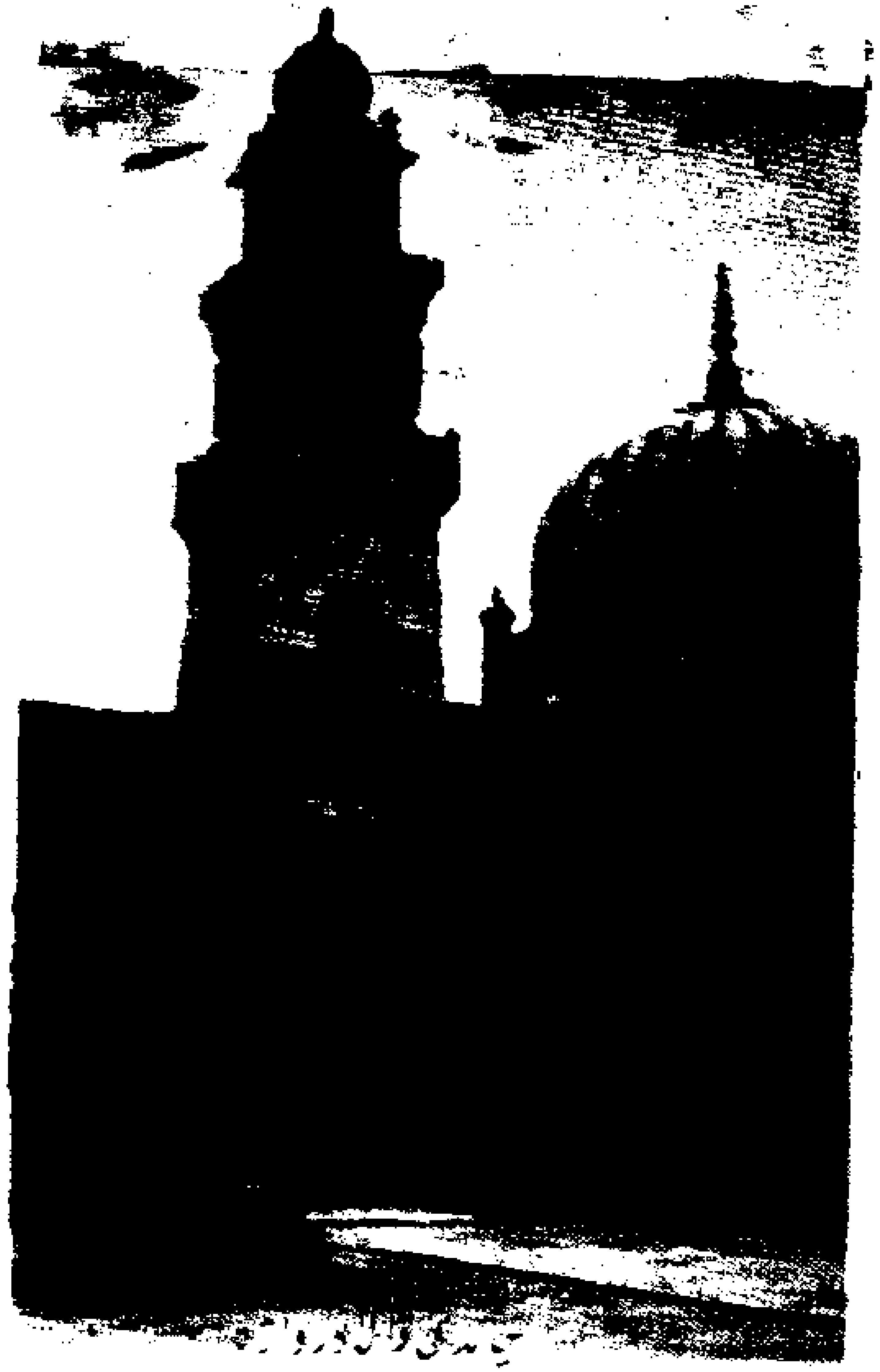

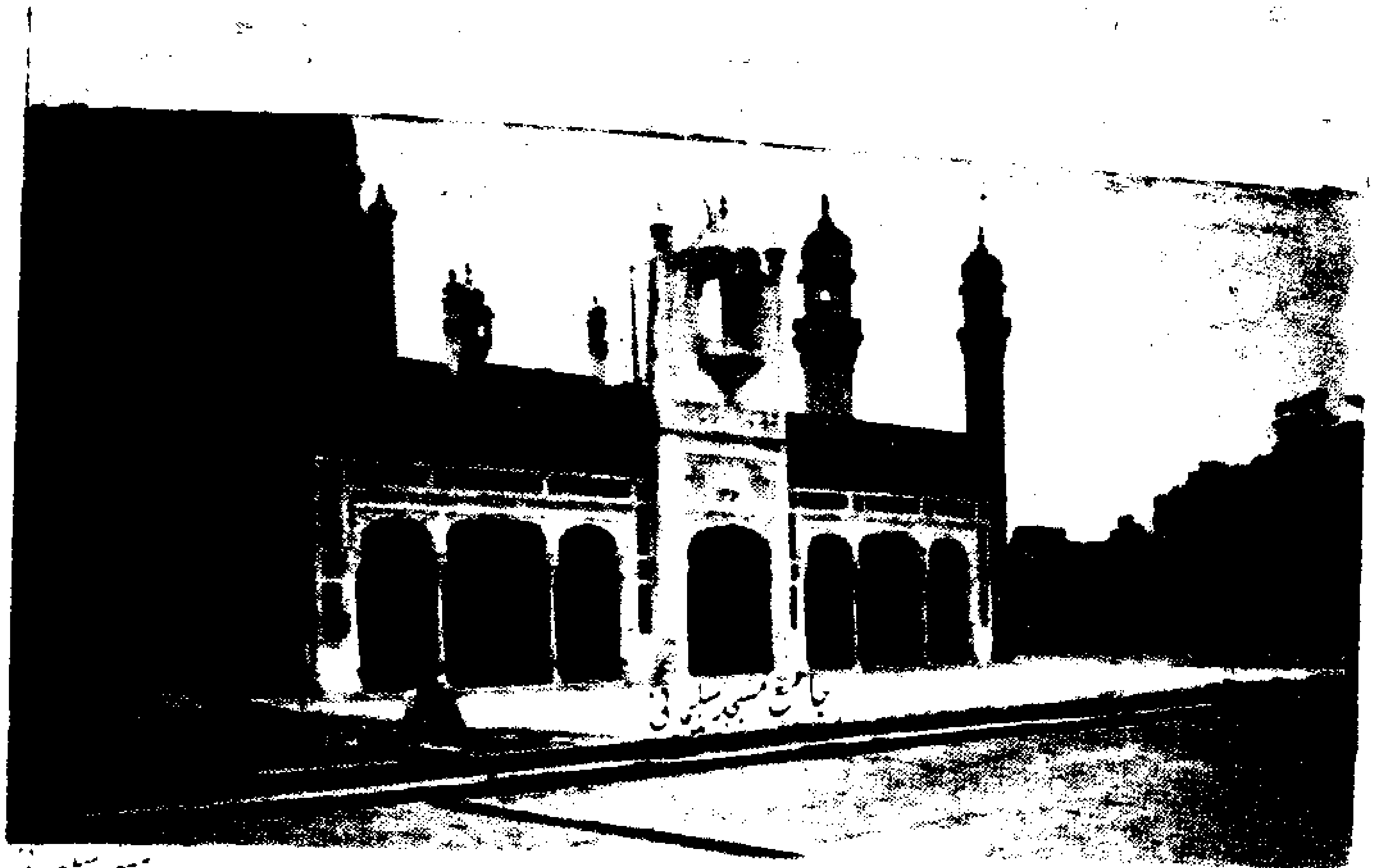

جنوب مشرقی دروازے سے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کا ایک اور منظر دیکھئے ص ۲۳۹، ص ۴۹۲

Marfat.com

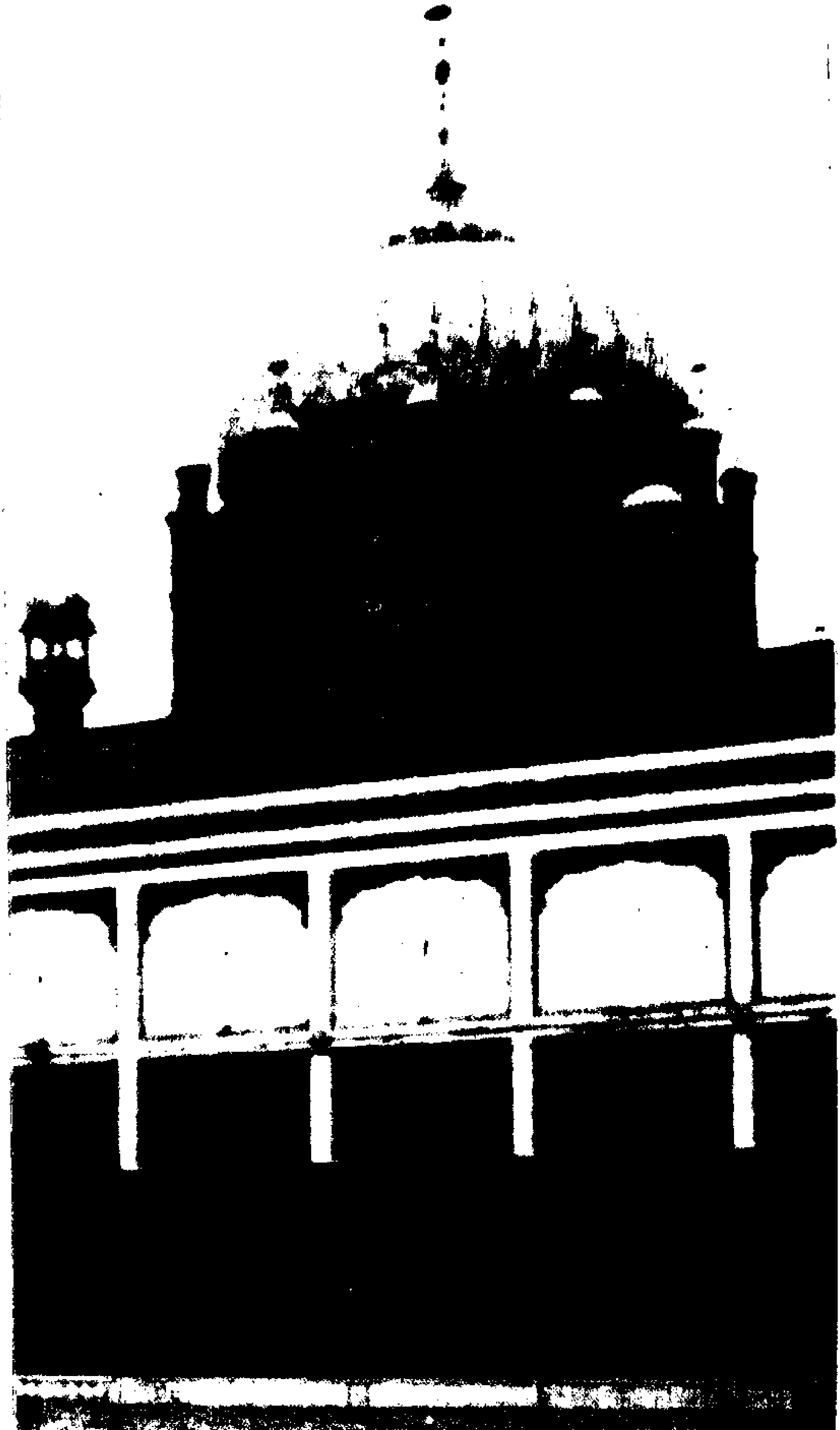

خواجہ حافظ محمود کا
روضہ

Marfat.com

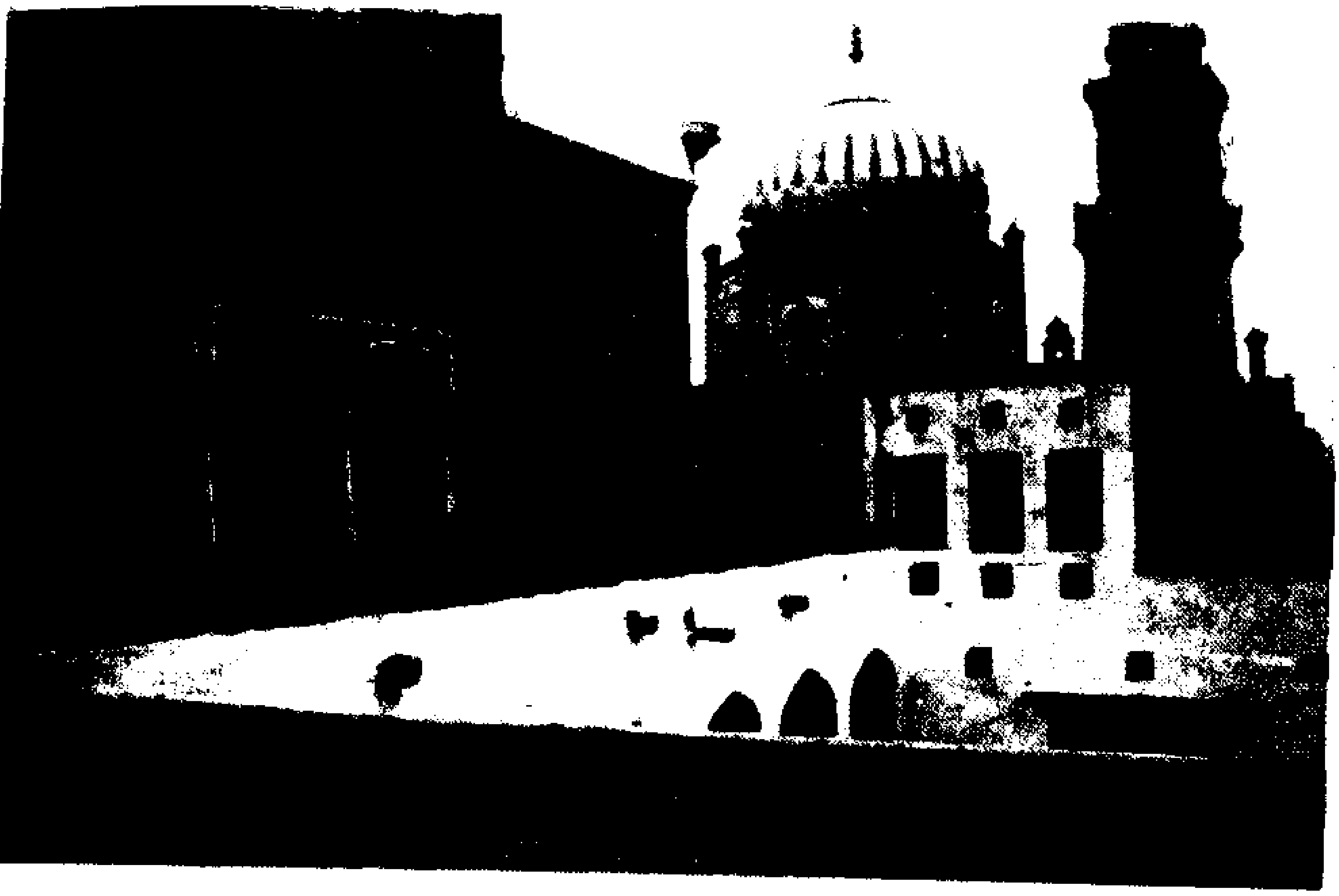

شیش محل کی چھت سے آستانہ عالیہ سلیمانیہ

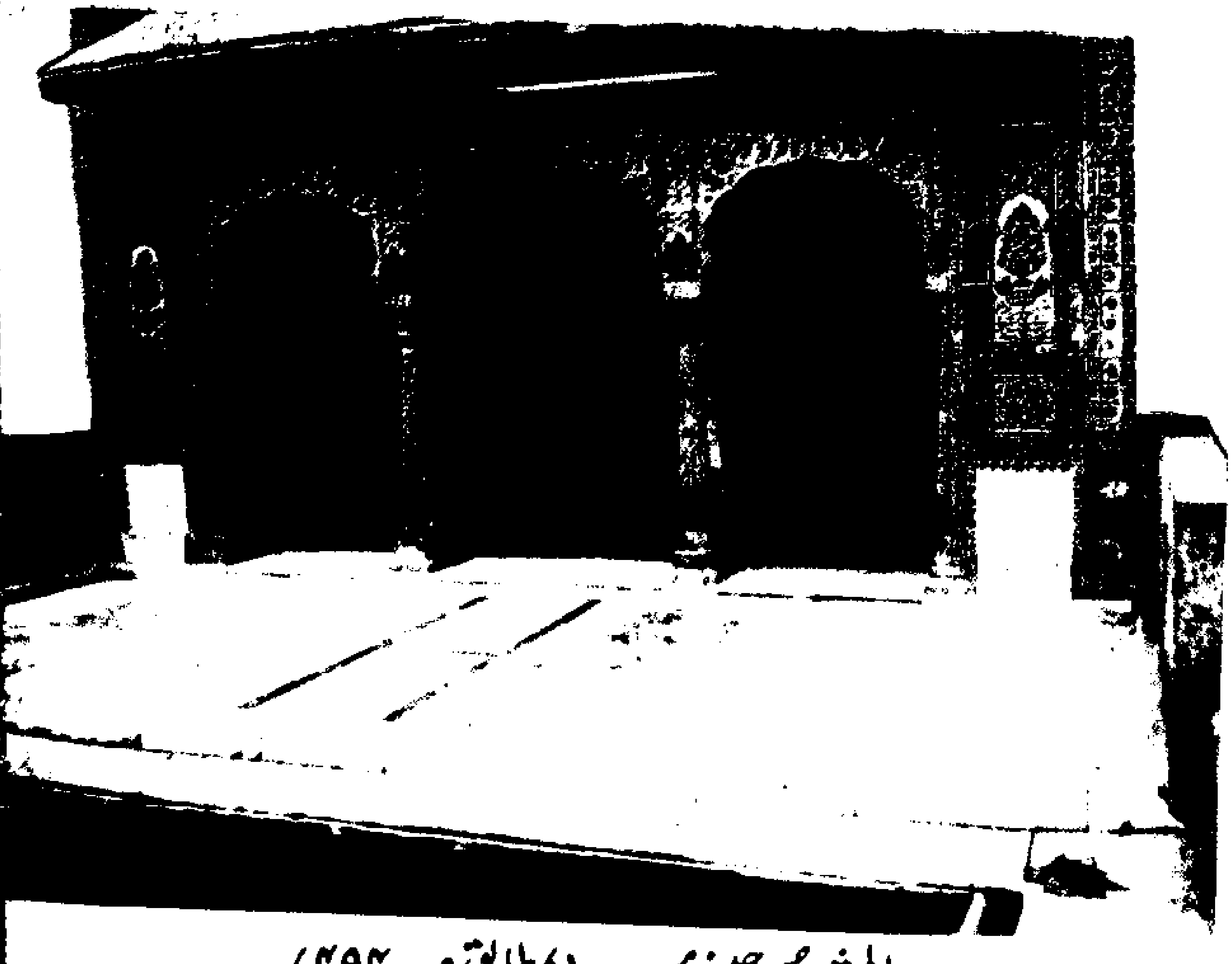

المشہور حسینی مسجد (بمطابق صہ ۲۹۴)
(برجیاں نہیں دِکھائی گئیں)

Marfat.com

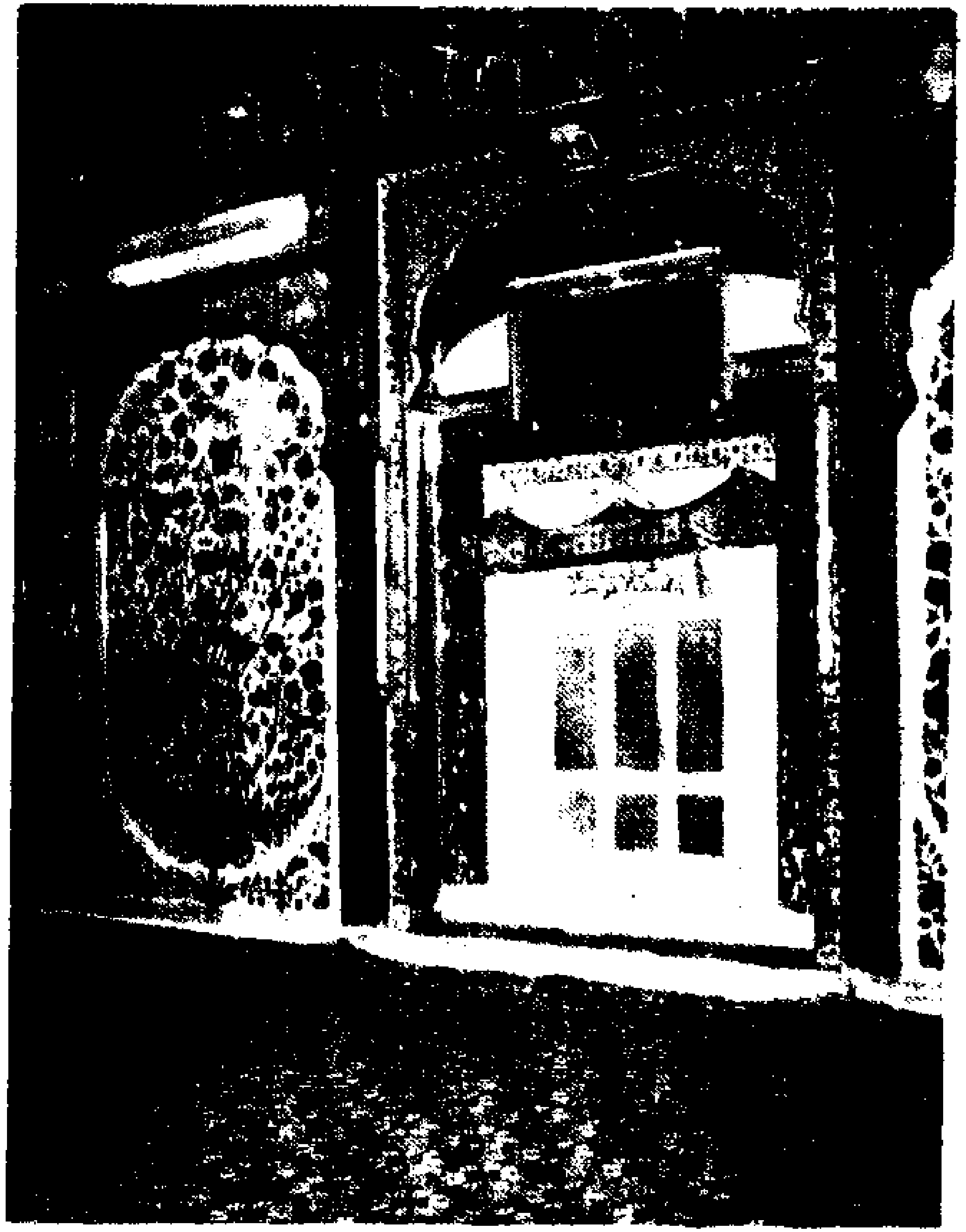

روضۂ سلیمانی کی شمالی دیوار
"محفل خانے" کی جانب سے ص۲۸۳

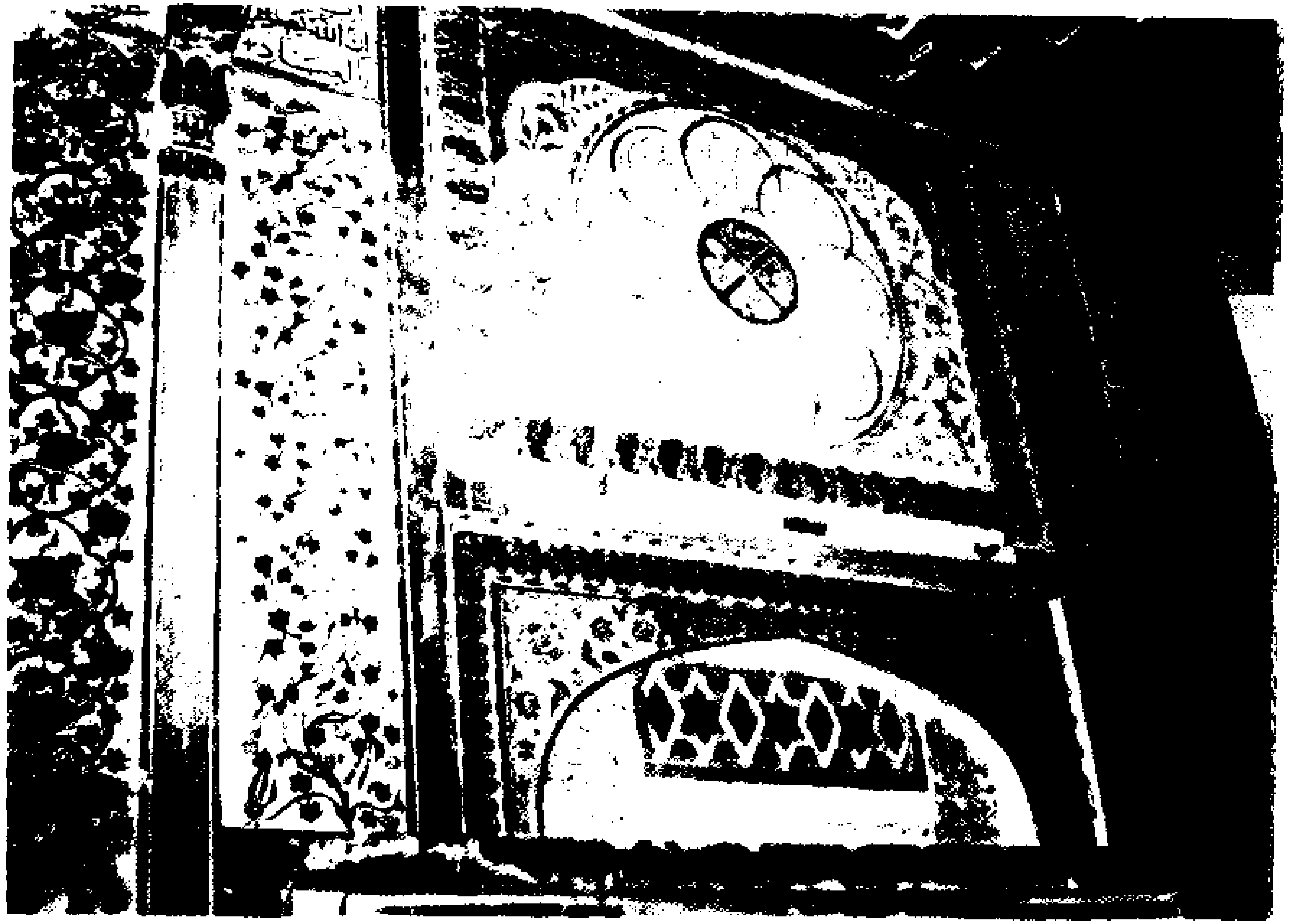

مسجد سلیمانی: کمرے کو برآمدے سے ملانے والے وسطی دروازے کا مغربی رُخ دیکھیے۔ درمیان میں خطاطی کا شاہکار۔ اس کے نیچے مرمریں جالی والے روزن کے دائیں بائیں احادیث مبارکہ اور چوکھاٹ کے اوپر ایک تاریخی قطعہ (ص۴۳۹ اور ص۴۴۶) دائیں طرف ایک شہتیر کا مستقر مع دو طرفہ کھڑی تختیوں کے مطابق (بمطابق ص۴۴۲، ص۴۴۷)

Marfat.com

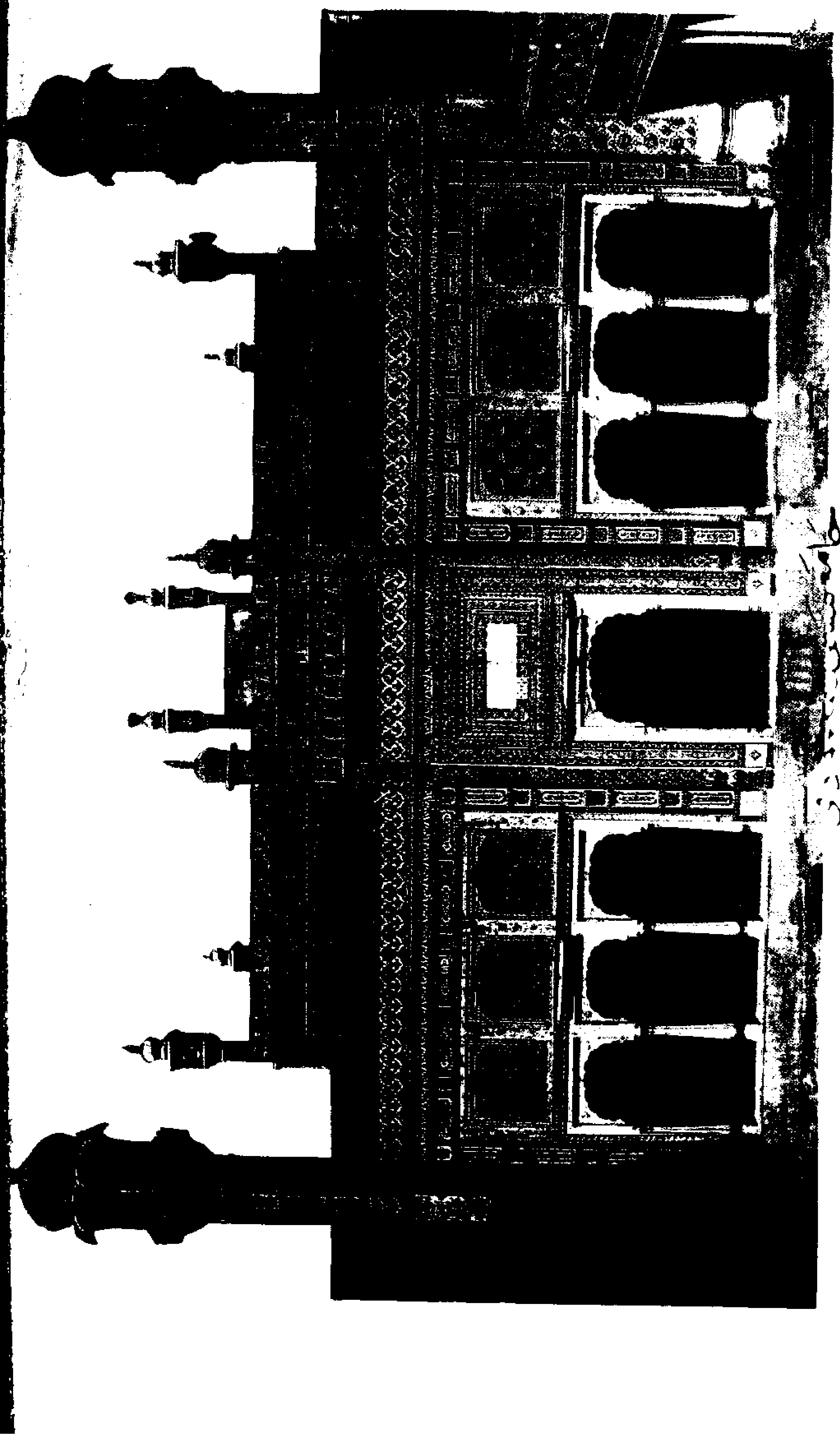

Marfat.com

(۷)

آستانہ عالیہ سُلیمانیہ کے گرد چند ذیلی خانقاہیں

حضرت غوث زماںؒ کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے تھے مگر منشاء خُداوندی سب کے سب آپ کی حیاتِ مُبارکہ میں وفات پا گئے۔ اور صاحبزادہ گل محمد صاحبؒ کے دونو بیٹوں سے: حضرتِ ثانی شاہ اللہ بخشؒ اور خواجہ خیر محمدؒ جو اعلیحضرت تونسویؒ کے ساتھ روضۂ سُلیمانی میں آرام فرما رہے ہیں' آپ کی نسل آگے چلی۔ پھر حضرت غوثِ زماںؒ کے ان دونو پوتوں سے دو دو سوتے پھوٹے اور وقت کے ساتھ خاندانِ سُلیمانی درج ذیل چار گھرانوں میں بٹ کے رہ گیا۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھیں صفحہ

۱۔ سجادگی کی بدولت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ اور ان کی اولاد تو روضۂ سلیمانیہ ہی سے منسلک رہی

۲۔ آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ حافظ محمد محمودؒ کا علیحدہ روضہ بنا۔ یُوں ان کا خاندان اس سے وابستہ ہو گیا۔

ادھر ان کے چچازاد بھائیوں کے مزارات بازارِ سُلیمانی میں ان کی رہائش گاہوں میں بنے۔

۳۔ خواجہ عبدالرحمٰن تونسویؒ کو بنگلہ میں دفن کیا گیا۔ اور

۴۔ آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ گل محمد ثانیؒ اپنی بیٹھک ہی میں آرام فرما رہے ہیں۔

اس طرح تونسہ شریف کی ساری عظمتیں اور رعنائیاں اب انہی چار خانوادوں میں مستور ہیں۔

خدا معلوم کتنی ذیلی خانقاہیں اس وقت تونسہ شریف میں اعلیحضرت تونسویؒ کے مشن پر کام کر رہی ہیں۔ تقدیم کے پیشِ نظر تین بڑی پوتوں کا مختصر تذکرہ از بس ضروری ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ محمد محمود تونسویؒ (۱۲۸۱ - ۱۳۴۸ھ)

حضرت غوث زمانؒ کے پڑپوتے اور آستانہ محمودیہ کے بانی خواجہ محمودؒ اپنے وال[د]
گرامی خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ سے بیعت تھے، جنہوں نے اپنے وصال سے چند ر[وز]
قبل آپ کو خلافت واجازت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ بڑے بلند اخلاق غریب پرور اور
ہردلعزیز بزرگ تھے۔ مخلوق خدا سے محبت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ غربا، مساکین اور
مسافروں کے لئے آپ کا لنگر ہر وقت کھلا رہتا۔ "چراغ تونسوی" آپ کا لقب ہے۔
خواجہ محمودؒ کی خوش طبعی اور وسیع النظری کی بدولت ہر وقت ملنے والوں کا تانتا بندھا
رہتا۔ بے شمار خطوط کا تبادلہ ہوتا۔ آپ نہ صرف خود عالم فاضل تھے بلکہ علم وادب کی
قدردانی بھی کرتے تھے۔ علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ آپ کا جاری کردہ مدرسہ محمودیہ، اس سے
ملحقہ وسیع کتب خانہ اور عالیشان مسجد آج بھی اپنے نظم ونسق اور کارکردگی کے لحاظ سے
علاقے بھر میں معروف ہے۔

سالِ تاریخ مسجد محمود | V | ہاتف از غیب گفت مظہر رب
۱۳۴۷

خواجہ حافظ احمدؒ، خواجہ غلام فرید شہیدؒ، خواجہ غلام نظام الدینؒ، خواجہ غلام نصیر الدینؒ
اور خواجہ غلام قطب الدین، حضرت چراغ تونسویؒ کے پانچ بیٹے تھے۔ اول الذکر دونوں بھائی
اپنے دادا حضرت ثانیؒ کے تیار کردہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے برآمدے میں دفن ہوئے۔ خوا[جہ]
غلام نظام الدینؒ اور ان کے بڑے بیٹے خواجہ غلام فخر الدینؒ یکے بعد دیگرے سجادہ محمود[یہ]
پر رونق افروز ہوئے اور روضہ محمودی کے اندر حضرت خواجہ محمودؒ کے دائیں بائیں آسودہ [ہیں]
ان دنوں خواجہ محمودؒ کے پڑپوتے اور خواجہ غلام فخر الدینؒ کے بیٹے خواجہ نصیر المحمود
دامت برکاتہ، آستانہ محمودیہ کے سجادہ نشین ہیں۔
چراغ تونسویؒ کا وصال ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ کو موضع قادر پور میں ہوا۔ پہلے ا[ٓپ]
محمد جمال ملتانیؒ کی خانقاہ میں امانتاً دفن کیا گیا۔ چھ ماہ بعد تونسہ شریف میں آپ

Marfat.com

عالیہ سُلیمانیہ کے جنوب مشرق میں آپ کا مزارِ مبارک بنا۔ نواب احمد یار خاں خاکوانی نے شایانِ شان روضہ تعمیر کروایا:

سالِ تاریخش فریدی کمترین — گفت وہ وہ روضۂ خلد بریں
۱۹۲۹ء

ایک تنگ و تاریک گلی روضہ محمُودی کو شمالی جانب احاطۂ مسجدِ سُلیمانی سے جا ملاتی ہے۔

آستانۂ محمودیہ تونسہ شریف کے آسُودگان میں حضرت خواجہ محمُودؒ کے علاوہ آپ کا ایک[۱] بیٹا، پانچ[۵] پوتے، تین[۳] پڑپوتے اور ایک[۱] پڑپڑپوتا شامل ہیں:

۱۔ سجادہ نشینِ اوّل حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ
۷ صفر ۱۳۸۵ھ

۲۔ سجادہ نشینِ دوم: حضرت خواجہ غلام فخرالدین تونسویؒ
۹ جمادی الاوّل ۱۳۹۹ھ

۳۔ خواجہ غلام معینُ الدین محمد تونسویؒ ولد نمبر۱
۲۲ شوال ۱۴۱۳ھ

۴۔ خواجہ غلام مُرتضےٰؒ ولد خواجہ حافظ احمد محمُودیؒ

۵۔ خواجہ غُلام مُصطفےٰؒ ولد خواجہ حافظ احمد محمُودیؒ
۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ

۶۔ خواجہ غُلام محمُودؒ ولد خواجہ غُلام نصیرالدین
۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

۷۔ خواجہ فیض محمُودؒ ولد نمبر۳
۲۰ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ

۸۔ خواجہ علم الحقؒ ولد نمبر۳
۲ ذیقعد ۱۳۹۳ھ

Marfat.com

۹۔ خواجہ فضل محمودؒ ولد نمبر ۶

۲، رجب ۱۴۱۱ھ

۱۰۔ خواجہ محمد فضیل صدیقؒ ولد خواجہ غلام اللہ بخش

۲۵، جمادی الاول ۱۴۱۰ھ

نیز نواب صاحبان اور چند مریدین بھی صحن آستانہ میں مدفون ہیں۔

آستانہ محمودیہ کے سجادہ نشینانِ عالی مقام کا مختصر ذکر:۔

پہلے سجادہ نشین:۔

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲، جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ کو ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے والد گرامیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ حضرت خواجہ محمود تونسویؒ نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل حضرت غوث کے روضہ شریف میں علماء و مشائخ کی موجودگی میں خرقۂ خلافت عطا کیا۔ آپ نے بھی دین سلسلہ اور ملک و ملت کی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تحریکِ پاکستان اور تحریک ختمِ نبوت میں آپ کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔

آپ صاحبِ جود و سخا، غریب پرور اور ہمدرد و غمگسار تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی سائل آتا تو جو کچھ موجود ہوتا اسے دے دیتے تھے۔ پاکستان کے دینی مدارس کی ہمیشہ مالی معاونت فرماتے تھے۔ زیارت و حج و عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت سے علماء و مشائخ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ آپ نے حرمین شریفین کے علاوہ نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد شریف، چشت شریف، اجمیر شریف اور دہلی شریف کی زیارات کا بارہا شرف حاصل کیا۔

آپ کا وصال ۷، صفر ۱۳۸۵ھ کو ہوا۔ آپ کو حضرت خواجہ محمود تونسویؒ

روضہ شریف میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند عطا کئے۔ ۱۔حضرت خواجہ فخر الدین تونسویؒ ۲۔حضرت خواجہ معین الدین تونسویؒ۔ دونوں کو اپنے والدِ گرامیؒ سے خلافت و اجازت تھی۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ فخر الدین تونسویؒ سجادہ نشین بنے۔

دُوسرے سجادہ نشین:۔

حضرت خواجہ فخر الدین نظامی محمودی سُلیمانیؒ کی ولادت باسعادت ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ کو ہوئی۔ عربی، فارسی اور درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد علومِ باطنی کی تکمیل اپنے والدِ گرامیؒ سے کی۔ اپنے دورِ سجادگی میں دین و سلسلہ کی خدمت میں شب و روز مصروفِ عمل رہے۔ نفاذِ اسلام اور استحکامِ پاکستان کے لئے آپ نے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے۔

آپ نے بے شمار مرتبہ حرمین الشریفین کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ہندوستان و افغانستان میں مشائخ چشت کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔ محافلِ میلاد منعقد کرانا اور ذوق و شوق سے ان میں شرکت کرنا آپ کا شعار تھا۔ تیرہ برس چند ماہ سجادہ نشینی کے منصبِ عالی پر فائز رہے۔ مختصر علالت کے بعد ۹ جمادی الاوّل ۱۳۹۹ھ کو آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا مزارِ مبارک بھی حضرت خواجہ محمود تونسویؒ کے روضہ شریف میں بنا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند صاحبزادہ نصر محمود فخری نظامی محمودی دامت برکاتہٗ سجادہ نشین بنے۔

سجادہ نشینِ دوم کے برادرِ خورد کے مختصر احوال درج ذیل ہیں:

حضرت خواجہ معینُ الدین تونسوی علیہ رحمۃ اللہ

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی محمودی سُلیمانیؒ کے دُوسرے فرزند حضرت خواجہ معین الدین نظامی محمودی سُلیمانیؒ تھے۔ آپ اپنے والدِ گرامیؒ کے وصال کے بعد اور

Marfat.com

پھر اپنے برادرِ محترم حضرت خواجہ فخر الدین تونسویؒ کے بعد آستانہ نظامیہ محمودیہ سلیمانیہ کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ آستانہ مبارکہ، جامع مسجد محمودیہ اور مدرسہ محمودیہ و کتب خانہ کی بے حد خدمت کی عرائس اور محافل کا انتظام بے حد ذوق و شوق سے کراتے تھے خاص طور پر محافلِ میلاد کا۔

آپ حرمین الشریفین کی زیارت اور مشائخ چشت کی زیارات سے بارہا مشرف ہوئے۔ پاکپتن شریف اور چشتیاں شریف کی زیارات بہت عقیدت و باقاعدگی سے کرتے تھے۔ آپ کا لنگر سفر و حضر میں ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ آپ نے تقریباً اٹھائیس سال سجادگی کے فرائض سر انجام دیئے اور دین و سلسلہ و ملک و ملت کی قابلِ قدر خدمات ادا کرنے کے بعد ۲۲ شوال ۱۴۱۳ھ کو وصال فرما گئے۔

آپ کا مزار شریف روضہ محمودیہ سلیمانیہ میں بنا۔

آپ کے دو فرزند ہیں:

۱۔ صاحبزادہ خواجہ غلام نظام الدین صاحب معینی نظامی محمودی سلیمانی۔

۲۔ صاحبزادہ خواجہ غلام اللہ بخش صاحب معینی نظامی محمودی سلیمانی۔

آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادہ خواجہ نظام الدین صاحب معینی نظامی محمودی سلیمانی دامت برکاتہ سجادہ نشین بنے۔

حضرت خواجہ عبد الرحمٰن تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ اللہ بخشؒ کے چھوٹے بھائی خواجہ خیر محمدؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آستانہ رحمانیہ بازار سلیمانی کی مغربی جانب واقع ہے۔ جہاں کے آسودگان یہ ہیں:

Marfat.com

۱۔ خواجہ عبدالرحمٰن تونسویؒ ولد خواجہ خیر محمدؒ ۲۴ ذیقعد ۱۳۵۱ھ

سالِ رحلتش نوشتم بہ اَدب نافع الخلق و عابد و صابر

۱۳۵۱ھ

۲۔ خواجہ غلام علیؒ ولد خواجہ عبدالرحمٰن تونسویؒ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

خواجہ عبدالرحمٰن تونسویؒ ایک خاموش طبع اور تنہائی پسند بزرگ تھے۔ جن کے حالات زندگی ہمیں دستیاب نہیں ہو سکے۔

آپ کے سجادہ پر آپ کے بڑے بیٹے خواجہ درویش محمد ثانی متمکن ہیں جو بچپن میں اپنے والد کے سائے سے محروم ہو گئے تھے۔ نصف صدی سے آپ دین و سلسلہ کی خدمت پر مامور ہیں۔ آپ کا حلقۂ ارادت کافی وسیع ہے۔ اکثر مرید بنوں میں مقیم ہیں۔ "ڈیرہ غازیخاں کی شخصیات" کے مصنف تبسم قریشی کے مطابق آپ فارسی کے ماہر ہیں۔ اور ذیقعد کی ۲۲-۲۴ کو بزرگوں کا عرس بڑی شان سے مناتے ہیں۔

خواجہ درویش محمد ثانی حضرت غوث زماںؒ کی چوتھی پشت سے ہونے کے ناطے سے آج ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔

حضرت خواجہ گل محمد ثانی تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ خیر محمدؒ کے چھوٹے بیٹے اور خواجہ عبدالرحمٰن تونسویؒ کے چھوٹے بھائی ہیں سلیمانی بازار کے راستے آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کی طرف آئیں تو بائیں ہاتھ پہلے آستانہ گل محمدیہ آتا ہے جہاں ایک بند کمرے میں دفن ہیں۔

Marfat.com

۱۔ خواجہ گُل محمد ثانیؒ ولد خواجہ خیر محمدؒ — ۲۴ ذیقعد

۲۔ خواجہ خیر محمد ثانیؒ ولد خواجہ گُل محمد ثانیؒ — جنوری ۱۹۷۵ء

۳۔ خواجہ عطا محمدؒ ولد خواجہ گُل محمد ثانیؒ

خواجہ گُل محمد ثانیؒ کی بیعتِ ارادت آپ کے تایا خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ سے تھی جبکہ آپ کو مجازِ بیعت آپ کے تایازاد بھائی خواجہ محمد محمودؒ نے بنایا۔

آپ ایک سادہ طبع، صاف دِل اور کامل بزرگ تھے۔ آپ کی دُعا میں بہت تاثیر تھی، جو زبان سے نکل جاتا ہو کر رہتا۔ سماع کے آپ دلدادہ تھے۔ موسیقی سے خوب آشنا تھے۔ آپ کے دلپسند قوالوں میں میراں بخش پشاوری اور محمد علی امرتسری شامل ہیں۔

خواجہ محمد جمال تونسوی ولد خواجہ خیر محمد ثانیؒ آج کل سجادہ نشین ہیں جو دین و سلسلہ کی خدمت کے علاوہ ملک و ملت کی بھلائی میں بھی پیش پیش ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۵

کتابیات

اُردو

(Djim — Harb) اردو **Vol. VII**

1391 / 1971

۱— دائرۂ معارف اسلامیہ

زیر اہتمام

دانش گاہ پنجاب۔ لاہور ص ۶۴۸-۶۵۴

۲— تاریخ مشائخ چشت: از خلیق احمد صاحب نظامی۔ ص ۶۰۸-۶۶۶

ندوۃ المصنفین، دہلی/ مکتبۂ عارفین، کراچی۔ ۱۹۵۳/۱۹۷۵ء

۳— تاریخ مشائخ چشت، جلد اول: از پروفیسر خلیق احمد نظامی۔

ادارہ ادبیاتِ دلّی، جید پریس دہلی، بھارت ۱۹۸۰ء

۴— تحفۃ الابرار: از مرزا آفتاب بیگ عرف محمد نواب مرزا بیگ۔ ص ۱۲۲-۱۲۸

مطبع رضوی، دہلی، بھارت۔ ۱۳۲۴ھ

Marfat.com

۵۔ تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان): تالیف محمد عبدالحکیم شرف قادری۔
مولانا محمد جعفر القادری الضیائی۔ استقلال پریس لاہور۔ ۱۹۷۶/۱۳۹۶

۶۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند: مصنف ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔
حامد اینڈ کمپنی اردو بازار، لاہور۔ ۱۹۶۵ء

۷۔ تذکرہ اولیائے چشت: مصنف مولانا سلطان احمد فاروقی۔ ص ۱۶۲-۱۶۵
ادارہ قمر الاسلام، صدر بازار، تجارت پریس، لاہور۔

۸۔ تذکرہ خواجگان تونسوی: تالیف پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ ص ۹۲-۱۱۷
چشتیہ اکادمی فیصل آباد، پیکجنگ پریس لاہور۔ ۱۹۸۵/۱۴۰۶

۹۔ تذکرہ صوفیائے پنجاب: از اعجاز الحق قدوسی۔
سلمان اکیڈمی، ایجوکیشنل پریس، کراچی۔ ۱۹۶۲ء

۱۰۔ چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر: مؤلف میاں محمد دین کلیم۔ ص ۱۶۱-۱۶۸
مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور۔ ۱۹۹۰ء

۱۱۔ حدیقۃ الاولیاء: تالیف مفتی غلام سرور لاہوری۔
تحقیق و تعلیق: محمد اقبال مجددی۔ ص ۱۱۳-۱۱۴
المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور۔ اشاعت جدید: ۱۹۷۶/۱۳۹۶

Marfat.com

۱۲۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور اُن کے خلفاء: ڈاکٹر محمد حسین للّہی۔ ص ۱۲۲-۱۸۱
اسلامک بک فاؤنڈیشن، مکتبہ جدید پریس، لاہور ۱۹۷۹/۱۳۹۹

۱۳۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی: مقالہ نگار صاحبزادہ محمد رفیع الدین۔
مقالہ ایم اے شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ ۱۹۶۳/۱۳۸۳

۱۴۔ حضور قبلۂ عالم۔ احوال و مناقب: تالیف پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ ص ۳۰۴-۳۰۸
چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد، الرفیق افضال پرنٹنگ پریس فیصل آباد۔ ۱۹۹۲/ ۱۴۱۲

۱۵۔ حیاتِ سلیمان تونسوی، جلد اول و دوم: مؤلف ایم صالح محمد صالح۔
حجازی کتب خانہ تونسہ، پاک الیکٹرک پریس ملتان۔ ۱۹۵۶ء

۱۶۔ خاتمِ سلیمانی: از مولوی اللہ بخش بلوچ۔
کتب خانہ صابر ملتان، خادم التعلیم سٹیم پریس، لاہور۔ ۱۳۲۵ھ

۱۷۔ خلاصہ تواریخ مشائخ چشتیہ: تالیف مولا بخش بھنڈی۔
محمد میر حسن، مطبع رضوی دہلی، بھارت۔ ۱۳۰۴ھ

۱۸۔ رقعاتِ مرشدی: تالیف محمد عبد الصمد دہلوی، ترتیب پروفیسر افتخار احمد چشتی۔
چشتیہ اکادمی فیصل آباد، ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد۔ ۱۹۹۱/ ۱۴۱۲

Marfat.com

۱۹۔ سبل السلام، تالیف حاجی نعمت علی۔
ناشر مؤلف کتاب ۱۳۰۶/۱۹۸۶

۲۰۔ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مدیر قاسم محمود۔ ص ۵۵۳
سید قاسم محمود، بشیر سنز پرنٹرز، کراچی۔ ۱۳۰۵/۱۹۸۴

۲۱۔ شعاع نور: تصنیف محمد حفیظ الرحمن بہاولپوری۔ ص ۱۸۔۱۹، ۲۵
محبوب المطابع برقی پریس دہلی، بھارت۔ ۱۳۴۷/۱۹۲۸

۲۲۔ ماہنامہ "آئینہ" لاہور: ایڈیٹر محمد امین شرقپوری۔ ص ۹۔۳۳
مہار شریف و تونسہ شریف نمبر۔ جنوری ۱۹۹۲ء

۲۳۔ ماہنامہ "درویش" لاہور: مدیر اعلیٰ ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی۔
اولیاء اللہ نمبر، جلد ۵، شمارہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۹۳ء

۲۴۔ ماہنامہ "روحانی پیغام" فیصل آباد: ایڈیٹر میاں اعجاز احمد چشتی۔ ص ۱۔۵۶
شہباز چشت نمبر۔ صفر ۱۳۹۸ھ

۲۵۔ ماہنامہ "سیارہ ڈائجسٹ" لاہور۔ زیر ادارت علی سفیان آفاقی۔ ص ۱۱۵۔۱۲۸
اولیائے کرام نمبر، جلد سوم۔ الشرولا پرنٹرز لاہور۔ مئی ۱۹۸۷ء

Marfat.com

۲۶۔ ماہنامہ 'ضیائے حرم' لاہور : مدیر اعلیٰ پیر محمد کرم شاہ۔ ص ۶۳-۹۴
شمس العارفین نمبر۔ نشار آرٹ پریس، لاہور۔ جنوری ۱۹۸۰ء

۲۷۔ ماہنامہ 'عرفات' لاہور : مدیر اعلیٰ مفتی محمد حسین نعیمی۔
اشاعت خاص: "علامہ اقبال کی خواجگانِ چشت سے عقیدت" جلد ۲۸ شمارہ ۶-۷

۲۸۔ مجموعہ ملفوظات مرشد ملت : جامع ملفوظ مولانا محمود سدیدی۔ ص ۳۰-۳۱
محمد عبدالغفور سلیمانی، روحانی پرنٹنگ پریس ملتان۔ ۱۴۰۰ھ

۲۹۔ مرآۃ السالکین : تالیف مولوی امام الدین چشتی۔
احمد الدین۔ میکی پریس، گوجرانوالہ۔ ۱۳۱۲ھ

۳۰۔ نقد ملفوظات : از پروفیسر نثار احمد فاروقی۔ ص ۱۱
ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔ کمبائن پرنٹرز، لاہور۔ ۱۹۸۹ء

عربی

۳۱۔ القرآن
جمال القرآن مع اردو ترجمہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔
ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور ۱۹۸۶/۱۴۰۷

Marfat.com

۳۲۔ صحیح البخاری: جلد دوم ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل۔ ص ۸۹۲-۹۴۳

بحاشی الحافظ شیخ المحدث احمد علی سہارنپوری۔

قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی نمبرا۔ ۱۳۵۷ھ

۳۳۔ فصوص الحکم: الشیخ الاکبر محی الدین محمد الشہیر بابن العربی

بیروت۔ ۱۳۰۸ھ

اردو ترجمہ: عبد القدیر صدیقی، الکتاب گنج بخش روڈ، لاہور۔ ۱۹۷۹ء

فارسی

۳۴۔ انتخاب مناقب سلیمانیہ: تالیف حافظ احمد یار پاکپٹنی۔

انتخاب مولوی یار محمد ذوقی، حمیدیہ سٹیم پریس، لاہور ۱۳۲۵ھ

۳۵۔ تکملہ سیر الاولیاء: تصنیف خواجہ گل محمد احمد پوری۔

مطبع رضوی دہلی، بھارت۔ ۱۳۱۲ھ

اردو ترجمہ: مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاولپور۔ ص ۱۵۶ ۱۹۷۸ء

۳۶۔ خزینۃ الاصفیاء: تالیف مفتی غلام سرور لاہوری۔

جلد دوم: سلسلہ چشتیہ۔ ۱۸۷۳ء

اردو ترجمہ: اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور ص ۲۸۱-۲۹۰ ۱۹۹۰ء

Marfat.com

۳۷۔ عوارف المعارف: مصنف حضرت شہاب الدین سہروردی۔

دار الکتاب العربیہ، بیروت۔ ۱۹۶۶ء

اُردو ترجمہ، شمس بریلوی۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔ ۱۹۷۷ء

۳۸۔ کشف المحجوب: از ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری المشہور داتا گنج بخش۔

نسخہ سمرقند۔

اُردو ترجمہ: سید محمد احمد قادری۔ المعارف گنج بخش روڈ، لاہور۔ ۱۳۹۶ھ

۳۹۔ قصرِ عارفاں: تصنیف شیخ احمد علی چشتی۔ جلد اوّل و دوم۔

اورینٹل کالج لاہور کے میگزین۔ مئی ۱۹۶۵ء

اُردو ترجمہ: اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ، گلدان پریس لاہور۔ ص ۲۵۵-۲۸۲ ۱۴۰۸ھ

۴۰۔ گلشنِ ابرار: تالیف خواجہ امام بخش مہاروی۔

قلمی۔ ۱۲۸۳ھ

اُردو ترجمہ: حدیقۃ الاخیار از صالح محمد صالح، مطبع سید بقیر۔ ص ۲۱۲-۲۵۳ ۱۳۶۱ھ

۴۱۔ مثنوی مولوی معنوی (دفتر اتا ۷): از مولانا جلال الدین رومی۔

مطبع نامی، کانپور، بھارت۔

اُردو ترجمہ: قاضی سجاد حسین، حامد اینڈ کمپنی، اُردو بازار، لاہور۔

Marfat.com

۴۲—مرآت العاشقین : تالیف، سید محمد سعید زنجانی۔

قلمی

اُردو ترجمہ: غلام نظام الدین سرولوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، المعارف لاہور ۱۳۹۷ھ

۴۳—مخزن الچشت : تصنیف خواجہ امام بخش مہاروی۔

غیر مطبوعہ۔ خطی نسخہ۔ ۱۲۷۷ھ

ملخص اُردو ترجمہ: پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد، ص ۲۳۱-۲۳۷ ۱۴۰۷ھ

مکمل اُردو ترجمہ: پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد، ص ۲۰-۴۰۹ ۱۴۰۹ھ

۴۴—مظہر سلیمانیہ : تالیف سردار محمود خاں فریدی۔ ترتیب سردار غلام فرید۔

اُردو پریس، لاہور۔ ۱۹۵۵ء

۴۵—مقابیس المجالس : جمع و ترتیب مولانا رکن الدین۔

قلمی۔

تحقیق و ترجمہ: کپتان واحد بخش سیال۔ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور۔ صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور، ۱۳۹۹/۱۹۷۹

۴۶—مناقب المحبوبین : تصنیف حاجی نجم الدین سلیمانی۔

شیخ الٰہی بخش لاہور۔ مطبع دین محمدی لاہور۔ ۱۳۱۲/۱۸۹۴

ملخص اُردو ترجمہ: پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ص ۱۳۵-۲۴۰ ۱۳۹۷ھ

مکمل اُردو ترجمہ: پروفیسر افتخار احمد چشتی، چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد، ص ۲۷۷-۹۲۶ ۱۴۰۸ھ

Marfat.com

۴۷۔ مناقب سلیمانی: تالیف غلام محمد خاں جھجری۔

۱۲۸۸ھ مطبع احمدی، دہلی، بھارت۔

۴۸۔ مناقب سلیمانیہ: تالیف حافظ احمد یار پاکپتنی۔

۱۲۵۶ھ خطی۔

۴۹۔ نافع السالکین: تالیف مولوی امام الدین بن میاں تاج محمود۔

۱۸۹۲/۱۳۱۰ھ مطبع مرتضوی، کوچہ چیلاں، دہلی، بھارت۔

اردو ترجمہ: محمد حسین للّٰہی۔ شعاع ادب، چوک انارکلی، مرکنٹائل پریس لاہور

انگریزی

۵۰۔

D. G. Khan District.]

STATISTICAL TABLES

APPENDED TO THE

GAZETTEER

OF THE

DERA GHAZI KHAN DISTRICT

(INDEX ON REVERSE).

Reprinted by : Al-Mecca Press Lahore.
Price Rs.46.50

ص ۵۴

Marfat.com

٥١

THE ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM

NEW EDITION

PREPARED BY A NUMBER OF
LEADING ORIENTALISTS

EDITED BY
B. LEWIS, CH. PELLAT AND J. SCHACHT

ASSISTED BY J. BURTON-PAGE, C. DUMONT AND V. L. MÉNAGE AS
EDITORIAL SECRETARIES

VOLUME II
C—G

PHOTOMECHANICAL REPRINT

ص: ٥٠-٥٩

LEIDEN
E. J. BRILL

TUTA SUB AEGIDE PALLAS
EJB
1965

LONDON
LUZAC & CO.

Marfat.com

آئینۂ ایام ـــــــ ماہ و سال

غوثِ زماں، برہانِ عارفاں، دلیلِ واصلاں، حبیبِ سبحاں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے ماہ و سال، ولادت سے وصال تک جس طرح گزرے اُن پر اختصار و انکسار کے ساتھ گذشتہ اوراق میں روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے ملفوظات، تالیفات، تصنیفات، مقالات اور رسائل کی روشنی میں آپ کی حیاتِ مبارکہ کے اہم واقعات ماہ و سال کے آئینۂ ایام میں پیش کئے جاتے ہیں۔

① حیاتِ سلیمانؒ

اِس تصنیف میں جنابِ مصنّف ایم صلح محمد صالح نے "خلاصۂ سنینِ صحیفۂ حیات" اِس طرح تحریر کیا ہے:

۱۔ سالِ پیدائش : ـــــ ۱۱۸۳ھ
۲۔ سالِ بیعت : ـــــ ۱۱۹۸ھ
۳۔ زمانۂ سلوک : ـــــ ۱۱۹۹ھ تا ۱۲۰۴ھ
۴۔ سالِ تکمیلِ نعمت : ـــــ ۱۲۰۴ھ
۵۔ سالِ وصال : ـــــ ۱۲۶۷ھ
۶۔ عمر شریف : ـــــ ۸۴ سال
۷۔ زمانۂ فیوض و تلقین : ـــــ ۶۳ سال از ۱۲۰۴ھ تا ۱۲۶۷ھ

② مناقب المحبوبین

حاجی نجم الدین سلیمانیؒ کی اِس قدیم و مستند تصنیف کے مطابق سنینِ حیاتِ مبارکہ کا خلاصہ یوں بنتا ہے:

Marfat.com

۱۔ سنِ ولادت :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۱۸۴ھ

۲۔ سنِ بیعت وسفرِ دہلی :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۱۹۹ھ

۳۔ بیعت کے وقت عمرِ مبارک :۔۔۔۔۔۱۶ سال

۴۔ وصالِ قبلۂ عالمؒ کے وقت عمر :۔۔۔۔۔۔۲۲ سال

۵۔ عمرِ مبارک :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۸۴ سال

۶۔ وصال شریف :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۲۶۷ھ

مناقب المحبوبین (ملخص اردو ترجمہ) میں ہے کہ "وصال کے وقت حضرت غوثِ زماںؒ کی عمر چوراسی (۸۴) سال تھی جیسا کہ رسالہ اسماء الابرار اور دیگر براہین وشواہد سے ثابت ہوتا ہے۔ رسالہ اسماء الابرار نواب غازی الدین خانؒ کی تصنیف ہے۔ نواب صاحبؒ حضرت مولانا فخر الدین فخرِ جہاں دہلویؒ اور حضرت قبلۂ عالمؒ کے صحبت یافتہ وفیض یافتہ تھے۔ یہ رسالہ ۱۲۰۵ھ کی تصنیف ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ محمد سلیمان جو چھوٹی عمر میں ہیں، مرتبہ عشق ومحبت پر پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت بائیس (۲۲) سال کے ہیں اور اولیاء میں سے ہیں۔"

"حضرت غوثِ زماںؒ نے ۱۱۹۹ھ میں بیعت کی اور اسی سال اپنے پیرو مرشد کے حکم کے مطابق دہلی شریف حضرت مولانا صاحبؒ کی زیارت کے لئے گئے۔ ایک دن آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ جب دہلی تشریف لے گئے تھے تو اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ فرمایا پندرہ یا سولہ سال۔ حضرت مولانا صاحب دہلویؒ کا وصال ۱۱۹۹ھ میں ہوا، حضرت قبلۂ عالمؒ کا وصال ۱۲۰۵ھ میں ہوا۔"

"اگر آپ کی عمر بیعت کے وقت پندرہ یا سولہ سال کی تھی اور اپنے پیرو مرشدؒ کے وصال کے وقت بائیس سال کی تو رحلت کے وقت چوراسی (۸۴) سال کی ہوئی۔ اس حساب سے آپ کا سنِ ولادت ۱۱۸۳ھ بنتا ہے۔"

مناقب المحبوبین (اصل فارسی نسخہ) کے صفحات ۳۱۹، ۳۲۰ اور ۳۲۱ پر حضرت

Marfat.com

مصنف حاجی نجم الدین سلیمانیؒ نے سنِ ولادت، سنِ وصال اور عمر مبارک کے بارے میں مدلل اور مفصل تحریر کیا ہے۔ حاجی صاحبؒ نے رسالہ اسماء الابرار کا مطالعہ بھی کیا۔ حافظ احمد یار پاکپتنیؒ کا ملفوظ بھی پڑھا۔ مولوی محمد حسین پشاوری، مولوی یار محمد اور مولوی محمد عمر صاحبان کے اقوال پر غور و فکر کیا اور یوں نتیجہ اخذ کیا :

"بموجب اقوالِ مذکور و قیاسِ مزبور باید دانست کہ سنِ ولادت حضرت صاحبؒ (حضرت غوثِ زمانؒ) یازدہ صد و ہشتاد و چہار (۱۱۸۴ھ) است از ہجرت حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم و سنِ بیعت و رفتن حضرتؒ سمتِ دہلی (۱۱۹۹ھ) یازدہ صد و نود و نہ ہجرت و در وقتِ بیعت شانزدہ سالہ بودند در وقتِ انتقالِ پیرِ خود خواجہ نور محمد مہارویؒ بست و دو سالہ بودند و عمرِ حضرتؒ ہشتاد و چہار سالہ شد و رحلتِ حضرت صاحبؒ در (۱۲۶۷ھ) دوازدہ صد و شصت و ہفت سال در ہفتم صفر روزِ پنج شنبہ شد، چنانچہ ہمہ تواریخ مذکور دریں نظم گفتہ ام" :

نظم :-

دردا کہ غوثِ اعظمؒ راہی سوئے جناں شد
از ہجرِ او دو عالم پُر شور و پُر فغاں شد
از سالِ انتقالش ہاتف مرا بگفتہ !
محبوبِ ذاتِ حق بود اندر زمیں نہاں شد
سالِ ولادت آں را از من اگر بپرسی !
گرہائے دور سازی خورشیدِ دو جہاں شد
لفظِ حبیب اللہ بے ہائے عمرِ او داں !
من کردہ ام شماری ہشتاد و چار آں شد
تاریخِ بیعتِ او ہم رفتنش بہ دہلی
خورشیدِ دو جہانی مے خواں دریں عیاں شد

Marfat.com

وقتِ وصالِ مرشد بست و دو سالہ بودہ!

از نجم دین عاصی درنظم ایں بیاں شد

اِس نظم کے مطابق سنین حیاتِ مبارکہ وُہی بنتے ہیں جو گذشتہ اوراق میں مناقب المحبوبین کے حوالے سے دیئے گئے ہیں۔

(۳) حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور انکے خلفاء۔

ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی نے اِس تحقیقی مقالہ میں حضرت غوثِ زمانؒ کے احوال بڑی ریسرچ کرنے کے بعد تحریر کئے ہیں۔ اس تصنیف کے مطابق مہ و سال یُوں بنتے ہیں:

۱۔ تاریخِ ولادت :۔۔۔ ۱۱۸۴ھ

۲۔ مقامِ ولادت :۔۔۔ گڑگوجی، ضلع لورالائی، بلوچستان

۳۔ بعیت :۔۔۔ ۱۱۹۹ھ بعمر ۱۵ سال

۴۔ سفرِ دہلی :۔۔۔ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ

۵۔ مہار شریف :۔۔۔ رمضان المبارک ۱۱۹۹ھ

۶۔ صحبت قبلۂ عالمؒ :۔۔۔ رمضان المبارک ۱۱۹۹ھ تا ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ

۷۔ قیامِ گڑگوجی :۔۔۔ ۱۲۰۶ھ تا ۱۲۱۳ھ

۸۔ قیامِ تونسہ شریف :۔۔۔ ۱۲۱۴ھ تا ۱۲۶۷ھ

۹۔ وصال :۔۔۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ

⊛ تعلیم کے مقامات۔

۱۔ گڑگوجی

۲۔ تونسہ شریف

۳۔ موضع لانگھ

Marfat.com

۴۔ کوٹ مٹھن شریف

۵۔ مہار شریف

اساتذہ کرام :-

۱۔ قبلۂ عالم خواجہ نُور محمد مہارویؒ ــــــــ مہار شریف

۲۔ قاضی عَلی احمد صاحبؒ ــــــــ کوٹ مٹھن شریف

۳۔ میاں ولی محمد صاحبؒ ــــــــ لانگھ

۴۔ میاں حَسن علی صاحبؒ ــــــــ تونسہ شریف

۵۔ جنابِ حاجی صاحبؒ ــــــــ گڑگوجی

۶۔ مُلّا یُوسف جعفر صاحبؒ ــــــــ گڑگوجی

تعلیم و تربیّت :-

۱۔ مُلّا یُوسف جعفر صاحبؒ : سب سے پہلے اُستادِ محترم جن سے قرآنِ مجید کے ۱۵ پارے حِفظ کئے۔

۲۔ جناب حاجی صاحبؒ : جن سے گڑگوجی میں آخری پندرہ پارے حِفظ کئے اُور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

۳۔ میاں حَسن علی صاحبؒ : جن سے تونسہ شریف میں فارسی اَدب میں پند نامہ عطار، "گُلستانِ سعدیؒ اُور بوستانِ سعدیؒ کا درس لیا۔

۴۔ میاں ولی محمد صاحبؒ : اِن سے بھی فارسی درسیات کی تعلیم حاصل کی۔

۵۔ قاضی عَلی احمد صاحبؒ : اِن سے کوٹ مٹھن شریف میں قطبی پڑھی اُور علم فقہ پر عبور حاصل کیا۔

۶۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نُور محمد مہارویؒ : آپ سے مہار شریف میں آداب الطالبین، فقرات، لوائح، عشرۂ کاملہ، فصوص الحکم اُور سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد

Marfat.com

علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل کی۔

۷۔ آغازِ تعلیم : ۴ رسال کی عمر میں

۸۔ بیعت : ۱۵ رسال کی عمر میں

۹۔ حصولِ خلافت و نعمت : ۲۲ رسال کی عمر میں

* خلاصۃ الایام :۔

۱۔ بیعتِ ارادت :۔۔۔ ۱۱۹۹ھ

۲۔ مقامِ بیعت :۔ اوچ شریف

۳۔ سفرِ دہلی :۔۔۔ ۱۱۹۹ھ

۴۔ قیامِ بہار شریف :۔۔ ۱۱۹۹ھ تا ۱۲۰۵ھ

۵۔ حصولِ نعمت :۔۔ ۱۲۰۵ھ

۶۔ گڑگوجی میں قیام :۔۔ ۱۲۰۵ھ تا ۱۲۰۸ھ

۷۔ تونسہ شریف میں قیامِ خانقاہ :۔ ۱۲۰۸ھ

۸۔ وصال :۔۔۔ ۱۲۶۷ھ

۹۔ دورِ خلافت :۔۔ ۱۲۰۵ھ تا ۱۲۶۷ھ

Marfat.com

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروفیسر ڈاکٹر عبد المجید چشتی

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ : یا الٰہُ العٰلمین ! تیرا لامتناہی بے حد و حساب شکر ہے جتنے لامتناہی اور انگنت (۱۴ : ۳۴) تیرے ہمارے اوپر انعامات و احسانات ہیں۔ تو نے مجھے انجانے ہی میں نہ جانے ـــــ کیا کچھ عطا فرمایا۔ تُو الغنی، الکریم اور تُو ہی بہتر جانتا ہے کیا کیا ہے۔ ہر ممکنہ کمزوری نقص اور احتیاج سے تو تُو پاک و منزہ ہے۔ اس لئے شکر کے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ تیری عالی شان کے شایان تو کیا ہونگے۔ البتہ میری بے بسی اور بے سرو سامانی کی منہ بولتی تصویر ضرور ہیں۔ اے رَبِّ العٰلمین ! مجھے صحیح شکر کی توفیق عطا فرما۔

بے شمار درود ہوں اس ذاتِ حمیدہ صفات پر جس کا وجودِ گرامی اس کائنات کی تخلیق کا سبب بنا۔ جو اس عالمِ کون و مکاں کی علتِ غائی اور مقصدِ اعظم ہیں۔ قابَ قوسَینِ اَو اَدنیٰ (۵۳ : ۹) جن کا مقام شرف ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاکؓ اور اصحابؓ پر جن میں سے ہر ایک اُمت کا رہنما ہے۔ نیز آپ کے جان نثاروں پر جب تک کہ یہ سلسلۂ شب و روز جاری ہے۔

ذرا غور سے دیکھا جائے تو اصحاب، تابعین اور تبع تابعین سمیت تمام مفسرین، محدثین، علماء اور حفاظ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہمیں ممنون و مشکور ہونا چاہیئے جنہوں نے نہایت نامساعد حالات میں قرآن پاک اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل چودہ صدیوں تک تحریف اور ملاوٹ سے بچائے رکھا۔ اسی طرح ہندوستان جیسے دور افتادہ علاقے تک دینِ متین کو پہنچانے اور اس کی ترویج و تربیت میں

Marfat.com

صالحین کی ایک جماعت کا ہاتھ ہے، جنہوں نے دیئے سے دِیا جلا کر دینِ اسلام کو دوام بخشا۔

اللہ کے دوستوں کا یہ گروہ ایک اور ہی نظام کے تحت سرگرمِ عمل تھا اور ہے انہیں دنیوی منفعت اور جاہ و حشمت سے نہ کوئی سروکار ہے نہ مال و دولت سے۔ دِلوں پر حکمرانی کرنے والے یہ نفوسِ قدسی تاریخ کے دھاروں کو موڑتے ہی چلے گئے۔ پہلے مُسلم اکثریت والے علاقے معرضِ وجود میں آئے اور پھر انہیں پاکستان کا پیارا نام دے دیا گیا۔ لہٰذا ہم اِن سب کے بھی ایسے ہی مرہُونِ منّت ہیں جیسے اپنے والدین، اساتذہ اور مشائخ کے جن کے وسیلے سے ہم اسلام کی عظمتوں اور رفعتوں سے متعارف ہوئے۔

تذکرۂ غوثِ زماں بھی ایک ایسے ہی تاریخ ساز مردِ کوہستانی کے حالاتِ زندگی پر مبنی کتاب ہے جس نے صوبہ سرحد، پنجاب، بہاولپور اور بلوچستان کے سنگم پر واقعہ ایک ویرانے میں اللہ تعالیٰ کے بھروسہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کے ساتھ اسلام کی بقاء اور ترویج کا بیڑہ اُس وقت اُٹھایا جب مُغلیہ سلطنت دم توڑ رہی تھی اور سکھوں نے شمال مغربی اور مرہٹوں نے جنوبی ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ بجا رکھی تھی۔ ٹھوس بنیاد فراہم کرنے کے لئے مسبب الاسباب نے پہلے نصف صدی اعلیٰ حضرت تونسوی کو اور پھر لگ بھگ اتنا ہی عرصہ آپ کے پوتے حضرتِ ثانی کو مرحمت فرمائے۔

تشنہ لبانِ علم و عرفان دُور و نزدیک سے اِس بحرِ بیکراں کی طرف کھچے چلے آئے اور اپنا اپنا حصّہ وصُول کر کے اطراف واکناف میں پھیلتے ہی چلے گئے۔ اگلے صفحوں میں پیش کردہ نقشے اِس بات کے شاہد ہیں کہ کیسے خانقاہ سے خانقاہ جنم لیتی رہی اور کیسے پاکستان کا جنوب مغربی علاقہ اسلام سے متعارف اور دین میں راسخ ہوتا چلا گیا۔ مَیں عرض کرتا ہی چلوں کہ اِن تمام خانقاہوں کا شرف مسلّم۔ اُن کے ناموں کے ساتھ لفظ "شریف" صرف جگہ کی کمی کے باعث حذف کیا جا رہا ہے۔

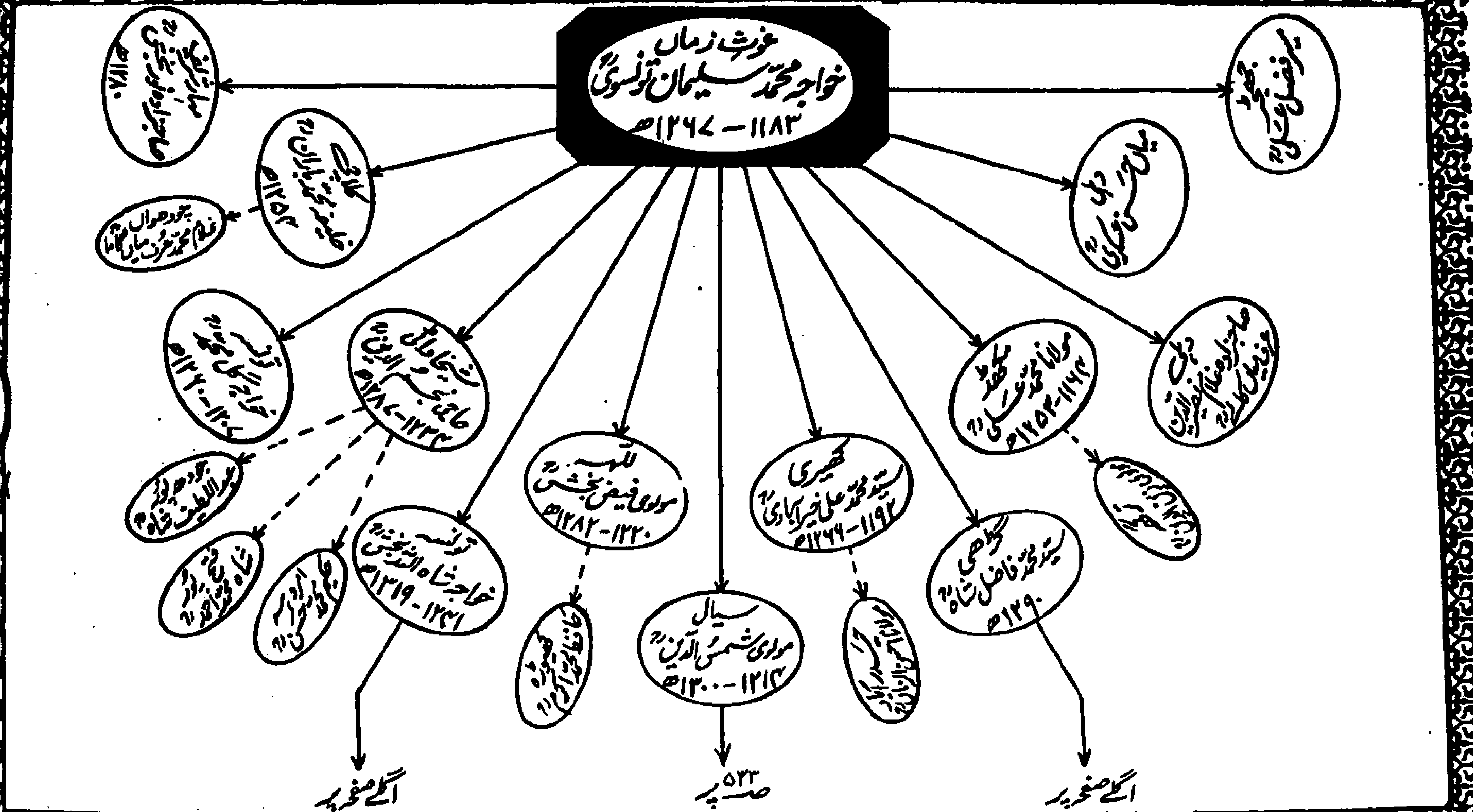
غوث زماں
خواجہ محمد سلیمان تونسوی
۱۱۸۳ - ۱۲۶۷ھ
تونسہ
خواجہ شاہ اللہ بخش
۱۲۴۱-۱۳۱۹ھ
للّہ
مولوی فیض بخش
۱۲۲۰-۱۲۸۲ھ
سیال
مولوی شمس الدین
۱۲۱۴-۱۳۰۰ھ
کھیری
سید محمد علی خیرآبادی
۱۱۹۲-۱۲۶۹ھ
گڑھی
سید محمد فاضل شاہ
۱۲۹۰ھ
مکھڈ
مولانا محمد علی
۱۱۶۳-۱۲۵۴ھ
دہلی
میاں حسن عسکری
جھجر
میر فضل علی
اگلے صفحہ پر
صفحہ ۵۳۳ پر
اگلے صفحہ پر

Marfat.com

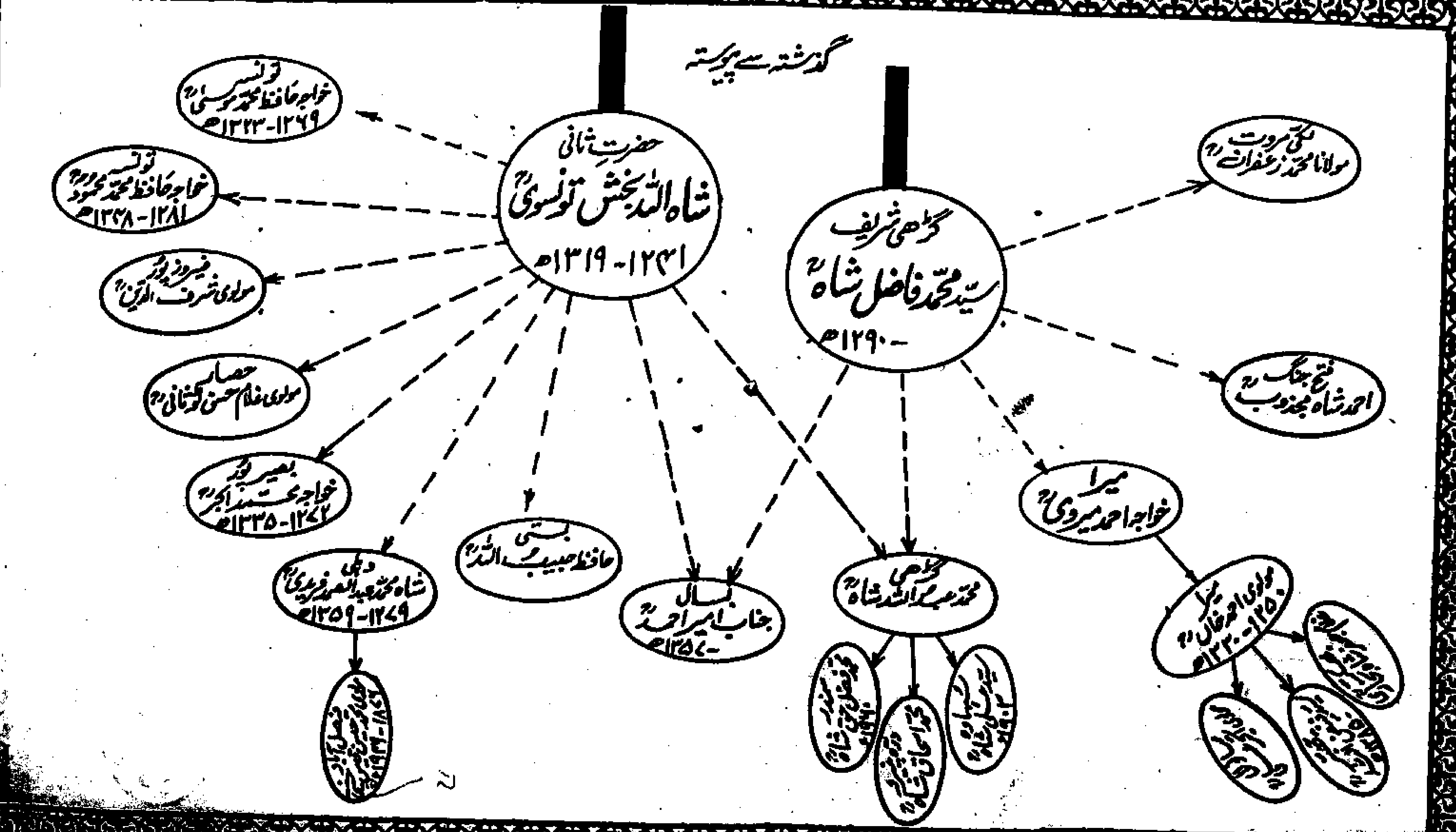
گذشتہ سے پیوستہ
حضرتِ ثانی
شاہ اللہ بخش تونسوی
۱۲۳۱-۱۳۱۹ھ
گڑھی شریف
سید محمد فاضل شاہ
-۱۲۹۰ھ
تونسہ
خواجہ حافظ محمد موسیٰ
۱۲۶۹-۱۳۲۳ھ
تونسہ
خواجہ حافظ محمد محمود
۱۲۸۱-۱۳۴۸ھ
فیروز پور
مولوی شرف الدین
حصار
مولوی غلام حسن کرتانی
بصیر پور
خواجہ محمد اکبر
۱۲۷۲-۱۳۳۵ھ
دہلی
شاہ محمد عبد الصمد فریدی
۱۲۷۹-۱۳۵۹ھ
بستی
حافظ حبیب اللہ
بسال
جناب امیر احمد
-۱۳۵۷ھ
گڑھی
محمد عبد اللہ شاہ
میرا
خواجہ احمد میروی
مولوی احمد خان
۱۲۵۰-۱۳۲۰ھ
مکی سروت
مولانا محمد زعفران
فتح جنگ
احمد شاہ مجذوب

Marfat.com

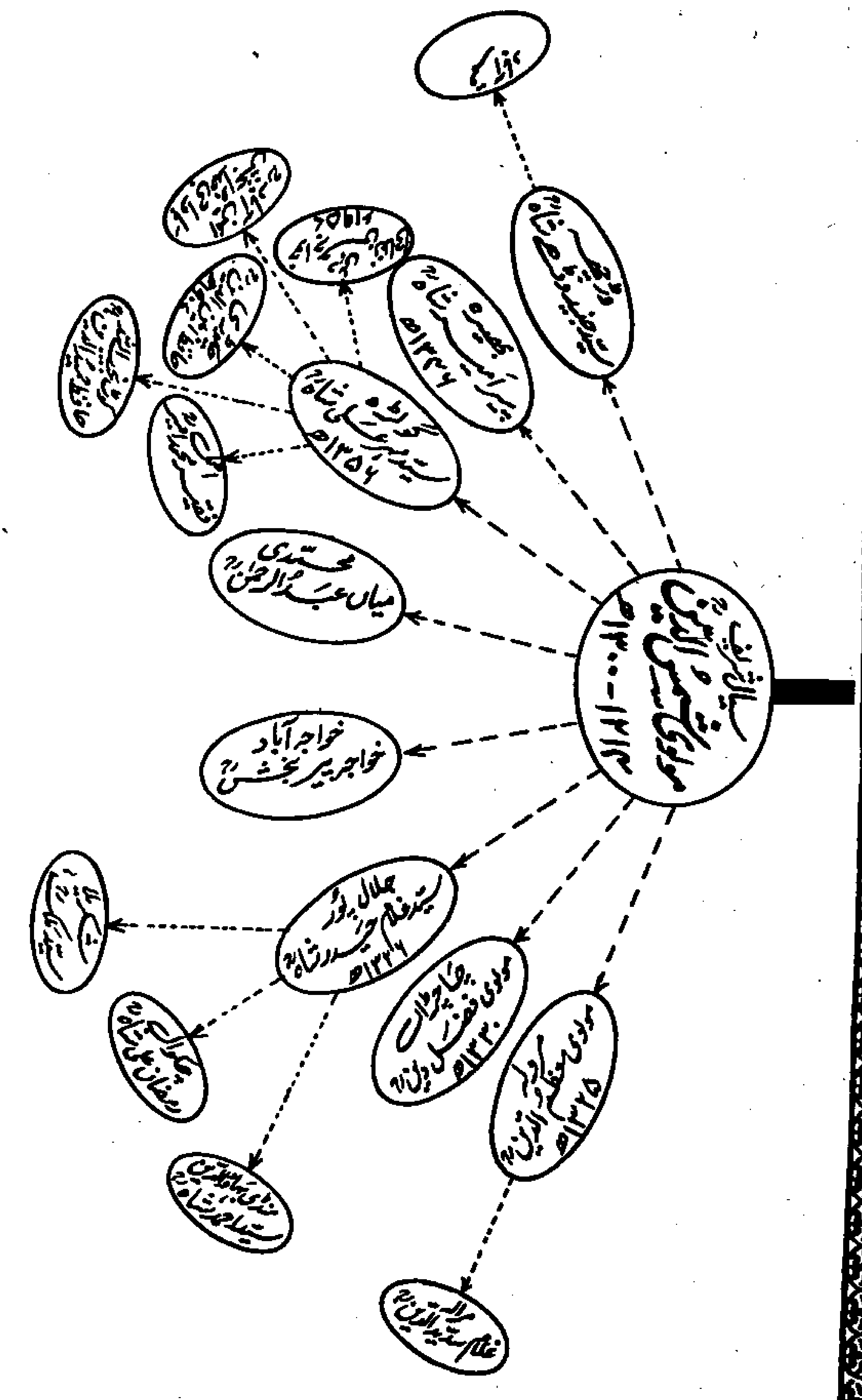
سیال شریف
مولوی شمس الدین
۱۲۱۴-۱۳۰۰ھ
خواجہ آباد
خواجہ پیر بخش
محمدی
میاں عبدالرحمن

Marfat.com

تین سال قبل جب کتاب "حضورِ قبلۂ عالم" لکھائی اور چھپائی کے آخری مراحل میں تھی تو اس کے فاضل مؤلف اور میرے مربی پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب کی کبیرسنی تشویشناک حد تک بگڑتی ہوئی صحت اور روز افزوں کمزوری کے پیشِ نظر مجھے یہ خیال آیا کہ آپ کا اعلیٰ حضرت تونسویؒ کی سوانح حیات لکھنے کا دیرینہ ارمان کہیں تشنہ نہ رہ جائے علیل تو آپ عرصۂ دراز سے ہیں۔ ممکنہ علاج بھی جاری رہتے ہیں۔ خمیرے دوائی کی بجائے خوراک کی جگہ لے چکے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جسمانی عارضے آپ کے رُوحانی پروگراموں کو ہرگز متاثر نہیں کرتے۔ لہٰذا متذکرہ بالا تصنیف کے چھپنے کا انتظار کئے بغیر آپ نے پوری جانفشانی سے زیرِ نظر کتاب پر کام شروع کر دیا تھا۔ بستر کے گرداگرد بدلی ہوئی کتابوں کے ڈھیر بھی بدلے ہوئے تیوروں کی نشاندہی کر رہے تھے۔ ہمارے پیر بھائی محمد اکرم جاوید کاتب کا بالالتزام آنا جانا بھی ظاہر کر رہا تھا کہ ستانے کی بجائے کسی نئی مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔ آپ کہا کرتے ہیں: "جس کا کام ہے وہی توفیق بھی بخشے گا"

بالآخر "حضورِ قبلۂ عالم" چھپ گئی تو اسے حضرت میاں نُور جہانیاں مہاروی محمودیؒ کی خدمتِ اقدس میں خود جا کر پیش کیا۔ یہ منفرد اعزاز پروفیسر صاحب کو ۲۹ ذیقعد ۱۴۱۲ھ کی شام درگاہِ معلیٰ چشتیاں شریف پہنچنے پر میسّر آیا۔ دونوں طرف انتہا کی کمزوری مگر بلا کی شگفتگی اور طمانیت۔ نہایت مختصر تبادلۂ احوال۔ لیکن نظروں ہی نظروں میں جیسے تشکر کا آتش فشاں پھوٹ پڑا ہو۔ ایسے لگتا تھا جیسے کوئی دیرینہ یا آخری تمنا پوری ہوئی ہو۔ خدا معلوم کامیابی، کامرانی یا انبساط کی یہ کونسی منزل تھی۔ وارفتگی کی اس معراج کا تو خیال بھی دِل کو گرمانے اور رُوح کو تازگی بخشنے کے لئے کافی ہے۔

اگلے روز عرس کی تقریبات شروع ہوئیں مگر "سائیں" کی طبیعت بگڑتی ہی چلی گئی۔ آخری ختم شریف میں شرکت کے لئے سہارے کے ساتھ تشریف لائے بمشکل بیٹھے۔ دعا میں رقت اور گریہ وزاری کا عالم الوداعی سماں پیش کر رہا تھا۔ عصر کے بعد طبیعت مزید بگڑ گئی۔ نشتر ہسپتال ملتان لے جایا گیا۔ پروفیسر صاحب ابھی واپس پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ اتوار ۵ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کو "سائیں" کے وصال کی خبر فیصل آباد

پہنچ گئی۔ آسمان پہ ہونے والے فیصلے مقدم۔ پہلے خوشی کی معراج اور پھر چند ہی روز بعد اتنا بڑا المیہ۔ مگر پروفیسر صاحب کا عزم غیر متزلزل اور کاروانِ شوق پہلے سے زیادہ ولولے کے ساتھ رواں دواں ہی رہا۔ اونچے مقاصد واقعتاً بلند حوصلے فراہم کرتے ہیں

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے۔ انہی دنوں خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے واداپیر مولانا فخر الدین دہلویؒ کا ایک گرانقدر عربی رسالہ "فخر الحسن" اردو ترجمہ کے ساتھ طباعت کے آخری مراحل میں پہنچ گیا۔ چند پروفیسر صاحبان کئی سالوں سے اس کی تہذیب و ترتیب میں مصروف تھے۔ یہ تحقیقی مقالہ یکسوئی کا متقاضی تھا۔ اس لئے سال ۱۹۹۳ء کا بیشتر حصہ پروفیسر چشتی صاحب نے اس کی نوک پلک درست کرنے میں لگایا۔ یوں سوا دو سو سالہ پرانی اس معرکہ آرا تصنیف کو ایک نئی زندگی اور جامہ ملا۔

ایک مؤرخ واقعات کو تاریخی پس منظر میں ڈھالتا ہے جبکہ مقالہ نگار اپنی مبلغ علمیت ہی میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ مگر ایک معتقد جدت اور ہیجان پسندی سے بالا رہ کر ذکرِ حبیب میں راحت پاتا ہے۔ "تذکرہ غوثِ زماں" پر کام کی رفتار قدرے سست ضرور ہوئی لیکن پروفیسر صاحب کے ذہن و قلب بدستور ادھر ہی لگے رہے۔ ویسے بھی تصنیف و تالیف اب ان کا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہیں جن سے انہیں روحانی تشفی کے ساتھ ساتھ جسمانی عارضوں کا علاج میسر آتا ہے۔

الا ماشاء اللہ، آج ہماری زیادہ تر کوششیں مادی لحاظ سے ایک دوسرے پر بازی لے جانے ہی تک محدود ہیں (۱۰۲ : ۱ تا ۲) مگر دو دھاری تلوار کی طرح جوں جوں آسودگی اور خوش حالی بڑھتی چلی جاتی ہے انسان اور لالچی، زیادہ تن آسان اور مزید ناشکرا ہی بنتا چلا جاتا ہے۔ اللہ معاف کرے۔ "کھلا کھانا تے مندا بولنا" ناشکری کے اس دور کا دستور بنتا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہمیں یہ علم ہونا چاہیئے کہ شکر سے محبت میں اضافے کے ساتھ ساتھ نیکی کا حسن بھی دوبالا کر دیا جاتا ہے (۴۲ : ۲۳) نیز

۱۔ موت و حیات تو بنائے ہی آزمائش کے لئے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اعمال کے لحاظ

Marfat.com

سے بہتر کون ثابت ہوتا ہے (۲: ۶۷)۔ اور مصیبت کے وقت صبر کا مظاہرہ کون کرتا ہے (۲: ۱۵۶)۔

۲۔ نعمتوں میں اضافے کا راز ان پر شکر کرنے میں ہے۔ اور کفرانِ نعمت سے میں خود اپنی نعمتوں کے زوال ہی کے درپے نہیں ہوتا بلکہ نادانستہ طور پر منعمِ حقیقی کے شدید عذاب کو بھی دعوت دے رہا ہوتا ہوں (۱۴-۷)۔

۳۔ لہٰذا شکر کرنے میں بھلا خود شاکر کا اپنا ہی ہے (۲۷: ۴۰)۔ اللہ تعالیٰ کی ارفع واعلیٰ شان میں اس کے ہونے یا نہ ہونے سے ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑتا۔

ایک بات تو مسلّم ہے کہ مشکور کبھی مغرور نہیں ہوتا۔ صحیح شکر کرنے والا تو سراپا نیازمندی اور سپاس گزاری کا مظہر بن کے اپنے منعم کا اور زیادہ مداح اور طاعت گزار بن جاتا ہے۔ "عبادت" جس کے واسطے جن وانس کو پیدا کیا گیا (۵۱: ۵۶) شکر کرنے والے پر خوشگوار اور آسان بنا دی جاتی ہے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے (۵۵: ۶۰)۔

شکر کی ادنیٰ ترین صورت تو یہ ہے کہ بندہ اپنے محسن اور اس کے انعامات کا ہر کس وناکس کے سامنے چرچا کرے (۹۳: ۱۱)، شاید تم کامیاب ہو جاؤ (۷: ۶۹)۔ اور پھر ان انعامات کے پیشِ نظر منعم کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔ لیکن ایک عارف "قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں" کی مصداق جانتا اور مانتا ہے کہ جو نیکی بھی اس سے سرزد ہو رہی ہے وہ اس کے خالق و مالک کی عطا کردہ توفیق ہی کی بدولت ہے جو بذاتِ خود ایک انعام ہے لہٰذا اپنی ہر اچھائی کو وہ بصد عجز و نیاز اپنے رب کی طرف منسوب کر کے نہ صرف عبدیت کا ثبوت دیتا ہے بلکہ اپنے آپ کو ناشکری اور غرور جیسی قبیح خصلتوں سے بھی بچائے رکھتا ہے۔

اے اللہ العٰلمین! اپنے پیاروں کے صدقے ہمیں صحیح شکر کی سمجھ بوجھ اور توفیق عطا فرما۔

Marfat.com

فاضل مؤلف کے والدِ محترم آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے پہلے سجادہ نشین کے بڑے بیٹے خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب سے بیعت ہیں اور حضرت ثانی ہی کے ایک دوسرے خلیفہ شاہ محمد عبد الصمد دہلوی سے خلافت یافتہ ہیں جبکہ خود پروفیسر صاحب حضرت دہلوی سے بیعت ہیں اور انہی کے نبیرہ اور سجادہ نشین پروفیسر محمد باقر میاں اور تونسہ شریف کے پانچویں سجادہ نشین خواجہ دلنواز نے آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔ یوں باپ بیٹا دونوں صاحبِ تذکرہ سے بالواسطہ نہ صرف متعلق اور منسلک ہیں بلکہ اسی ممتاز گھرانے کے پروردہ اور فیض یافتہ بھی ہیں۔

خوش بختی کی انتہا ہے کہ پروفیسر صاحب کو ادب و خدمت، شرافت و نظافت، علم و حکمت، صحافت و خطابت، پیار و محبت حتیٰ کہ سلیمانی نسبت اور پیر پٹھان سے عقیدت و اُلفت جیسی انمول نعمتیں، سب کی سب، اپنے والدِ محترم مولوی محمد حسین قیس چشتی سے ورثہ میں ملیں۔

رسالہ "خواجۂ دلنواز" میں پروفیسر صاحب کے اپنے تحریر کردہ "عرضِ مرتب" کے مطابق خواجہ خان محمد صاحب تونسوی نے جہاں ۱۳۹۵ھ میں فاضل مؤلف کو کلاہِ چہار ترکی پہنائی اور خلافت و اجازت عطا فرمائی وہاں دیگر نعمت ہائے باطنی سے بھی نوازا تھا۔ اسی سال حضرت نے تونسہ شریف کے کتب خانہ سے "مناقب المحبوبین" کا ذاتی نسخہ ارسال فرمایا کہ پروفیسر صاحب اس کا اردو ترجمہ کریں۔ بعد ازاں بہت سے دیگر قلمی اور مطبوعہ ملفوظات عطا فرمائے پھر خواب میں "قلم" کا تحفہ عطا فرما کر انہیں مشائخِ چشت اور خواجگانِ تونسوی کے حالات و ملفوظات کو اردو میں منتقل کرنے کا اہم فریضہ سونپا۔ آپ لکھتے ہیں: "زہے نصیب آپ کی دعاؤں سے شب و روز اسی کام میں مصروف ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تادمِ واپسیں اسی کارِ خیر میں مصروف رہوں۔"

مندرجہ بالا تحریر ۱۴۰۳ھ میں لکھی گئی تھی۔ اور مرشدِ پاک کی طرف سے تفویض کردہ کاموں پر پروفیسر صاحب بلاشبہ گذشتہ پندرہ سال سے بڑی محبت اور لگن سے مصروفِ کار ہیں۔

Marfat.com

صحافت اور فارسی کے نادر اجتماع سے پروفیسر چشتی صاحب نے ریٹائر ہونے کے بعد بھرپور فائدہ اٹھایا اور سلسلے سے متعلق دو چھوٹے بڑے مخطوطات ملفوظ "مناقب المحبوبین" اور "مخزنِ چشت" کے پہلے ملخص اور پھر مکمل اردو ترجمے کروائے۔ یوں ان ۱،۶۹۴ صفحات کی تیاری میں اعلیٰحضرت تونسوی آپ کے پیران عظام اور خلفاءِ ذیشان کی قابلِ رشک زندگیوں کا ایک ایک گوشہ عرصہ دس سال تک آپ کے زیرِ غور رہا، اور ان کے ارشاداتِ عالیہ کا ایک ایک حرف آپ نے خدا معلوم کتنی بار لکھا اور پڑھا۔ نیز اکابرینِ سلسلہ پر آپ نے ۷۲۶ صفحات تک محیط ۹۶ سوانحی خاکے بھی طبع کروائے جنہیں ان کے عرسوں پر زائرین میں مفت تقسیم کیا۔ اس کے علاوہ ۲۸۸ صفحوں کی ایک علیحدہ کتاب "تذکرہ خواجگانِ تونسوی" پیش کی۔ اور حال ہی میں اعلیٰحضرت مہاروی کے احوال و مناقب کو بڑی محبت سے "حضورِ قبلۂ عالم" کے ۲۸۰ صفحات میں یکجا کیا۔

ایک ماہوار رسالہ "روحانی پیغام" پروفیسر موصوف کے والد صاحب نے آپ کی پیدائش سے ایک سال قبل جاری کیا تھا، جو تقسیمِ ہند تک کسی نہ کسی شکل میں چلتا رہا۔ اسے ۱۹۸۱ء میں پروفیسر صاحب نے نئے ڈیکلریشن کے تحت دوبارہ زندہ کیا، جو تاحالِ تحریر باقاعدگی سے چھپ رہا ہے۔ گذشتہ ۱۳ سالوں میں اس کے ۱۱۶ شمارے اور ۳۱۸ ... صفحات چھپے گویا اوسطاً ۲۸ صفحوں پر مشتمل ۹ رسالے فی سال قارئین تک پہنچے۔ باقاعدہ خریدار یا اشتہارات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ بڑے چشتی صاحب کی طرح آپ بھی خود ہی اس کے ایڈیٹر، پبلشر اور مینجر ہیں۔ ترتیب و ترسیل وغیرہ میں عزیزان ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن تنخواہ دار عملہ قسم کی کوئی شے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ پروفیسر صاحب نے اس میں ۱۱۲ صفحات ... اور ۱۴۴ صفحوں پر مشاہیر کے تذکرے پیش کیے۔

مختصر یہ کہ پروفیسر چشتی صاحب کی تصانیف کا نصف یعنی لگ بھگ ... ہزار صفحے صرف چشتیہ سلسلہ کی نوری اور سلیمانی شاخوں کے لیے مخصوص ہیں۔ ان آستانوں کا اتنا ضخیم اور ثقہ مواد رائج اردو میں پیش کرنے کا منفرد اعزاز جو آپ کے نصیب ہوا وہ کسی دوسرے کے حصے میں شاید ہی آیا ہو۔ آج مجھے بھی پتہ چل گیا ہے کہ ان کے ...

علماء و فضلاء کے ہوتے ہوئے خواجہ خان محمد صاحب تونسویؒ کی دور بین نظروں نے ایسی سنجیدہ ذمہ داری کے لئے پروفیسر صاحب کا چناؤ بالکل صحیح کیا تھا۔ فضلِ رب العلی سے کون انکار کر سکتا ہے لیکن پروفیسر چشتی صاحب کا اس عظیم خاندان سے پیار بھی غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ بڑے تو ہیں ہی بڑے، بچوں تک کے شوق پالنے میں آپ ہمیشہ پیش پیش ہوتے ہیں۔

غوث زماں خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی مختصر سوانح حیات پروفیسر صاحب نے "شہباز طریقت" عنوان کے تحت پہلی بار ۱۳۹۵ھ میں چھپوا کر آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے اس وقت کے مسند نشین خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کی نذر کی۔ مقبولیت کی حد ہوگئی۔ خود خواجہ دلنوازؒ نے اسے دوبارہ چھپوا کر متوسلین میں تقسیم کرایا۔ اس کے بعد حضرت پیر پٹھانؒ کے مختصر حالات و مناقب آپ نے ۱۴۰۷ھ میں "غوثِ زماں" نامی کتابچے میں شائع کئے۔ مناقب و محاسن کی شکل میں اس کا دوسرا حصہ ۱۴۰۸ھ میں منظرِ عام پر آیا۔ اسی سال کچھ اضافوں اور ترامیم کے ساتھ "شہبازِ طریقت" کا تیسرا ایڈیشن بھی شائع ہوا۔ لیکن ہر بار پروفیسر چشتی صاحب کا اعلیٰحضرت تونسویؒ کی مکمل سوانح حیات شایانِ شان طریق سے پیش کرنے کا ارمان مزید شدت ہی اختیار کرتا چلا گیا۔ پندرہ سال پہلے لکھے اس "عرضِ مرتب" کا درج ذیل پیرا زیرِ نظر کتاب کے خدوخال کچھ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

"مخدومی حضرت خواجہ صاحب قبلہؒ نے ایک مفصل و جامع کتاب کی ترتیب واشاعت کے لئے ہدایات فرمائیں۔ امدادی کتب عطا فرمائیں اور دعاؤں سے نوازا۔ یہ کتاب اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کی مکمل سوانح حیات پر مشتمل ہوگی اور تقریباً پانچ سو صفحات کی ہوگی۔"

یوں زیرِ نظر تصنیف پر کام تو پروفیسر چشتی صاحب نے ۱۴۰۸ھ سے بہت پہلے شروع کر دیا تھا؛ اور اس میں شامل ہونے والے مضامین کا مکمل خاکہ تک سوچ بچار کے مرحلوں سے نکل کر قطعی شکل لے چکا تھا، مگر ایسے اہم تذکرے کے لئے شائد فاضل مؤلف کو مزید تجربہ اور فن میں پختگی کی ضرورت تھی، یا کسی اضافی مواد یا مقبول شخصیت کی شمولیت

Marfat.com

کا انتظار تھا۔ بہر حال اس قادرِ مطلق کی طرف سے اس کام کی تکمیل کا یہی وقت مقرر تھا۔
اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو ان کی مرضی کے کاموں میں ہمیشہ ایسے ہی مصروف رکھے آمین۔
زندگی، اہلیت اور توفیق اس ذاتِ والاصفات کی عطا ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے انتہائی
شکر گزار ہیں کہ اس نے ہم سب کو اپنے پیاروں کے ذکر کو بلند کرنے جیسے متبرک کام میں بدنے
درمے یا قلمے شمولیت کا موقع فراہم کیا۔ یا الٰہی جو جو، جتنا جتنا اور جیسا جیسا بھی حصہ ڈال سکا
ہے تیرے علم میں ہے۔ اُسے اپنے فضل و کرم سے اور اپنے پیاروں کے طفیل قبول فرما۔ ہماری
کوششیں ہماری حد درجہ بودی بساط کی مظہر ہیں۔ تُو تو کریم ہے اور تیرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
رؤف الرحیم۔ اے اللہ العٰلمین تو مجسم درگزر ہے اور معاف کرنا تجھے پسند ہے۔ ہم سب کے
سارے ہی گناہ معاف فرما۔ اور جن سے محبت کا ہم دم بھرتے ہیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے
کی توفیق عطا فرما۔

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں زیرِ نظر تذکرے کا اسلوب ہو بہو "حضور قبلۂ عالم"
جیسا بے لاگ و بے تکلف، مگر حد سے زیادہ محتاط ہے معلومات کے اس مفصل خزینے
کے ہر ہر شعبے میں ادب اور محبت کوٹ کوٹ کر بھرے پڑے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی
خوبی اس کے بالکل واضح حوالہ جات ہیں جو کلیتاً قاری کی پہنچ کے اندر ہیں۔ اردو زبان میں
حضرت غوثِ زمانؒ اور ان کے پیغام کو متعارف کرانے کی یہ ایک قابلِ قدر کوشش ہے
جس سے خانقاہ کی اہمیت اور افادیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ دراصل یہ تذکرہ ایک دیرینہ
خلا کو پورا کرتا ہے۔
چونکہ صالحین کے تذکرے ان کی معنوی صحبتوں کے مترادف ہوتے ہیں اس لئے
یہ کتاب بھی خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے تبلیغی مشن کو جاری رکھنے کی ایک اہم کڑی ہے
آپ کی زندگی کے حالات اور مختلف موقعوں پر بیان کردہ ارشاداتِ عالیہ آج بھی مجھ سے
عاصیوں اور خاطیوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔
اس تصنیف میں شامل تصویریں اور خاکے جہاں آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کی شان و شوکت

کے مظہر ہیں، وہاں وہ ایک اہم دینی اور مخصوص تاریخی اہمیت کے بھی حامل ہیں۔ یہ کیا کم ہے کہ ان عمارات میں بالعموم اور مسجد سلیمانی میں بالخصوص مرقوم لکھائیاں محفوظ کر لی گئی ہیں۔ جن میں ۲۲۰ آیاتِ قرآنی، ۱۶ احادیث مبارکہ، دو درجن کے قریب تاریخی قطعات، متعدد دعائیں اور اوراد وظائف، خطبۂ جمعہ، درود شریف، صلوٰۃ و سلام، اسمائے حسنیٰ، شجرائے طریقت وغیرہ سبھی کچھ شامل ہے۔ فاضل مصنف کا ان لکھائیوں کو چشتیہ مسلک کا مظہر کہنا بھی خوب ہے بہت خوب ہے۔

اور آخری مگر نہایت اہم بات کہ، حضرت غوث زماںؒ کی اولادِ ذیشان کا ریکارڈ بھی ۱۹۹۰ء تک مکمل پیش خدمت ہے۔

کوشش تھی کہ حفظ مراتب کے لحاظ سے اس شہبازِ طریقت کا تذکرہ اس کے پیر و مرشد کی سرگزشت سے تجاوز نہ کرنے پائے لیکن تذکروں میں وقت اور ضخامت کی قید لگانا سود مند نہیں ہوتا۔ ایسے لگتا ہے جیسے فاضل مؤلف کا "قلم" اپنے معطی کا زیادہ تابع ہے۔

ایک بار پھر اگر میری سستی آڑے نہ آتی تو اس مسودے کو یقیناً مہینوں بلکہ سالوں پہلے چھپ چکا ہونا چاہیئے تھا۔ ایسے لگتا ہے جیسے اس کاہلی کی اصل وجہ میری نا اہلی ہے جسے فاضل مؤلف نے اپنی اہلیت سے ڈھانپ رکھا ہے۔ ہوا یوں کہ بندہ تو غوث زماں جیسی عظیم شخصیت کی معنوی صحبت میں گم اور پروفیسر صاحب کے لئے بہم انتظار۔ اللہ تعالیٰ میری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ان کی کرم فرمائیوں میں دن دگنی رات چوگنی ترقی فرمائے۔ لامحالہ ایسے کاموں میں لگی ہر ہر ساعت صرف خوشگوار ہی نہیں حد درجہ سود مند بھی ہے۔ اللہ کرے یہ مقدس سفر جاری و ساری رہے۔ آمین۔

اپنے معاونین کے شکر کا اہم اور خوشگوار فریضہ تو فاضل مؤلف نے بطریق احسن خود ادا کر دیا اور احسن جزا کی قیمتی دعا سے بھی نوازا۔ یہ زیب بھی انہیں ہی دیتا ہے۔ میرے لئے تو یہ بات ہی باعث صد افتخار ہے کہ پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب نے ایسی روح پرور تصنیف کی تکمیل پر "اظہارِ تشکر" لکھنے کا شرف اس عاصی و خاطی کو بخشا۔ پانچ سو نہیں، پانچ ہزار

Marfat.com

صفحے لکھنے والے کے لئے مزید دس پندرہ صفحے کیا مشکل تھے لیکن محرم کے ڈھنگ نرالے ہیں۔ کون ہے جو ایسے مبارک موقعوں پر غلاموں کو بھی ساتھ رکھے سچ پوچھیں تو میں آپ کی اس کرم نوازی کا شکر قولی بھی ادا نہیں کر سکتا۔

سب تعریفیں اس "وحدہٗ لاشریک" ہی کو سزاوار ہیں جس نے اپنے پیاروں کے پیاروں کے صدقے ہم سب کو اس عظیم روحانی تجربے سے گزارا۔ بڑے ہی خوش بخت ہیں وہ جنہیں اس منفرد کاروانِ شوق میں کسی طرح شمولیت کا موقع میسر آیا۔ مجھے تو بس ایک ہی دعا آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر چشتی صاحب کو قائم و دائم رکھے، صحت و عافیت سے نوازے، ان کے گھرانے کو شاد اور آباد رکھے اور مجھ ہیچمدان کو ان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

ارشادِ ربانی ہے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔

(النساء)

Marfat.com

مؤلفِ تذکرہ

نام : افتخار احمد، المعروف پروفیسر چشتی صاحب
۱۳۳۵ھ

نام والدِ محترم : مولوی محمد حسین قیس چشتی سُلیمانیؒ دینا نگری

مولد : دینا نگر، ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب)

ولادت : ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۱۷ء

بیعت : حضرت خواجہ میاں محمد عبد الصمد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ ۱۹۳۷ء

خلافت : ۱۔ خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ، سجادہ نشینِ خامس، آستانہ عالیہ سُلیمانیہ، تونسہ شریف، ۱۹۷۳ء

۲۔ حضرت میاں محمد باقر فریدیؒ، نبیرہ و سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت شاہ عبد السلام سلیمیؒ و حضرت میاں عبد الصمد دہلویؒ ۱۹۷۵ء

تعلیم : ۱۔ فاضلِ فارسی، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۳۴ء

۲۔ ڈپلومہ ان جرنلزم، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۴۹ء

۳۔ ایم اے علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۵۲ء

مصروفیات : ۱۔ مدرس مڈل سکول، دینا نگر ضلع گورداسپور، ۵ سال

۲۔ اسلامک ریکنسٹرکشن ڈیپارٹمنٹ، لاہور، ۱ سال

۳۔ لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ کالج، جھنگ، ۳ سال

۴۔ صدر شعبۂ اسلامیات گورنمنٹ کالج، لائل پور، ۲۰ سال

ریٹائرمنٹ : ۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء

Marfat.com

دینی وعلمی خدمات :

۱۔ بانی مجلسِ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج، لائل پور
۲۔ بانی رکن مجلسِ اقبال، لائل پور
۳۔ بانی رکن جامعہ چشتیہ ٹرسٹ، لائل پور
۴۔ بانی چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد
۵۔ بانی اسلامک اکیڈمی ٹرسٹ (رجسٹرڈ) فیصل آباد
۶۔ ایڈیٹر و پبلشر ماہنامہ روحانی پیغام، فیصل آباد
۷۔ خطیب مسجدِ مزمل، مزمل روڈ، نزد گٹ والا پارک، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

فرزندان :

۱۔ میاں اقبال چشتی
۲۔ میاں ظفر زماں چشتی
۳۔ میاں ہارون احمد چشتی

ایڈریس :

کاشانۂ چشتیہ، فرحت منزل، گلی نمبر ۷، وکیلاں والی چنیوٹ بازار، فیصل آباد، پاکستان

ٹیلی فون، کاشانۂ چشتیہ : ۶۴۳۸۸۵۵ - ۰۴۱
ٹیلی فون، مسجدِ مزمل : ۳۶۱۶۹۸ - ۰۴۱

نوٹ : تذکرہ ہٰذا کی تیاری کے دوران چشتیہ اکادمی نے آپ کی ایک اور کتاب نشر کی۔

۱۔ مکتوباتِ مہاروی۔ اردو ترجمہ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء صفحات ۴۵۶

Marfat.com

نگارشات

ا۔ قرآن حکیم پر درسی کتابیں: (۷۳۲ صفحات)

۱۔ تعارفِ قرآن ـ از افتخار احمد چشتی، غلام احمد حریری اور صفدر علی چوہدری
جدید بک ڈپو: اُردو بازار لاہور / بھوانہ بازار لائل پور صفحہ ۱۰۰

۲۔ تشریح القرآن: سورۂ محمد، فتح اور حجرات
از افتخار احمد چشتی اور صفدر علی چوہدری
جدید بک ڈپو: اُردو بازار لاہور / بھوانہ بازار لائل پور صفحہ ۲۱۸

۳۔ تشریح القرآن: سورۂ آلِ عمران
از افتخار احمد چشتی، غلام احمد حریری اور صفدر علی چوہدری
جدید بک ڈپو: اُردو بازار لاہور / بھوانہ بازار فیصل آباد صفحہ ۴۱۶

ب۔ اکابرینِ سلسلہ کے سوانحی خاکے: (۲۱۷ صفحات)

۴۔ ذکرِ حبیب ـ مختصر سوانح حیات حضرت صوفی محمد حسین قیصر چشتی سلیمانیؒ
پہلی بار: افتخار احمد چشتی ۱۹۶۸ء صفحہ ۳۰
دوسری بار: پروفیسر افتخار احمد چشتی ۱۹۸۱ء ـ صفحہ ۳۶

۵۔ شہبازِ طریقت ـ مختصر سوانح حیات حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ
پہلی بار: پروفیسر افتخار احمد چشتی ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء ـ صفحہ ۲۸
دوسری بار: خواجہ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء ـ صفحہ ۲۸
تیسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۲۴

۶۔ پیرِ کامل ـ مختصر حالات حضرت خواجہ شاہ محمد عبداللہ صمد فخری تیرہی سلیمی چشتی دہلویؒ
پہلی بار: جامعہ چشتیہ لائل پور ۱۹۶۹ء ـ صفحہ ۳۲

۷۔ قبلۂ عالم ـ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے مختصر حالات
پہلی بار: جامعہ چشتیہ فیصل آباد ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء ـ صفحہ ۳۲
دوسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۳۲

۸۔ آفتابِ چشتیاں ـ سوانحی خاکہ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ
پہلی بار: پروفیسر افتخار احمد چشتی ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء ـ صفحہ ۲۳
دوسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۲۴

۹۔ حامیِ چشتیاں ـ مختصر حالات حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ
پہلی بار: جامعہ چشتیہ سلیمانیہ فیصل آباد ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء ـ صفحہ ۳۲
دوسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۲۴

۱۰۔ خواجۂ دلنواز ـ مختصر حالات حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ
پہلی بار: مکتبہ الفوائد فیصل آباد ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء ـ صفحہ ۵۶
دوسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۲۴

۱۱۔ عطائے موسوی ـ مختصر حالات حضرت خواجہ محمد موسیٰ تونسویؒ
پہلی بار: مکتبہ الفوائد فیصل آباد ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء ـ صفحہ ۳۶
دوسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۲۴

۱۲۔ ماہتابِ تونسہ ـ مختصر حالات حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسویؒ
پہلی بار: مکتبہ الفوائد فیصل آباد ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء ـ صفحہ ۳۶
دوسری بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء ـ صفحہ ۲۴

۱۳۔ غوثِ زماں ـ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ، مختصر حالات و مناقب
پہلی بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۰۷ھ ـ صفحہ ۳۲

۱۴۔ غوثِ زماں ـ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ، مناقب و محاسن
پہلی بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۰۸ھ ـ صفحہ ۱۶

۱۵۔ سرورِ چشتیاں ـ بابا حضرت شیخ تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ کا مختصر تعارف
پہلی بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۰ھ ـ صفحہ ۱۶

۱۶۔ غوثِ زماں ـ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ، مناقب منظوم منتخب
پہلی بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۰ھ ـ صفحہ ۱۲

۱۷۔ قبلۂ عالم ـ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی خدمتِ عالیہ میں گلہائے عقیدت
پہلی بار: چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۱ھ ـ صفحہ ۱۶

۱۸۔ چراغِ چشتیاں ـ مختصر حالات و مناقب حضرت میاں نور جہانیاں چشتی محمودی مہارویؒ
پہلی بار: پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء ـ صفحہ ۳۶

ج۔ پیش لفظ و تقاریظ: (۱۶ صفحات)

۱۹۔ فراقِ مرشد ـ از محمد فیروز بابر ـ ۱۹۶۹ء
پیش لفظ: صفحہ ۱

۲۰۔ مرغوب العاشقین ـ از ڈاکٹر سید مرغوب حسن گیلانی ـ ۱۴۰۰ھ
پیش لفظ: صفحہ ۳۹-۳۹

۲۱۔ مقالاتِ اختر ـ از ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ۱۴۰۵ھ
تعارف: صفحہ ۲۱-۲۱

۲۲۔ یا نبی سلام علیک ـ از پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالقیوم حسان ۱۴۰۶ھ
پیش لفظ: صفحہ ۱۲-۱۳

Marfat.com

۲۳- مناقب الفرید۔ از پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ۱۴۰۷ھ

پیش لفظ : ص۳

۲۴- تذکرۂ شیخ۔ از خواجہ شاہ محمد عبد الصمد فریدی فخری ۱۴۰۸ھ

پیش لفظ ، ص۳-۴

تعارف مخزن چشت۔ از پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ۱۴۰۹ھ

گزارش احوال ، ص۱-۵

۲۶- تذکرۂ فریدیہ۔ از مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی ۱۴۰۹ھ

عرض مرتب : ص۱-۱۰

۲۷- قدسی حافظ نعت بحضور سید الکونین۔ از پروفیسر افتخار احمد چشتی

حرف آغاز : ص۱-۲

۲۸- فخر جہاں۔ از شاہ محمد عبد الصمد فخری فریدی سلیمی چشتی دہلوی ۱۴۱۱ھ

حرف اوّل و عرض مرتب : ص۱-۶

۲۹- اُسوہ، فیصل آباد۔ از فقیر محمد ندیم باری

پیش لفظ : ص۵-۶

۳۰- تاج العارفین۔ از پیر محمد اجمل چشتی فاروقی ۱۴۱۱ھ

پیش لفظ ، ص۱۴-۲۰

۳۱- خاتم النبیین کے حضور ہدیہ اشعار۔ از حافظ لدھیانوی ۱۹۹۳ء

پیشوائی ، ص۳-۶

۳۲- اخلاق سردار عالم۔ از شاہ محمد عبد الصمد فریدی فخری سلیمانی دہلوی

اظہار تشکر و تعارف مؤلف : ص۲۱-۲۳

طبع سوم ، اظہار تشکر : ۵-۶، تعارف مؤلف : ۷-۱۰

۳۳- مرغوب الصالحین۔ از ڈاکٹر مرغوب محسن گیلانی ۱۴۱۴ھ

پیش لفظ : ص۲۶-۳۱

د- مفصّل تذکرے۔ (ص۲۰)

۳۴- تذکرہ خواجگان تونسوی (جلد اوّل) تالیف ، پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی

چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء - ص۴۸۶

۳۵- حضور قبلۂ عالم (احوال و مناقب) تالیف ، پروفیسر افتخار احمد چشتی صدری سلیمانی

چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء - ص۴۸۰

۳۶- تذکرہ غوث زماں (احوال و مناقب) حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی

تالیف ، پروفیسر افتخار احمد چشتی صدری سلیمانی

چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء - ص

۷- تحقیقی مقالے (۲۰۶ صفحے)

۲۷-۲۹- جشن اور انٹرنیشنل کانفرنسوں میں بطور مندوب شمولیت اور مقالے پیش کرنا۔

۴۰- علامہ اقبال کا تصور مذہب ۲۰۰ صفحات

۴۱- جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ مغربی پاکستان

جامعہ چشتیہ ٹرسٹ لائل پور ۱۹۶۰ء ۸۰۶ صفحات

۵- تراجم مع گرانقدر اضافے (۲۰۶۲ صفحات)

۴۲- مناقب المحبوبین۔ از حاجی نجم الدین سلیمانی ۱۲۸۰ھ

مخلص اردو ترجمہ ، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء - ص۲۴۰

۴۳- مخزن چشت۔ از خواجہ امام بخش مہاروی ۱۲۷۷ھ

مخلص اردو ترجمہ : چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۶ء - ص۲۱۲

۴۴- مناقب المحبوبین۔ از حاجی نجم الدین سلیمانی ۱۲۸۰ھ

مکمل اردو ترجمہ : چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء - ص۴۰۶

۴۵- مخزن چشت۔ از خواجہ امام بخش مہاروی ۱۲۷۷ھ

مکمل اردو ترجمہ ، چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء - ص۶۳۵

۴۶- رقعات مرشدی۔ از میاں حضرت شاہ محمد عبد الصمد فریدی چشتی ۱۴۲۲ھ

مکتوبات و ترجمہ ، چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء - ص۱۲۸

۴۷- فخر الحسن۔ از محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی ۱۳۱۵-۱۳۲۰ھ

متن و ترجمہ ، چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء - ص۲۴۴

ز- چند معیاری تذکروں کی طبع مکرر (۱۴۷ صفحات)

۴۸- تذکرۂ شیخ۔ شاہ محمد عبد الصمد فریدی دہلوی کی تحریر ۱۳۲۷ھ

چشتیہ اکادمی فیصل آباد ، ۱۴۰۹ھ - ص۱۰۲

۴۹- تذکرہ فریدیہ۔ تالیف ، حضرت مولانا محمد مشتاق احمد چشتی صابری انبیٹھوی

۱۳۲۹ھ ، چشتیہ اکادمی فیصل آباد ، ۱۴۰۹ھ - ص۲۸

۵۰- فخر جہاں۔ تالیف ، حضرت میاں شاہ محمد عبد الصمد فخری فریدی سلیمی چشتی

چشتیہ اکادمی فیصل آباد ، ۱۴۱۱ھ - ص۳۶

۵۱- اخلاق سردار عالم۔ حضرت خواجہ شاہ محمد عبد الصمد فریدی فخری سلیمی دہلوی

کابیان ۱۳۴۸ھ ، چشتیہ اکادمی فیصل آباد ۱۴۱۱ھ - ص۲۸

ح- ماہنامہ "روحانی پیغام" کی اشاعت

۱۹۸۱ء سے باقاعدہ جاری ہے۔ اس کی ۱۲ جلدیں نکل چکی ہیں۔ اور کل ۲۱۸ صفحات [illegible] ہیں اوسطاً ۲۰ صفحے [illegible] کی شکل و پہلے تاثرات کرام [illegible] پروفیسر صاحب کی بے نظیر [illegible] سوسے [illegible] ۱۱ صفحات بطور اداریے لکھے [illegible]

حرفِ آخر

اُردو اُور فارسی کے لگ بھگ سوا دو سو قلمی و مطبوعہ نُسخے کھنگالنے کے بعد جناب محمد حسین للّٰہی نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ "حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی ؒ اور ان کے خلفاء" کے اختتام پر ۱۹۷۹ء میں لکھا تھا:

"جو کچھ ہم نے اِس کتاب میں لکھا، حرفِ آخر نہیں ہے۔ یہ تو حرف راہ روِ منزل کے لئے ایک نشانِ راہ ہے۔"

آج پندرہ ۱۵ سال بعد زیرِ نظر تذکرہ بھی کچھ اِسی قسم کے تاثرات پر ختم ہو رہا ہے۔ کیونکہ مواد کی وسعت اُور گوناگونیت نے میری کم مائیگی کو اور اُجاگر کر دکھایا۔ دراصل احوال کو گرفت میں لانا کوئی آسان کام نہیں۔ یا شاید یہ "تبلیغ بالحکمۃ" کا تقاضا ہے کہ اللہ کے دوست جو کچھ دیکھتے اُور جانتے ہیں وُہ ایسے اشاروں اُور کنایوں سے بیان کرتے ہیں کہ خواص کے علاوہ دوسروں کو کانوں کان خبر ہی نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا یہ نامکمل سی کوشش بھی اِس بحرِ بیکراں کا ایک سطحی سا جائزہ ہے، جسے ایک مردِ کامل کی یاد تازہ کرنے کے مترادف تو کہا جا سکتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

حضراتِ گرامی، اہلِ سلسلہ اُور قارئینِ کرام سے میری یہ درخواست ہے کہ اِس تصنیف میں جو جو خامیاں دیکھیں انہیں میری کم علمی، کج فہمی اُور کم ہمّتی پر محمول فرماتے ہُوئے درگزر فرمائیں۔ مگر ان کی نشاندہی کرنا نہ بھولیں، تاکہ ان کی اصلاح ہو سکے۔ اور جو خُوبیاں دیکھیں اسے صاحبِ تذکرہ کا کرمِ خاص سمجھیں۔

اِس گراں بہا تذکرہ کی تکمیل پر مَیں اللہ تعالیٰ کا شُکر کِن الفاظ میں اَدا کروں۔

Marfat.com

یہ اس ذاتِ والاصفات کا کرمِ خاص ہے کہ کمترین کو مطلوبہ حوصلہ، ضروری مواد و سامان کھلا وقت اور خاطر خواہ توفیق بخشی جس کے بغیر یہ صبر آزما کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

زیرِ نظر کتاب پر کام کئی سالوں سے جاری تھا، اس لئے مجھے اپنے بزرگوں دوستوں اور عزیزوں کی ایک جماعت کا تعاون حاصل رہا۔ جو قیمتی اور نایاب مواد کی فراہمی سے لے کر بروقت اور گرانقدر مشوروں ہی تک محدود نہ تھا بلکہ دواؤں اور دعاؤں پر بھی محیط تھا۔ میں ان سب کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو احسن جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

میں جانتا ہوں کہ میرے شکر کے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ نہ تو ان کرم فرماؤں کی شان کے مطابق ہیں اور نہ ان کی اعانت کے متناسب۔ دراصل یہ میری اپنی ایک احتیاج ہے جسے میں پورا کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔

سب سے پہلے میں اپنے والدین، اساتذہ اور مشائخ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ذکرِ حبیب ﷺ اور ذکرِ اولیاء اللہ کی لذت سے روشناس کرایا۔

خواجہ خان محمد تونسوی نے اس اہم ضرورت کو سب سے پہلے محسوس کیا، مجھے باور کرایا، ضروری کتابیں فراہم کیں، میری رہنمائی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔

حضراتِ تونسوی نے بالعموم اور خواجہ عبدالمناف صاحب نے بالخصوص اس خلا کو پُر کرنے کی طرف کئی بار توجہ دلائی۔

حضرت میاں نورِ جہانیاں محمودی مہاروی کا اپنا ہی انداز تھا۔ تاکید بھی فرماتے امداد بھی پہنچاتے اور حوصلہ بھی بڑھاتے۔

سجادہ نشینانِ عظام جناب صاحبزادہ میاں غلام معین الدین صاحب مہاروی اور جناب خواجہ عطاء اللہ خان صاحب تونسوی نے علی الترتیب "کلماتِ خیر" اور دعائیہ کلمات عطا فرمائے جنہیں تبرکاً شاملِ تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

چشتیاں شریف سے جناب پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی کا بھرپور تعاون اور

بھار شریف سے جناب میاں عبدالصمد صاحب اور حاجی کریم بخش صاحب کی رہنمائیاں مجھے کبھی نہ بھولیں گی۔

میرے ایک دیرینہ کرم فرما خلیفہ رحیم بخش صاحب سُلیمانی نے تو اتنا کچھ عطا کیا کہ میں پوری طرح سے سمیٹ بھی نہیں سکا۔

تولسہ شریف ہی سے حافظ عبدالخالق صاحب، حافظ غلام یٰسین صاحب اور جناب محمد رمضان معینی صاحب نے آستانہ عالیہ کے کوائف جمع کرنے میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ مؤخر الذکر نے تو حضرت خواجہ خیر محمدؒ کی اولادِ ذیشان تک ہماری رسائی کو ممکن بنایا۔

جناب شاہ محمد پہلوان سُلیمانی اور پروفیسر محمد انور بابر چشتی نے دره بیرون سے بذریعہ خطوط ہماری معلومات میں گرانقدر اضافے کئے۔ ان کی محبت اور خلوص سے پُر اطلاعات کے ہم منتظر رہتے۔

رُفقائے محترم میں سے پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن صاحب نے "فلیپ"، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب نے "دیباچہ" اور پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ صاحب نے "تعارف" لکھا۔ پروفیسر منظور حُسین سیالوی نے نظرِ ثانی کی۔

میرے فرزندانِ عزیز میاں اقبال چشتی، میاں ظفر چشتی اور میاں ہارون چشتی، برادرانِ طریقت پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی، حاجی اصغر علی طاہر چشتی اور جناب محمد طارق ظہور چشتی اور دیگر فرزندانِ روحانی بھی حسبِ معمول قسم قسم کی خدمت میں پیش پیش تھے۔ میں یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان سب کا پُرخلوص تعاون ہی اس کبر سنی میں مجھے ایسے مبارک کاموں کے لئے اُبھارتا رہتا ہے۔

میرے کچھ مہربان ایسے بھی ہیں جن کے نام قصداً نہیں دیئے جا رہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں ان حضرات کی دُعاؤں، اعانت اور تائید کے بغیر یہ تذکرہ ہرگز نہ پیش کر پاتا۔ میں ان سب کاوشوں کو بلا امتیاز سراہتا ہوں مقدار سے قطع نظر، کون جانے کس کا کونسا عمل اُس کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ میں

Marfat.com

دُعا گو ہُوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی شان کے مطابق جزا دے۔ آمین

مَیں اپنے رفیقِ محترم اور خلیفۂ مجاز پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب چشتی کا بے حد ممنون ہُوں جن کا تعاون ابتداء سے آخر تک مجھے حاصل رہا۔ انہوں نے اس تالیف کی ترتیب کے جُملہ مراحل میں نہایت محبّت و اخلاص سے میرا ساتھ دیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ ان کی معاونت کے بغیر مَیں اِس تذکرہ کو مکمل نہ کر پاتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں اَحسن جزاء عطا فرمائے۔ آمین

تذکرہ غوثِ زماںؒ کی تکمیل پر کن الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں؟ یہ اُس ذاتِ کریم کا کرمِ خاص ہے کہ اِس خاکسار کو یہ توفیق بخشی۔ حضراتِ خواجگانِ تونسوی سے خاص طور پر معافی چاہتا ہُوں کیونکہ مَیں اس تالیف کا حق ادا نہیں کر سکا۔ جو ذکر بھی اِس میں رہ گیا ہے، اِسے میری کم علمی اور کم ہمّتی پر محمول فرمائیں۔ جو کچھ بھی پیش کیا جا سکا ہے اِسے اَز رہِ لُطف و کرم قبول فرمائیں۔ اور اپنی خصوصی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

طالبِ دُعا

افتخار احمد چشتی محمدی سلیمانی

۶ شوال ۱۴۱۵ھ

(افتخار احمد چشتی محمدی سلیمانی عفی عنہ)

Marfat.com

شہبازِ طریقت حضور پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں

ہمیں بس فخر عرفانم کہ خاکِ کوئے جانانم
غلامِ شہ سلیمانم مرا از حشر باکے نے

خادم الفقراء

افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شُکرِ خدائے کن کہ موفق شدی بخیر
زانعام و فضلِ اُو نہ معطّل گذاشتت

منّت منہ کہ خدمتِ سُلطاں کنی ہمے
منّت شناس ازاو کہ بخدمت بداشتت

(حضرت سعدیؒ)

ترجمہ: تُو خُدا تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ خیریت سے کامیاب ہو گیا۔ اُس نے اپنا فضل اور انعام تجھ پر مُعطل نہیں کیا۔

تُو یہ احسان نہ کر کہ تُو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے بلکہ یہ اُس کا احسان سمجھ کہ اُس نے تجھے خدمت کے لئے رکھا ہے۔

Marfat.com

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بقول شخصے سیّد امیر علی اور سیّد احمد خاں سے لے کر اب تک اِلّا ماشاء اللہ ہوتا یہ چلا آرہا ہے کہ ہمارے لکھنے والے اوّل یورپ اور یورپ والوں سے مرعوب ہوتے ہیں۔ اُن کے خیالات کو حق کا معیار قرار دیتے ہیں، اس کے بعد مذہب پر قلم اُٹھاتے ہیں۔ پہلا خسارہ یہ ہوتا ہے کہ تقدّس کا جذبہ دِل سے رُخصت ہو جاتا ہے، تقدّس کے بعد ادب جاتا ہے اور ان دو صفتوں کے سلب ہونے کے بعد کسی تالیف میں کیا رہ جاتا ہے

اس روش سے ہٹ کر چلنے والوں میں پروفیسر افتخار احمد چشتی کا نام بہت نمایاں ہے۔ عہدِ موجودہ میں مذہب اور اکابرینِ دین پر ڈوب کر اور اپنی ذات کو مٹا کر لکھنے والوں میں وہ ایک امتیازِ خاص کے مالک ہیں۔ ان کی نگارشات اور تالیفات کی ایک بڑی پہچان، اپنے اکابر سے گہرا قلبی ربط اور ارتباط ہے جو بجائے خود اُن کے اُسلوب کو تقدّس آمیز اور ادب آموز بنا دیتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے احوال و مناقب پر اُن کی زیرِ نظر تالیف اُن کے دل آویز اسلوبِ جمیل کی تازہ مثال ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پڑھنے والے اس سے حلاوت پائیں گے اور اِسے حرزِ جاں بنائیں گے ــــ اور پروفیسر افتخار احمد چشتی کا مرتّب کردہ تذکرہ آنے والے برسوں میں اس موضوع پر دُوسرے متعدّد تذکروں کی بنیاد بنے گا اور چراغ سے چراغ روشن ہونے کی روایت کو مستحکم تر بنائے گا۔

ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن ایم اے، پی ایچ ڈی
پروفیسر و صدر، شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج، لاہور

مکتبۃ الفوائد فرحت منزل، گلی وکیلاں نمبر ۷ جھنگ
فیصل آباد فون نمبر ۱- ۳۸۸۵۵

Marfat.com